بفیض: تاجدارِ اہلِ سنت حضور مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ عنہ

مجھ میں وہ تابِ ضبطِ شکایت کہاں ہے اب
چھیڑو نہ مجھ کو میرے بھی منہ میں زباں ہے اب

دست و گریباں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مؤلف

انجینئر محمد مختار تیمور قادری

ناشر: جماعت رضائے مصطفےٰ

اورنگ آباد، مہاراشٹر

بہ فیض تاجدارِ اہلِ سنّت حضور مفتی اعظم محمد مصطفی رضا قادری نوری رضی اللہ عنہ

فیصلہ وقت کرے گا مگر اے دشت ستم
ہم تو رگ رگ سے اپنا لہو نچوڑ آئے ہیں

دست و گریباں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مولف
محمد ممتاز تیمور رضوی

باہتمام

مقدام العلماء الاغبرین

مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابو حفص پیر سید مظفر شاہ قادری حفظہ اللہ تعالی

ناشر

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : دست وگریباں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

مؤلف : محمد ممتاز تیمور رضوی

کمپوزنگ : ایان احمد رضوی

صفحہ سازی : محمد زبیر قادری

مصحح : سید وہاج علی

سن اشاعت: صفرالمظفر 1441ھ بہ مطابق اکتوبر 2019ء

تعداد : 1100

صفحات : 573

انتساب

والدہ محترمہ

اور

عم جان

کے نام

محمد ممتاز تیمور

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔ اما بعد!

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے مرید جناب ابوایوب (درحقیقت سرا عیوب) قادری صاحب نے اہل سنت و جماعت المعروف بریلوی علماء کے درمیان ہونے والے اختلافات پر مبنی کتاب بہ نام "دست و گریباں" لکھی اور اس کی چار جلدیں مارکیٹ میں آچکی ہیں۔

اس کتاب میں موصوف نے یہ ثابت کرنے کی جان توڑ کوشش کی ہے کہ بریلوی علماء آپس میں برسرپیکار رہتے ہیں۔

ابوایوب صاحب نے دیوبندی روایتی حکمت عملی (دراصل دفع الوقتی) کا سہارا لے کر یہ ساری کاوش کی ہے تا کہ ان کے اپنے گھر کے جھگڑے منظر عام پر نہ آسکیں یا کم از کم بات کا رخ موڑنے کے لئے یہ ساری کاروائی کی ہے۔

موصوف شاید یہ بات فراموش کر گئے کہ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر نہیں مارے جاتے لیکن کیا کریں ان کی بے شرمی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔

کتاب کو پڑھ کر اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف کا سینہ علماء اہل سنت کے بغض سے بھرا ہوا ہے۔ اپنے اس ناپاک مشن کی تکمیل کے لئے ابوایوب صاحب نے دجل فریب جھوٹ، خیانت، افتراء بازی الغرض ہر اس بات کا سہارا لیا ہے جس سے ان کے مذموم مقصد کو تقویت پہنچے۔

غیر معتبر علماء کے حوالے نیز متنازع شخصیات اور تفردات کے سہارے انہوں نے کتاب کے حجم کو بڑھا دیا ہے۔ نیز مکررات نے کتاب کی بدصورتی میں اضافہ کیا ہے۔
بہر حال جیسے کو تیسا کے تحت اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی تھی اسی طرز کے باہمی جھگڑوں کی نشان دہی ان کے اپنے گھر سے کی جائے۔ تاکہ کم از کم حساب برابر ہو سکے۔

الحمد للہ! نوجوان محقق جناب محمد ممتاز تیمور قادری صاحب نے یہ کام بہ خوبی سر انجام دیا ہے۔ اور بڑی جان فشانی سے حوالے جمع کئے ہیں۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ باہمی مناقشوں اور فسادات سے قصر دیوبند گونج رہا ہے۔

لیکن اہل حق ہونے کے ناطے تیمور صاحب نے محض جھوٹ کا سہارا نہیں لیا بلکہ جو بات بھی پیش کی ہے پوری دیانت داری کے ساتھ کی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ مؤلف کی تمام مساعئ جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے ان کی اس عظیم خدمت کو اہل سنت کے لئے نافع بنائے۔ اس کتاب کی اشاعت میں معاونت کرنے والے تمام احباب کو بارگاہ ایزدی سے بہترین صلہ نصیب ہو۔ آمین

مؤلف مذکور اس سے پہلے بھی اپنی تصانیف کے ذریعے ساجد خان دیوبندی کا ناطقہ بند کر چکے ہیں۔ اس دفعہ ذلت سے سرفراز ہونے کا قرعہ ابوایوب صاحب کا نکل آیا ہے۔ امید ہے قارئین اس کاوش کو سراہیں گے۔

محمد ظفر رضوی

عفا عنہ الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

عرض مولف

قارئین کرام! برصغیر پاک وہند میں اپنی حکومت کو قائم کرنے کے لیے انگریز نے ''divide and rule'' کے اصول پہ عمل کیا۔ انگریز پادریوں نے ہندوستان میں آکر ایک رپورٹ تیار کی، جس میں ایک ایسا آدمی تلاش کرنے پر زور دیا گیا جو اپنے ظلی نبی ہونے کا اعلان کر سکے (پیش لفظ، بیس بڑے مسلمان از خالد محمود دیوبندی ص ٦)

مگر کسی قسم کے دعویٰ سے قبل ایسا سازگار ماحول پیدا کیا گیا جس سے انہیں اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں آسانی ہو سکے۔ چنانچہ سب سے پہلے انگریز کے ایماء پر اسماعیل دہلوی نامی بندے نے ایک کتاب ''تقویۃ الایمان'' لکھی جس نے ہندوستان کے اندر تہلکہ مچا دیا، اور مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، اس کتاب میں جگہ جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخیاں کی گئیں، ان کو بے بس، لاچار اور صرف پیغام رساں کے طور پر پیش کیا گیا، مگر دوسری طرف انہی صاحب نے ایک اور کتاب صراط مستقیم ترتیب دی جس میں اپنے وہابی دیوبندی پیر کی شان کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا، اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے مولوی قاسم نانوتوی نے ایک کتاب تحذیر الناس لکھی جس میں یہ شوشہ چھوڑا کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا'' (تحذیر الناس) اسی طرح

حضور ﷺ کے علم کو شیطان سے کم بلکہ جانوروں اور پاگلوں کے برابر معاذ اللہ قرار دیا گیا (مفہوم)، مگر دوسری طرف اپنے دیوبندی مولویوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ایسی گستاخیوں کی بدولت مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کر دیا۔

قارئین! ان حضرات کی مخالفت ہر دور میں ہوئی اور امام اہل سنت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں حضرات دیوبند کی عبارات بشمول مرزا غلام احمد قادیانی علمائے حرمین کی خدمت میں پیش کیں جنہوں نے ان حضرات پر کفر کا فتویٰ دیا جو "حسام الحرمین" کے نام سے طبع ہوئی، دیوبندی حضرات آج تک ان کفریہ عبارات کی صفائی دے نہیں پائے، تو اپنی اس خفت کو مٹانے کے لیے انہوں نے اہل سنت خصوصاً سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پہ اعتراضات شروع کر دیئے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی "دست و گریباں" نامی دیوبندی کتاب ہے، بے راہ روی کے اس دور میں جب لوگ دین سے دور ہو رہے ہیں تو بجائے لوگوں کے ایمان کی حفاظت کے، اس قسم کی فرقہ وارانہ کتابیں منظر عام پر لا کر عوام الناس میں تشویش پیدا کی جا رہی ہے، اپنے احباب کے ساتھ ایک نشست میں 'دست و گریباں' نامی کتاب کا تذکرہ ہوا تو یاران محفل نے بندہ سے اس کتاب پر ناقدانہ تبصرہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا، بندہ پہلے تو عدیم الفرصتی کی وجہ سے پس و پیش کا شکار رہا، مگر پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کا مبارک نام لیکر اس کتاب کا جواب لکھنا شروع کر دیا، اپنی کم علمی کا احساس بھی تھا مگر اپنے کریم مالک پر یقین بھی، کیونکہ اصل کام تو اس کی عطا و مرضی سے ہی ہوتا ہے انسان تو ظاہری سبب ہے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس کتاب کو نافع الخلائق بنائے اور اس بندہ عاجز کے لیے توشہ آخرت کے طور پر قبول کرے۔ آمین

مقدمہ

ناظرین! کچھ عرصہ سے دیوبندی حضرات کے ایک مخصوص گروہ کی طرف سے فرقہ وارانہ مواد پر مشتمل کتب شائع کی جارہی ہیں، جن کو پہلے تو اس وجہ سے کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی کہ ان میں نئی کوئی چیز نہ تھی بلکہ وہی پرانی شراب نئی بوتل میں ڈال کر سادہ لوح لوگوں کو بے وقوف بنایا جارہا تھا، مگر جب یہ گروہ اپنے اس فعل قبیح سے باز نہیں آیا اور مسلسل کتب شائع کرنے میں مشغول رہا، تو مجبوراً علمائے اہل سنت کو بھی اپنے قلم کو جنبش دینی پڑی اور جوابی کتب کو منظر عام پہ لانا پڑا، جن میں

(۱) ''سبز عمامہ کی برکت سے کذاب جل اٹھے'' از علامہ کاشف اقبال مدنی

(۲) ''اہلِ سنّت کی پہچان'' از علامہ غلام مرتضیٰ ساقی

(۳) ''قہر خداوندی بر فرقہ دیوبندی'' (دو جلدیں) از علامہ اختر رضا مصباحی

(۴) ''حسام الحرمین اور مخالفین'' از علامہ انس مدنی

(۵) ''یہ آئینہ انہی کے لئے ہے'' از علامہ ابو حامد

(۶) ''ہدیہ بریلویت پہ ایک نظر'' از علامہ ابو عبداللہ نقشبندی

(۷) ''دفع اعتراضات الخبث'' از محمد ممتاز تیمور قادری

(۸) ''کنز الایمان اور مخالفین مع داستان فرار پہ ایک نظر'' از محمد ممتاز تیمور قادری

(۹) ''ازالۃ الوسواس'' از قاری ارشد مسعود چشتی

(۱۰) ''محاسن اعلیٰ حضرت'' از علامہ افضال احمد نقشبندی

قابل ذکر ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہماری یہ کتاب ہے، جس میں ''دست و

گریباں'' نامی کتاب پہ ناقدانہ تبصرہ قلمبند کیا گیا ہے، ''دست وگریباں کیا ہے؟ غیر مستند اور غیر معتبر حضرات کے اقوال، جعلی حوالہ جات، فروعی مسائل میں اختلافات، علمائے کرام کے تفردات، تجاہل عارفانہ اور تخریب کاری کی لرزہ خیز داستان پر مشتمل جہالت کا ایک ملغوبہ، جس کے جواب کی چنداں ضرورت نہ تھی، مگر کیونکہ دیوبندی حضرات اس کتاب کو لاجواب سمجھتے ہیں اور بحث کچھ بھی ہو اسی کتاب کا تذکرہ شروع کر دیتے ہیں اور تعریفوں کے پل باندھتے ہیں، اس لیے کتاب مذکور پر سنجیدہ اور علمی انداز سے تجزیہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

ناظرین! زیر نظر کتاب نہایت ہی کمزور اور بے سروپا مواد پر مشتمل ہے، اس سے پہلے کہ ہم کتاب کا باقاعدہ جواب دیں چند چیزیں بطور مقدمہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔
معترض صاحب لکھتے ہیں:۔

> ''جب تک کسی کا صحیح تعارف نہ ہو اس وقت تک اس کے متعلق کچھ کہنا وقت کا ضیاع ہے اور کسی تبصرہ نگار کا تبصرہ بے سود ہے۔ ہاں! جب صحیح تعارف ہو جائے تو تبصرہ کیا جا سکتا ہے۔''
>
> (نورِ سنت، شمارہ نمبر ۱۵، ص ۱۴)

لہٰذا ہم جناب کے اس قول کے مطابق ان کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

اکاذیب ابوایوب دیوبندی

مرتب ''دست وگریبان'' کذب بیانی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اور اگر جھوٹ بولنے کا عالمی مقابلہ انعقاد کیا جائے تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ جناب مرتب صاحب بلا مقابلہ جیت جائیں گے، بہرحال ہم ان کے چند اکاذیب کی نشاندہی کیے دیتے ہیں۔

نمبر1

مرتب صاحب لکھتے ہیں:

"بانی بریلویت جناب احمد رضا خان صاحب۔" (دست وگریباں، ج ا،ص ۲۷)

یہ جناب کی تہمت ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کسی فرقہ کے بانی تھے، بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہلِ سنّت کے ایک عظیم عالم دین تھے، کسی فرقہ کے بانی ہرگز نہ تھے، اور بریلویت کا نام جو دیوبندیوں نے ہم سنیوں کا رکھا ہوا ہے یہ کوئی الگ فرقہ نہیں بلکہ اہلِ سنت ہی ہیں، اور اہلِ سنّت ہی اسلام کے ترجمان ہیں، جیسا قرآن و سنت کے دلائل سے ثابت ہے، تفصیل کے لیے بندہ کی کتاب "اعلیٰ حضرت ترجمان اسلام" کی طرف مراجعت کریں۔

نمبر2

دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"محمد مختار عالم حق بریلوی جید عالم۔" (دست وگریباں ج ا ص ۴۴)

جبکہ مختار عالم صاحب ہرگز بریلوی جید عالم نہیں، یہ ایک غیر جانب دار صلح کلی قسم کی شخصیت ہے، غلام رسول مہر کے شاگرد تھے، ان سے بریلوی مسلک کا تشخص قائم نہیں ہوتا۔

نمبر3

جناب دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"کوئی بریلوی ملا بھی اپنے علاوہ اور بریلویوں کو معتبر نہیں مانتا"

(دست وگریباں ج ا ص ۵۶)

یہ بات بھی درست نہیں ہے، کیونکہ خود انہی کے ساجد خان دیوبندی لکھتے ہیں:

''نہ صرف اشرف سیالوی بلکہ تبیان القرآن وشرح مسلم بھی رضا خانی مسلک میں حجت واستناد کا درجہ رکھتی ہیں''۔

(نور سنت کا کنزالایمان نمبر ص ۲۴۳)

یہاں واضح ہوا کہ اشرف سیالوی صاحب کو سارے مستند مانتے ہیں۔

نمبر4

جناب مرتب صاحب قاسم نانوتوی کے متعلق لکھتے ہیں:

''حجۃ الاسلام بانی دارالعلوم دیوبند'' (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۵۹)

یہ بات بھی حقیقت سے بعید ہے، قاسم نانوتوی صاحب ہرگز بانی دارالعلوم نہیں۔ احمد رضا بجنوری دیوبندی لکھتے ہیں:

''سچی بات یہی ہے، یہی واقعہ ہے اور اسی کو واقعہ ہونا بھی چاہیے کہ جامعہ قاسمیہ یا دیوبند کے دارالعلوم کی جب بنیاد پڑی تھی تو سیدنا الامام الکبیر (حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی) اس وقت دیوبند میں موجود نہ تھے، اس لیے قیام دارالعلوم دیوبند کی ابتدائی داستان میرے دائرہ بحث سے پوچھئے تو خارج ہے۔''

(انوار الباری ج ۵ ص ۸۷)

حوالہ مذکور سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قاسم نانوتوی صاحب دارالعلوم کے قیام کے وقت وہاں موجود نہ تھے، اب لامحالہ یہ سوال پیدا ہوگیا کہ اگر وہ موجود نہ تھے تو بانی کیسے؟ تو جواب یہی ہے کہ جناب صاحب نے یہاں آبلہ آفرینی سے کام لیا ہے، ان کے قاسم العلوم ہرگز دیوبند کے بانی نہیں۔

نمبر5

دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"مگر یہاں الفت و محبت کا انداز ہی ہے کہ محبوب سفید پگڑی باندھیں اور سبز زندگی بھر نہ باندھیں۔"

(دست و گریباں ج۱ ص۲۲)

اس بات کا بھی حقیقت سے کچھ تعلق نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی سبز رنگ کی پگڑی نہیں باندھی، جناب کے استاد جی نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ

حضور ﷺ سے سبز رنگ کا عمامہ استعمال کرنا ثابت ہے۔

ملخصاً (المہند پر اعتراضات کا جائزہ ص213)

نمبر6

تبسم صاحب نے لکھا تھا کہ علامہ فضل حق خیرآبادی مرحوم نے انگریزوں کے خلاف فتویٰ جہاد دیا تھا، جناب اس کو جھوٹ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"حالانکہ ساری دنیا کو پتا ہے کہ اس فتوی پر علامہ کے دستخط سرے سے تھے ہی نہیں۔" (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص۵)

یہاں جناب نے حقیقت کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے، جناب سرفراز صاحب لکھتے ہیں:

"مولانا خیرآبادی انگریز کے وفادار تھے نام کی مشارکت کی وجہ سے گرفتار کیے گئے۔" (عبارات اکابر ص۸)

خان صاحب نے بھی یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ نے جنگ آزادی میں حصہ

نہیں لیا تھا اور صرف نام کے مغالطے کی وجہ سے سزا ملی۔اسی قسم کا اعتراض کرتے ہوئے مرتب مطالعہ لکھتے ہیں:

''مولانا فضل حق خیرآبادی کو گو ایک مغالطے میں سہی، کالے پانی کی سزا دی گئی۔'' (مطالعہ بریلویت جلد ا ص ۱۹۸)

مرتب مطالعہ نے بھی اس جگہ یہ لکھا کہ علامہ کو ایک مغالطے میں سزا ملی، جبکہ یہ حضرات ثلاثہ کا حقیقت سے انکار ہے، خود مولوی خالد محمود مانچسٹروی رقم طراز ہے:

''جس وقت مولانا فضل حق نے انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا اس وقت مولانا احمد رضا خان پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔''

(مطالعہ بریلویت ج ۸ ص ۵۸)

حسین احمد لکھتے ہیں:

''مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی جنہوں نے دہلی میں بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں علماء کے سامنے تقریر کی تھی اور استفتاء پیش کیا تھا۔مفتی صدرالدین خان صاحب۔آزردہ صدر الصدور دہلی ۔ مولوی عبدالقادر صاحب قاضی فیض اللہ صاحب دہلوی مولانا فیض احمد صاحب بدایونی ڈاکٹر مولوی وزیر خان اکبرآبادی سید مبارک شاہ رام پوری نے اس پر دستخط کر دیئے تھے اور اس فتویٰ کے شائع ہوتے ہی ملک میں عام شورش بڑھ گئی تھی۔دہلی میں نوے ہزار سپاہ جمع ہوگئی تھی۔''

(نقش حیات جلد ۲ ص ۴۵۴ تا ۴۵۶)

☆ یہی حسین احمد دیوبندی لکھتے ہیں:

''مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی کو جو تحریک کے بہت بڑے رکن تھے، اور بریلی، علی گڑھ اور اس کے ملحقہ اضلاع کے دوران تحریک میں گورنر تھے۔ آخر ان کو گھر سے گرفتار کیا گیا، جس مخبر نے گرفتار کرایا تھا، اس نے انکار کر دیا کہ مجھے معلوم نہیں، فتویٰ جہاد پر جس نے دستخط کیے ہیں، وہ یہ فضل حق ہیں یا کوئی اور ہیں ......مولانا نے فرمایا ''مخبر نے پہلے جو رپورٹ لکھوائی تھی وہ صحیح تھی کہ فتویٰ میرا ہے، اب میری شکل وصورت سے مرعوب ہو کر یہ جھوٹ بول رہا ہے۔'' قربان جایئے علامہ کی شان استقلال پر، خدا کا شیر گرج کر کہہ رہا ہے کہ میرا اب بھی یہی فیصلہ ہے کہ انگریز غاصب ہے، اور اس کے خلاف جہاد فرض ہے، خدا کے بندے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔'' (تحریک ریشمی رومال ص ۶۴)

☆ اس سلسلے میں مناظر احسن گیلانی دیوبندی کی گواہی بھی پیش خدمت ہے، وہ لکھتے ہیں:

''اور اسی کے بعد جب غدر کے نام سے ہندوستان میں ہنگامہ برپا ہوا تو دیکھا گیا کہ قلم کو توڑ کر کاغذ پھاڑ کر، مولانا فضل حق فوجی کمان ہندوستان کے ان باشندوں کی اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے ہیں جو باہر سے آئے ہوئے انگریزوں کی حکومت کا جواب اپنی گردن سے اتارنے پر تل گئے تھے، اس مہم کی ناکامی کے بعد دوسروں

کے ساتھ مولانا فضل حق بھی گرفتار ہوئے۔مقدمہ چلا،تواتر کیساتھ بیان کیا جاتا ہے کہ بغاوت کا جو جرم ان پر عائد کیا گیا تھا، اگراس جرم کا انکار کردیتے،تو رہائی مل جاتی،لیکن جوواقعہ تھااسی کو بیان کرتے رہے۔" (سوانح قاسمی،ج ا،ص ۳۸۴۔۳۸۵)

☆محمد احمد بن مولانا شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

"غدر کے زمانہ میں مولانا فضل حق خیرآبادی نے انگریزوں کے خلاف فتویٰ مرتب کرلیا جس پر علمائے دہلی کے دستخط تھے۔"

(ماہنامہ دارالعلوم اپریل ۲۰۱۱ ص ۵۰)

☆مستقیم احسن حامدی فاضل دیوبند لکھتے ہیں:

"علامہ فضل حق خیرآبادی وغیرہ نے انگریزوں کے خلاف فتویٰ دے کر مسلمانوں کو عدم تعاون پر آمادہ کیا۔۔۔مولانا فضل حق بھی باغی قرار دیئے گئے۔سلطنت مغلیہ کی وفاداری،فتوی جہاد کی پاداش یا جرم بغاوت میں مولانا ماخوذ کر کے سیتا پور سے لکھنؤ لائے گئے۔"(ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۲۳ نومبر، ۱۹۶۲،ص ۱۰)

☆اسی طرح ایک اور دیوبندی مصنف نے علامہ فضل حق کا جنگ آزادی میں حصہ لینے کا اقرار کیا(انوارقاسمی ص ۲۵۸)

ان تمام حوالہ جات سے علامہ فضل حق خیرآبادی کا فتویٰ جہاد پر دستخط کرنا اور اس میں عملاً حصہ لینا ثابت ہوگیا۔اور یہ بات واضح ہوگئی کہ اس حقیقت کا انکار صرف مسلک پرستی اور تعصب ہی ہے،اس کا حقیقت سے کچھ علاقہ نہیں۔

نمبر7

دیوبندی مولوی صاحب لکھتے:

"فخر السادات سید انور شاہ صاحب کشمیری۔"

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۹۵)

یہاں مرتب نے انور شاہ کاشمیری کو "سید" لکھا ہے، یہ بھی کذب ہے، کیونکہ خود اظہار الحسن محمود دیوبندی لکھتے ہیں:

"آپ (انور کشمیری) کا سلسلۂ نسب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔" (عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علماء دیوبند ص ۱۳۹)

جب سلسلہ نسب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے تو جناب سید کس خوشی میں کہلواتے ہیں؟ اور نسب تبدیل کرنے کے متعلق دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:

"ادھر اپنے اصلی نسب پر پردہ ڈال کر خود کو کسی دوسرے نسب کی طرف منسوب کرنا بھی حرام ہے۔" (حیات مفتی اعظم ص ۱۱۸)

نمبر8

مرتب صاحب کے نزدیک علامہ فضل حق خیر آبادی نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے رجوع کر لیا تھا، چنانچہ لکھتے ہیں:

"دوسری بات یہ ہے کہ علامہ نے اپنے فتویٰ کفر سے رجوع کر لیا تھا۔" (دست و گریباں ج ۳ ص ۳۳۵)

جبکہ یہ بھی جھوٹ ہے، علامہ صاحب کی وفات کے بعد بھی دیوبندی حضرات نے ان سے تکفیر کا موقف نقل کیا ہے۔

نمبر9

مرتب صاحب اپنے مسلک کی وکالت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فاضل بریلوی کی حسام الحرمین سے پہلے کسی قادیانی نے تحذیر الناس کو پیش نہیں کیا یہ فاضل بریلوی کی مہربانی ہے کہ ان کو بات سمجھائی آخر تعلق جو تھا۔'' (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص۱۹۶)

معترض کی ستم ظریفی قابل دید ہے کہ بجائے اپنی غلطی تسلیم کرنے کے، سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ہی قصوروار ٹھہرادیا اور حسب سابق اختراعی حاشیہ آرائی کی، بہر حال جناب نے جو بات لکھی ہے وہ ان کے مطالعہ کی قلت کے اظہار کے لیے کافی ہے، جناب ہم آپ کے علم میں اضافہ کیے دیتے ہیں کہ مرزائیوں نے ''حسام الحرمین'' سے پہلے بھی اس کتاب کو پیش کیا تھا، اس وقت ہمارے سامنے ''تاریخ احمدیت'' موجود ہے، اس کے مولف دوست محمد شاہد لکھتے ہیں:

''انہوں نے ایک ماہ بعد ۱۹/ جون ۱۹۴۰ کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں مستغیث دوبارہ حلفاً بیان دیا ......اس بیان کے جواب میں دونوں فاضل وکلاء (خواجہ کمال الدین ومولوی محمد علی صاحب) نے ''تحذیر الناس'' وغیرہ کتابیں پیش کر کے ثابت کیا کہ تشریعی نبوت بند ہے مگر غیر تشریعی نبوت جاری ہے۔'' (تاریخ احمدیت ج۲ ص۲۸۸)

جناب دیوبندی مولوی صاحب غور سے ان الفاظ کو ملاحظہ فرمالیں، ان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حسام الحرمین سے پہلے ہی ''تحذیر الناس'' سے مرزائیوں

نے استفادہ کیا، اور یہی کتاب مرزا کے دعویٰ نبوت میں معاون ثابت ہوئی۔

نمبر10

جناب لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی لکھے پھر آخر میں لکھتے ہیں فرحمہ اللہ۔''

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۸۳)

اس جگہ بھی ''مرتب دست وگریباں'' نے حقائق کو مسخ کرتے ہوئے اپنے مسلک کی بے جا وکالت میں ناانصافی سے کام لیا، یہ عبارت مولانا عبدالحی کی نہیں، بلکہ محشی کی ہے۔

نمبر11

مرتب صاحب اپنے امام نانوتوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''ہندوستان کے ''ارباب علم'' نے تکفیر نہیں کی۔''

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۸۴)

جبکہ خود نانوتوی صاحب نے اپنے مکفرین کے متعلق لکھا:

''کیونکہ میں ان (لوگوں) کو اس زمانے کے ''اہل ایمان کا رہنما'' جانتا ہوں۔''

(قاسم العلوم ص ۳۰۹، حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص ۳۳۲)

نمبر12

دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:

''فاضل بریلوی کے والد نقی علی خان صاحب نے انتہائی احتیاط

سے کام لیا اور مولانا نانوتوی کی تکفیر نہیں کی۔"

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۸۷)

یعنی مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا احسن نانوتوی کی تکفیر نہیں کی، جبکہ نام نہاد دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں کہ

"لیکن پھر بھی مولوی نقی علی خان نے اپنی علیحدہ حسین باغ میں نماز پڑھائی اور نماز کے بعد اثر ابن عباس کی صحت تسلیم کرنے کی وجہ سے مولانا محمد احسن نانوتوی کی تکفیر کی۔"

(تحذیر الناس ایک تحقیقی مطالعہ ص ۱۷)

نمبر13

دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"اسمبلی کی کاروائی چھپ چکی ہے اس کو پڑھیئے کہ نورانی صاحب نے کتنے دلائل ختم نبوت پر دیئے آپ کو جواب نفی میں ملے گا۔"

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۲۲۲)

جبکہ محمد متین خالد دیوبندی لکھتے ہیں:

"علاوہ ازیں حضرت مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا ظفر احمد انصاریؒ کی عالمانہ جرح نے بھی نہ صرف قادیانی سربراہ "مرزا ناصر کی "علمیت" کا پول کھول دیا بلکہ قادیانیت کے بھیانک چہروں اور سربستہ رازوں کی ایسی نقاب کشائی کی جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔"

(پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ ص ۲۳)

ایک اور دیوبندی مولوی لکھتا ہیں:

''اس وقت قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمود......مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ......اور ان کے رفقاء نے ختم نبوت کی وکالت کی۔''
(تاریخی دستاویز ص ۱۵۷)

اب جناب کاذب کے متعلق گھر والوں کے ریمارکس بھی ملاحظہ فرمالیں، دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں:

مجھے تو جھوٹ سے بڑی ہی نفرت ہے اور کاذب سے نفرت ہونا بھی چاہیے اس لیے کہ اس سے تو کچھ امید نہیں کہ کب دھوکہ دے'
(ملفوظات حکیم الامت ج ۲ ص ۲۷)

عبداللطیف مسعود صاحب دیوبندی لکھتے ہیں:

''جھوٹ کسی بھی قوم وملت میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ لیکن دین حق میں اسے منافی ایمان قرار دیا گیا ہے۔''
(احتساب قادیانیت ج ۲۴ ص ۶۳۰)

بلکہ جناب ابوایوب دیوبندی صاحب خود آپ نے لکھا ہے:

''غلام صاحب جھوٹ بولنے والے پر خدا کی لعنت آتی ہے اور رحمت کا فرشتہ میل دور بھاگ جاتا ہے۔''
(دست وگریباں ج ۳ ص ۲۸۲)

نیز لکھا:

''جھوٹ پر یقینا آپ لعنت خداوندی کے مستحق بن گئے۔''
(دست وگریباں ج ۳ ص ۳۳۹)

ایسے ہی لکھا:

بلاشبہ اپنی کتاب کے ان چند صفحات میں ہی جھوٹ بولنے کی انتہاء کی ہے ،جس کی بناء پر آیت لعنة الله علی الکٰذبین جھوٹے پر اللہ کی لعنت کے مصداق آپ ہیں۔

(سفید وسیاہ پر ایک نظر ص 73)

اسی طرح امام علی دانش دیوبندی لکھتے ہیں:

''ورنہ قادری صاحب جھوٹوں پر اللہ کی لعنت پڑنے کی عبرتناک سزا کے لیے تیار رہیں۔'' (توحید کا خنجر ص ۶۵)

یہی دیوبندی مولوی لکھتے ہیں:

''گویا یہ طے کر کے ہی بیٹھے ہیں کہ جھوٹ لکھیں گے بار بار لکھیں گے پوری قوت سے لکھیں گے آخر کار جھوٹے پروپیگنڈہ کا شکار کچھ نہ کچھ سادہ لوح ہو جائیں گے۔جب کانے دجال کو خدا ماننے والے مل جائیں گے تو دو آنکھوں والے دجل وفریب کے مجرموں کو سچا سمجھنے والے کیوں نہ ملیں گے۔''(توحید کا خنجر ص ۶۲)

ایسے ہی ایک صاحب لکھتے ہیں:

''ان تمام فرقوں میں یہودیت کے معنی صاف نظر آتے ہیں اور یہودیانہ اخلاق ان میں مخفی اور پوشیدہ ہیں۔مثلاً جھوٹ بولنا۔''

(ماہنامہ خلافت راشدہ، ستمبر 1997ء صفحہ نمبر 17)

ابوایوب یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر

دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:

''محترم و مکرم قارئین! شاید آپ سوچ بھی نہ سکتے ہوں گے کہ کسی سے ذاتی دشمنی میں کوئی شخص اتنا گر سکتا ہے: ''اس کو بدنام کرنے کے لیے اس کی بات کو درمیان سے کاٹ چھانٹ کر اس طرح پیش کرے کہ وہ بات اپنے بیان کردہ اصل مفہوم سے بالکل ہٹ جائے۔ اور اس طرح جس شخص سے دشمنی ہو اسکو بدنام کر کے اپنی دشمنی کی آگ کو ٹھنڈا کیا جا سکے''۔ (سفید و سیاہ پر ایک نظر ص ۲۳)

جی! جو شخص اس حد تک گرا ہے اس کا نام ابوایوب ہے، جناب نے خیانتوں کا علمی ریکارڈ قائم کیا ہے، تفصیل تو اس کتاب کے جواب میں ملاحظہ کریں گے، ہم یہاں صرف دو تین امثال پیش کرتے ہیں، جناب دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:۔

خود کوکب اوکاڑوی کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ: ''ان کے متعلق مشہور تھا کہ وہ جاہلوں کے پیشوا تھے۔'' (دست و گریباں ج ا ص ۸۷)

ناظرین! دیوبندی مولوی نے نہایت جانبداری اور خیانت سے کام لیا ہے، جس مقام سے جناب نے یہ عبارت لی ہے وہاں حرف جلی کے ساتھ ''تہمتوں کے انبار'' لکھا ہوا موجود ہے، مگر جناب نے تہمت کو جملہ خبریہ بنا کر پیش کر دیا۔

ایسے ہی دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:

''چونکہ خان صاحب باقاعدہ کسی استاد سے پڑھنا لکھنا نہ سیکھ سکے'

(دست و گریباں ج ا ص ۸۶)

یہاں بھی جناب کو اپنا اختراعی مفہوم مراد لینے کے لئے خیانت کا سہارا لینا پڑا، مکمل عبارت یوں ہے:

''اس فن میں میرا کوئی استاد نہیں۔'' (سیرت امام احمد رضا ص ۱۲)

یعنی امام اہل سنت تو مخصوص فن میں اپنا استاد ہونے کی نفی کر رہے ہیں، لیکن معترض نے اس سے مطلقاً استاد ہونے کی نفی کر دی۔ یہ بھی جناب کی خیانت ہے اور اس خیانت پر خود معترض نے یوں ریمارکس دیئے:

''آپ عیسائیت و یہودیت کا نمونہ ہیں کہ خیانات اور کتر بیونت کر کے بھی مطمئن بیٹھے ہیں۔'' (دست و گریباں ج ۳ ص ۳۰۷)

قاری عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں:

''یہودیوں کی مشہور زمانہ خصلت ''تحریف'' (الشہاب الثاقب ص ۳۴)

یہ خصلتیں جناب مرتب میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ایسے ہی امام علی دانش دیوبندی لکھتے ہیں:

''یہ بہت بڑی شرارت و خباثت اور الزام تراشی ہے کہ عبارتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے۔'' (توحید کا خنجر ص ۳۰)

تو جناب مرتب بلکہ دیگر دیوبندی حضرات بھی ان بدترین خصلتوں اور شرارتوں میں مبتلا ہیں۔ جھوٹ، دجل و فریب، الزام تراشی ہر طرح کے شیطانی حربے اپنے مخالفین کے خلاف اختیار کرنے میں یہ حضرات لاثانی ہیں۔ یہاں اگر کسی کو ہمارے تبصرہ میں کچھ سختی محسوس ہو تو ہم ان کی خدمت میں اتنا ہی عرض کریں گے کہ اگر خیانت کو خیانت نہ کہا جائے تو پھر معترض ہی ہمیں کسی علمی اصطلاح سے آگاہ کریں، جن سے

ان کے جذبات مجروح نہ ہوں، جبکہ اگر یہ الفاظ سخت ہیں تو پھر دیوبندی حضرات کو چاہیے کہ وہ مسلک پرستی میں اس قسم کی خیانتوں سے پرہیز کریں۔

ابوایوب دیوبندی بمقابلہ ابوایوب دیوبندی

قارئین! مرتب "دست وگریباں" علمائے اہلِ سنّت کے بزعم خود آپس میں اختلاف کو پیش کر کے خود کو بہت بڑا تیس مار خان خیال کر رہے تھے، مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ جناب خود سراپا تضاد شخصیت ہیں۔ اور بقول ظہور احمد الحسینی دیوبندی

"غرض صبح ایک بات کرتے ہیں، شام اس کے برعکس دوسری بات کر رہے ہوتے ہیں، اور بار بار اپنے موقف کو بدلنا ان کے ہاں تحقیق کہلاتا ہے۔"

رکھ لیا نام اس کا آسماں تحریر میں (تناقضات زبیر علی زئی ص ۵۴)

ذیل میں ان کے چند تضادات پیش خدمت ہیں۔

تضاد نمبر1

دیوبندی مولوی ابوایوب صاحب لکھتے ہیں:

"ساری دنیا کو معلوم ہے کہ اعلیٰ حضرت سے لیکر ادنی حضرت تک تمام بریلوی علماء دیوبند کو کافر کہتے ہیں۔" (پانچ سو باادب سوالات ص۹)

یہاں ابوایوب دیوبندی نے واضح طور پر اس بات کو تسلیم کیا کہ تمام بریلوی حضرات علماء دیوبند کو کافر کہتے ہیں، مگر دوسری طرف اپنے ہی قول کی تکذیب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اب بریلوی حضرات یہ بتادیں کہ جن بریلوی علماء/ پیر حضرات

نے دیوبندوالوں کو مسلمان کہا/لکھا ہے۔"

(پانچ سو باادب سوالات ص ۲۳)

تو تضاد دیکھئے، پہلے کہا کہ سارے بریلوی علمائے دیوبند کو کافر کہتے ہیں، پھر اس کے برعکس قول لکھا ہے کہ کچھ بریلوی علماء و پیران حضرات دیوبند کو مسلمان بھی سمجھتے ہیں، یہ جناب کا کھلا تضاد ہے ہم اس پر اتنا ہی کہیں گے۔

تیری بات کو بت حیلہ گر نہ قرار ہے نہ قیام ہے
کبھی شام ہے، کبھی صبح ہے، کبھی صبح ہے، کبھی شام ہے

تضاد نمبر2

مرتب صاحب ایک جگہ رقم طراز ہیں:

"اب ظاہر ہے بریلوی حضرات عید میلاد النبی بشریت کا مناتے ہیں۔" (پانچ سو باادب سوالات ص ۵۳)

یہاں جناب نے واضح اعلان کیا کہ سنی حضرات بشر مانتے ہیں، جبکہ دوسری طرف اپنی اس بات کی تغلیط کرتے ہوئے سنی بریلوی مناظر سے کہتے ہیں:

"تو (بریلوی) نبی کی بشریت کا منکر ہے پہلے اس کا اثبات کر۔"

(مناظرہ کوہاٹ ص ۵۳)

ہم بھی قائل ہیں تیری نیرنگی کے یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

تضاد نمبر3

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"بریلوی مسلک کے دیگر علماء خود پیر مہر علی شاہ صاحب اور دیگر

مذکورہ بزرگوں کی تحریرات کی روشنی میں۔"

(سفید وسیاہ پر ایک نظر ص ۱۹۳)

یہاں واضح طور پہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بریلوی ہونا تسلیم کیا، ایسے ہی لکھتا ہے کہ

"حضور علیہ السلام کو عالم الغیب یا عالم غیب ماننے والے چند
بریلوی علماء، پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی۔"

(دست و گریباں ج ا ص ۶۹)

اس جگہ بھی جناب نے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بریلوی تسلیم کیا، مگر دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"اور ہے بھی یہی بات کہ شاہ صاحب (پیر مہر علی) بریلوی نہ تھے
۔" (دست و گریباں ج ا ص ۷۰)

ایک جا نہیں رہتے بد نام عاشق کہیں کے
شام کہیں صبح کہیں، صبح کہیں شام کہیں

تضاد نمبر 4

ایسے ہی لکھتے ہیں:

"بانی بریلویت جناب احمد رضا خان۔" (دست و گریباں ج ا ص ۲۷)

یہاں پر معترض نے سیدی اعلیٰ حضرت کو بریلوی مسلک کا بانی کہا جبکہ دوسری جگہ ایک کتاب میں اپنے ہی قول پر بول کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس فتنہ کا اصل بانی مولوی فضل رسول بدایونی ہے۔" (فضل خداوندی ص ۴۳)

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

تضاد نمبر5

جناب نے علامہ فضل حق سے اسماعیل دہلوی کی تکفیر نقل کی (پانچ سو باادب سوالات ص ۸۳) پھر خود ہی لکھتے ہیں:

بعد میں علامہ نے رجوع کر لیا تھا (دست و گریباں ج ۳ ص ۳۲۴)

یعنی جناب نے ایک مرجوع قول پیش کیا، اب اس پر اپنے ہی قلم سے نکلے ہوئے فتوے کو سماعت کر لیں:

''صحابہ کے دستر خوان پر گوہ کھائی گئی اگر تم یہ کہتے ہو کہ پہلی والی بات ٹھیک ہے تو پھر اب تم گوہ کھاؤ پھر پتا چلے...... جو بات منسوخ ہو جائے تو منسوخ بات کو پھر پیش نہیں کیا جا سکتا۔''

(مناظرہ کوہاٹ ص ۹۷)

ے لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

تضاد نمبر6

مرتب صاحب لکھتے ہیں:

''تو فاضل بریلوی مسلمان سمجھ کر کافر کیوں نہیں۔''

(دست و گریباں ج ۳ ص ۲۳۷)

یہاں جناب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل دہلوی کو مسلمان کہا ہے، جبکہ دوسری جگہ خود لکھتے ہیں:

''یہ فاضل بریلوی اینڈ کمپنی کی طرف اشارہ ہے تو ان لوگوں نے محض تعصب و ہٹ دھرمی سے کافر کہا۔''

(دست و گریباں ج ۳ ص ۳۲۴)

تو دیکھئے کہ ایک طرف مرتب صاحب کہہ رہے ہیں کہ فاضل بریلوی نے اسماعیل دہلوی کو کافر نہیں کہا لیکن دوسری طرف خود ہی کہتے ہیں کہ کافر کہا ہے۔دیوبندی حضرات بھی سوچتے ہوں گے کہ وہ اپنے دیوبندی علماء کی کس بات کو سچ کہیں۔

جن کو جھوٹ بولنے میں عار نہیں　　ان کے مذہب کا کوئی اعتبار نہیں

تضاد نمبر 7

جناب ابوایوب لکھتے ہیں:

''کوئی بریلوی ملا بھی اپنے علاوہ اور بریلویوں کو معتبر نہیں مانتا''

(دست وگریباں ج ۱ ص ۵۶)

جبکہ اپنی ہی بات کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مولوی اشرف علی سیالوی جن کو بریلویت میں مستند اور معتمد ہونے کا درجہ دیا جاتا ہے۔''

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۱۴۳)

پہلے جناب نے کہا کہ کوئی بریلوی دوسرے کو معتبر نہیں مانتا، لیکن دوسرے حوالے میں خود ہی تسلیم کرلیا کہ اشرف سیالوی کو سنی بریلوی معتبر مانتے ہیں۔

ان دونوں میں سے تیری کونسی آواز ہے

تضاد نمبر 8

مرتب صاحب لکھتے ہیں:

''چونکہ خان صاحب باقاعدہ کسی استاد سے پڑھنا لکھنا نہ سیکھ سکے۔''

(دست وگریباں ج ۱ ص ۸۶)

جبکہ دوسری طرف یہی دیوبندی لکھتے ہیں:

''کیوں تبسم صاحب نبیوں سے بڑھ کر تو فاضل بریلوی کو سمجھتے ہو تو

یہ دروازہ تو تم نے کھولا اور مرزا اپنے استاد بھائی کو اندر داخل کروادیا۔" (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۱۱۱)

یہاں واضح طور پر سیدی اعلیٰ حضرت کے استاد مرزا غلام قادر بیگ کا تذکرہ کیا، اور آپ کا استاد ہونا تسلیم کیا۔ یہ بات یاد رہے کہ مرزا کا بھائی مرزا غلام اور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے استاد مرزا غلام قادر بیگ یہ دونوں الگ الگ شخصیات تھے، لیکن یہاں بھی دیوبندی حضرات عامۃ الناس کو بے وقوف بناتے ہوئے دونوں کو ایک ہی بتاتے ہیں، تفصیل کا یہاں موقع نہیں، قارئین "بدعات کے خلاف سو فتوے" نامی کتاب کی طرف مراجعت کریں۔

تضاد نمبر 9

دیوبندی مولوی ابوایوب صاحب لکھتے ہیں:

"تو ان کے پاس جب بچنے کا کوئی چھٹکارا نہیں ہوتا تو بجائے شرمندہ اور سر تسلیم کرنے کے بے غیرت اور بے حیاء لوگوں کی طرح اپنے باپ دادا اور جید بریلوی اکابرین کا انکار کر دیتے ہیں۔" (دست و گریباں ج ۱ ص ۱۳)

یعنی مرتب کے نزدیک کسی شخصیت کا انکار کرنا بھی بے غیرتی اور بے حیائی ہے، لیکن جناب خود ہی اس بے غیرتی و بے حیائی میں مبتلا ہے کیونکہ خود انہوں نے کئی دیوبندی علماء کا انکار کیا، فی الحال صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں، ابوایوب دیوبندی خود لکھتے ہیں

"غلام نے کئی جگہ عامر عثمانی (دیوبندی) کو ہمارے کھاتے میں

ڈالنے کی سعی نامراد کی ہے حالانکہ اس مبہوت کو اچھی طرح پتا ہے
کہ یہ مودودی تھا۔" (دست و گریباں ج ۳ ص ۳۱۴)

تو یہاں مرتب نے عامر عثمانی دیوبندی کا انکار کیا ہے، اور اپنے ہی فتوے سے بے غیرت اور بے حیاء ٹھہرے۔

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا چاک داماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا، جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

اب جناب خود لکھتے ہیں:

"تضاد تو ہے ہی اگر عقل نہ ہو تو"
(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۲۳۱)

ایسے ہی لکھتے ہیں کہ:

"فاضل بریلوی صاحب جاہل تھے۔ میں نے جو حقیقت کہا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں (۱) فاضل بریلوی کی باتوں میں تضادات ہیں۔" (دست و گریباں ج ۳ ص ۷۸)

یعنی جس کی باتوں میں تضاد ہو وہ جاہل ہوتا ہے، ایسے ہی خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں:

"تاریخ بنی آدم میں مخالفوں سے ٹکرانا تو چلا آتا ہے لیکن اپنے آپ سے ٹکرانا صرف اس شخص کے بارے میں صحیح ہو سکتا ہے جو مخبوط الحواس ہو۔" (براہ راست قادیانیت پر غور کرنے کا آسان راستہ ص ۶۵)

یعنی اپنے آپ سے ٹکرانے والا شخص مخبوط الحواس ہوتا ہے۔

ایسے ہی سرفراز صفدر لکھتے ہیں:

"کیا آپ کے نزدیک حضرت ملا علی قاری بے ہوش و حواس بات

کیا کرتے تھے؟ یا معاذ اللہ تعالیٰ مجذوبوں کی طرح بے ہوشی میں کچھ فرما دیا کرتے تھے۔ اگر وہ پہلے آپ ﷺ کی روح مبارک کو مسلمانوں کے گھروں میں حاضر تسلیم کر کے آپ کے لیے علم غیب کی صفت مانتے ہیں تو پھر خود ہی باحوالہ کفر کیوں فرماتے ہیں۔" (تفریح الخواطر ص ۲۲)

سرفراز صاحب کے نزدیک ایسا شخص بے ہوش و حواس اور مجذوب ہوتا ہے۔

الیاس گھمن لکھتے ہیں:

"ابھی تک مختلف الخیال لوگوں کا آپس میں اختلاف تو سنا تھا مگر کسی شخص کے اپنے ہی اقوال میں اس قدر تضاد ہو کہ جیسے بارش میں بھیگی ہوئی لکڑی کی چارپائی جب خشک ہوتی ہے تو اسے کان پڑ جاتی ہے، ایک پایہ زمین پر رکھو تو دوسرا زمین سے اٹھ جاتا ہے۔ بالکل ایسے ہی پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب ہیں جن کی ذات مجموعہ تضادات ہے۔ اجتماع نقیضین عقلاء کے ہاں محال ہے مگر طالب الرحمٰن کی متضاد اور متناقص تحریریں پڑھ کر نہ جانے عقلاء کیا کہیں گے۔"

(فرقہ اہلِ حدیث پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ ص ۳۵۷)

قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں:

"سندیلوی صاحب کی یہ تضاد بیانی کس لیے ہے۔ یہ نتیجہ ہے علمائے حق اور سلف صالحین کی تحقیقات پر عدم اعتماد کا۔ اس طرز

عمل اور انوکھی تحقیق کی وجہ سے موصوف نے اپنی علمی حیثیت خود مجروح کردی۔" (خارجی فتنہ ص ۱۳۶)

"ابوایوب" دیوبندیت کی زد میں

جناب دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوکاڑوی صاحب کے متعلق کچھ معروضات اپنے قارئین کے سامنے رکھیں۔لیکن ہم اوکاڑوی صاحب کی طرح اپنی طرف سے کوئی فتویٰ نہیں لگائیں گے۔ بلکہ اوکاڑوی صاحب کو بریلوی علماء کی تحریرات کی روشنی میں آئینہ دکھائیں گے۔جس سے مسلک بریلویت میں اوکاڑوی صاحب کا مقام ومرتبہ قارئین کے سامنے واضح ہوجائے گا۔"

(سفید وسیاہ پر ایک نظر ص ۲۶)

بس ہم بھی جناب کے اسی اصول کے مطابق جناب کو گھر کے فتاویٰ جات کی روشنی میں آئینہ دکھائیں گے جس سے معترض کا مقام اپنے مسلک میں واضح ہوجائیگا۔

حوالہ نمبر1

دیوبندی ترجمان نقل کرتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خان" (دست وگریباں ج ۳ ص ۴۸)

اس عبارت میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے لیے "مولانا" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، اور جناب خود ہی لکھتے ہیں:

"اگرچہ یہ عبارت پیر نصیر الدین گولڑوی کی ہے مگر تبسم صاحب

نے اسے رد کہیں بھی نہیں کیا پوری کتاب میں تو یہ اب تبسم کے گلے
کی ہڈی ہے۔" (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۲۰)

اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ عبارت تو قاری عبد الرشید کی ہے مگر کیونکہ ابو ایوب دیوبندی نے اس کا رد نہیں کیا اس لیے یہ ان کے گلے کی ہڈی ہے۔ اب ہم جناب کو ملنے والے انعامات کا تذکرہ بھی کیے دیتے ہیں۔

مفتی عبد الواحد دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"آخر میں ہم مرتب رسالہ کی توجہ ایک حدیث کی طرف کراتے ہیں حدیث کے الفاظ یہ ہیں من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام۔ مرتب رسالہ نے بدعتی کی توقیر اس طرح کی ہے کہ ان لوگوں کا اس طرح ذکر کیا ہے "مولانا عبد السمیع صاحب، مولانا احمد حسن"۔ (تحفظ عقائد اہل سنت ص ۵۷۴)

تو پہلا فتویٰ جناب مرتب پر اس حدیث کی روشنی میں عائد ہو گیا، اب اس پہ دوسرا فتویٰ انہی کے اپنے استاد جی کا ملاحظہ کریں۔ چنانچہ الیاس گھمن صاحب نے اپنی کتاب "حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ" میں اپنے دیوبندی اکابرین کا مقام و مرتبہ ثابت کرنے کے لیے لفظ "مولانا" لکھنے کو بھی بطور دلیل پیش کیا۔ الیاس گھمن دیوبندی نے لکھا:

"اکابر اربعہ کا مقام بریلوی کتب سے" (ص ۹۳) پھر آگے لکھا کہ "ہمارے اکابر کو اللہ کریم نے وہ مقام عطا فرمایا تھا کہ غیر بھی ان کی تعریف لکھنے پر مجبور تھے اور ان کا مقام بریلوی علماء میں بھی

مسلم ہے" (ص: ۹۳)

پھر الیاس گھمن دیو بندی نے اپنے اکابرین کا مقام و مرتبہ ثابت کرنے کے لیے ص 102 پر یہ حوالہ دیا کہ ان کے لیے لفظ "مولانا" استعمال کیا گیا۔ گویا کسی کے لیے لفظ مولانا استعمال کرنا اس کی بزرگی، مقام و مرتبہ تسلیم کرنا،، اسکی تعریف کرنا ہے۔ پھر گھمن صاحب اسے حسام الحرمین کی مخالفت قرار دے رہے ہیں۔

جناب لکھتے ہیں:

"اگر بریلوی حسام الحرمین کو سچا مانتے ہیں تو اپنے بریلوی اکابرین میں سے کس کس کو کافر کہیں گے۔" (حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ ص ۹۳)

یعنی جناب کے نزدیک کسی دیو بندی کو مولانا کہنا اسے مسلمان تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا اس اصول سے مرتب نے نہ صرف سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی علمی برتری کا اقرار کیا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان بھی تسلیم کیا۔ اب اس پر اپنے دیو بندی اکابرین کا فتویٰ بھی ملاحظہ کر لیں۔ دس سے زائد دیو بندی حضرات کی مصدقہ کتاب میں ہے:

مولوی احمد رضا بریلوی نے اپنی تصانیف خبیثہ عرفان شریعت احکام شریعت فتاویٰ رضویہ فتاویٰ افریقہ وغیرہ میں اہلِ سنّت و جماعت اولیائے کرام، محدثین دیو بند کو کافر لکھا ہے تو اولیائے کرام محدثین دیو بند کو کافر کہنے والا مولوی احمد رضا خان بریلوی خود مشرک اور کافر ہے جو اس کے کافر اور مشرک ہونے میں شک کرے یا توقف کرے وہ بھی بلاشبہ مشرک اور کافر ہے۔

(رضاخانی مذہب حصہ سوئم ص ۷۶)

ایسے ہی جناب لکھتے ہیں:

اسی طرح مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری نے تو فتویٰ ہی دیا کہ خان صاحب بریلوی اور سارا طائفہ مرتد ہے۔"

(دست و گریباں ج ۳ ص ۸۷)

اب کافر کو مسلمان سمجھ کر جناب دیوبندی مولوی خود کافر ٹھہرے، کیونکہ جناب کے یہی مرتضیٰ حسن لکھتے ہیں:

"کافر اور مرتد کو کافر نہ کہنے سے انسان خود کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔"

(تفہیم ختم نبوت ص ۵۶)

تو جناب مرتب صاحب آپ تو اپنے ہی دیوبندیوں اور اپنے بیان کردہ اصولوں سے کافر ٹھہرے، آپ کیا بیچاری در بدر کی ماری، دیو کی پجاری دیوبندیت کا دفاع کریں گے!۔

حوالہ نمبر2

جناب دیوبندی مولوی ابو ایوب ویڈیو بنانے کے قائل ہیں، اور جناب کی متعدد ویڈیو اپلوڈ بھی ہیں۔ جبکہ اس کے متعلق حمزہ احسانی لکھتے ہیں کہ

"حالانکہ دادا جان رحمہ اللہ، حضرت لدھیانوی رحمہ اللہ اور نانا جان رحمہ اللہ کے نزدیک ویڈیو تصویر بالکل حرام اور شرعاً ناجائز ہے۔"

(تحفظ عقائد اہلِ سنّت ص ۲۸۴)

تمہارے دیوبندی نے لکھا:

"تو اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہر مصور جہنم میں جائے گا۔"

(تصویر کے شرعی احکام ص ۳۲)

آگے لکھا:

''تصویر کشی اور تصویر سازی کسی جاندار کی کسی حال میں جائز نہیں۔'' (ص ۵۵)۔ ص ۶۱ پر لکھا کہ ''تصویر کھینچنا، کھچوانا اور اس کا رکھنا سب حرام ہے۔'' (ص ۶۱) ص ۶۶ پر اسے شرک و بت پرستی کی جڑ کہا، ص ۶۴ پر عذاب الٰہی کا موجب کہا، ص ۶۶ اللہ کی ہمسری کا دعویٰ کرنے والا کہا، بوادر النوادر میں علی الاطلاق حرام کہا۔

تو جناب مرتب صاحب آپ اور آپ کے لنگوٹی ملا ویڈیو بنوا کر تھانوی و شفیع کے فتووں سے (۱) جہنمی ٹھہرے (۲) ناجائز عمل کے مرتکب ہوئے (۳) فعل حرام کے مرتکب ہوئے (۴) اللہ کے عذاب کے حقدار ہوئے (۵) اللہ کی صفت خاص میں شریک ہونے کے دعویدار ہوئے (۶) اللہ کی ہمسری کے دعویدار ہوئے۔ یہ سارے پھول و تحفے آپ کو اپنے دیوبندی گھر سے مبارک ہوں۔

اگر جناب اس جگہ یہ تاویل کریں کہ یہ ایک فروعی مسئلہ ہے، تو ہم عرض کریں گے کہ جناب پھر آپ نے کیوں فروعی مسائل کو دست و گریباں اور مذموم اختلاف بنا کر پیش کیا؟ یہ لینے کے باٹ اور دینے کے باٹ مختلف کیوں؟

حوالہ نمبر 3

دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:

''جناب رسول اللہ ﷺ۔'' (پانچ سو با ادب سوالات ص ۱۲۸)

مزید لکھتے ہیں:

''بلکہ حضور اقدس جناب محمد ﷺ۔'' (پانچ سو با ادب سوالات ص ۱۲۶)

تو دیکھئے یہاں مرتب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے "جناب" کا لفظ استعمال کیا، اب اس لفظ کے متعلق جناب محمود حسن گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

"جناب مخفف ہے جاہل نادان احمق بے وقوف کا، چاروں لفظوں کا پہلا حرف لے لیا۔ جاہل کا ج نادان کا ن احمق کا الف اور بے وقوف کا ب اس لئے کسی کو جناب کہہ دینا گویا اس کو جاہل نادان احمق اور بے وقوف کہہ دینا ہے۔" (ملفوظات فقیہ الامت ص ۵۵۵)

یعنی "جناب" کا لفظ مخفف ہے جاہل نادان احمق بے وقوف کا، تو جب یہی لفظ دیوبندی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کیے تو معاذ اللہ! انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و گستاخی کی ہے کہ نہیں؟ اب جناب پر کیا فتویٰ چسپاں ہونا چاہیے اس کا انتخاب ہم انہی پر چھوڑتے ہیں۔

حوالہ نمبر4

معترض صاحب دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کیا صحابہ نے جلوس نکالا" (روئیداد مناظرہ کوہاٹ ص ۵۲)

تو دیکھئے یہاں دیوبندی مولوی نے دلیل خاص کا مطالبہ کیا اور یہ کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جلوس نکالنا ثابت کرو، لیکن دیوبندی حضرات کے نزدیک ہی دلیل خاص یا خاص عمل صحابہ کا مطالبہ کرنا یہ قادیانیوں کا طریقہ ہے۔

امین صفدر صاحب فرماتے ہیں:

"مدعی سے خاص دلیل کا مطالبہ کرنا یہ خاص قرآن سے دکھاؤ یا ابو بکر عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی حدیث دکھاؤ یا خاص فلاں فلاں

کتاب سے دکھاؤ۔ یہ محض دھوکہ اور فریب ہے...... یہ خالص مرزا قادیانی کی سنت ہے۔" (مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۶۵)

محمود عالم صفدر دیوبندی مزید لکھتے ہیں:

"دوسرا دھوکہ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ مدعی سے دلیل خاص کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ یہ بھی دھوکہ ہے مدعی سے دلیل کا مطالبہ کرنا چاہیے نہ کہ دلیل خاص کا۔ یہ دلیل خاص کا مطالبہ کرنا کہ بخاری سے ہی ہو، صحیح، صریح، غیر مجروح ہو۔ اپنی طرف سے شرطیں لگاتے ہیں۔ اس کو سمجھیں یہ کتنا بڑا دھوکہ ہے۔"

(انوارات صفدر ص ۳۶۴)

تو اپنے دیوبندی مولوی کے اس اصول کے مطابق نہ صرف مرتب صاحب بلکہ دلیل خاص کا مطالبہ کرنے والے تمام دیوبندی دھوکہ باز اور قادیانی طریقے پر عمل پیرا ٹھہرے۔

حوالہ نمبر5

دیوبندی مولوی ابوایوب لکھتے ہیں:

"نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔"

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۳)

تو دیوبندی ابوایوب نے یہاں صرف صلوۃ لکھی، جبکہ دوست محمد قریشی دیوبندی لکھتے ہیں:

"درود کا لفظ ہماری زبان میں صلوۃ و سلام کو جامع ہے جبکہ اللہ

تعالیٰ نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام دونوں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اور بناء پر شیعوں کا درود ناقص اور غیر تام رہے گا۔"

(اہلسنت پاکٹ بک ص ۴۰۳)

تو دوست محمد دیوبندی کے مطابق مرتب نے صرف صلوۃ پڑھ کر شیعہ درود کی پیروی کی، جو ناقص اور غیر تام ہے۔

دیوبندیت ابوایوب دیوبندی کی زد میں

ہمارے قارئین عنوان بالا کو دیکھ کر حیران ضرور ہونگے، مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے جناب اہل اسلام کی مخالفت میں اس قدر مخبوط الحواس ہو چکے ہیں کہ اپنے آپ سے بھی اختلاف کرنے سے گریز نہیں فرمار ہے، اسی اثناء میں اگر ان کا قلم اپنوں کے خلاف بھی چلا ہو تو حیرانی کی خاص وجہ نہیں، خیر اس مسئلہ پر آیئے صرف چند حوالہ جات ملاحظہ کیجیے۔

حوالہ نمبر ا

جناب قاری طیب دیوبندی لکھتے ہیں کہ

"حضرت آدم علیہ السلام کے ذہن میں شیطان نے اول وسوسہ ڈالا۔"

(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۶۴)

قاری طیب دیوبندی کے مطابق شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے ذہن میں وسوسہ ڈالا، اب اس قسم کی عبارت کو جناب مرتب صاحب گستاخی وکفر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"یعنی نعیمی صاحب کا عقیدہ ہے کہ انبیاء بھی شیطان سے محفوظ نہیں، انبیاء بھی شیطان کی زد میں ہیں۔ بریلوی حضرات یہ بتا

دیں کہ نعیمی صاحب کا یہ عقیدہ کیا کفر نہیں؟ کیا نعیمی صاحب پہ گستاخ رسول ہونے کا فتویٰ نہیں لگنا چاہیے؟

(پانچ سو باادب سوالات ص ۱۴۰)

تو جناب معترض صاحب کے فتوے سے معلوم ہوا کہ دیوبندی قاری طیب گستاخ رسول ہیں، کافر ہیں۔

حوالہ نمبر ۲

یہی قاری طیب دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''ایک لغزش حضرت آدم علیہ السلام سے سرزد ہوئی۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۶۴) اور ایک لغزش سرزد ہوئی (ایضاً) ''جھوٹ بھی بولا اور دھوکہ بھی دیا [شیطان نے حضرت آدمؑ کو] (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۶۵) ''ادھر تو ابلیس نے دھوکہ دیا۔'' (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۶۶) ''اور آدم کی لغزش کا منشاء حرص تھا۔''

(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۶۷)

اب اس قسم کی عبارات پر مرتب صاحب برہم ہوتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''کیا یہ سارے عقیدے ایک جید نبی کے بارے میں رکھنا کفر نہیں؟ کیا یہ حضرت آدمؑ کی شان میں گستاخی نہیں؟

(پانچ سو باادب سوالات ۱۳۶)

جناب معترض صاحب جب یہ کفر و گستاخی ہے تو آپ کے فتوے سے خود آپ کے دارالعلوم دیوبند کے اکابر قاری طیب گستاخ و کافر ٹھہرے۔

حوالہ نمبر ۳

دیوبندی مرتب صاحب سبع سنابل کی ایک عبارت کے متعلق لکھتے ہیں کہ

''جب مندرجہ بالا گستاخانہ عبارت۔''

(دست وگریباں ج ۱ص ۱۱۷)

یعنی جناب کے نزدیک سبع سنابل میں گستاخی ہے، پھر خود لکھتے ہیں کہ

''اس کتاب پہ مقدمہ ڈاکٹر ایوب قادری کا ہے۔'' (ایضاً)

تو جناب کے فتوے سے ایوب قادری دیوبندی گستاخانہ عبارت کی تائید کر کے گستاخ ٹھہرے۔ اور یہ بات یاد رہے کہ جناب ایوب قادری بھی دیوبندی عقیدے کے آدمی تھے اس پر تفصیل آگے آتی ہے۔

حوالہ نمبر ۴

دیوبندی مہر محمد صاحب لکھتے ہیں:

''اہلِ سنّت صحیح ترین تفسیر اس آیت کی یہی کرتے ہیں کہ تمنیٰ کا معنی قرآن پڑھنا ہے۔ کیونکہ لفظ احکام آیات اس کا قرینہ ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ جب بھی کوئی پیغمبر تلاوت آیات کرتا ہے شیطان ان کے ہم آواز ہو کر اپنی بات ملاتا ہے۔''

(ہم سنی کیوں ہیں ص ۳۰)

اب اس قسم کی عبارت کے متعلق ابوایوب دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''شان رسالت میں کی گئی اس گستاخی۔''

(دست وگریباں ج ۱ص ۱۸۵)

تو جناب مرتب صاحب کے قلم شعلہ بار کے مطابق دیوبندی مہر محمد بھی گستاخ وکافر ٹھہرے۔

حوالہ نمبر ۵

دیوبندی مفتی محمد خبیب صاحب لکھتے ہیں کہ:

''حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد مولانا عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ کے انگرکھے کے دامن کو اپنی آنکھوں سے لگاتے اور فرماتے تھے کہ مجھے اس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو آتی ہے۔'' (عشق رسول اور علمائے حق ص ۱۳۷)

جبکہ ابوایوب صاحب لکھتے ہیں:

''کیا خان صاحب نے اپنے پیر بھائی کی خوشبو کو جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی خوشبو کے برابر تسلیم کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی وگستاخی نہیں کی؟''

(پانچ سو باادب سوالات ص ۱۲۸)

تو دیوبندی ترجمان صاحب کے اس فتوے سے مذکورہ دیوبندی بھی بے ادب وگستاخ ٹھہرے۔

حوالہ نمبر ۶

جناب عبدالمجید سالک کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔

یہی فضلہ ایک جنونی قادیانی کے بیٹے یعنی قادیانی کمائی کے ماحصل عبدالمجید سالک...... نے کتاب شائع کی...... اس میں اس

قادیانی کمینہ فطرت کے شاہکار عبد المجید سالک نے مولانا ابو
الکلام آزاد پر ان قادیانی الزامات کو پھر جنوری ۱۹۵۶ میں شائع
کر دیا۔" (دفاع ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۳۰۳)

صاحب کتاب کے اس تعارف کے بعد ہم کچھ کتاب کے متعلق بھی عرض کیے دیتے ہیں۔ اس کتاب کے تضادات تو آپ ملاحظہ کر چکے، اب ایسی کتاب کے متعلق سرفراز صاحب لکھتے ہیں کہ:

"علمی طور پر اس کے رد اور جواب کی ضرورت تو بالکل نہیں کیوں
کہ یہ مجموعہ تضاد ہے۔" (تفریح الخواطر ص ۱۸)

یعنی "دست و گریباں" نامی یہ کتاب اس قابل ہی نہیں کہ اس کا جواب لکھا جائے، کیونکہ یہ مجموعہ تضاد ہے۔ پھر یہ کتاب غیر مستند اور غیر بریلوی علماء کے حوالہ جات، تفردات، خیانت و کتر بیونت کی لرزہ خیز داستان ہے، کتاب کا ہر صفحہ دیانت و امانت کا خون کرتا نظر آتا ہے، اور اس کتاب میں جناب نے جعلی حوالے گھڑنے سے بھی گریز نہیں کیا، تفصیل اس مسئلہ کی کچھ یوں ہے کہ معترض نے علامہ اشرف سیالوی صاحب سے ایک عبارت منسوب کی اور اسے ہدایۃ المتذ بذب الحیر ان کے حوالہ سے نقل کیا [دست و گریباں ج ا ص ۲۵۸] جبکہ نہ تو وہ عبارت اشرف سیالوی صاحب کی ہے اور نہ ہی وہ ہدایۃ المتذ بذب الحیر ان میں موجود ہے۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ان کے اکابرین بھی اس قسم کی حرکات میں ملوث رہے ہیں۔

قارئین! یہ ان کے آباؤ اجداد کی سنت ہے یہ لوگ نہ صرف جھوٹی عبارتیں، بلکہ کتابیں، یہاں تک کہ جھوٹی احادیث گھڑنے میں بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ اور قرآن پاک پر بھی بڑے دھڑلے سے جھوٹ باندھ دیتے ہیں۔

امین صفدر دیوبندی کہتا ہے کہ

''قرآن پاک میں یہ ہے کہ ابو جہل کی پارٹی بتوں والی آیتیں نبیوں کے بارے میں پڑھا کرتی تھی۔قرآن پاک نے ان کو بل قوم خصمون کہا ہے۔'' (فتوحات صفدر ج ۳ ص ۴۰۷)

یہ مذکورہ الفاظ قرآن پاک میں ہر گز نہیں ہیں بلکہ یہ دیوبندی مولوی کا قرآن پر بہتان ہے۔

اسی طرح قاری طیب دیوبندی لکھتے ہیں کہ

''صحیح بخاری میں ہے کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہوگی کہ هذا خلیفة الله المهدی۔''(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۹۵)

جبکہ خود دیوبندی حضرات نے مانا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں موجود نہیں۔

(آئینہ قادیانیت ص ۲۳۸)

ضیاء الرحمن دیوبندی کہتا ہے کہ

حضور علیہ السلام کی ایک حدیث ہے اور یہ حدیث مسلم شریف میں ہے ......حدیث کیا ہے؟ الانبیأ احیاء فی قبورهم یصلوا ......۔'' (یادگار خطبات ص ۲۵۲)

جبکہ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود نہیں۔اسی طرح ابو بلال جھنکوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

''نبی کریم علیہ السلام تو ننگے سر آدمی کے سلام کا جواب تک نہیں۔ (مشکوۃ)۔'' (تحفہ اہلِ حدیث ج ۱ ص ۱۳)

جبکہ مشکوۃ شریف میں کسی جگہ ایسی حدیث ہر گز نہیں۔(نوٹ: اگر ننگے سر آدمی

کے سلام کا جواب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں دیا تو پھر آج دیوبندی حضرات ہزاروں ننگے سر حضرات کے سلام کا جواب دیکر اس حدیث کے مخالف ٹھہرے کہ نہیں؟)

دیوبندی نام نہاد مناظر امین صفدر لکھتا ہے:

"آپ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔"

(غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۴۳)

یہ بھی مولوی امین کا حدیث پر جھوٹ ہے ایسی کوئی حدیث موجود نہیں۔

علماء دیوبند کے امام رشید احمد گنگوہی کہتا ہے:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو بھائی کہو۔"

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۳)

یہ بھی صریح جھوٹ ہے کیونکہ کسی ایک حدیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ کو اپنا بھائی کہو، اگر کسی دیوبندی میں ہمت ہے تو ہمیں اس حدیث کے اصل ماخذ تک پہنچائے۔

یہی دیوبندی امام گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:

"ایک حدیث موقوف صحیح مسلم میں مروی ہے کہ قرأت فاتحہ ہر رکعت میں ضروری ہے الا ان یکون وراء الامام۔"

(تذکرۃ الرشید ص ۱۳۶)

جبکہ صحیح مسلم میں یہ حدیث قطعاً موجود نہیں۔ یہاں ان کی حالت زار دیکھنے کے قابل ہے۔ یہی ہیں علمائے دیوبند کی "علمی خدمات" جس میں جھوٹی حدیث اور

حوالے گھڑنے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کی جارہی۔

قارئین! جھوٹے حوالہ جات، جھوٹے الزامات اور جھوٹی احادیث گھڑنے کے ساتھ ان کو جھوٹی کتابیں گھڑنے کا دیوبندی وطیرہ ہے۔ حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی نے ایک کتاب لکھی الشہاب الثاقب۔ اس کتاب میں من گھڑت حوالے لکھ دیئے۔ کہتے ہیں کہ:

علاوہ ازیں جناب بندہ درہم و دینار کے دادا یعنی مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی بذریعہ وحی کے تعلیماً معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بذات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے اور نص قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ایر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے الخ۔ (الشہاب الثاقب ص ۲۴۶)

اب ملاحظہ کیجئے کہ ٹانڈوی صاحب اس خود ساختہ عبارت کے سہارے کس طرح سیاہ کو سفید کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ

اب مجدد صاحب اپنے دادا صاحب کی بھی تکفیر کریں وہ بھی سب کو علم غیب بتاتے ہیں اور وہ اس تصریح سے تو گدھے کتے مچھر بندر وغیرہ وغیرہ سب کو آپ کا شریک عالم الغیب ہونے میں کر رہے ہیں بقول اس مجدد بریلوی کے پھر ہم تعجب کرتے ہیں کہ بالفرض محال اگر مولانا تھانوی نے ایسا کہا بھی ہو اور انکی تحریر کا وہی

مطلب ہو جو مجدد صاحب نے سمجھا ہے جب اپنے ہر دو دادوں کی یہ عبدالدینار تکفیر نہیں کرتا تو مولانا تھانوی پر کیوں ہاتھ صاف کرتا ہے۔"   (الشہاب الثاقب ص ۲۴۶)

مفتی محمد اجمل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شہاب ثاقب کا فوری تعاقب کیا جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

"اب باقی رہا مصنّف شہاب کا حال تو یہ خرفہ بھر میں افتراٗ کی مشین کا ٹھیکیدار اور کذب کی ایجنسی کا مالک مختار ہے۔ اس نے تو اپنی اس کتاب شہاب ثاقب کی بنیاد ہی کذب و افتراٗ پر قرار دی ہے، اس کی تعمیر ہی انتہائی دجل و فریب پر رکھی ہے۔ چنانچہ میں اپنی اس کتاب میں ثابت کروں گا کہ شاید اس مصنّف نے بوقت تصنیف یہ قسم کھائی تھی کہ وہ بھول کر بھی کبھی سچ نہ بولے گا اور کذب و افتراٗ کی کسی نوع و صنف کو باقی نہ چھوڑے گا۔

یہ میرا دعویٰ ہے اور اپنے اس دعوے پر کم از کم دو شاہد ایسے پیش کر دوں جو اس کے صریح کذب ہونے اور افتراٗ ہونے میں بے نظیر ہوں تاکہ ہر ناظر کو میری اس صداقت پر کسی طرح کا شک باقی نہ رہے اور ہر مخالف کو وہ اس دعوے کے تسلیم کرانے پر جری و دلیر رہے۔"   (رد شہاب ثاقب ص ۱۴، ۱۵)

دیوبندی مولوی ٹانڈوی کی چوری بیان کرتے ہوئے سنی بریلوی شیر لکھتے ہیں کہ

"مسلمانو! مصنّف شہاب ثاقب کے ان دو جیتے جھوٹ اور

کذب اور صریح افترا او بہتان کو دیکھو کہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی قدس سرہ کی نہ کوئی کتاب بنام خزینۃ الاولیاء تصنیف ہوئی نہ وہ مطبع کانپور میں طبع ہوئی نہ اس کا صفحہ ۱۵ ہے نہ اس عبارت کا وجود ہے۔ اس طرح جہان بھر میں حضرت مولانا مولوی مفتی رضا علی خاں صاحب کی نہ کوئی ہدایۃ الاسلام کتاب ہے نہ وہ سیتا پور کے مطبع صبح صادق میں طبع ہوئی نہ اسکے صفحہ ۳۰ پر اس عبارت کا وجود ہے۔ لیکن اس مصنّف شہاب ثاقب کی دروغ گوئی و کذب بیانی وافترا پردازی و بہتان طرازی اور بے شرمی و بے حیائی ملاحظہ کیجیے کہ اس نے محض اپنے دل سے یہ دونوں کتابیں گھڑلیں اور خود ہی ان کے مطابع بنا لیے اپنے آپ ہی ان کے صفحات تجویز کر لیے محض اپنی طرف سے یہ عبارت تصنیف کرلیں اور کس جرات و دلیری سے ان کو اپنی کتاب شہاب ثاقب میں چھاپ کر شائع کر دیا اور پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ نہایت جسارت اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنے خصم کے مقابل الزام دے رہا ہے کہ مجدد صاحب آپ تو یہ کہتے ہیں اور آپ کے دادا پیر شاہ حمزہ صاحب مارہروی اور آپ کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خان صاحب بریلوی آپ کے خلاف یہ لکھتے ہیں۔ مسلمانو! اور نہ صرف مسلمانو بلکہ جہان کے تمام انصاف پسندو! ذرا سوچو تو کبھی کسی بے شرم سے بے شرم و بے حیا سے بے حیا نے

بھی اپنے خصم کے مقابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں، ایسا منہ
پھاڑ کر بولا ایسا سر بازار شائع کیا واقعی کسی نے کیا خوب کہا ہے
بے حیا باش آنچہ خواہی کن" (ردشہاب ثاقب ۱۵،۱۶)

صرف حسین احمد دیوبندی نے ہی نہیں بلکہ فردوس قصوری دیوبندی بھی اسی مرض کے مریض نظر آتے ہیں اور حسب سابق مکھی پہ مکھی مارتے ہوئے جناب لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا تھانوی کی انتہائی شرافت اور امن پسندی ہے کہ
عبارت کو بدل دیا ورنہ بعینہ اسی مضمون کی عبارت مولوی احمد رضا
خاں صاحب کے دادا پیر جناب حمزہ شاہ صاحب کی کتاب خزینۃ
الاولیاء کے ص ۱۵ پر ہے اور اس سے صاف تر عبارت مولوی احمد
رضا خاں صاحب کے حقیقی دادا مولوی رضا علی صاحب کی کتاب
ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتا پور کے ۳۵ پر ہے پہلے اپنے
گھر کی خبر لیں۔" (چراغ سنت ص ۲۷۰)

ہم تمام علماء اصاغرین سے لیکر اکابرین دیوبند کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان دو کتابوں کا وجود ثابت کریں۔ مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

پھر لطف کی بات یہ کہ خود دیوبندی حضرات کو تسلیم ہے کہ یہ کتابیں گھڑی ہوئی تھیں۔
دیوبندی منظور سنبھلی نے اس بات کا اقرار ان الفاظ میں بیان کیا کہ

"اس [شہاب ثاقب] میں ایک خاص کمزوری یہ ہے کہ اس میں
"سیف النقی" کے اعتماد پر ۲ حوالے غلط دے دیئے گئے ہیں

......اس غلطی نے ''الشہاب الثاقب'' کی افادیت کو بہت نقصان پہنچایا۔''   (نقوش رفتگاں ۲۹۹، ۴۰۰ تقی عثمانی)

یہاں اس بات کا تذکرہ کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں ہوگا کہ منظور نعمانی صاحب اور دیگر دیوبندی حضرات کی یہ تاویل کہ مصنف الشہاب الثاقب نے سیف النقی کے اعتماد پر یہ حوالہ جات نقل کئے ہرگز درست نہیں، کیونکہ پہلے ایڈیشن میں اس قسم کی کوئی تصریح موجود نہیں۔ اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ جو ہم نے اپنی کتاب کنز الایمان اور مخالفین میں یہ لکھا کہ مصنف الشہاب الثاقب نے سیف النقی پر اعتماد کر کے حوالہ جات نقل کئے تو یہ عبارت الزامی ہے کیونکہ ہم نے آگے منظور نعمانی کا بیان نقل کیا ہے ،مگر اس کے باوجود شبہ سے بچنے کے لئے ہم نے دوسرے ایڈیشن میں اس عبارت کو حذف کر دیا ہے۔

اسی دیوبندی جھوٹ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حسین علی دیوبندی لکھتے ہیں:

''مسلمانو! حضرت غوث اعظم فرماتے ہیں ''من یعتقد ان محمدا ﷺ یعلم الغیب فھو کافر لان علم الغیب صفۃ مختصتہ باللہ۔''

(مراۃ الحقیقت ص ۱۸ اسطر مطبوعہ مصر بلغۃ الحیر ان ص ۴، اتمام البرہان ۱۷۹)

جبکہ مراۃ الحقیقت نامی کوئی کتاب غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ہرگز نہیں لکھی۔ یہ پاگلوں کی داستان یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ ایک اور دیوبندی مولوی محمد فاضل صاحب مولانا نقی علی خان صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

آپ کی دو کتابیں مشہور ہیں ا۔ تحفۃ المقلدین۔ ۲۔ ہدایۃ البریہ

''مولانا نقی علی صاحب مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم

صاحب نانوتوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مولوی احمد صاحب
محدّث گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی علمائے دین اور
مؤمنین صادقین سے ہیں'' تلخیصاً تحفۃ المقلدین ص 15 مطبوعہ
صبح صادق پریس سیتاپور۔ (پاگلوں کی کہانی ص ۶۷)

اس جگہ مولوی فاضل دیوبندی نے خداخوفی سے بالکل آزاد ہوکر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کی طرف ایک بے بنیاد کتاب منسوب کی۔ جبکہ اس کتاب کی کوئی حقیقت نہیں۔

☆ دیوبندی یوسف رحمانی نے بھی اپنے فن کا مظاہرہ کچھ اس انداز سے کیا ہے کہ

''مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے والد ماجد کا فتویٰ مولانا نقی علی
صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم
نانوتوی علمائے دین اور مومنین صادقین میں سے ہیں۔''

(تحفۃ المقلدین ص ۱۵ منقول از رسالہ صدائے حق، سیف رحمانی ۸۹،۳۴)

☆ ایک اور دیوبندی صاحب اسی طریقہ کی پیروی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

مولوی احمد رضا بریلوی جو حضرت نانوتوی سے بغض منفرت، حسد
عداوت، کینہ رکھنے میں سب سے اول ہیں۔ جنہوں نے دھوکہ
فریب اور مکاری سے علمائے عرب سے حضرت کے خلاف کفر کا
فتویٰ لیا اور اس کی تشہیر کی انہی کے والد مولوی نقی علی صاحب لکھتے
ہیں: مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی علمائے
دین اور مومنین صادقین میں سے ہیں'' تلخیصاً تحفۃ المقلدین
ص 15 مطبوعہ صبح صادق پریس سیتاپور۔

(ماہنامہ الفرقان لکھنو نومبر ۲۰۱۵ ص ۳۸)

☆اسی طرح مولوی سرفراز دیوبندی نے امام سیوطی کی طرف تیسر المقال نامی کتاب منسوب کی ہے(راہ سنت ص ۲۳۸) حالانکہ ان کی ایسی کوئی کتاب ہی نہیں ہے۔

☆نورالحسن بخاری دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''[البلاغ المبین] حضرت محدث دہلوی (شاہ ولی اللہؒ) کی عجیب تصنیف ہے۔''

(توحیداور شرک کی حقیقت ص ۲۷۶)

اسی طرح ایک اور دیوبندی بھی لکھتا ہے کہ:

''حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب البلاغ المبین میں تحریر فرمایا ہے۔'' (رضاخانی مذہب ج ۳ ص ۶۹)

اسی طرح دیوبندی مفتی مجاہد نے بھی اسے شاہ ولی اللہ کی کتاب قرار دیا ہے اور بطور حوالہ پیش کیا ہے۔(ہدیہ بریلویت ص ۶۲)

جبکہ یہ شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب نہیں۔جیسا کہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

''یہ شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے ہی نہیں بلکہ کسی نے لکھ کر ان کی طرف منسوب کردی ہے۔'' (تذکرہ سلیمان ص ۴۶۹)

سرفراز دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''بعض حضرات نے جن میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی بھی شامل ہیں ''البلاغ المبین کو شاہ ولی اللہ کی تصنیف تسلیم نہیں کیا۔''

(گلدستہ توحید ص ۱۵۴)

یہاں یہ بات یاد رہے کہ ہمارے بزرگوں میں جن حضرات نے اس کتاب کی نسبت شاہ صاحب کی طرف کی ہے،وہ لاعلمی کے سبب سے ہے،اور اگر دیوبندی

حضرات یہی عذر پیش کریں تو ہمیں قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، مگر اس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ہمارے جن حضرات نے شاہ صاحب پر تنقید کی اس کا سبب آپ سے منسوب یہ کتاب تھی، اس لئے اب ہم پہ شاہ صاحب کے حوالہ سے اعتراض کرنا درست نہیں۔

☆ایسے ہی دیوبندی حضرات نے تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان صاحب سے منسوب ایک کتاب ''ابلیس کا رقص'' کے حوالہ جات دیئے ہیں جبکہ یہ کتاب بھی حضرت سے منسوب نہیں ہے۔ مفتی محمد علی کوثری لکھتے ہیں:

> ''اور ماضی قریب میں ایک کتاب بنام ''ابلیس کا رقص'' شائع کی گئی، جس کے ٹائٹل پیج پر حضرت کا نام درج ہے وہ بھی حضور تاج الشریعہ کی تصنیف نہیں ہے، جھوٹ کا سہارا لے کر حضرت کے نام سے یہاں بھی لوگوں کو مغالطہ میں ڈالا گیا۔''

(جعلسازی کا پردہ فاش (قلمی فتویٰ)

یہ فتویٰ انٹرنیٹ پر اسلامی محفل اور دیگر اہل سنت کی ویب سائٹس پر موجود ہے۔

اسی طرح ان دیوبندی حضرات نے جھوٹ بول کر من گھڑت عقائد و نظریات اپنے مخالفین پر تھوپنے کی بھی انتہائی مذموم روش اختیار کی ہے۔ چنانچہ دیوبندی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ

> ''اہلِ بدعت کا یہ عقیدہ علم غیب بالذات کا محقق و مشہور ہے۔''

(براہین قاطعہ ص ۲۸)

یہ جناب کا بہت بڑا جھوٹ ہے قیامت کی صبح تک اس کو ثابت نہیں کر سکتے۔

اسی طرح ابوایوب دیوبندی لکھتا ہے:

"آپ لوگ صریح نصوص کو چھوڑ کر ضعیف وشاذ ونادر پر کیوں عمل کرتے ہیں۔" (پانچ سوباادب سوالات ص ۵۰)

یہ بھی ہمارے معاند کا کذب عظیم ہے ہم ہرگز صریح نصوص کے مقابلے میں ضعیف یا شاذ روایات پر عمل نہیں کرتے۔

☆ مولوی امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی لکھتا ہے:

"۱۳۲۶ھ میں ایک آدمی ہندوستان سے مکہ مکرمہ پہنچا، مدینہ منورہ گیا اور اس نے جا کر وہاں کے لوگوں کو بتایا کہ ہمارے ملک میں ایک مدرسہ ہے جس کا نام دارالعلوم دیوبند ہے۔۔۔ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نبی اقدس اپنے روضے میں حیات نہیں......
مکہ اور مدینہ کے علماء نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا......ان علماء نے سوالات لکھ کر دیوبند میں بھیج دیئے کہ ہم خود ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے؟ چھبیس (۲۶) سوالات کیے۔" (یادگار خطبات ص ۴۷۔۴۸)

اس چھوٹی سی عبارت میں اوکاڑوی صاحب نے جھوٹ بولنے کی حسب عادت انتہا کر دی ہے۔اور جناب اتنے بڑے کذاب ہیں کہ ان کے اکاذیب کو طشت از بام کرنے کے لیے پوری پوری کتابیں ہی منظر عام پر آئی ہیں، بہر حال اوکاڑوی صاحب کا یہ کہنا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۶ھ میں مکہ مکرمہ گئے یہ جناب کا جھوٹ ہے، پھر یہ کہا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے علماء دیوبند کے متعلق لکھا کہ ان

لوگوں کا عقیدہ ہے کہ "نبی ﷺ روضہ اقدس میں حیات نہیں" یہ بھی دیوبندی مولوی کا جھوٹ ہے۔ حسام الحرمین میں اس قسم کی کوئی بات نہیں۔ اور یہ کہنا کہ علمائے حرمین نے سوالات بھیجے یہ بھی جھوٹ ہے۔

دیوبندی مولوی محمود الحسن گنگوہی لکھتے ہیں:

"اسی زمانے میں مولانا حسین احمد مدنیؒ بھی وہیں تھے حجاز مقدس میں انھوں نے اٹھائیس سوالات لکھ کر بھیجے سہارنپور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے پاس۔"

(مسلک علماء دیوبند اور حب رسول ص ۶۸)

یعنی سوالات حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی نے بھیجے تھے، نہ کہ علماء حرمین شریفین نے۔

☆ اسی طرح ضیاء الرحمٰن دیوبندی لکھتا ہے کہ

"بریلویوں نے کہا...... کہ نبی ﷺ کو موت ہی نہیں آئی۔"

(یادگار خطبات ص ۲۴۵)

یہ بھی دیوبندی جھوٹ ہے اور قیامت کی صبح تک دیوبندی حضرات اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔

یہ ہے دیوبندی علماء و اکابرین کے جھوٹ، اب آیئے ایسے تمام چھوٹے بڑے جھوٹے دیوبندیوں کے بارے میں دیوبندیوں کے گھر ہی سے فتویٰ لے لیجیے۔

چنانچہ شورش کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بار بار جھوٹے پر لعنت کی ہے

اور کسی کے لیے لعنت نہیں۔" (ابوالکلام آزاد ص ۶۴)

اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"مجھے تو جھوٹ سے بڑی ہی نفرت ہے اور کاذب سے نفرت ہونا بھی چاہیے اس لیے کہ اس سے تو کچھ امید نہیں کہ کب دھوکہ دے۔" (ملفوظات حکیم الامت ج ۲ ص ۲۷)

عبداللطیف مسعود دیوبندی لکھتے ہیں:

"جھوٹ کسی بھی مذہب وملت میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ لیکن دین حق میں تو اسے منافی ایمان قرار دیا گیا۔"

(احتساب قادیانیت ج ۲۴ ص ۶۳۰)

قارئین! ہم نے یہاں علمائے دیوبند کے اس موروثی مرض کی طرف صرف اشارہ کیا ہے ورنہ ان کے کارنامے احاطہ تحریر میں لانے کے لیے دفتر درکار ہیں۔ بہر حال

خامہ کس قصد اٹھا کہاں جا پہنچا

دیوبندیوں کے اپنے اصولوں سے غیر معتبر شخصیات کے حوالوں کا جواب

ہم عرض کر رہے تھے کہ اس دیوبندی کتاب میں جناب نے ہم سنیوں کو بدنام کرنے کے لیے ایسے لوگوں کو بھی ہمارے خلاف پیش کیا جو سنی ہیں ہی نہیں، پھر ایسے علماء کو بھی دیوبندی مولوی نے پیش کیا جن کے بارے میں خود دیوبندی کہتے ہیں کہ یہ بریلوی سنی نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے خلاف پیش کر دیا جیسا کہ دیوبندی مولوی کی اس کتاب کے مختلف مقامات پر **پیر مہر علی شاہ** رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ

جات پیش کیے، جبکہ ان کے متعلق خود دیوبندی مولوی ابوایوب لکھتے ہیں:

''اور ہے بھی یہی بات کہ شاہ صاحب بریلوی نہ تھے۔''

(دست و گریباں ج ا ص ۷۰)

اب ہم سربستہ عرض کرتے ہیں کہ جناب جب وہ تمہارے نزدیک بریلوی نہیں تو پھر ان کے حوالہ جات ہمارے خلاف پیش کر کے مزید اپنا منہ کالا کیوں کر رہے ہو؟

☆ایسے ہی جناب **پیر نصیر** اور **پیر سیف الرحمٰن** کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''جیسا کہ بریلوی پیر نصیر الدین نصیر صاحب اور پیر سیف الرحمٰن خراسانی نے بھی کہا ہے وہ بریلوی نہیں۔''

(سفید و سیاہ پر ایک نظر ص ۴۲)

اور یہی ابوایوب دیوبندی اپنے مماتی دیوبندیوں کا انکار کرتے ہوئے خود ایک اصول بیان کرتے ہیں کہ:

''اور سہارا لیا ان کتابوں کا جو پتھری، پنج پیری، مماتی حضرات کی لکھی تھیں۔ اور یہ دجل کیا کہ یہ تمہارے دیوبندی ہیں حالانکہ ان (مماتیوں) کے امام احمد سعید چتروڑ گڑھی نے خان گڑھ کی تقریر میں صاف اعلان کیا تھا کہ ہم لوگ دیوبندی نہیں ہیں جو دیوبندی کہے وہ حلالی نہیں ہے۔ اور اب ہمیں قد یصدق الکذوب کے تحت اس احمد سعید کے اس جملے کی صداقت سمجھ آ گئی جو ان کو یعنی مماتیوں کو دیوبندی کہے وہ حلالی نہیں۔'' (فضل خداوندی ص ۵۳)

دیوبندی عمیر قاسمی نے حوالہ دیا کہ:

''مماتی حضرات کہتے ہیں......ہم دیوبندی نہیں۔''(دیوبندی:۱۸٦)

اب ہم دیوبندی ترجمان سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جناب اگر احمد سعید دیوبندی یا مماتی دیوبندی اپنے دیوبندی نہ ہونے کا تذکرہ کریں تو وہ تو آپ کو قابل قبول ہے اور یہی بات پیر نصیر و پیر سیف کرے اور کہیں کہ ہم بریلوی نہیں ہیں تو وہ قبول کیوں نہیں؟ جب آپ کے مطابق وہ خود کہتے ہیں کہ وہ بریلوی نہیں تو پھر آپ اپنے اس اصول کی مخالفت کرتے ہوئے زبردستی کیوں ان کو بریلوی کہہ کر پیش کر رہے ہیں؟ یہ قوم شعیب کی طرح لینے دینے کے باٹ مختلف کیوں ہیں؟ (زبیر علی زئی کے تناقضات ص ۱۷۳)

☆......اسی طرح **طاہر القادری** صاحب لکھتے ہیں کہ

''میں کسی فرقہ کا نمائندہ نہیں۔''

(رسالہ دید شنید لاہور بحوالہ فتنہ طاہری کی حقیقت ۱۵)

تو جب طاہر القادری خود کہہ رہا ہے کہ میں کسی فرقے کا نمائندہ نہیں اور خود ابو ایوب دیوبندی نے بھی اپنی اسی کتاب دست وگریباں میں وہ حوالے بھی درج کیے ہیں جن میں سنی علماء نے طاہر القادری کو سنیت سے خارج اور بے ادب قرار دیا۔ دیکھئے دست وگریباں ج ۲ ص ۲۵۸ تا ۲۷۳۔ تو پھر اس کو بریلوی بتانا یہ دیوبندیوں کی زبردستی نہیں تو پھر کیا ہے۔

دیوبندی مفتی عمیر قاسمی لکھتے ہیں:

''شمس الدین اشاعۃ التوحید کے آدمی ہیں ...... ہمارے کھاتے میں نہ ڈالیں۔'' (دیوبندی:۸۷)

تو جناب حضرات دیو بند! جب آپ کسی شخصیت سے متفق نہ ہوں تو اس کو قبول نہیں کرتے، اسے غیر معتبر اور دیو بندیت سے خارج کہہ کر رد کر دیتے ہیں تو پھر ایسی شخصیات جن کا تعلق اہلِ سنّت و جماعت حنفی بریلوی سے نہیں یا وہ غیر معتبر ہوں، ان کو ہمارے کھاتے میں ڈال کر اپنے ہی دیو بندی اصولوں پر کیوں تھوکتے ہیں؟

☆......دیو بندی مولوی نے اپنی کتاب میں **مختار عالم حق** صاحب کو بھی پیش کیا حالانکہ یہ غیر جانبدار قسم کی شخصیت ہیں، ان سے مسلک اہلِ سنّت و جماعت حنفی بریلوی کا تشخص قائم نہیں ہوتا۔

پھر دیو بندی مولوی نے یہ اصول لکھا ہے کہ:

''ہر عالم کی بات کو جوں کا توں قبول نہیں کیا جاتا۔''

(تسکین الاتقیاء: محمود عالم صفدر:۱۱۹)

تو جناب جب تمہارا اصول یہ ہے تو پھر ہمارے خلاف ایسے لوگوں کو پیش کر کے کس منہ سے کہتے ہو کہ یہ ہمارے لیے حجت ہیں۔

☆اسی طرح **غلام معین الدین چشتی** کے حوالے بھی دیو بندی مولوی نے پیش کیے ہیں حالانکہ انکے متعلق تو خود دیو بندی حضرات نے لکھا کہ

''حضرت مولانا معین الدین اجمیری کا اسم گرامی اعلیٰ حضرت بریلوی مولانا احمد رضا خان کے باغیوں اور اشد مخالفین میں ہوتا ہے۔'' (بریلویت کے باغی علماء و مشائخ ص ۹۰)

یعنی یہ مخالف ہیں بریلوی ہرگز نہیں، ایسے ہی **عون سعیدی** صاحب طاہر القادری کے معتقد ہیں، لہٰذا ان سے بھی بریلوی مسلک کا تشخص قائم نہیں ہوتا۔ لہٰذا جو

حضرات بریلوی سنی نہیں ہیں ان کو ہمارے خلاف پیش کرنا خود دیوبندی اصولوں کے بھی مخالف ہے۔ چنانچہ طاہر گیاوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"غیر دیوبندی علماء کے متعلق جو بحثیں اٹھائی گئی ہیں ان کے جوابات کی قطعاً ضرورت نہیں۔" (بریلویت کا شیش محل ص ۱۴)

☆ پھر **کرنل انور مدنی** اور **مفتی محمود ساقی** صاحب بھی غیر معتبر حضرات ہیں، ان کے کئی نظریات اہلِ سنّت کے اجماعی موقف کے خلاف ہیں۔ تفصیل چوتھے باب کے آخر میں ملاحظہ کریں۔

صائم چشتی صاحب کا شمار بھی جید علماء میں نہیں ہوتا، ان کے کئی نظریات کا رد علمائے اہلِ سنّت نے کیا ہے، ایسے ہی "مفتی اقتدار احمد خان" کا شمار کبھی اکابرین میں نہیں ہوا، اور جمہور اہل سنت کے خلاف ان کے کئی تفردات ہیں، جو ہم پر خود دیوبندی حضرات کے مطابق حجت نہیں۔

پھر ان میں سے پیشتر حضرات کا شمار معاصرین میں سے ہوتا ہے، اور جناب خلیل احمد دیوبندی صاحب کے متعلق موجود ہے:

فتویٰ لکھنے میں حضرت اکثر شامی ملاحظہ فرمایا کرتے مگر جس قول کے وہ ناقل ہوتے اس کو تو حجت سمجھتے اور جو صاحب شامی کی ذاتی رائے ہوتی اس کو حجت قرار نہ دیتے بلکہ تنقید و تحقیق کرتے اور فرمایا کرتے یہ معاصر ہیں **ھم رجال و نحن رجال** <u>ان کی رائے ہم پر حجت نہیں</u> جب تک کہ اسلاف کے قول سے مؤید نہ ہو۔ (تذکرۃ الخلیل ص ۲۹۴)

عبدالجبار سلفی لکھتے ہیں:

''اگر حضرات علماء دیوبند اور اسلاف کے متعلق اتنی بدگمانی رکھنے کے بعد یہ لوگ سنی دیوبندی ہونے کے مدعی ہیں تو یہ ان کی بہت بڑی زیادتی ہوگی۔'' (سلفی کون ص ۱۴)

یہی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''عیاری اور مکاری کے اس دور میں تحقیق کی مارکیٹ کے اندر دونمبر کا ایسا مال بھی موجود ہے جس کے اوپر ''دیوبندیت'' کا اسٹیکر چسپاں ہے۔ان ''گلابی دیوبندیوں'' کی ہٹ دھرمی دیکھیے کہ مسئلے وہ ایجاد کرتے ہیں جن کا علم اکابر دیوبند کے فرشتوں کو بھی نہ تھا۔پھر اکابر کا مذاق بھی اڑاتے ہیں اور دعویٰ یہ کہ ''ہم دیوبندی'' ہیں۔ارے احمقوں دیوبندیت کس چیز کا نام ہے؟ ......اکابر علمائے دیوبند اپنے سے پہلے فقہاء احناف کی اتباع میں سلفی تھے اور اب علماء دیوبند کی تحقیق کو آنکھیں بند کر کے قبول کرنے والا سلفی ہے۔'' (سلفی کون ص ۱۰)

ان دو مذکورہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہوئی کہ دیوبندی وہ ہے جو علماء دیوبند کی تحقیق کو قبول کرے اور ان سے بدگمانی کرنے والا دیوبندی نہیں، اسی طرح عقائد میں جمہور اہلسنت کی پیروی کرنے والا ہی سنی ہے، اس سے اختلاف کرنے والا ہرگز اہل سنت و جماعت میں داخل نہیں۔لہٰذا ایسے اشخاص جن کے نظریات اہل سنت سے متصادم ہیں وہ دیوبندی اصول کے مطابق ہرگز اہلِ سنّت میں سے نہیں، لہٰذا ان کو اہلِ سنّت کے سر تھوپنا دیوبندی مذہب کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔

فروعی اختلافات ہرگز مذموم نہیں

دیوبندی مولوی ابوایوب نے اپنی کتاب میں چند فروعی اختلافات کو بھی مذموم بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی جبکہ ایسے اختلافات خود علماء دیوبند کے نزدیک بھی ہرگز مذموم نہیں۔

خود ابوایوب دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"اختلافات اگر علمی ہوں تو رحمت کہلاتے ہیں۔"

(دست وگریباں ج ۳ ص ۳۴)

یہی مولوی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

"علماء کی آراء کا مختلف ہوجانا، یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔"

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۸۲)

یہی دیوبندی مولوی مزید لکھتے ہیں کہ

"یہ بات تقریباً ہر دور میں رہی ہے کہ اہل علم میں آراء کا اختلاف چلتا رہتا ہے۔" (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص 82)

نیز ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

"باقی اہل علم دلائل کی بنیاد پر ایک دوسرے سے اختلاف کرتے رہتے ہیں۔" (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۸۳)

ایسے ہی لکھتے ہیں کہ

"علماء کا اختلاف دلیل کی بنیاد پر بے ادبی نہیں ہوتا۔"

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۸۴)

ایسے ہی ابوایوب دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مولانا عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا تو ان کے پاس دلیل ہوگی تو یہ مذموم نہ رہا۔" (ایضا)

مزید لکھا کہ:

"اہل علم میں اختلاف چلا آیا ہے۔"
(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۲۵۷)

نیز دیوبندی مولوی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

"اگر بعض اہل علم نے امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نظر سے اختلاف کیا ہو تو کیا حرج ہے۔" (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۲۵۷)

ان تمام حوالہ جات سے بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ دلیل کی بنیاد پر اختلاف نہ تو بے ادبی ہے اور نہ ہی اسے مذموم اختلافات کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان مسائل میں واضح نصوص موجود نہیں ہوتیں اس لیے ان مسائل میں اجتہاد سے کام لیا جاتا ہے، جس میں اختلاف ہونا لازم ہے، لہٰذا بقول معترض دلیل کی بنیاد پر ان مسائل میں اختلاف مذموم نہیں۔

شدید اختلافات بھی مذموم نہیں

ممکن ہے کہ دیوبندی مولوی یہ کہہ دیں کہ فروعی مسائل میں اختلافات مذموم نہیں لیکن ایک مسئلے کو جب ایک سنی عالم حلال کہیں اور اسی مسئلے کو دوسرے سنی عالم حرام کہیں تو ایسے اختلافات تو مذموم ہی ٹھہریں گے۔

تو اس کے لیے عرض ہے کہ جناب آپ اپنے محمود الحسن دیوبندی کے افادات کے مجموعے ''آدابِ اختلاف'' (مرتب محمد فاروق دیوبندی) ہی کو ملاحظہ فرمالیں، اس میں لکھا ہے کہ:

''علاوہ ازیں اگر میں مان بھی لوں کہ ان حضرات میں شدید اختلاف ہے تو یہ بھی سمجھ لینے کی بات ہے کہ اہلِ حق میں شدید اختلاف کا ہو جانا نہ منقصت ہے نہ شریعت کے خلاف بلکہ جب کسی امر میں اہل حق کے نزدیک اختلاف ہوگا تو جس درجہ کا وہ امر اور اختلاف ہوگا اسی درجہ کی اس میں شدت بھی ہوگی۔ مثال کے طور پر سمجھو کہ ایک امر کو کوئی شخص فرض سمجھتا ہے اور دوسرا احرام کہتا ہے یا ایک شخص واجب سمجھتا ہے دوسرا مکروہ تحریمی، تو اس میں آپس میں مخالفت، منازعت، تردید ضروری ہے۔ یہی چیز ہے کہ جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپس میں قتال تک پر مجبور کیا۔ ابوداؤد شریف میں ایک حدیث ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وتر واجب ہے، دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہ جن کی تحقیق اس کے خلاف تھی وہ فرماتے ہیں ''کَذَبَ'' (جھوٹ بولا) گو علماء اس ارشاد کو صحابی کی شان میں ہونے کی وجہ سے توجیہ فرماتے ہیں لیکن ظاہر الفاظ یہی ہیں۔ اس لیے اگر امرِ حق کی تحقیق میں کوئی لفظ سخت نکل جائے تو اس کی توجیہ ہم کو بھی تو کرنا چاہیے۔''

(آداب اختلاف، حدود اختلاف: صفحہ ۱۶۱)

اس سے واضح ہوگیا کہ اگر فروعی مسائل کی تردید میں علماء کے ہاں سختی بھی ہوتو وہ بھی مذموم اختلاف میں شمار نہیں ہوتا، بلکہ اس کی بنیاد بھی دینی غیرت ہی ہے۔

اسی طرح دیوبندی حکیم اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں کہ:

''مسائل بعض قطعی ہوتے ہیں ان میں اختلاف کی گنجائش ہوتی ہے، بعض اجتہادی وظنی ہوتے ہیں ان میں سلف وخلف تک شاگرد نے استاد کے ساتھ، مرید نے پیر کے ساتھ، قلیل نے کثیر جماعت کے ساتھ، واحد نے متعدد کے ساتھ اختلاف کیا اور علماء امت نے اس پر نکیر نہیں کی اور نہ ایک دوسرے کو ضال اور عاصی کہا، نہ کسی نے دوسرے کو اپنے ساتھ متفق ہونے پر مجبور کیا۔''

(تحفۃ العلماء: بحوالہ اکابر کا باغی کون ص 247)

دیوبندی اپنے مخالفین پر کیچڑ اچھالتے ہیں

اب یہ بھی ملاحظہ کیجیے کہ خود علماء دیوبند نے اپنے دیوبندیوں کے بارے میں یہ تسلیم کیا ہے کہ دیوبندی علماء اپنے مخالفین پر خواہ مخواہ اعتراضات والزامات لگاتے ہیں لیکن اپنے دیوبندی اگر وہی کام کریں تو ان کا دفاع کرنے لگ جاتے ہیں۔

علماء دیوبند کے مفتی اعظم محمود حسن گنگوہی کے افادات پر مشتمل کتاب میں علماء دیوبند کے بارے میں یہ اقرار موجود ہے کہ

''ہم دین دار کہلاتے ہیں ذرا اپنے حال پر بھی غور کریں کہ اپنا عزیز یا اپنی پارٹی و جماعت کا آدمی کیسا ہی قصور وار کیوں نہ ہو، اس کو بے قصور ثابت کرنے کی کوشش کریں گے اور مخالف

پارٹی کا کوئی کیسا ہی صاحب فضل وکمال، صاحب علم وعمل کیوں نہ ہو، کیسی ہی اس کی دینی خدمات کیوں نہ ہو، کیسا ہی تقویٰ و طہارت کا حامل ہو، مگر چونکہ مخالف پارٹی سے اس کا تعلق ہے، اس لیے اس کی تنقیص، توہین وتذلیل ضروری ہے۔"

(اسلام میں اختلاف کے اصول، آداب اور حدود ص ۴۳)

اسی کتاب میں دیوبندی مولوی کہتے ہیں کہ:

"ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس جماعت سے کسی کا تعلق ہوتا ہے، اس کا عیب بھی کمال اور اس کے بالمقابل جماعت کا کمال بھی عیب نظر آتا ہے اور اپنی جماعت کی ناانصافی اور غیر حق ہونا معلوم ہونے کے باوجود اس کی حمایت ونصرت کرتا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ یہ ناانصافی اور غیر حق کی حمایت ہے۔"

(اسلام میں اختلاف کے اصول، آداب اور حدود ص ۳۸)

اسی کتاب میں دیوبندی علماء اپنے طرز کا ان الفاظ میں اقرار کرتے ہیں کہ:

"ہمارا طرز یہ ہے کہ ایک بات اپنے ذہن میں صحیح سمجھ لی، کیسی ہی معمولی سی بات ہو، کتنی ہی جزوی چیز ہو۔ پھر کسی کا مضمون کسی کی تقریر اس کے موافق دیکھ لی یا سن لی تو اس کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے جاتے ہیں اس کو سراہا جاتا ہے، اس کی جاہ بے جا حمایت کی جاتی ہے اس میں جو خلاف شرع واقعی باتیں ہوں ان کو معمول سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ سخت چیز ہے۔ یعنی چاہیے

تو یہ تھا کہ جو بات حق ہے اس کو حق کہا جائے اور جو غلط ہے اس کو غلط کہا جائے یا کم از کم سکوت کیا جائے ،لیکن ہمارا عمل یہ ہے کہ اس شخص کی حمایت میں ان شرعی امور ہی کو سرے سے لغو بتادیا جاتا ہے جن کی وہ خلاف ورزی کرتا ہے۔حتی کہ اسلام کے اہم ترین رکن جس کو سینکڑوں احادیث میں کفرواسلام کا امتیاز بتایا گیا ہے یعنی نماز اس کے متعلق بھی ایسے الفاظ ہماری زبان وقلم سے نکلتے ہیں جن کو نقل سے بھی کوفت ہے۔ محض اس وجہ سے کہ ہمارا ممدوح نماز نہیں پڑھتا نماز کے ساتھ استخفاف کا برتاؤ کیا جاتا ہے اس کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے اس کے بالمقابل اگر کسی کی کوئی معمولی سی بات اپنی رائے کے خلاف سن لی یا دیکھ لی تو اس کا ہر فعل عیب ہے جو واقعی خوبیاں اس میں (ہیں) وہ بھی سراسر مذمت کے قابل سمجھی جاتی ہیں۔"

(اسلام میں اختلاف کے اصول،آداب اور حدود ص ۱۶۱)

اور یہ بھی یاد رہے کہ علماء دیوبند جو ہم مسلمانوں کے دینی مدارس کے بارے میں الٹی سیدھی گفتگو کرتے ہیں،اس کی وجہ بھی خود ان کے علماء دیوبند نے بیان کردی، چنانچہ کہتے ہیں کہ:

"عموماً بدگمانی ہی بڑے بڑے اختلافات کی بنیاد بنتی ہے۔اگر مدارس اسلامیہ اور دیگر اداروں و جماعتوں کے اختلاف کا جائزہ لیا جائے تو سب کی بنیاد یہی بدگمانی نکلے گی اور جب کسی سے

اختلاف ہوجاتا ہے (تو) اس کے ہر عمل کے متعلق بدگمانی ہی کار فرما ہوتی ہے کہ اس کا ہر عمل کیسا ہی ہو، صحیح اور حق کیوں نہ ہو، اس کا غلط ملط محمل ہی تجویز کیا جاتا ہے۔"

(اسلام میں اختلاف کے اصول، آداب اور حدود ص ۴۶)

"لیکن دوسری طرف یہ خیالات اس سوچ کا رخ تبدیل کر رہے تھے کہ قدرت نے اپنے خصوصی انعامات کے دروازے کسی فرد یا طبقہ کے لیے بند نہیں کر رکھے۔ بلکہ وہ تو ہر ایک پر مہربان ہے۔ اب آگے اپنا اپنا ظرف ہے۔ البتہ شرط وہی ہے کہ ماضی کے متواتر نظریاتی سلسلہ کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔"

(ماہنامہ حق چاریار امین اوکاڑوی نمبر، اپریل ۲۰۰۱ء ص ۹۴)

مولوی زکریا لکھتے ہیں:

"علاوہ ازیں اگر میں مان بھی لوں کہ ان حضرات میں شدید اختلاف ہے تو یہ بھی سمجھ لینے کی بات ہے کہ اہل حق میں شدید اختلاف کا ہوجانا نہ منقصت ہے، نہ شریعت کے خلاف۔ بلکہ جب کسی امر میں اہل حق میں اختلاف ہوگا تو جس درجہ کا وہ امر اختلاف ہوگا اس درجہ کی شدت بھی ہوگی، مثال کے طور پر سمجھو کہ ایک امر کوئی شخص فرض سمجھتا ہے دوسرا حرام کہتا ہے یا ایک شخص واجب سمجھتا ہے، دوسرا مکروہ تحریمی۔ تو اس میں آپس میں مخالفت، منازعت، تردید ضروری ہے، یہی چیز ہے جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو

آپس میں قتال تک پر مجبور کر دیا۔" (راہ اعتدال ص ۲۶)

مرتب انوارات صفدر لکھتے ہیں:

حضرت عمر بن عبد العزیز کا قول قابل ذکر ہے، انہوں نے فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں باہم جو فقہی اختلاف پایا جاتا ہے اس سے مجھے اس قدر خوشی ہوتی ہے کہ قیمتی سرخ اونٹوں کے حاصل ہونے سے بھی نہ ہو۔ سوچو! اگر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر مسئلہ میں صرف ایک ہی رائے پر جمع ہوتے تو لوگوں کو ہر معاملہ میں کس قدر تنگی پیش آتی۔

یہاں پر ہم یہ بتاتے چلیں کہ بے شک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں فقہی اختلاف موجود تھا اور اسی طرح تابعین حضرات میں بھی اختلاف پایا جاتا تھا۔ دراصل فقہی مسائل میں فروعی اختلاف ہونے سے مسلمانوں کو کوئی نقصان ہے اور نہ اسلامی حقائق و شریعت کو، بشرطیکہ ہر ایک کا مقصد حق بات تک پہنچنا ہو اور کسی اختلافی رائے سے کوئی نص کالعدم نہ ہوتی ہو، اور نہ کسی اصول اسلام پر زد پڑتی ہو اور نہ مقاصد شریعت میں سے کوئی مقصد فوت ہوتا ہو۔ تو اس ساری تفصیل سے واضح ہو گیا کہ فروعی اختلاف کوئی مذموم یا حق باطل کا اختلاف نہیں، اصل اختلاف یہ ہے کہ عقائد میں اختلاف ہو۔ (انوارات صفدر ج ۱ ص ۱۴۸)

پھر اس قسم کے اختلافات خود اکابرین دیوبند میں بھی موجود ہیں، چنانچہ دیوبندی مفتی

لکھتے ہیں کہ

"جن اکابر دیوبند کا ذکر استفتاء میں کیا گیا ہے، قواعد شرعیہ کی رو سے یہ سب علمائے حق تھے اور ان کی تحقیر و توہین شرعاً درست نہیں، البتہ مسائل میں ان سے اختلاف رائے رکھنا جرم نہیں ہے، ان کے اندر خود بھی بہت سے مسائل میں اختلاف رائے موجود ہے۔ مثلاً سنت پڑھنے کے بعد دعا مع رفع یدین ہیئت اجتماعیہ کو مفتی کفایت اللہ نے ممنوع قرار دیا ہے، جبکہ علامہ انور شاہ صاحب نے فیض الباری میں جائز لکھا ہے، اسی طرح وما اھل بہ لغیر اللہ کی تفصیل میں علامہ شبیر احمد عثمانی اور علامہ انور شاہ کاشمیری کے درمیان اختلاف رائے موجود ہے، دور حاضر میں نعلین پہنے ہوئے مسجد میں داخل ہونے کے متعلق مولانا خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے درمیان اختلاف رائے موجود ہے۔" (ارشاد المفتیین ج ۱ ص ۳۴۹)

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے "مسلک اہلِ سنّت" سے انحراف کیا ہے کیا اس کی وجہ سے مسلک اہل سنت کو مطعن کرنا درست ہے تو مفتی عمیر قاسمی لکھتے ہیں:

"آج فلاں نے فلاں مذہب جماعت چھوڑ کر فلاں مذہب اختیار کر لیا لیکن یہ چیز مقبولیت اور نامقبولیت کا قطعاً معیار نہیں ورنہ بعض ناعاقبت اندیش بھی دنیا میں موجود ہیں جو دین اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت، مرزائیت، رافضیت وغیرہ اختیار کر چکے ہیں تو کیا

ان ناعاقبت اندیشوں کی وجہ سے دین اسلام پہ کوئی حرف آئے گا
؟نہیں ہر گز نہیں ...... دنیا میں بہت سارے مسلمان ہیں جو روزہ
نہیں رکھتے ،نماز نہیں پڑھتے بلکہ بالکلیہ چھوڑ بیٹھے ہیں ...... تو
کیاان کے چھوڑنے کی وجہ سے اسلام کو مطعون کیا جا سکتا ہے؟
بہت سارے لوگ مسلمانوں میں ہیں جو شریعت اور دین میں
کمیاں نکالتے ہیں تو کیاان کی وجہ سے سارے مسلمانوں کو بدنام
کیا جائے گا......نہیں ہر گز نہیں۔'' (فضل خداوندی ص۲۸۹)

لہٰذا پہلی بات تو اس سے یہ معلوم ہوئی کہ اگر کوئی بندہ مسلک اہل سنت سے انحراف کرتا ہے تو اس میں قصور اس شخص کا ہے''مسلک حق'' کو مطعن کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس میں مسلک و مذہب کا کوئی قصور ہوتا ہے اور نہ ہی یہ اس کے ناحق ہونے کی دلیل ہے، پھر ابوایوب صاحب لکھتے ہیں:

''جب سے مدرسہ دیوبند بنا اور آج تک دیوبندی مسلک میں
صرف ایک فتنہ''مماتی'' حضرات کا آیا جو کہ بالکل نہ ہونے کے
برابر ہیں اور اس فتنے کا اکابر علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں۔''

(پانچ سو باادب سوالات ص۶)

ناظرین! ابوایوب صاحب نے اس بات کی وضاحت کردی کہ مماتی فتنہ دیوبند کی پیدا وار ہے مگر کیونکہ اس نے انحراف کیا ہے لہٰذا اس کا مسلک دیوبند سے کوئی تعلق نہیں بس ہم یہی کہتے ہیں ابوایوب صاحب جن حضرات نے مسلک حق اہلِ سنّت و جماعت سے انحراف کیا ہے ان کا مسلک حقہ سے کوئی تعلق نہیں، اور بقول مفتی عمیر قاسمی ان کی

وجہ سے ہمیں طعن نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا ان دونوں حوالہ جات سے مکمل دست وگریباں کا جواب ہو گیا، باتیں اور بھی ہیں مگر طوالت کے خوف سے انہیں ترک کر کے ہم یہاں چند دیوبندی شخصیات پر بھی کلام کرنا چاہتے ہیں، تاکہ حقائق واضح ہوں۔

(ا) عبدالماجد دریابادی اور دیوبندی علماء

عبدالماجد دریابادی جو کہ ایک دیوبندی بزرگ ہیں، لیکن یہ مرزائیوں قادیانیوں کے حامی تھے اور انہیں کافر نہیں سمجھتے تھے، لیکن چونکہ یہ دیوبندی بزرگ تھے اس لیے ان کے خلاف دیوبندیوں نے زبانیں بند رکھیں، لیکن اس کے باوجود بعض دیوبندیوں نے ان کے کارناموں کے پول کھولے۔

شورش کاشمیری عبدالماجد دریابادی کے متعلق لکھتے ہیں:

''کیا فرماتے ہیں تھانہ بھون کے خوشہ چین بیچ اس مسئلہ کے کہ حضرت حکیم الامت کا ایک خوشہ چین قادیانی مسئلے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی امت کا پشتبان ہے۔'' (چٹان ۱۴ اگست ۱۹۷۵)

طالب ہاشمی لکھتے ہیں:

''دکھ تو اسی بات کا ہے کہ مولانا یہ عقائد رکھتے ہوئے بھی مرزائیوں (بالخصوص لاہوری مرزائیوں) کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ نرم گوشہ کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی تکفیر ان پر گراں گزرتی تھی۔'' (ماہنامہ الحق، نومبر ۱۹۸۹ء ص ۴۹)

تقی عثمانی ان کے متعلق لکھتے ہیں:

مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب قادیانی تکفیر کے بارے میں

بھی تردد و شبہ کا شکار رہے تھے۔" (انعام الباری ج ۱ ۳۳۳)

مزید ایک جگہ لکھتے ہیں:

"قادیانیت کے مسئلہ میں ان کا نرم گوشہ پوری امت کے خلاف تھا اور بلاشبہ یہ ان کی سنگین ترین غلطی تھی جس پر اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔" (نقوش رفتگاں ص ۸۰)

تحسین عراقی صاحب لکھتے ہیں:

مولانا دریابادی اپنی اجتہادی غلطی یا کسی غلط فہمی کی بناء پر قادیانیوں کی لاہوری جماعت کو زیادہ گمراہ نہیں سمجھتے تھے مگر بعد میں ان کی رائے بدل گئی تھی اور قادیانیوں کی دونوں جماعتوں کو گمراہ سمجھنے لگے تھے۔ (عبدالماجد دریابادی ص ۳۸۴)

عمار خان ناصر دیوبندی نے بھی "الشریعہ" کے خصوصی شمارہ میں عبدالماجد دریا بادی کا یہ مؤقف تحریر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"قادیانیوں کے متعلق راقم الحروف کا رجحان کچھ عرصہ مولانا عبد الماجد دریا بادی کے موقف کی طرف رہا ہے جو انھیں تاویل کا فائدہ دیتے ہوئے تکفیر نہ کیے جانے کے قائل تھے۔"

(ماہنامہ الشریعہ، جون ۲۰۱۴، ص ۱۸۶)

منظور نعمانی لکھتے ہیں:

"دوسرے بہت سے علماء مصنفین کی طرح بعض مسائل کے بارہ میں مولانا دریابادی مرحوم بھی اپنی کوئی انفرادی رائے رکھتے تھے

شخصیت سے قطع نظر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جمہور علمائے امت کی رائے اختلاف میں سخت خطرہ ہے (ماہنامہ الفرقان)

یوسف لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

''اس لیے دریابادی صاحب کے نزدیک صریح دعویٰ نبوت کے باوجود نہ مرزا دائرہ اسلام سے خارج ہیں نہ ان کی جماعت کو سوء خاتمہ کا اندیشہ نجات سے محرومی کا سوال اور نہ ان سے تعرض کرنا جائز ہے۔'' (تحفہ قادیانیت ج ۴ ص ۲۹)

اس پورے مضمون میں عبد الماجد دریابادی کا رد موجود ہے۔ اسی مضمون کا ذکر ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' جلد اول کے دیباچہ میں بھی ہے۔ نئے ایڈیشن میں اس مکمل مضمون کو خارج کر دیا گیا ہے۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عبد الماجد صاحب مرزا قادیانی اور قادیانیوں کی عدم تکفیر کے قائل تھے، اس سلسلہ میں ان کی صفائی بیان کرتے ہوئے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کا موقف قادیانیت کے بارے میں نرم تھا مگر وفات سے چند سال پہلے وہ اس موقف سے رجوع کر گئے تھے اور امت کے متفقہ لائحہ عمل پر آ گئے تھے۔ اس کے لیے پڑھیے ''وہ جو بیچتے تھے دوائے دل۔''

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۲۱۵)

ناظرین! وکیل صفائی کو چاہیے تھا کہ کم از کم اس مدت کا تعین تو کر دیتے کہ وفات

سے اتنے سال قبل رجوع کیا، مگر ہماری معلومات کے مطابق ان کا آخری موقف عدم تکفیر کا ہی تھا، جس پر ہم دیوبندی حضرات کے حوالہ جات پیش کر چکے ہیں، اور جس کتاب کی طرف وکیل صفائی نے اشارہ کیا اس میں موجود ہے:

”ویسے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے بیان کے مطابق اپنی وفات سے تین چار سال پہلے مولانا نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔“ (وہ جو بیچتے تھے دوائے دل ص ۲۲۴)

اس کتاب کے مولف ”خالد سیف اللہ رحمانی“ ہیں، اور جناب نے اس جگہ انتہائی کذب بیانی کا مظاہرہ کیا ہے، جناب نے لکھا کہ مولانا دریابادی نے اپنی وفات سے تین چار سال قبل رجوع کر لیا تھا، مگر یہ بات جناب کی معلومات کے ناقص ہونے کی دلیل ہے، سب سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ دریابادی صاحب کی وفات ٦ جنوری ۱۹۷۷ء میں ہوئی، اور اگر چار سال یا کم از کم تین سال کا عرصہ بھی تسلیم کیا جائے تو لامحالہ جناب کا رجوع ۱۹۷۴ء میں ہونا چاہیے، مگر جناب ۱۹۷۵ء میں بھی عدم تکفیر کے قائل تھے......اس وقت ہمارے سامنے ”ماہنامہ الحق، مارچ ۱۹۷۵ء“ کا شمارہ موجود ہے۔اس کے ایڈیٹر نے مختلف شخصیات سے ”پاکستانی اسمبلی کی طرف سے قادیانیوں کو کافر قرار دینے“ کے متعلق ان کی رائے کے بارے میں استفسار کیا تھا، جس کا جواب دریابادی صاحب نے کچھ یوں دیا:

”قادیانیہ، احمدیہ بلکہ کسی کی بھی تکفیر سے دانش و بنیش اس حقیر کو بہت تامل ہے اور اصل علاج ہی مرض سے بہت بدتر ہے۔“

(ماہنامہ الحق مارچ ۱۹۷۵ء، ص ۵۷)

اس سے واضح ہوا کہ وہ آخر تک عدم تکفیر کے قائل تھے، اور رجوع کا قول سوائے کذب بیانی کے اور کچھ نہیں۔ یہاں اس بات کا تذکرہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ابوالحسن ندوی صاحب نے خود عدم رجوع کا قول نقل کیا ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

''ایک مرتبہ ایک نامور معاصر کے مسئلہ میں جن پر مولانا کا قلم کئی بار سخت تنقید کر چکا تھا، اپنے موقف کو نرم کرنے اور ایک بار قادیانیت اور قادیانیوں کے بارے میں اپنے نرم اور روادرانہ مؤقف پر نظر ثانی کرنے کا مشورہ دینے کی جسارت کی اور اس سلسلہ میں کچھ خط وکتابت ہوئی مولانا نے اس سے اتفاق نہیں کیا اور یہ بات ہم سب نیاز مندوں کو معلوم تھی کہ مولانا جب کوئی رائے قائم کر لیتے ہیں تو اس کو آسانی سے ترک نہیں فرماتے اور اکثر اوقات مداخلت یا مشورہ اس میں اور پختگی یا شدت پیدا کر دیتا ہے۔'' (پرانے چراغ ج ۲ ص ۱۶۶)

یہ کتاب دریابادی صاحب کی وفات کے بعد منظر عام پر آئی، اور اس میں واضح طور پر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ انہوں نے رجوع کے مشورے سے اتفاق نہیں کیا، اور آخر تک اپنی رائے پر قائم رہے۔

(۲) عبیداللہ سندھی سے دیوبندی اختلافات

عبیداللہ سندھی جن کو دیوبندی حضرات اپنا بزرگ بھی مانتے ہیں، اور یہ دیوبندی ہیں لیکن ایک طرف تو ان کے عقائد ونظریات ایسے تھے کہ دیوبندیوں نے ان پر فتوے لگائے لیکن دوسری طرف ان کو اپنا بزرگ بھی مانتے ہیں۔

عبید اللہ سندھی دیوبندی خود لکھتے ہیں:

"شاہ ولی اللہ کی کتابیں سمجھنے پڑھنے کا شوق اتباع شیخ الہند سے مرتفع ہو چکا ہے "کفار قبل از تبلیغ اصحاب الاعراف میں شمار ہوتے ہیں" حجۃ البالغہ میں مذکور تھا۔ میں نے محمد علی شاہ کو بتایا۔ اس کا مولانا انور شاہ سے بھی ذکر کیا تھا۔ انہوں نے جھٹ منکر ضروریات دین قرار دے کر مجھ پر کفر کا فتویٰ لکھا۔"

(مکاتیب مولانا عبید اللہ سندھی ص ۳۹)

اسی تکفیر کا تذکرہ "آپ کے مسائل اوران کا حل" میں بھی موجود ہے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۲ ص ۶۰۲)

ابن الحسن عباسی لکھتے ہیں:

قادیانیوں پر کفر کا فتویٰ امت مسلمہ کے علماء اجماعی طور پر لگا چکے ہیں، اور دستور پاکستان میں بھی انہیں "غیر مسلم" قرار دیا گیا ہے، چاہے ان کا تعلق احمدی گروپ سے ہو یا لاہوری جماعت سے۔ یہ امت مسلمہ کا ایک اجماعی موقف ہے لیکن مولانا عبید اللہ سندھی کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دل میں قادیانیوں، خصوصا لاہوری گروپ کے لیے نرم گوشہ رکھتے تھے۔"

(مولانا عبید اللہ سندھی کے افکار ص ۳۴۲)

یہ صاحب مزید لکھتے ہیں:

"اس عبارت میں امت مسلمہ کے ایک اجماعی عقیدہ کو "اسطورۃ

یھودیۃ" (یہودی من گھڑت کہانی) قرار دیا گیا ہے، اور صریح و صحیح روایات واحادیث کی تردید کی گئی۔ اب اگر یہ مولانا سندھی کا واقعۃً اپنا عقیدہ ہے، تو یہ بھی ان کا تفرد ہے، جو جمہور امت اور علمائے اسلام کے ایک متفق علیہ عقیدہ کے خلاف ہے، اور اگر ان کی طرف نسبت غلط ہے تو پھر اس کی تصریح ہوجانی چاہئے تھی، تاہم ظاہر یہی ہے کہ اتنی بڑی بات کو کوئی کسی طرف منسوب نہیں کرسکتا۔" (مولانا عبیداللہ سندھی ص ۳۵۱)

مزید لکھتے ہیں:

"حیات عیسیٰؑ کی طرح نزول عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی کی آمد بھی جمہور علماء کے نزدیک درست اور ثابت ہے، لیکن اس تفسیر میں ص ۵۴ پر بعض اشاعرہ کے حوالے سے جمہور امت کے بالکل برعکس یہ لکھا گیا ہے کہ نزول عیسیٰ اور ظہور مہدی، اہل سنّت کے ضروری عقائد میں سے نہیں۔"

(مولانا عبیداللہ سندھی کے افکار ص ۳۵۲)

عبدالحمید سواتی لکھتے ہیں کہ

"انصاف کی بات یہ ہے کہ حضرت مولانا سندھی کے بعض افکار شاذ بھی ہیں۔ بعض مرجوح قسم کے خیالات بھی ہیں اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ مولانا ان پر بے جا سختی بھی کرتے تھے۔"

(مولانا عبیداللہ سندھی کے علوم وافکار ص ۱۳)

(۳) ابو الکلام آزاد سے دیوبندی اختلافات

تقی عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

''مولانا ابوکلام آزاد مرحوم نے آزادی ہند کے لیے جو جدو جہد کی ،مقتدر علمائے دیوبند کی ایک جماعت نہ صرف اس کی مداح رہی بلکہ ان کے ساتھ اتحاد و تعاون بھی کیا،اور خود مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس جہت سے ان کی بعض خوبیوں کے معترف تھے لیکن اس سیاسی اشتراک کی بناء پر یہ خطرہ تھا کہ مولانا آزاد نے جن مسائل میں جمہور امت سے الگ راستہ اختیار کیا ہے،انہیں علمائے دیوبند کی طرف منسوب نہ کیا جانے لگا،یا کم ازکم علمائے دیوبند کی خاموشی کو ان نظریات کی تائید نہ سمجھ لیا جائے۔اس لیے مولانا آزاد مرحوم کے ان نظریات کی علمی تردید کے لیے حضرت مولانا بنوری قدس سرہ نے ایک مفصل مقالہ لکھا جس پر بعض لوگوں نے برا بھی منایا،لیکن مولانا نے اس معاملہ میں کسی ''لومۃ لائم'' کی پرواہ نہیں کی۔مولانا کا یہ مقالہ ''مشکلات القرآن'' کے مقدمے میں شامل ہے،جواب 'یتیمۃ البیان'' کے نام سے الگ بھی شائع ہو چکا ہے(نقوش رفتگاں ص۸۸) یاد رہے اس یتیمۃ البیان میں ابوکلام آزاد کو تحریف معنوی کا مرتکب اور زندیق بتلایا گیا ہے۔'' (یتیمۃ البیان ص۵۸-۶۰)

سید مشتاق علی شاہ لکھتے ہیں:

''میں نے حضرت صوفی صاحب سے پوچھا کہ یتیمۃ البیان میں

مولانا یوسف بنوری نے مولانا ابوالکلام آزاد کو ملحد اور زندیق لکھا ہے۔ (ماہنامہ الشریعہ جنوری، ۲۰۱۰، ص ۲۶)

مفتی مداراللہ مدار لکھتے ہیں:

''مولانا آزاد نے ۱۹۱۲ء میں ''الہلال'' جاری کیا تھا۔ اور مرزا قادیانی فوت ہو گئے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمانوں میں مرزا کے دعویٰ نبوت اور مسیحیت نے ایک تہلکا مچایا تھا۔ لیکن مولانا آزاد نے ان کی تردید میں کوئی کردار ادا نہیں کیا اور اس طرح خاموش رہے کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں ہے اور جب ''ترجمان القرآن'' کے نام سے تفسیر لکھنی شروع کی تو اس وقت بھی رد مرازئیت کا مسئلہ پیش نظر نہیں رہا۔ ترجمان القرآن جلد اول میں جہاں حیات مسیح اور ان کے رفع جسمانی کا ذکر ہے وہاں انہوں نے امام الہند کی حیثیت سے مسلمانوں کی وہ رہنمائی نہیں کی جو انہیں کرنی چاہیے تھی...... مولانا آزاد نے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور رفع جسمانی اور ان کی آمد ثانی پر قطعی الدلالت اور دوٹوک بات نہیں کی۔'' (ماہنامہ الحق، فروری ۱۹۹۰ ص ۳۴۔۳۵)

عبدالحمید سواتی لکھتے ہیں کہ:

''مولانا آزاد کے خلاف جب ۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۷ء تک مسلم لیگ کے جگادریوں نے جو غیر اخلاقی مہم چلائی تھی اور مولانا کی تحقیر و توہین اور تکفیر کی جاتی تھی۔ احسان کے مدیر اور غلام رسول مہر اور

زمیندار اور اس کے بانی سب ہی ساتھ چلتے تھے اور وہ شعر آج تک احقر کو یاد ہے جو زمیندار میں شائع ہوتا تھا جو مولانا آزاد کے بارے میں کہا جاتا تھا

بگڑا ہوا عالم ہے کہ بھپرا ہوا خنزیر

(مولانا عبیداللہ سندھی کے علوم و افکار ص ۹۵)

اب دیوبندی حضرات خود ہی فیصلے کریں کہ دیوبندی علماء میں شدید و مذموم اختلافات تھے کہ نہیں؟۔

(۴)غلام اللہ خان اور علماء دیوبند

اللہ یار خان چکڑالوی، دیوبندی شیخ القرآن کے متعلق لکھتے ہیں:

''مگر ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ منکر قرآن بھی شیخ القرآن ہوتے ہیں'

(سیف اویسیہ ص ۴۴)

یہی اللہ یار خان چکڑالوی، دیوبندی شیخ القرآن کے متعلق لکھتے ہیں:

''ایسی بے تکی ہانکنے والے مفسر القرآن بھی ہوتے ہیں اور شیخ القرآن بھی کہلاتے ہیں۔'' (سیف اویسیہ ص ۴۴۔۴۵)

''رہے شیخ القرآن غلام اللہ خان تو ان کی جواہر القرآن تو توہین صلحاء اولیاء سے بھری پڑی ہے۔'' (سیف اویسیہ ص ۱۰۵)

محمود عالم صفدر لکھتے ہیں:

''بندہ نے خان غلام اللہ خان کے ساتھ مولانا کا لفظ نہیں لکھا ممکن ہے بعض حضرات کو ناگوار گزرے وجہ اس کی عرض کر دیتا ہوں

بندہ قطب العصر مرشد العلماء حضرت اقدس مولانا سید امین شاہ صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے فرمایا ایک دفعہ کسی آدمی نے حضرت پیر خورشید احمد شاہ کے سامنے " مولانا غلام اللہ خان" کہا تو پیر صاحب نے فرمایا اس کو مولانا نہ کہو ۔کہنا ہے تو مولائی کہو یہ ہمارا مولانہیں ہے۔"

(تسکین الاتقیاء ص ۵۵۰)

دیوبندی حضرات اپنے شیخ القرآن کا مسئلہ حیات النبی سے رجوع ثابت کرنے کے لیے قاری طیب کی تحریر پر دستخط کا حوالہ دیتے ہیں، اس کی حقیقت بھی ہم عیاں کیے دیتے ہیں، جناب اللہ یار خان چکڑالوی لکھتے ہیں:

"ان کے شیخ القرآن نے غلطی سے ایک دفعہ راز فاش کر دیا کہ ڈھوک زمان داخلی چکڑالہ میانوالی شیخ القرآن آئے واپسی پر قاضی عمر دین ہمراہ ہولیے راستہ میں پوچھا کہ نبی کریم ﷺ عند القبر صلوۃ وسلام سنتے ہیں یا نہ۔ شیخ القرآن نے کہا کہ ہم کو تو یہ بھی یقین نہیں کہ آپ کا وجود مبارک صحیح موجود ہے یا مٹی ہو چکا ہے۔ قاضی عمر دین نے کہا کہ پھر آپ نے حیات النبی کے مسئلہ پر دستخط کیوں کر دیئے تھے۔ کہنے لگے اگر دستخط نہ کرتے تو بندہ تو ایک بھی ساتھ نہ رہتا یہ ہے ان کی اصلی توحید۔"

(سیف اویسیہ ص ۱۰۴)

نیز لکھتے ہیں:

"میں اس خط سے حیران ہوا جب خود سائل تسلیم کر چکا ہے کہ

پوری امت میں شیخ القرآن کا عقیدہ سب سے جدا ہے جو پوری امت کا نہیں تو شیخ القرآن کے اس امت کے فرد نہ ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔" (سیف اویسیہ ص۱۰۶)

یوسف بنوری صاحب لکھتے ہیں:

"زیر نظر کتاب میں مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی کی تفسیر "جواہر القرآن" کے سات مقامات پر تفصیلاً پچیس مقامات پر اجمالاً اور بقیہ تمام کتاب پر اصولاً تنقید کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ "جواہر القرآن" میں جا بجا جمہور مفسرین اور مسلک اہل حق سے انحراف و اعتزال پایا جاتا ہے۔" (ضرب شمشیر ص۴۹)

(۵) اشرفعلی تھانوی اور دیوبندی علماء

سجاد بخاری دیوبندی لکھتے ہیں:

"ترمذی صاحب اور ان کے حضرت والا اگر واقعی مخلصانہ اصلاحی کوششوں کا جذبہ رکھتے تو اس خدمت اسلام کا آغاز انہیں اوپر سے کرنا چاہئے تھا۔ جواہر القرآن کا نمبر تو بہت بعد میں تھا سب سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی پھر حضرت نانوتوی اس کے بعد شیخ الہند پھر علامہ انور شاہ کاشمیری کی اصلاح کی جاتی جن کے تفردات کا نمونہ پہلے پیش کیا جا چکا ہے پھر خاص طور سے پہلے انہیں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی ان کتابوں کی اصلاح و تطہیر فرماتے جن میں ایسا مواد موجود ہے مثلاً ضعیف شاذ منکر بلکہ موضوع حدیثیں بلا انکار تنبیہ بے سروپا

حدیثیں بے سند اور گمراہ کن کرامتیں جن کو اہل بدعت اپنے عقائد زائغہ اور اپنی بدعات مخترعہ کی تائید کے لیے پیش کرتے ہیں جن کی وجہ سے تبلیغ توحید کے مشن کو بعض اوقات کافی سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔" (سیف اویسیہ ص ۴۲۔۴۳)

محمود عالم صفدر لکھتے ہیں:

"جیسے ایک مرتبہ بریلویوں کے ساتھ مناظرہ تھا، اب حضرت اوکاڑوی کو صدر مناظرہ بنا دیا گیا، حضرت اوکاڑوی نے بتایا کہ مناظر جو تھا وہ منافق مماتی تھا، میں نے اس سے پوچھا بھی کہ تو مناظرہ صحیح کرسکتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے اعتبار کرلیا۔ جب مناظرہ شروع ہوا تو بریلوی مناظر نے کہا کہ مولانا اشرف علی تھانوی نے تھانہ بھون میں بیٹھ کر الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا۔ اب اس مماتی مناظر نے کہہ دیا کہ اشرف علی تھانویؒ مشرک تھا۔" (انوارات صفدر ص ۳۴۲)

دیوبندی مولوی احتشام الحق تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

"یوسف بنوری اور مفتی محمود تحریک پاکستان کے حامی علماء کے اس درجہ مخالف ہیں کہ انہوں نے برملا کہا ہے کہ پاکستان کی حمایت کی وجہ سے مولانا شبیر احمد عثمانی اور حضرت اشرفعلی تھانوی کی قبر پر عذاب ہو رہا ہے۔"

(ماہنامہ حق نوائے احتشام، متاع احتشام الحق اگست ۲۰۰۵ء، ص۔۳۳۱، مکتبہ احتشامیہ)

اسی طرح تنویر الحق تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''یوسف بنوری اور مفتی محمود تحریک پاکستان کے حامی علماء کے اس درجہ مخالف ہیں کہ انہوں نے برملا کہا ہے کہ پاکستان کی حمایت کی وجہ سے مولانا شبیر احمد عثمانی اور حضرت اشرفعلی تھانوی پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔''

(پاکستان کی پاک سیاست بمقابلہ منافقت ص ۳۰۸)

اس جگہ ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ ان پانچ دیوبندی شخصیات کا تذکرہ کر دیا ہے، تاکہ بقول عبدالقدوس دیوبندی کہ:

''جب اس جرم کے دھبے آپ کے اپنے دامن پر بھی ہیں تو کسی دوسرے کو طعن دینے میں شرم محسوس کرنی چاہیے۔''

(مجذوبانہ واویلا ص ۷۷)

مزید شخصیات پر تبصرہ ہم اللہ کے فضل و توفیق سے اسی کتاب کی دوسری جلد میں ہدیہ قارئین کریں گے۔

ایک شبہ کا ازالہ

دیوبندی حضرات یہ راگ الاپتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ مماتی حضرات کو جب ہم نے اہلِ سنّت سے خارج قرار دیا ہے تو پھر ان کو ہمارے خلاف کیوں پیش کیا جاتا ہے، تو جواباً عرض ہے کہ جناب جب ہم نے گوہر شاہی کو اسلام سے ہی خارج قرار دیا ہے اس کے باوجود تم اس کو ہمارے خلاف پیش کر سکتے ہو تو تمہارے ہی اصول سے ان کے حوالہ جات سے استدلال کر سکتے ہیں، لہٰذا یا تو دست و گریباں سے توبہ کی جائے، یا

ان حوالہ جات کو تسلیم کر لیا جائے۔ پھر آپ کے ابوالحسنین ہزاروی صاحب لکھتے ہیں:

''اب اگر ملت جعفریہ کو یہ شکوہ ہے کہ یہ ذلیل اعتقاد ان کے سر کیوں تھونپا جا رہا ہے۔تو بصد معذرت ہم پر تبرا کرنے سے قبل آئینہ فرق شیعہ میں خود اپنا چہرہ دیکھ لیا جائے۔ ہمارا قصور صرف اتنا ہے کہ ہم نے وہ جو تمہارے گھر کا راز سر بستہ تھا غلاف سے نکال کر عوام میں نمایاں کر دیا ہے اور بس، لہذا آپ فرق شیعہ میں سے کوئی فرقہ ہیں تو یہ الزام سایہ کی طرح آپ کے ساتھ رہے گا۔'

(حقیقی دستاویز ص ۲۰)

یعنی خود کو شیعہ فرقہ سے منسوب کرنے والے کی ذمہ داری تمام شیعوں پر ہے اسی طرح خود کو دیوبندی کہنے والوں کی ذمہ داری بھی تمام دیوبندیوں پر ہوگی۔اور یہ بات بھی یاد رہے کہ مماتی خود کو اصلی دیوبندی ظاہر کرتے ہیں (قہر حق ص ۴۸) آخر میں ہم مرتب کے اس بیان پر مقدمہ ختم کرتے ہیں، جناب لکھتے ہیں:

اس کتاب پر کچھ کہنا چاہے تو دلائل سے جواب دے اپنے علماء کو غیر معتبر کہہ کر یا خلط مبحث کے ذریعے جان چھڑانے کی کوشش نہ کی جائے۔ (سفید وسیاہ پہ ایک نظر صفحہ نمبر 40)

"کیوں دل ھے تیرا داغدار یہ بھی تو بتلا ذرا"

قارئین! معترض نے کتاب کا آغاز ''دل ہے داغدار'' کے عنوان سے کیا، اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ تمہارا دل داغ دار نہیں سیاہ کار ہے کیونکہ اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مقربین الٰہی کی شان میں دن رات گستاخیاں جو کرتے ہو، اور پھر ابو

ایوب کے ساتھ تو شیطان بھی شریک رہا کیونکہ ابوایوب دیوبندی کی کتاب کی ابتدا میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی ،اب اس عمل کے بارے میں خود علماء دیوبند کے اکابر نے جو فتویٰ لگایا ہے، وہ ابوایوب دیوبندی اینڈ کمپنی ملاحظہ کرے، چنانچہ دیوبندی کتاب سیف رحمانی میں لکھا ہے کہ:

''ابتداء میں نہ تسمیہ ہے اور نہ ہی حمد وصلوٰۃ......حدیث شریف میں آتا ہے کہ جوکام بسم اللہ یا الحمدللہ کے بغیر شروع کیا جائے وہ بے برکت اور خسارے میں ڈالتا ہے بلکہ شیطان اس میں شریک ہوتا ہے۔'' (سیف رحمانی ص ۱۰)

تو معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی ابو ایوب کی اس کتاب ''دست وگریباں' میں شیطان شریک تھا بلکہ کئی بڑے بڑے دیوشریک تھے،اوراس دیوبندی کتاب میں کوئی برکت نہیں اور یہ خسارے میں ڈالنے والی کتاب ہے۔

امام علی دانش لکھتے ہیں:

''قرآن مجید کا آغاز بسم اللہ الحمد سے ہے ایک حدیث شریف میں ہے جو اہم کام اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ ناقص رہتا ہے اور الحمدللہ کے بارے میں بھی اسی مفہوم کی روایت آئی ہے اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر اب تک تمام مذہبی کتابیں لکھنے والے اپنی اہم کتابوں کو اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی حمد وثناء سے شروع کر کے کتاب وسنت کی تقلید کرتے آئے ہیں اور ثواب وبرکت حاصل کرنے کے ساتھ ہی خالق ومالک کی

رحمت سے اپنے کام کو اچھے انجام تک پہنچاتے آرہے ہیں اور ناقص و ناتمام رہ جانے کے عیب سے بچاتے آرہے ہیں، البتہ ناول نگاروں اور افسانہ نویس کہانیوں کے لکھنے والے عام طور پر بسم اللہ الحمد للہ کی برکت سے محروم رہتے ہیں کیونکہ ان میں زیادہ تعداد دین سے بیزار دہریت و الحاد میں گرفتار اہل قلم کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ارشد القادری کی ذہنی ساخت بھی کچھ اس قسم کی ہے۔" (توحید کا خنجر ص ۵۲)

تو جناب ابوایوب دیوبندی صاحب آپ اپنے ہی دیوبندیوں کی تحریروں کے مطابق

(1) ناول نگار ہیں۔ (2) افسانہ نویس ہیں۔

(3) دین سے بیزار ہیں۔ (4) دہریت والحاد میں گرفتار ہیں

(5) آپ کی یہ کتاب "دست و گریباں" بے برکتی کتاب ہے۔

(6) آپ کی یہ کتاب "دست و گریبان" خسارے میں ڈالنی والی کتاب ہے۔

(7) آپ کی اس کتاب میں شیطان (دیو) بھی آپ کے مددگار رہے۔

قارئین کرام! اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ دیوبندی مولوی نے اپنی کتاب میں جس طریقے کو اختیار کیا، خود دیوبندی اصولوں سے ہی وہ کھل کر سامنے آگیا۔

دیوبندی مولوی کے مگر مچھ کے آنسو

اس کے بعد جناب ابوایوب دیوبندی نے چند فتوے نقل کر کے خود کو مظلوم ثابت کرنے کی کوشش کی، اس پر عرض ہے کہ جناب اگر آپ نے ان فتاویٰ جات کو نقل کیا

تھا تو یہ بھی بتلا دیتے کہ آخر وہ فتوے دیئے کیوں گئے تھے؟ آخر وجہ کیا تھی جس کی وجہ سے اتنے سخت قسم کے فتاویٰ جات وجود میں آئے۔ عامر عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

"مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اگر آپ کو گستاخ و بے ادب کہہ دیا تو ضرور اس کے معقول وجوہات ہوں گے۔"

(ماہنامہ تجلی جولائی ۱۹۵۹ء ص ۲۰)

اسی طرح اگر آپ کو گستاخ و کافر کہا گیا ہے تو اس کی بھی معقول وجہ ہے اور اس کی وجہ دیوبندی حضرات کی وہ ایمان سوز گستاخانہ عبارات ہیں، جن کو پڑھنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے ایک عام مسلمان ایسا کہنا تو کجا تصور بھی نہیں کر سکتا مگر جو انگریز کے پروردہ ہوں اور مقصد امت کے اندر انتشار پھیلانا ہو ان کے لیے ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں۔ پس منظر اس قصہ کا یوں ہے کہ انگریز گورنمنٹ نے مسلمانوں کو تقسیم کر کے ان پر حکومت کرنا تھی، بقول خالد محمود دیوبندی کہ:

"انگریزوں کو ہندوستان میں کامیاب حکومت کی فکر اور طلب تھی اس کے لیے انہیں مسلمانوں کے سوادِ اعظم اہل سنۃ والجماعۃ کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنے کی سیاسی ضرورت تھی۔"

(مطالعہ بریلویت ج ۸ ص ۱۸۳)

یعنی انگریز اسی جستجو میں تھے کہ مسلمانوں کو مختلف طبقات میں تقسیم کریں، اس لیے انگریز نے اسماعیل دہلوی سے ایک گستاخانہ کتاب "تقویۃ الایمان" لکھوائی، اور یہ بات ہم نہیں کہہ رہے بلکہ خود علماء دیوبند کا اقرار ہے۔ چنانچہ قاضی شمس الدین درویش دیوبندی "تقویۃ الایمان" کے متعلق لکھتا ہے کہ:

"انگریزوں نے مسلمانوں میں سر پھٹول پیدا کرنے کے لیے کسی

کم علم دیہاتی مولوی سے گنواری اردو میں یہ کتاب لکھوائی۔"

(غلغلہ ص ۱۸، ادارہ سعدیہ مجددیہ۔ لاہور)

یہی دیوبندی مزید اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"انگریزوں نے (اسماعیل دہلوی کی) اس کتاب (تقویۃ الا یمان) کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچایا، تاکہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں، وہ آپس میں لڑیں۔"

(غلغلہ ص ۱۸)

ان دونوں اقتباسات میں اس بات کا واضح اقرار کیا گیا ہے کہ تقویۃ الایمان کو لکھوانے والے انگریز تھے، جس کا مقصد مسلمانوں کو تقسیم کرنا تھا، اور قاضی شمس الدین صاحب کی اس گواہی پر دیوبندی شیخ المشائخ خواجہ خان محمد کی تصدیق بھی موجود ہے، چنانچہ رقم طراز ہیں:

"فقیر نے یہ مضمون پڑھا اور فقیر کو بہت پسند آیا ہے یہی مسلک فقیر کے اساتذہ ومشائخ کا ہے۔" (غلغلہ ص ۳)

یہی قاضی صاحب لکھتے ہیں:

پھر ۱۸۵۲ء میں انگریزوں نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن سے "تقویۃ الایمان" کا انگریزی میں ترجمہ کروا کر اسے دور دراز تک پھیلا دیا۔" (غلغلہ ص ۱۸)

اسی نسخہ کا تذکرہ کرتے ہوئے نور الحسن راشد کاندھلوی لکھتے ہیں:

"انگریزی میں میر شہامت علی کے ترجمہ تقویۃ الایمان کو خاصی

شہرت حاصل ہوئی۔ یہ پہلی مرتبہ ایشیاٹک کی سوسائٹی جنرل میں چھپا تھا۔" (مجلہ احوال و آثار، شمارہ ۲۰۔۲۱، ص ۱۲۴)

اس کتاب میں اسماعیل دہلوی نے نہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ، نبی پاک ﷺ اور دیگر مقربین الٰہی کی شان میں گستاخیاں بکی ہیں بلکہ مسلمانوں کی کھل کر تکفیر بھی کی ہے، مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعتی و جہنمی بنایا ہے۔ الغرض امت مسلمہ کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا یہ بدترین و غلیظ کام اسماعیل دہلوی و اکابرین وہابیہ نے ادا کیا۔

چنانچہ علماء دیوبند کے احمد رضا بجنوری دیوبندی لکھتے ہیں:

"افسوس ہے کہ (اسماعیل دہلوی کی) اس کتاب (تقویۃ الایمان) کی وجہ سے مسلمانان ہند و پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد حنفی المسلک ہیں دو گروہ میں بٹ گئے، ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطہ میں بھی ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے۔"

(انوار الباری اردو شرح صحیح البخاری ج ۱۳ ص ۳۹۲)

انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی کو بھی کہنا پڑا کہ:

"میں تقویۃ الایمان سے زیادہ راضی نہیں ہوں۔"

(ملفوظات محدث کشمیری ص ۲۰۴، ۲۰۵)

نیز یہی انور شاہ کشمیری دیوبندی کہتے ہیں:

"پھر حضرت نے فرمایا کہ میں راضی نہیں ہوں کہ محض ان عبارات کی وجہ سے بہت جھگڑے ہو گئے ہیں۔......اور یہی بات کہ

''میں راضی نہیں ہوں اس رسالہ سے'' مجھے مرحوم مولانا نانوتوی سے بھی پہنچی ہے۔''   (ملفوظات محدث کشمیری ص ۲۰۵)

اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی ہی اس لیے تھی تا کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر فرقوں میں تقسیم کیا جائے۔اس بات کا اقرار خود اسماعیل دہلوی نے بھی کیا اور دیوبندیوں کے نیم حکیم اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتاب میں لکھا:

اسماعیل دہلوی نے کہا کہ '' مجھے اندیشہ ہے کہ اس [تقویۃ الایمان] کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی...... گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔''

(ارواح ثلاثہ صفحہ ۸۴)

اخلاق حسین قاسمی دیوبندی لکھتے ہیں:

''مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ نے دلی میں بدعات کے خلاف جو تحریک شروع کی اس کے طریقہ کار سے اختلاف کرنے والوں میں مولانا فضل حق صاحب اور مولانا رشید الدین خان صدر مدرس مدرسہ دہلی تھے اور مولانا صدر الدین خاں آرزدہ صدر الصدور دہلی ان دونوں حضرات کے پس پردہ حامی تھے ۔ یہ دونوں بزرگ خاندان ولی اللہ کے شاگرد تھے مگر مولانا شہید اور مولانا عبدالحیؒ کی تحریک اصلاح کے طریقہ کار سے انہیں اتفاق نہ تھا۔ اس سے اس وقت کی مذہبی کشیدگی کا اندازہ ہوتا ہے کہ فریقین باوجود آپس میں یگانگت اور دوستی کے دو طبقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔''   (محاسن موضح قرآن ص ۷۰)

اخلاق حسین قاسمی صاحب نے اس بات کا کھلے دل سے اقرار کر لیا کہ اسماعیل دہلوی کی تحریک کی وجہ سے ہی دو طبقات بنے تھے۔ یاد رہے کہ اسماعیل دہلوی نے جس وقت یہ کتاب لکھ کر امت مسلمہ کو دو فرقوں میں تقسیم کیا تھا اس وقت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، لہٰذا آج جو دیوبندی حضرات سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر الزام لگاتے ہیں وہ نہ صرف تاریخ کو مسخ کرنا ہے بلکہ صریح جھوٹ ہے۔

اسماعیل دہلوی کی اس کتاب کا رد اسی وقت کیا گیا، اور مختلف مناظرے وقوع پذیر ہوئے، اسماعیل دہلوی کے نئے "وہابی" مسلک کا رد شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے خوب کیا، حضرت مولانا منور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اسماعیل دہلوی کے ہم عصر و ہم درس تھے انہوں نے اسماعیل دہلوی کے رد میں "متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد میں کیا۔ تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا۔ پھر حرمین سے فتویٰ منگایا۔...... جامع مسجد کا شہرہ آفاق مناظرہ ترتیب دیا جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبد الحی تھے <u>اور دوسری طرف مولانا منور الدین اور تمام علمائے دہلی</u>۔" ملخصاً

(آزاد کی کہانی آزاد کی زبانی از عبد الرزاق ملیح آبادی ص36)

اسی مجلس کا تذکرہ کرتے ہوئے نور الحسن راشد کاندھلوی لکھتے ہیں کہ:

"حضرت شاہ عبد العزیز کی وفات [شوال: ۱۲۳۹ھ] کے چھ مہینے بعد...... شاہ اسماعیل کے خلاف پہلی آواز اٹھی...... جس کے لیے حضرت شاہ محمد اسماعیل اور ان کے بزرگ رفیق و ہم قدم، مولانا شاہ عبد الحی بڈھانوی کو، جامع مسجد دہلی میں اچانک پکڑ لیا اور گھیر لیا گیا تھا اور پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے مطابق، ان

دونوں حضرات سے بحث و گفتگو اور سوال و جواب شروع کیے گئے تھے۔" (مجلہ احوال و آثار، شمارہ ۲۰۔۲۱ ص ۱۳۵)

شورش کاشمیری نے بھی لکھا کہ:

"مولانا آزاد کی روایت کے مطابق مولانا منور الدین نے حضرت شاہ اسماعیل سے بھی ان کے عقائد و افکار پر مناظرے کیے۔" (ابوکلام آزاد ص ۱۳)

ان تین عدد حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس تقویۃ الایمان کی وجہ سے ہندوستان میں ہلچل مچی اور علماء اہل سنت نے اس کا رد بھی کیا اور مناظرے بھی کیے، یہاں یہ بات بھی عرض کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے کہ خود خاندان دہلوی کے افراد نے بھی اس کتاب کا رد بلیغ کیا تھا، چنانچہ اخلاق حسین قاسمی لکھتے ہیں کہ:

"ایک عینی شاہد کے بیان کے مطابق خاندان کے دوسرے افراد مولانا مخصوص اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کو تقویۃ الایمان کے اسلوب بیان سے اختلاف تھا۔"

(شاہ اسماعیل اور ان کے ناقد ص ۷۳)

ایک اور صاحب لکھتے ہیں کہ:

"مختصر واقعہ یہ ہے کہ مولوی فضل رسول بدایونی نے اپنی عادات کے موافق حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب و مولانا مخصوص اللہ صاحب، مولانا رشید الدین رحمہم اللہ کو علامہ شہید کا مخالف بنالیا۔"

(الجنۃ لاھل السنۃ ص ۶۳)

اسی طرح جناب محمود احمد برکاتی صاحب کی گواہی بھی ملاحظہ کیجیے، موصوف شاہ اسماعیل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''مگر شاہ اسماعیل اپنی افتادِ مزاج اور اپنے کلامی اور فقہی مسلک کے لحاظ سے اپنے عم گرامی سے اس قدر مختلف تھے کہ شاہ محدّث کا ان کا اپنی خلافت کے لیے ان کا انتخاب کر لینا خود اپنے افکار و نظریات کی تردید کے مترادف تھا۔ جس چمن کو انہوں نے اپنی نوجوانی کے گرم خون سے سینچ کر سیراب کیا تھا۔ اور جس نوع کے کل دلائل کی پرورش کر کے اس کی زینت بڑھائی تھی۔ اس کو ایک ایسے باغبان کے سپرد کیسے کر سکتے تھے جو ان سرو سمن کا دشمن تھا۔ اور جس سے بجا طور پر یہ اندیشہ تھا کہ کئی تختوں کی دفع تبدیل کر دے گا۔ کئی کیاریوں کا جغرافیہ بدل دے گا۔ خاص ان ہی شاخوں کو تراش دے گا جو پھولوں سے لدی ہوئی ہیں......''
>
> (حیات شاہ اسحاق ۳۷، ۳۸)

حکیم صاحب نے کتنی وضاحت کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل دہلوی کو اپنا خلیفہ اور نائب محض اس لیے نامزد نہ کیا تھا کیونکہ آپ اسماعیل کے افکار اور نظریات سے متفق نہ تھے۔ یہی حکیم صاحب مزید لکھتے ہیں:

> ''اسی تشدد و تعصب کی وجہ سے وہ تحریروں میں ایک دردمند اور محبت کیش صوفی کی بجائے ایک تندخو اور سخت گیر ملّا نظر آتے ہیں۔ ان کے انداز دعوت میں حکمت کا پہلو بھی نمایاں نہیں۔

انہوں نے اصول کی بجائے فروع پر زیادہ زور دیا۔ اپنے افکار مفصدات کے اظہار میں نہ موقع محل کا امتیاز رکھا نہ مخاطبین کی قوت ہضم ہی کی کوئی رعایت کی۔ وہ تدریج کے اصول بھی فراموش کر بیٹھے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ دانستہ طور پر وہ وصل کی بجائے فصل کا باعث بن گئے۔ انہوں نے اپنے شعلہ فشاں اور آتش بار مواعظ میں تکفیر مسلمین کا وہ زور باندھا کہ خود ان کے خاندان کے ارادت کیش اور نیاز مند چیخ اٹھے اور خود انہی کے بنی عم ان سے مناظرہ پر مجبور ہو گئے۔" (حیات شاہ اسحاق ۳۹)

حکیم صاحب کے اس بیان سے بات واضح ہو گئی کہ تکفیر مسلمین کا فریضہ اسماعیل دہلوی نے انجام دیا تھا، جس کی مخالفت خاندان دہلوی کے ارادت مندوں کی اور ان سے مناظرے کیے، اس سلسلہ میں علامہ فضل حق کا نام قابل ذکر ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل دہلوی کا رد بلیغ کرتے ہوئے اس کی واضح تکفیر کی۔ ابوایوب قادری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے مولانا فضل حق خیرآبادی (ف ۱۲۷۸ھ ۱۸۶۱ء) نے تقویۃ الایمان (مصنّف مولوی اسماعیل شہید 1846ء) کی ایک عبارت "اس شہنشاہ کی تو یہ شان۔۔۔ کے برابر پیدا کر ڈالے" پر امتناع النظیر اور امکان نظیر کی بحث چھیڑی اور ایک مختصر سا رسالہ اسکے رد میں لکھا۔ پھر تو اس سلسلہ نے اس قدر طول پکڑا کہ برصغیر پاک و ہند کے علماء نے اس مسئلہ پر

بہت سے رسالے لکھے اور مناظرے کیے ۔ یہاں تک کہ
بیچارے غالب دہلوی (ف) سے بھی مولانا فضل حق نے اس
سلسلہ میں ایک مثنوی لکھوائی۔ تقریباً پون صدی تک اس مسئلہ
سے برصغیر پاک و ہند کی فضاء گونجتی رہی۔'' (احسن نانوتوی ۹۴)

ابوایوب صاحب نے یہاں لفظی ہیرا پھیری کرتے ہوئے لکھا کہ یہ بحث سب سے پہلے شاہ فضل حق نے چھیڑی، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس بحث کا آغاز اسماعیل دہلوی کی عبارت سے ہوا تھا، علامہ فضل حق نے تو اس پر حکم شرعی واضح کیا تھا۔

محمود الحسن لکھتے ہیں:

''جب ان دونوں فرقوں کی زبان درازی دوبارہ تکفیر صاحب
تقویۃ الایمان زیادہ ہوئی اور تصنیف رسائل کی نوبت آئی تو اس
وقت مولوی حیدر علی وغیرہ علماء نے حضرت مولانا اسماعیل کی
طرف مخالفین کو جواب دیئے اور احقاق حق اور دفع بہتان مخالفین
پر کمر باندھ لی چنانچہ وہ رسائل مطبوع بھی ہو چکے ہیں۔ کچھ عرصہ
کے بعد فتنہ فرو ہوا اور یہ شور و شغب کم ہو گیا مگر مخالفین کے قلوب
میں مولانا اسماعیل اور ان کے اتباع کی عداوت ایسی راسخ ہو گئی
کہ ان کی تکفیر اور ان پر تبرا کرنا مثل تشیع ضروریات ایمانی میں گنا
جاتا ہے۔'' (الجہد المقل ج ۱ ص ۴)

نور الحسن راشد کاندھلوی لکھتے ہیں:

اس سلسلہ یا موضوع کی مولانا کی پہلی باقاعدہ تصنیف ابطال

الطغویٰ فی تحقیق الفتویٰ ہے، جس میں مولانا نے شاہ شہید کی تکفیر کی ہے"۔ (مجلہ احوال و آثار کاندھلہ شمارہ ۲۰۔۲۱ ص ۱۳۶)

اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ امت مسلمہ میں تفرقہ بازی، انتشار و اختلافات کا ایک بڑا سبب اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان تھی۔ یہاں ایک دفعہ پھر بتاتا جاؤں کہ جب اسماعیل دہلوی کا یہ فتنہ امت مسلمہ میں پیدا ہوا اس وقت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، لہٰذا امت مسلمہ میں تکفیر و انتشار اور امت مسلمہ کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کا یہ عمل بد امام الوہابیہ کے سر جاتا ہے۔

تقویۃ الایمان کا فتنہ تحذیر الناس کی طرف

مولانا فضل حق خیر آبادی (ف ۱۲۷۲ھ ۱۸۶۱ء) نے تقویۃ الایمان کی ایک عبارت "اس شہنشاہ کی تو یہ شان...... کے برابر پیدا کر ڈالے" پر امتناع النظیر اور امکان نظیر کی بحث چھیڑی اور ایک مختصر سا رسالہ اسکے رد میں لکھا"۔ (احسن نانوتوی ۹۴)

اس عبارت کی تائید میں دیوبندی امام قاسم نانوتوی نے ایک کتاب تحذیر الناس لکھی اور اس میں اثر ابن عباس پیش کیا، قاسم نانوتوی دیوبندی کی اس کتاب نے بھی اس شورش میں مزید اضافہ کیا، لیکن اس کتاب کی اس وقت کے جید علماء و اکابرین اہلِ سنّت نے سخت مخالفت کی، تحذیر الناس کے متعلق مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

"اسی زمانہ میں "تحذیر الناس" نامی رسالہ کے بعض دعاوی کی وجہ سے بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا الامام الکبیر پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری تھا۔"

(سوانح قاسمی ج ا ص ۳۰۷، مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور)

ایسے ہی دیوبندی ترجمان لکھتا ہے کہ

''آپ (نانوتوی) کے زمانہ میں ہی یہ کتاب معرکۃ الآراء بن گئی تھی۔متعدد حضرات نے اس پر اعتراضات کیے تھے۔''

(ندائے دار العلوم ۱۴۳۶ھ صفر ص ۳۸)

اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے ملفوظات میں ہے کہ:

''جس وقت مولانا (نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبد الحیؒ کے''۔

(ملفوظات حکیم الامت ج ۵ ص ۲۹۶، افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۲۵۲، سن طباعت ۱۹۸۸ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

یہی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''اسی طرح مولانا محمد قاسم نانوتوی نے کتاب تحذیر الناس لکھی تو سب نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کی مخالفت کی۔''

(قصص الاکابر ص ۱۶۱، سن طباعت ۱۴۳۲ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

یہی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''مولانا نانوتویؒ ایک بزرگ سے ملنے کے لیے ریاست رامپور تشریف لے گئے......جب رام پور پہنچے تو وہاں وارد وصادر کا نام اور پورا پتہ وغیرہ داخلہ شہر کے وقت لکھا جاتا تھا حضرت نے اپنا نام خورشید حسن (تاریخی نام) بتایا اور لکھا دیا اور ایک نہایت ہی

غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے۔اس میں بھی ایک کمرہ چھت
پر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ''تحذیر الناس'' کے خلاف اہل بدعات میں
ایک شور برپا تھا۔مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں۔'

(ارواح ثلاثہ ص ۲۰۱، حکایت نمبر ۲۶۳، اسلامی کتب خانہ، اردو بازار لاہور)

خود قاسم نانوتوی دیوبندی نے بھی اپنی تکفیر کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ کہتے ہیں کہ:

''دہلی کے اکثر علماء (مولانا نذیر حسین محدث کے علاوہ) نے اس
نکارہ کے کفر پر فتویٰ دیا ہے۔''

(قاسم العلوم ص ۳۰۸۔۳۰۹، حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص ۳۳۲)

نانوتوی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ:

''مفتیان دہلی وغیرہ جو کچھ میری نسبت بوجہ تحذیر الناس فرماتے
ہیں تہمت ہی لگاتے ہیں، یہ شور عالمگیر جس میں بجز تکفیر و تضلیل
قاسم گناہگار اور کچھ نہیں۔''

(تنویر النبراس ص ۲۳، حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص ۳۳۱)

جن حضرات نے تکفیر کی تھی ان کے متعلق بھی نانوتوی صاحب کے ریمارکس قابل غور ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''کیونکہ میں ان (لوگوں) کو اس زمانے کے اہل ایمان کا رہنما
جانتا ہوں۔'' (قاسم العلوم ص ۳۰۹)

خالد محمود دیوبندی صاحب نے رسالہ ''ابطال اغلاط قاسمیہ'' کے حوالے سے لکھا کہ:

''حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی بعض نادر تحقیقات اور علمی

ترقیقات بعض علماء کو پسند نہ آئیں یا انہوں نے بعض روایات کو کمزور جانا اور نہ چاہا کہ ان سے استدلال کیا جائے تو انہوں نے حضرت کے خلاف رسالہ ابطال اغلاط قاسمیہ لکھا جو ۱۳۰۰ھ میں بمبئی کے ایک مطبع سے شائع ہوا مولانا ارشاد حسین رام پوری اور مولانا فضل رسول بدایونی کے جانشین مولانا عبد القادر بدایونی کے بھی اس پر دستخط ہیں ان میں سے کسی صاحب نے مولانا محمد قاسم صاحب پر فتویٰ کفر نہیں دیا نہ انہیں ختم نبوت کا منکر کہا لے دے کر بعض عبارات کا لزوم ثابت کیا۔"

(مطالعہ بریلویت ج ۳ ص ۲۹۸)

ڈاکٹر صاحب نے یہ تو اقرار کر لیا کہ ان حضرات نے لزوم کفر کا فتویٰ تو دیا تھا اور جہاں تک یہ مغالطہ کہ انہوں نے ختم نبوت کا منکر نہیں کہا تو اس پر عرض ہے کہ جناب پھر انہوں نے لزوم کفر کس چیز کا ثابت کیا ہے ذرا اس پر سے بھی پردہ اٹھایئے، اور اگر ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے اس رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا ہوتا تو ایسی غیر تحقیقی بات نہ کرتے، اس رسالہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ:

"درمعنی منکر ختم نبوت اند۔" (رسالہ ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۷)

کیوں ڈاکٹر صاحب! کچھ افاقہ ہوا یا مرض جوں کا توں برقرار ہے، اس پر عبد الحیٔ لکھنوی صاحب کے دستخط بھی موجود ہیں (ابطال اغلاط قاسمیہ ۳۹)، خیر ہم اس رسالہ کے حوالہ سے تفصیلی بحث تو پھر کسی موقع کے لیے اٹھا رکھتے ہیں اور موضوع کو آگے بڑھاتے ہیں۔

مولانا فضل حق خیر آبادی نے جب تقویۃ الایمان کی عبارت "اس شہنشاہ کی تو یہ شان

............کے برابر پیدا کر ڈالے" پر امتناع النظیر اور امکان نظیر کی بحث چھیڑی اور ایک مختصر سا رسالہ اسکے رد میں لکھا" (احسن نانوتوی ۹۴) تو دیوبندی امام قاسم نانوتوی نے ایک کتاب تحذیر الناس لکھی اور اس میں اثر ابن عباس پیش کیا، جو نہ صرف سند کے لحاظ سے شاذ منکر وضعیف ہے، بلکہ اس کا متن بھی ختم نبوت کے خلاف ہے، سلیم اللہ خان دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے......تو محدثین کے اصول سے یہ روایت شاذ ہے، قابل اعتبار اور صحیح نہیں شمار کی گئی۔"

(کشف الباری عمانی صحیح البخاری، جزء بدء الخلق ص ۱۱۲)

ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"امام بیہقیؒ نے ابن عباسؓ کی اس روایت کے راویوں کے معتبر ہونے کے باعث اسناد کو قابل اعتبار تو کہا مگر محدثین و اصولیین کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر احادیث معروفہ کے خلاف ہے اس وجہ سے شاذ اور معلول ہے اور احادیث شاذ کو محدثین نے حجت نہیں سمجھا۔"

(معارف القرآن ج ۸ ص ۱۶۰، مکتبہ الحسن، لاہور ۹)

سیف الرحمٰن قاسم لکھتے ہیں کہ:

"اس حدیث کا مفہوم ظاہرہ نظر میں عقیدہ ختم نبوت کے معارض ہے اب اگر اس حدیث کو لیا جائے تو ختم نبوت کا انکار نظر آتا ہے۔"

(حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص ۲۷۴، جامعہ الطیبات للبنات الصالحات، کالج روڈ گوجرانوالہ)

ان تمام حوالہ جات سے ہمارے دعویٰ کی تصدیق ہوگئی کہ یہ اثر شاذ و مردود ہے، لیکن اس کے باوجود دیوبندی حضرات نے اس کی صحت کے ترانے پڑھے، جس پر اس وقت کے علماء نے انہیں خبردار کیا، مولوی احسن نانوتوی نے جب اس اثر کی تائید کی تو مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں تنبیہ کی، سید شجاعت علی شاہ گیلانی لکھتے ہیں کہ

> ''لیکن پھر بھی مولوی نقی علی خان نے اپنی علیحدہ حسین باغ میں نماز پڑھائی اور نماز کے بعد اثر ابن عباس کی صحت تسلیم کرنے کی وجہ سے مولانا محمد احسن نانوتوی کی تکفیر کی۔''

(تحذیر الناس ایک تحقیقی مطالعہ ص ۱۷، ادارہ تحقیقات اہلِ سنّت، بلال پارک، بیگم پورہ، لاہور)

اتنی تنبیہ کے باوجود ان حضرات نے اپنی ہٹ دھرمی کو نہ چھوڑا اور احسن نانوتوی صاحب نے اس اثر کو قاسم نانوتوی صاحب کی خدمت میں پیش کیا، اس پر جناب نے ''تحذیر الناس'' لکھی، جس کی بنیادی وجہ ختم نبوت پر نقب لگی [تفصیل آگے آرہی ہے]، اس کے بعد دیابنہ نے اپنے نئے فرقہ کے آغاز میں معمولات اہلِ سنّت کا انکار شروع کردیا، اس سلسلہ میں مجلس میلاد کے خلاف ان کا ایک فتویٰ شائع ہوا، جس کے جواب میں ''انوار ساطعہ'' وجود میں آئی، کتاب مذکور نے دیوبندی حضرات کی لن ترانیوں اور کذب بیانیوں کو طشت از بام کیا، اسی صدمہ کی حالت میں دیوبندیوں نے ''براہین قاطعہ'' لکھی جس میں یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے لیے کونسی نص ہے اور شیطان کے لیے علم محیط زمین نص سے ثابت ہے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان سے کم ہے۔ (مفہوم) جب یہ کتاب معرض وجود میں آئی تو اس کا بھی اس دور کے علماء نے رد کیا، جن میں غلام دستگیر قصوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیش پیش تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا

مناظرہ دیوبندی اکابر مصنف براہین سے ہوا، جس میں دیوبندی امام کو بری طرح شکست ہوئی، بعد میں اس مناظرے کی روئیداد ''تقدیس الوکیل'' کے نام سے شائع کی گئی، جس پر علمائے عرب وعجم کے دستخط موجود تھے، اس کتاب کے متعلق اللہ وسایا دیوبندی لکھتے ہیں:

''مشہور صوفی، بیمثال عالم دین، کتب کثیرہ کے مصنف سنیوں کے مناظر بے بدل خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں۔ آپ کی کتاب ''تقدیس الوکیل'' رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔''

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۲۴۴)

رفیق دلاوری ''مولانا غلام دستگیر'' قصوری کے متعلق لکھتے ہیں:

''ان ایام میں مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری علمائے پنجاب میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے

(تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تحریک ص ۹۷، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان)

خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں:

''پنجاب کے اہل السنۃ والجماعۃ میں سے...... مولانا غلام دستگیر قصوری...... خم ٹھونک کر مقابلہ میں نکلے۔''

(عقیدۃ الامت فی معنی ختم نبوت ص ۲۱۹)

یہی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''یہ صحیح ہے کہ مولانا غلام دستگیر کا ان صاحب سے بعض علمی مسائل میں اختلاف بھی ہوا مولانا قصوری نے تقدیس الوکیل بھی لکھی اور

اس میں بہ طریق لزوم حضرت مولانا خلیل احمد پر توہین باری تعالیٰ
کا الزام لگایا لیکن یہ الزام بطریق لزوم تھا التزام نہ تھا اس لیے
آپ نے ان کے خلاف فتویٰ کی زبان استعمال نہ کی اور کوئی فتویٰ
نہ دیا پھر جب شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن نے اس پر جھد
المقل فی تنزیھہ المعز والمذل لکھی تو مولانا قصوری کا وہ
ایہام بھی جاتا رہا۔" (مطالعہ بریلویت ج ۸ ص ۲۷۸)

دیوبندی ڈاکٹر صاحب نے اس اقتباس میں دوٹوک الفاظ میں اس بات کو تسلیم کر لیا کہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہی مولانا غلام دستگیر قصوری نے دیوبندی حضرات کا رد کیا، مگر جناب خالد دیوبندی حسب سابق اپنی عادت شنیعہ سے باز نہ آئے اور حسب عادت وضرورت یہ لکھ دیا کہ اول تو قصوری صاحب نے تکفیر نہیں کی، اور دوئم انہوں نے جو لزوم قائم کیا تھا الجھد المقل سے وہ ایہام بھی جاتا رہا۔

اب اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس بات کا ثبوت تو دیوبندی ڈاکٹر صاحب ہی دیں گے کہ ایہام کا جانا کس جگہ موجود ہے، فی الحال ہم جناب کے علم میں یہ اضافہ ضرور کیے دیتے ہیں کہ علامہ قصوری نے تکفیر کی تھی، اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کا اقرار بھی دیوبندی ڈاکٹر صاحب نے خود کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"میں نے آپ کو بتایا تھا کہ مولوی غلام دستگیر ہوئے تھے اس نے
علمائے دیوبند کو جو کافر کہا۔" (مناظرے ومباحثے ص ۱۵۹)

جناب نے خود اقرار کر لیا کہ علامہ قصوری نے علمائے دیوبند کو کافر کہا تھا لہٰذا ڈاکٹر

صاحب نے خود ہی اپنی تکذیب کر دی، پھر خلیل احمد دیوبندی صاحب جن کا مناظرہ علامہ غلام دستگیر قصوری سے ہوا تھا، وہ خود فرماتے ہیں کہ:

''غلام دستگیر از کافرم خواند چراغ کذب را نبود فروغے

(تذکرۃ الخلیل ص ۱۳۳)

اس کا ترجمہ کچھ یوں دیا ہے کہ ''اگر غلام دستگیر نے مجھے کافر کہا تو جھوٹ کے چراغ کو فروغ نہیں ہوتا (تذکرۃ الخلیل ص ۱۳۳) ان دونوں حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ علامہ غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے دیابنہ کی تکفیر کی تھی اور یہ تکفیر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کی ہے۔ پھر براہین قاطعہ کی عبارت کے حوالہ سے سوال کا جواب دیتے ہوئے مفتی عبدالحق لکھتے ہیں کہ:

رہی ''البراہین قاطعہ'' کی بات تو وہ اپنی جگہ بجا اور درست ہے کہ ''شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے'' سے مراد علم غیر نافع ہے۔'' (فتاویٰ حقانیہ ج ۱ ص ۱۵۹)

اس عبارت میں واضح طور پر اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ براہین قاطعہ کی عبارت کا مفہوم یہی ہے کہ شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے، اب اس پر دیوبندی فیصلہ بھی ہم اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، عبدالقدوس ترمذی دیوبندی لکھتے ہیں:

جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔ (یادگار خطبات ص ۴۳۰)

جہاں تک مسئلہ امکان کذب کی بحث کا ہے تو خود دیوبندی حضرات نے اس عقیدہ کو

غلط قرار دیا ہے، مصنف الشہاب الثاقب لکھتے ہیں:

"یہ اعتقاد رکھے کہ ممکن ہے کہ خداوند کریم جھوٹ بول دے تو وہ بھی کافر وزندیق ملعون ہے۔" (الشہاب الثاقب ص ۲۲۶)

مگر دیوبندی عقیدہ ہے کہ:

"اسی کو امکان کذب کہتے ہیں کہ کذب ممکن تو ہے۔" (تذکرۃ الخلیل ص ۱۴۰)

اس طرح حامد میاں لکھتے ہیں کہ:

"اس مسئلہ کو توڑ مروڑ کر اور غلط تفسیر کر کے علماء دیوبند کی طرف منسوب کر دیا گیا اور امکان کذب کا عنوان دے دیا گیا۔"

(سلسلہ علماء دیوبند ص ۴۰ بحوالہ توضیح البیان)

ایسے ہی قاری عبدالرشید لکھتے ہیں کہ:

"مسئلہ امکان قدرت کو "امکان کذب" کے خوفناک اور بھیانک عنوان۔" (ترجمہ قرآن کا تقابلی جائزہ ص ۱۰۹)

سعید احمد قادری دیوبندی نے اسے کفریہ عقیدہ سے تعبیر کیا (اہلِ سنّت واہل بدعت کی پہچان ص ۷) اور الیاس گھمن دیوبندی نے بھی اسے گستاخانہ عقائد میں شمار کیا (فرقہ بریلویت کا پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ ص ۳۹۵) پھر خود دیوبندی حضرات نے 'غیر مقلدین کے غلط عقائد و مسائل میں اس مسئلے کو بھی شمار کیا ہے۔

(فرقہ اہلِ حدیث [منکرین فقہ] کے عقائد و مسائل ص ۹)

اور اسی طرح اشرفعلی تھانوی کی کتاب حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق خود مخلصین دیوبند نے کہا کہ

''ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو مجانین وبہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی (بے ادبی) کو مشعر ہے کیوں نہ ایسی عبارت سے رجوع کر لیا جائے۔''

اب یہ مخلصین کون تھے ان کے متعلق صدیق باندوی صاحب لکھتے ہیں:

''بعض اہل علم نے حضرت تھانویؒ کو مشورہ دیا کہ معاندین زبردستی آپ پر اعتراض کرتے ہیں اس میں عوام کا نقصان ہے جس لفظ کو لیکر یہ اعتراض کرتے ہیں اگر عبارت میں کچھ ترمیم کر دی جائے تو بہتر ہے۔'' (اظہار حقیقت صفحہ نمبر ۱۰۲)

یہ بات بھی یاد رہے کہ دیوبندی حضرات نے مل کر ان عبارات کی تاویلات کرنے کی ناکام کوشش کی جس کا رد ''انوار آفتاب صداقت'' میں موجود ہے، اور اس کتاب اور صاحب کتاب کے متعلق دیوبندی مولوی مشتاق احمد چنیوٹی لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی (کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لدھیانہ) اہلِ سنّت کی وہ عظیم المرتبت شخصیت اور مقتدر ہستی ہیں۔ جنہوں نے زبان وقلم سے فرقہ باطلہ کے خلاف ڈٹ کر جہاد کیا اور وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ جب قاضی صاحب کی شہرہ آفاق تصنیف ''انوار آفتاب صداقت'' کا ظہور ہوا تو ملت اسلامیہ کے اکابر علماء و مشائخ نے زبردست خراج تحسین سے نوازا اور تقاریظ سے اس لاجواب کتاب کو مزین فرماتے ہوئے آپ کے علم وفضل پر بھی مہر

تصدیق ثبت فرمائی۔ جن میں مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔"

(تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تحریک ص ۱۲۸)

اللہ وسایا دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی (کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لدھیانہ) اہلِ سنّت کی وہ عظیم المرتبت شخصیت اور مقتدر ہستی ہیں۔ جنہوں نے زبان و قلم سے فرقہ باطلہ کے خلاف ڈٹ کر جہاد کیا اور وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ جب قاضی صاحب کی شہرہ آفاق تصنیف "انوار آفتاب صداقت" کا ظہور ہوا تو ملت اسلامیہ کے اکابر علماء و مشائخ نے زبردست خراج تحسین سے نوازا"

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۲۳۱)

پھر خود دیوبندی حضرات نے اپنا گستاخ رسول ﷺ ہونا بیان کیا ہے، خضر حیات صاحب حیاتی دیوبندی گروپ کے کارناموں کو طشت ازبام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"اوکاڑوی صاحب کی شان رسالت میں لرزہ خیز عبارت......

اوکاڑوی کی اشد حماقت کا اندازہ فرمائیں کہ کس ذات اقدس ﷺ کے بارے میں کیسے لرزہ خیز الفاظ استعمال کیے ہیں کہ الامان الحفیظ عبارت مذکور پر تبصرہ کرنے کی میرے قلب و قلم میں سکت و ہمت نہیں ہے۔" (المسلک المنصور ص ۱۷۳)

مزید فرماتے ہیں کہ:

''قاضی مظہر صاحب[دیوبندی] کا خارق عادت گدھے کی دوبارہ زندگی کو قانون بنا کر حیات الانبیاء پر استدلال کرنا...... توہین انبیائے کرام کا شائبہ ہونے کی وجہ سے ایمان شکن جسارت بھی ہوگی۔'' (المسلک المنصور ص ۱۷۰)

یہی دیوبندی اپنے دیوبندی حیاتی گروپ کی حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے رقم طرز ہیں کہ:

''پانچواں خاصہ یہ ہے کہ تقریباً کوئی تقریر اہل اللہ کی بے ادبی اور گستاخی سے خالی نہیں ہوتی۔'' (المسلک المنصور ص ۱۷۲)

جناب عبدالجبار سلفی صاحب اپنے مماتی دیوبندی حضرات کے متعلق لکھتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور اولیائے کرام کے گستاخ خود مماتی ٹولہ ہے۔'' (تعویذ المسلمین ص ۱۲۰)

اور تھانوی صاحب ان دونوں حضرات کی باتوں کی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہم...... گستاخ ہیں۔'' (ملفوظات حکیم الامت ج ۶ ص ۳۱۲)

اسی بات کا اظہار جناب مفتی سعید خان دیوبندی یوں کرتے ہیں کہ:

''ہمارے ملک میں دیوبندیت کو نواصب کے علاوہ جس مسلک یا عقیدے نے بہت نقصان پہنچایا ہے، وہ وہابیت ہے......اور توحید کے نام پر طلباء، حضرات اولیاء کرام رحمہم اللہ کو گستاخ آمیز جملوں کا نشانہ بنانے لگے ہیں۔''

(دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے ص ۱۴)

اب ہم گستاخ رسول کا حکم خود دیو بندی حضرات سے پیش کرتے ہیں تا کہ بات واضح ہو جائے، دیو بندی ترجمان لکھتا ہے کہ:

''یقیناً حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخ اور بے ادب بالقطع و الیقین کافر اکفر، بے ایمان دجال، مردود و ملعون، ملحد، جہنمی، ضال مضل اخبث الخلائق بدتر از شیطان لعین ہے...... ایسا مردود خنزیر اور مخلوق کی ہر ناپاک اور نجس سے نجس چیز سے زیادہ مردود ہے ......'' (تحفہ بریلویت ص۹)

سعید احمد قادری دیو بندی صاحب شامی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا جھٹلائے یا عیب لگائے یا تنقیص کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کی بیوی اس سے بائن ہو گئی۔'' (اہلِ سنّت اور اہل بدعت کی پہچان ص ۴۲)

ایک اور دیو بندی معتبر و مستند کتاب میں ہے کہ:

''ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ادنیٰ سی گستاخی اشد کفر ہے جو بد بخت آپ کی توہین کی وجہ سے کافر ہوا اسے مذاہب اربعہ میں پناہ نہیں اس کے ناپاک وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دینا چاہیے۔'' (سیف یمانی ص۱۲۱)

دیو بندی مفتی عبد الرؤف سکھروی لکھتے ہیں کہ:

''لہٰذا اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں صراحتہً یا اشارۃً قولاً یا فعلاً بدگوئی اور گستاخی کرے تو شرعاً گستاخی کرنے والا شخص قتل کا

مستحق ہے۔" (توہین رسالت اور گستاخوں کا بدترین انجام ص ۸)

ساجد خان اٹلوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"علماء دیوبند کے ہاں گستاخ رسول کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے۔"

(گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت ص ۱۷۵)

حوالہ جات سے مزین اس بحث سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ علمائے دیوبند کی عبارات گستاخانہ ہیں اور خود ان کی تصریحات کی روشنی میں گستاخ رسول کافر ہے، فتویٰ کفر صرف گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے حامیوں کے لیے ہے اور دیوبندی اکابرین نہ صرف ان عبارات کو درست سمجھتے ہیں بلکہ ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں، تقویۃ الایمان جیسی رسوائے زمانہ کتاب کے متعلق دیوبندی حضرات کے قطب الاقطاب رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

"کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک وبدعت میں لاجواب کتاب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ج ا ص ۲۱)

جبکہ خود مصنف اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

"میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں"

(ارواح ثلاثہ ص ۶۸)

محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں:

"لیکن ان میں بعض الفاظ سخت ہیں جو کہ اس زمانہ کی جہالت

کے علاج کے طور پر لکھے گئے ہیں...... بلا ضرورت ان الفاظ کو استعمال کرنا جیسے بعض کی عادت ہوگئی ہے گستاخی ہے، اس سے احتیاط چاہیے۔" (فتاوی محمودیہ ج4 ص14، ج6 ص157)

دیوبندی مفتی صاحب نے یہ تسلیم کرلیا کہ تقویۃ الایمان کا لب ولہجہ گستاخانہ ہے، اب جو اس گستاخانہ کتاب کو عین اسلام کہے اس کے متعلق فیصلہ ہمارے قارئین خود کریں، پھر منظور نعمانی صاحب اسی کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

"اور ثابت کرونگا کہ تقویۃ الایمان کی وہ تمام عبارات جن میں قطع وبرید کرکے آپ نے یہ حوالے دیئے ہیں وہ سب کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے موافق ہیں۔ بلکہ ان میں قرآن وحدیث کی ترجمانی کی گئی ہے۔"

(فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص ۱۲۷، مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور)

ہم حیران ہیں کہ جس مذہب میں حضور ﷺ کی گستاخی پر مشتمل کتاب قرآن و حدیث کے موافق ہو، وہ کس منہ سے مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم اپنے قارئین کی خدمت میں تقویۃ الایمان کی وہ گستاخانہ عبارات پیش کرتے ہیں، جس کو جناب منظور نعمانی دیوبندی صاحب قرآن وحدیث کی ترجمانی قرار دے رہے ہیں، اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔" (تقویۃ الایمان ص ۱۹۔۲۰)

بڑی مخلوق کی وضاحت کرتے ہوئے خود مصنف لکھتے ہیں:

"معلوم ہوا کہ انبیاء واولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے۔" (تقویۃ الایمان ص ۳۳)

یہی صاحب لکھتے ہیں:

"سب انبیاء واور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔" (تقویۃ الایمان ص ۷۴)

ہم حیران ہیں کہ ایسا کونسا پیمانہ مصنف تقویۃ الایمان کے پاس ہے جس سے انبیاء (علیہ الصلوٰۃ والسلام) و اولیاء عظام (رحمۃ اللہ علیہم) کے مقام کو متعین کر رہے ہیں؟ ان عبارات کی سنگینی بھی ملاحظہ کریں کہ ذرہ ناچیز کی اور چمار کی تو کچھ حیثیت ہے انبیاء (علیہ الصلوٰۃ والسلام) و اولیاء عظام (رحمۃ اللہ علیہم) کا رتبہ تو ان سے بھی کم ہے معاذ اللہ، کیا قرآن و حدیث اسی چیز کی تعلیم دیتے ہیں؟ اسی تقویۃ الایمان میں ہے:

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔" (تقویۃ الایمان ص ۸۱)

منظور نعمانی صاحب تو مر کر مٹی میں مل گئے ہیں، ان کے پیروکار سے ہی ہم گزارش کرتے ہیں کہ ان آیات اور احادیث کی نشاندہی کرنے کی زحمت تو کریں جس میں جناب اسماعیل دہلوی کے ذکر کردہ عقیدے کا بیان ہو، جب کہ قرآن و حدیث تو اس کے برعکس کہتے ہیں اور عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبق دیتے ہیں، اس عبارت پر خود دیوبندی حضرات کے ریمارکس ملاحظہ ہوں، جناب اللہ یار خان صاحب لکھتے ہیں

"ان فرقوں کی تقلید میں آج کل کے اہلسنت والجماعت ہونے کا دعویٰ کرنے والے یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ انبیا مر کر مٹی ہو گئے ہیں...... ان لوگوں کا عقیدہ اجماع امت کے مخالف ہے۔ جو شخص اجماع امت کا مخالف ہے وہ درحقیقت امت محمدیہ کا فرد نہیں اس امت سے خارج ہے۔" (عقائد و کمالات علمائے دیوبند ص ۱۵)

اب جناب لکھ تو بیٹھے کہ ایسا کہنے والا امت محمدیہ سے خارج ہے اور جب جناب کو پتا چلا کہ یہ عبارت تو ان کے گھر میں موجود ہے تو جناب نے جان چھڑوانے کے لیے یہ کہا کہ جی یہ عبارت الحاقی ہے۔ پوری داستان ملاحظہ ہو۔ جناب لکھتے ہیں کہ:

''بندہ کو گکھڑ منڈی سے ایک خط ۸۲۔۱۱۔۲۶ کو ملا۔ لکھا ہے میرے ایک دوست جن کا نام قاری ریاض احمد ہے۔ یہ خطیب مسجد اور مہتمم مدرسہ بھی ہیں ان سے کچھ اختلاف مسئلہ چل رہا ہے۔ اس لیے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ آپ نے اپنی کتاب عقائد و کمالات علمائے دیوبند میں عقیدہ رسالت میں لکھا ہے کہ آج کل کے اہلِ سنّت والجماعت ہونے کا دعوی کرنے والے یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ انبیاء کرام مر کر مٹی ہو گئے ہیں۔ اس لیے وہ درحقیقت امت محمدیہ کا فرد نہیں۔ تو جناب عالی اپنے اکابرین مثلاً مولانا اسماعیل شہید و غلام اللہ صاحب و دیگر اکابرین دیوبند کی کتابوں میں ایسی عبارتیں ملتی ہیں جیسے تقویۃ الایمان و جواہر الایمان وغیرہ۔ تو ان کے متعلق ہم کیا عقیدہ رکھیں کہ امت محمدیہ میں شامل ہیں کہ نہیں۔

فائدہ: حضرت اسماعیل شہید کا تو جناب نے نام لیا ہے، اصل تو تقویۃ الایمان حضرت اسماعیل شہید کی ہے ہی نہیں پھر پرانے نسخوں میں تو حضرات انبیاء کے بارے میں ایسی کوئی بات موجود نہیں نئی کتابوں میں کسی نے مہربانی کر دی ہوگی۔''

(سیف اویسیہ ص ۱۰۴)

قارئین کرام! یہ عبارت ہرگز الحاقی نہیں بلکہ علماء دیوبند اس عبارت کا دفاع کرتے رہے ہیں، چلیں کم ازکم یہ تو ثابت ہوگیا کہ جن دیوبندی علماء نے اس عبارت کو الحاقی نہیں سمجھا بلکہ اس کا دفاع کرتے رہے ہیں وہ امت محمدیہ کے فرد نہیں بلکہ امت سے خارج ہیں۔

اسی طرح غلام غوث ہزاروی لکھتے ہیں:

"یہ دیکھو مسلمانوں میرے ہاتھ میں تذکرہ ہے اس میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مر کر مٹی ہوگئے۔ کیوں مسلمانوں یہ رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے یا نہیں سب مسلمانوں نے بیک آواز کہا: توہین ہے توہین ہے۔" (سوانح غلام غوث ہزاروی ص ۱۹۹)

اب جس عبارت میں توہین ہی توہین ہو، اسے دیوبندیوں کی طرف سے قرآن و حدیث کی ترجمانی قرار دینا یہ کم ازکم ایک مسلمان کا کام ہرگز نہیں ہوسکتا، اسی طرح اشرفعلی تھانوی دیوبندی کی گستاخانہ کتاب "حفظ الایمان" کے متعلق مفتی کفایت اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

"حفظ الایمان بھی معتبر اور مفید رسالہ ہے اسے پڑھنا بہت اچھا ثواب کا کام ہے۔" (کفایت اللہ مفتی ج ا ص ا ۷)

ہم یہاں اپنے قارئین کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ خود ملاحظہ کریں کہ "حفظ الایمان" جیسی بدنام زمانہ کتاب جس میں سرکار دوعالم ﷺ کی شان میں اس قدر صریح گستاخانہ عبارت ہے کہ ہزار علانیہ کافر بھی یہی الفاظ نہیں کہہ سکتا، اگر حقائق کو منظر عام پر لانا مقصود نہ ہوتا تو ہم ہرگز یہ غلیظ عبارت نقل نہ کرتے۔

اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے:

''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''

(حفظ الایمان ص ۱۳)

یہ عبارت اس قدر گھٹیا ہے کہ دیوبندی حضرات کو بھی لکھنا پڑا:

''اشرف علی تھانوی نے اپنے ایک رسالے ''حفظ الایمان'' کے اندر علم غیب کی بابت ایک ایسا جملہ لکھ دیا تھا جس پر ہر صحیح الفکر مسلمان نے اعتراض کیا تھا۔''

(سیرت النبی بعد از وصال النبی ﷺ: ۱/ ۱۶۹)

ایسے ہی کہا کہ:

''ایسے الفاظ جس میں مماثلت علیت غیبیہ محمدیہ کو مجانین و بہائم سے شبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی (بے ادبی) کو مشعر ہے کیوں نہ ایسی عبارت سے رجوع کر لیا جائے۔''

(حفظ الایمان مع بسط البنان مع تغیر العنوان ص ۱۱۹)

اس عبارت کے متعلق مفتی محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں کہ:

''چونکہ بریلوی حضرات نے حضرت رسول مقبول ﷺ کو عالم

الغیب تسلیم کیا اور لکھا ہے، ان کے مذہب پر دو شقیں پیدا ہوتی ہیں: ایک شق پر حضرت نبی اکرم ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ شانہ کے علم کے برابر قرار پاتا تھا جو کہ شرک ہے (۱)، دوسری شق پر حضرت فخر عالم ﷺ کے علم مبارک کی توہین و تنقیص ہوتی تھی۔'

(فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۲۷۴)

مفتی صاحب نے جن دو شقوں کی طرف اشارہ کیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ مصنف ''حفظ الایمان'' نے کہا تھا کہ اگر تو عالم الغیب رسول اللہ ﷺ کو اس بنیاد پر کہتے ہیں ان کو کل علم غیب ہے تو یہ درست نہیں، اس شق کو تسلیم کیا جائے تو دیوبندی مفتی صاحب کے نزدیک اس سے شرک لازم آتا ہے، دوسری شق یہ تھی کہ اگر بعض علم غیب کی بناء پر کہتے ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ایسا علم غیب......اور یہ شق دیوبندی مفتی صاحب کے نزدیک گستاخی ہے، جو دیوبندی امام تھانوی صاحب سے سرزد ہوئی، بہرحال اس گستاخانہ عبارت پر مشتمل کتاب کے متعلق یہ فتویٰ صادر کرنا کہ اسے پڑھ کر ثواب ہوسکتا ہے، یہ کسی مسلمان کا کام ہے یا نہیں، فیصلہ ہم اپنے ناظرین پر چھوڑ کر آگے بڑھتے ہیں۔

''صراط مستقیم'' نامی کتاب کی ایک ایمان سوز عبارت جس میں مصنف لکھتے ہیں:

''زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے۔'' (صراط مستقیم ص ۱۱۸)

اس عبارت کا مطلب بیان کرتے ہوئے محمد علی جالندھری دیوبندی فرماتے ہیں:

"چنانچہ نماز کے دوران دنیا کی کسی ادنیٰ چیز یعنی کتے بلے یا چوڑھے چمار کا خیال آجائے تو آدمی فوراً اس خیال کو جھٹک دے گا اور اپنا تعلق پھر اللہ سے جوڑے گا لیکن اگر نماز میں کسی پیاری ہستی یعنی ماں باپ پیر و مرشد یا حضور ﷺ کا خیال آ گیا تو چونکہ ان سے پوری دنیا سے بڑھ کر محبت ہے اس لیے ان کے خیال سے پلٹ کر آنا ذرا مشکل ہو جائے گا۔"

(مولانا محمد علی جالندھری، سوانح و افکار ص ۲۷۷، عالمی مجلس ختم نبوت ملتان)

جناب مہر محمد میانوالوی لکھتے ہیں:

جب ایک شخص عمداً حضور ﷺ کا خیال لائے گا تو اس کی توجہ خدا سے ہٹ کر آپ کی طرف مبذول ہوگی۔ تو اخلاص اور عبادت میں خلل اور نقصان ہوگا۔" (حقیقی دستاویز ص ۳۲۵)

ان دونوں صاحبان کے بیان سے اس عبارت کا مطلب واضح ہو گیا کہ نماز میں حضور ﷺ کا خیال بیل اور گدھے کے خیال سے معاذ اللہ برا ہے، اس ایمان سوز اور باطل افروز عبارت کے متعلق دیوبندی حضرات کے ریمارکس بھی ملاحظہ ہوں، وہ لکھتے ہیں:

"جہاں تک اس کی علمی مباحث کا تعلق ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اہل علم اور اہل تصوف و حقیقت شاہ اسماعیل شہید کی عشق و محبت سے بھرپور اس عبارت پر عش عش کر اٹھے ہیں۔"

(مجلہ نور سنت شمارہ ۹ ص ۲۵)

قارئین! ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے ان انتہائی دلخراش اور ایمان سوز فقرات کی مذمت کی جاسکے، کیونکہ الفاظ صرف جذبات کے مفاہیم کو ہی ادا کر سکتے ہیں، ان کے بعینہ ترجمان نہیں ہو سکتے۔ ہم فیصلہ عوام کی عدالت میں پیش کرتے ہیں، کہ کیا ایسے نظریات کے حامل اشخاص کو ایمان کا سرٹیفکیٹ دیا جاسکتا ہے؟ ایسے ہی اسی عبارت کا دفاع کرتے ہوئے مفتی حماد لکھتا ہے:

''شاہ اسماعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ کا دفاع ایک فرد کا دفاع نہیں یہ اللہ کی دعوت توحید اور پیارے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت و سنت کا دفاع ہے، یہ اسلام کی تعلیمات کا دفاع ہے جس کی دعوت لے کر یہ نیک ہستیاں اٹھی تھیں، اسی جذبے کے تحت یہ سطور لکھی جارہی ہیں...... یہ ایک فرد کا دفاع نہیں، اس دعوت کا دفاع ہے جو توحید وسنت کی دعوت ہے۔......

(صراط مستقیم پر اعتراضات کا جائزہ ص10)

ہم اپنے قارئین کی توجہ خط کشیدہ الفاظ کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ اتنی گستاخانہ عبارت کے متعلق یہ کہنا کہ یہ اسلام کی تعلیمات ہیں، کیا یہ کسی مسلمان کا کام ہوسکتا ہے؟ بہر حال اس بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دیوبندی حضرات پر جو فتاوی جات ہیں، ان کی وجہ وہ گستاخانہ عبارات ہیں جن کو لکھنا تو کجا ایک مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دیوبندیوں کے قلم سے

اب آخر میں یہاں علماء دیوبند کی کتابوں سے سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان و عظمت، آپ کے ایمان و عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی خود علماء دیوبند کی کتابوں سے ملاحظہ کیجیے، کہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی ذاتی پرخاش کی بناء پر علماء دیوبند پر فتویٰ نہیں لگایا بلکہ اگر ان گستاخانہ و کفریہ عبارات پر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ نہ لگاتے تو مرتضی حسن دربھنگی دیوبندی کے مطابق وہ خود کافر ہو جاتے ۔دیوبندی مرتضی حسن دربھنگی کہتے ہیں کہ

"اگر (احمد رضا) خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے۔جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔" (اشد العذاب ص ۱۴، ۱۳)

یہاں دیوبندی حضرات کے ابن شیر خدا نے اس بات کا اقرار کیا کہ دیوبندی حضرات کی کفریہ عبارات کی وجہ سے تکفیر کرنا سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر فرض تھا اور الحمد للہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا فرض ادا فرمایا، اور قابل غور بات یہ ہے کہ

مرتضی حسن دیوبندی نے یہ کہا ہے کہ "اگر وہ ان (دیوبندی گستاخوں) کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے" تو اس سے بالکل واضح ہو گیا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ علماء دیوبند کے نزدیک کافر نہیں ہیں کافر تو تب ہوتے جب بقول دیوبندی فتوے نہ لگاتے اور چونکہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا لہٰذا دیوبندی اصول سے وہ مسلمان ہیں۔

پھر علماء دیوبند ہی کے مطابق سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتوے بھی نیک نیتی کے ساتھ لگائے تھے، کیونکہ کوئی بھی مسلمان اپنے پاک پروردگار عزوجل اور کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کسی بھی شخص کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا اور علماء کا یہ فریضہ بھی ہے کہ وہ نہ صرف گستاخان رسول کی نشاندہی کریں بلکہ ان پر شرعی حکم بھی جاری کریں ۔بہرحال ایک دیوبندی مولوی نے لکھا ہے کہ

"اگر علمائے بریلی نے نیک نیتی سے ٹھیک سمجھ کر علمائے دیوبند پر یہ الزامات لگائے ہوں تو ان کا کیا حکم ہے۔

الجواب: ایسی صورت میں ان کو ثواب ہوگا۔"

(ضرب شمشیر ص ۶۲)

علماء دیوبند کے امام قاسم نانوتوی اپنی تکفیر کرنے والوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ

"جو ہمیں کافر کہتے ہیں یہ ان کی قوت ایمانی کی دلیل ہے۔"

(خطبات حکیم الاسلام ج ۵ ص ۵۵۲)

اور سب جانتے ہیں کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم نانوتوی کی کفریہ عبارات کی وجہ سے اس کی تکفیر کی ہے، لہٰذا نانوتوی کے اپنے قول کے مطابق یہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قوت ایمانی ہے۔

ایسے ہی دیوبندیوں نے تسلیم کیا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ان دیوبندی علماء کی کفریہ عبارات پر فتوے لگائے۔ایک دیوبندی مولوی لکھتے ہیں کہ

"مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ بھئی مولانا احمد رضا خان ہم لوگوں کو برا کہتے ہیں غصہ ہے شاید ان کو۔شاید وہ یہی سمجھتے ہوں کہ ہم گستاخی کرتے ہیں حضور کی شان میں اس وجہ سے وہ غصہ کرتے ہیں یہ جذبہ اللہ کے یہاں بڑا قابل قدر ہے۔کیا بعید یہی جذبہ ان کے لیے ذریعہ نجات بن جائے۔"

(مسلک علمائے دیوبند اور حب رسول ص ٦٧)

تو دیکھیے خود علماء دیوبند نے تسلیم کیا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات کا رد کیا اس کی وجہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے،سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں دیوبندیوں کی ان باتوں کو برداشت نہیں کیا اور کوئی بھی مسلمان توہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برداشت نہیں کر سکتا۔

یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ آج کل بعض کم علم جاہل دیوبندی حضرات سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بدزبانی کرتے ہیں لیکن یہ دیوبندی اپنے اکابر کے باغی ہیں کیونکہ اگر کوئی دیوبندی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بدزبانی کرتا تو دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی اس بدزبان دیوبندی کو خوب سمجھاتے اور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت کرتے چنانچہ اشرف السوانح میں ہے کہ:

"مولوی احمد رضا خان بریلوی کی بھی جن کی سخت ترین مخالفت

اہل حق سے عموماً اور حضرت والا سے خصوصاً شہرہ آفاق ہے ان کے بھی برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر تک حمایت فرمایا کرتے ہیں اور شدو مد کے ساتھ فرمایا کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہو۔"

(اشرف السوانح ج۱ ص ۲۳۱)

ایسے ہی ایک اور مقام پر موجود ہے:

مولانا احمد رضا خان بریلوی مرحوم جن کا ہمیشہ حضرت تھانوی سے اختلاف رہا۔ اور صرف اختلاف ہی نہیں بلکہ کفر کے فتوے لگائے گئے۔ مگر حضرت تھانوی نے ہمیشہ ان کے بارے میں کوئی نا مناسب اور نازیبا لفظ تک نہیں فرمایا۔ جواب میں کفر کے فتوے تو کیا لگاتے بلکہ یہ فرماتے کہ "ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو، اور وہ غلط فہمی سے ہم لوگوں کو حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا سمجھتے ہوں۔"

(ماہنامہ الحسن ص ۷۰ صفر ۱۴۰۸ھ)

کس ادا سے کیا اقرار گناہ گاروں نے

بہرحال دیوبندی حضرات جو صرف سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں یہ ان کی بے انصافی ہے کیونکہ دیوبندی اکابرین مثل قاسم نانوتوی، اسماعیل دہلوی، انبیٹھوی وغیرہ کی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے بھی علماء و اکابرین اہل سنّت نے رد کیا اور خود دیوبندی حضرات نے بھی ان عبارات کو قابل تشویش قرار دیا۔

"اپنی جنبش پیہم کے افسانے نہیں دیکھے"

ناظرین! یہاں ہم عامۃ الناس پر لگائے گئے دیوبندی فتاویٰ جات کی تفصیل پیش کرتے ہیں جس میں امت کی اکثریت کو مشرک قرار دیا گیا ہے، اسماعیل دہلوی لکھتا ہے:

یعنی اکثر لوگ جو دعوہ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں

(تقویۃ الایمان ص9)

سرفراز خان صاحب لکھتے ہیں:

آج کل مسلمانوں کی اکثریت شرک میں مبتلا ہے اور مشرکین مکہ سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔

(ملفوظات حضرت مولانا سرفراز خان صفدر ص230)

نورالحسن بخاری لکھتے ہیں:

تو یہ ممکن ہے کہ ایک شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو، رسول کریم ﷺ کی امت کا فرد ہو، اور پھر بھی مشرک ہو، انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ آج یہ ممکن ہی نہیں بلکہ اکثر ہے، عام مسلمان کلمہ گو شرک میں مبتلا ہے۔ (توحید اور شرک کی حقیقت ص35)

اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

بریلی میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو آج تمام بریلی مسلمان ہوتی۔ (افاضات الیومیہ 3/185)

ناظرین ! ملاحظہ کیا آپ نے کس بے دردی کے ساتھ ان حضرات نے امت مسلمہ کی اکثریت کو مشرک قرار دے دیا ہے، پھر خود اقرار بھی ہے کہ یہ فتویٰ غلط ہے ،اوران حضرات نے شرک خفی پر شرک جلی کا اطلاق کر کے امت مسلمہ کو مشرک بنانے کی مذموم کوشش کی ہے۔مولوی اسماعیل کا اپنا بیان ہے:

میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کی جو شرک خفی تھے جلی لکھ دیا ہے۔ (ارواح ثلاثہ ص68)

اخلاق حسین قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

''ایک عینی شاہد کے مطابق خاندان کے دوسرے افراد مولانا مخصوص اللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو تقویۃ الایمان کے اسلوب بیان سے اختلاف تھا کہ اس میں مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے شرک کی مشابہ چیزوں کو، جو مکروہ کے درجہ میں ہیں انہیں شرک جلی کے درجہ میں داخل کر دیا۔'' (شاہ اسماعیل شہید اوران کے ناقد 73)

رشید احمد گنگوہی صاحب تقویۃ الایمان کے متعلق لکھتے ہیں:

بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اگرچہ بعض مسائل میں بظاہر تشدد ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ 1/122)

یہاں واضح اقرار ہے کہ مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے تشدد کیا گیا شرک کے

معنی کو تبدیل کیا گیا، مگر جب خود یہ آگ گھر کے دامن کو جلانے لگی تو اس طرح احتجاج شروع کر دیا گیا، دیوبندی پیر شبیر لکھتے ہیں:

افسوس صد افسوس ہمارے بعض نا سمجھ بھائی جو کوچہ عشق و محبت سے نابلد اور دردِ دل سے عاری ہوتے ہیں بلا کسی تحقیق کے ایسے اشعار کو شرک اور کہنے والوں کو مشرک قرار دیتے ہیں۔

(یا حرف محبت اور باعث رحمت ہے ص28)

مزید لکھتے ہیں:

اس مسئلے کا سب سے افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ معمولی باتوں پر مسلمانوں کو مشرک کہنے والے مدعیان (اپنے) آپ کو دیوبندی المسلک کہتے ہیں۔(یا حرف محبت اور باعث رحمت ہے ص19)

محمود احمد برکاتی لکھتے ہیں:

''اسی تشدد و تعصب کی وجہ سے وہ تحریروں میں ایک دردمند اور محبت کش صوفی کے بجائے ایک تند خو اور سخت گیر ملا نظر آتے ہیں ۔ان کے انداز دعوت میں حکمت کا پہلو بھی نمایاں نہیں۔انہوں نے اصول کے بجائے فروع پر زیادہ زور دیا۔ اپنے افکار مفسدات کے اظہار میں نہ موقع محل کا امتیاز رکھا نہ مخاطبین کی قوت ہضم ہی کی کوئی رعایت کی ۔وہ تدریج کے اصول بھی فراموش کر

بیٹھے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ دانستہ طور پر وہ وصل کے بجائے فصل کا باعث بن گئے۔ انہوں نے اپنے شعلہ فشاں اور آتش بار مواعظ میں تکفیر مسلمین کا وہ زور باندھا کہ خود ان کے خاندان کے ارادت کش اور نیاز مند چیخ اٹھے اور خود انہی کے بنی عم ان سے مناظرہ پر مجبور ہو گئے۔" (حیات شاہ اسحٰق ۳۹)

مسلمانوں کو کافر و مرتد بنانے پر مزید احتجاج خود دیوبندی مولوی کی زبانی سنئے لکھتا ہے

"ہمارا زورِ زبان اور زورِ قلم جس شان سے اپنے اختلافی مسائل میں جہاد کرتا ہے، اس کا کوئی حصہ سرحدات اور اصولِ ایمانی پر ہونے والی یلغار کے مقابلہ میں کیوں صرف نہیں ہوتا؟ مسلمانوں کو مرتد بنانے والی کوششوں کے بالمقابل ہم سب بنیانِ مرصوص کیوں نہیں بن جاتے؟" (وحدت امت، ۳۴، ۳۳)

ایسے ہی حیاتی دیوبندی اپنے مماتی دیوبندی حضرات کی تکفیری مہم کے سلسلہ میں واویلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جس طرح محمد بن عبدالوہاب نجدی مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوے لگا کر حقائق شرعیہ کا انکار کر گئے تھے۔ جیسا کہ بحوالہ المہند المفند وہابیوں کی مختصر تاریخ میں گزرا بالکل اسی طرح پنجپیری حضرات بھی انہیں کے نقش قدم پر رواں دواں ہیں اور اپنی جماعۃ

اشاعۃ التلبیس والضلالۃ کے ماسوا سب مسلمانوں کی طرف شرک وکفر اور بدعت کی نسبت کرتے ہیں۔" (اظہار الحق، ص ۱۵۹)

ایسے ہی ایک اور صاحب فرماتے ہیں:

"تو تحریف کر کے انہوں نے سارے مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ ملا دیا......اور مشرکین مکہ کی طرح ان کو مشرک قرار دیا۔"

(یادگار خطبات ص ۲۹۰)

جن دیگر مسلمانوں کو مشرک قرار دیا جا رہا تھا تب تو یہ لوگ اسے توحید کی دعوت تصور کرتے تھے، مگر آج جب اس آگ کی زد میں خود آنے لگے تو چیخ و پکار شروع کر دی۔ بہر حال، ہم اس عنوان کو یہیں ختم کر کے عامۃ الناس کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ غور کریں کہ دیوبندی حضرات کس طرح امت مسلمہ میں انتشار پھیلانے کا سبب بن رہے ہیں۔

"دیوبندی پیش لفظ پر ایک نظر"

ناظرین! دیوبندی حضرات کا مقصد قرآن و حدیث کی نہیں بلکہ تھانوی صاحب کی تعلیم کو عام کرنا ہے۔ بانی تبلیغی جماعت کے مولوی الیاس کاندھلوی دیوبندی فرماتے ہیں کہ:

"حضرت اشرف علی تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ ان کی تعلیم عام ہو جائے۔" (ملفوظات مولانا الیاس ص ۵۶)

اور تھانوی صاحب خود رقم طراز ہیں:

"ہم نالائق ہیں، نابکار ہیں...... گستاخ ہیں۔" (ملفوظات ج ۶ ص ۳۱۲)

لہٰذا جناب کی تعلیمات کا ثمرہ گستاخی ہی ہوگا، ایسے ہی دیوبندی مفتی سعید لکھتے ہیں کہ

> اور توحید کے نام پر طلباء حضرات اولیاء کرام کو گستاخ آمیز جملوں کا نشانہ بنانے لگے ہیں۔(دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے ص ۱۴)

دیوبندی عبدالحمید حقانی لکھتے ہیں:

> ''گستاخ احمد سعید ملتانی (دیوبندی) کی گستاخیوں کا احاطہ اس مختصر رسالہ میں مشکل ہے بعض گستاخانہ الفاظ کو نقل کرنا ہم مناسب نہیں سمجھتے اور یہ سب کچھ ان اشاعۃ التلبیس والضلالۃ والوں کی تعلیم کی برکت اور ثمرہ ہے۔'' (اظہار الحق ص ۱۶۵)

ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ دیوبندی تعلیم کا ثمرہ گستاخی ہے، اسی لیے ان کے نصاب کو تبدیل کرنے کی بات کی گئی تھی۔اس تجویز کو قبول کرنے کے بجائے جناب ابو ایوب دیوبندی صاحب نے ''عون سعیدی'' کی کچھ عبارات کو پیش کر دیں، جبکہ عون سعیدی منہاجی ہیں، تو جس طرح دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ مودودی حضرات کی کوئی حیثیت نہیں اور وہ دیوبندیوں کے لیے حجت نہیں تو بالکل ایسے ہی منہاجیوں کی ہمارے مسلک میں ہرگز کوئی حیثیت نہیں، لہٰذا ان کی کی گئی تنقید خود ان کے دیوبندی اصول سے ہم پر حجت نہیں۔

دیوبندی "پیش لفظ" کا الزامی جواب

معترض صاحب نے اپنی کتاب میں ''پیش لفظ'' کے عنوان کے تحت عوام الناس کو گمراہ کرنے کی غرض سے اہلِ سنّت حنفی بریلوی مسلک کے دینی مدارس اور نصاب کو ہدف بنایا، دیوبندی مولوی نے دست وگریباں ص ۱۴ سے لیکر ص ۱۹ تک چند

حوالے درج کئے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ سنیوں کا مروجہ نصاب درس نظامی کی معاشرتی افادیت معطل ہو چکی ہے، زندہ قوم کے لیے قابل قبول نہیں، موجودہ معاشرے کے قابل نہیں ہے، تشکیل نو کی ضرورت ہے، اسی طرح دیگر چند حوالے پیش کر کے دیوبندی مولوی نے ہم سنیوں کے مدارس ونصاب پر ہدف بنایا۔ جس پر ہم عرض کر چکے کہ عون سعیدی صاحب کی تنقید حجت نہیں، لیکن یہ طریقہ تنقید خود ابوایوب دیوبندی کے اپنے ہی اصول کے خلاف ہے کیونکہ خود انہوں نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ:

"پہلے اپنے گھر کو صاف کیجیے! بعد میں کسی دوسرے پر انگلی اٹھایئے۔"

(سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص ۷۲: ابوایوب دیوبندی)

انہی دیوبندی مولوی ابوایوب نے لکھا ہے کہ:

"اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے گھر کا گند صاف کریں۔"

(سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص ۱۰۴)

تو جناب معترض کو چاہیے تھا کہ ہم سنیوں کے مدارس اور نصاب پر گفتگو کرنے سے قبل اپنے اصول پر عمل کرتے ہوئے پہلے اپنے دیوبندی فرقے کے مدارس و نصاب کو درست کرتے بلکہ بقول ان کے اپنے دیوبندی گھر کے گند کو صاف کرتے، پھر دوسروں پر انگلی اٹھاتے۔ لیکن دیوبندی مولوی نے ایسا ہرگز نہیں کیا کیونکہ ان کا مقصد سنیوں کے خلاف فتنہ وفساد برپا کرنا تھا۔ اگر انہوں نے یہ کام حق کے جذبے کی خاطر کیا ہوتا تو اپنے ہی اصول کے مطابق ایک کتاب دیوبندی مدارس ونصاب کے خلاف بھی لکھتے کیونکہ ابوایوب کا اپنا اصول ہے کہ:

"اگر آپ نے یہ کام حق کے جذبے کی خاطر کیا ہوتا تو آپ کو چاہیے تھا کہ ایک کتاب اپنے ان ...... علماء کے خلاف بھی لکھ

دیتے لیکن کیا کہیے کہ آپ کا اس کتاب کو لکھنے کا مقصد تو علمائے اہلِ سنّت کے خلاف اپنے دل کا بغض نکالنا تھا۔"

(سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص ۱۰۴)

تو معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی نے اپنے دیوبندی مدارس و نصاب کے گند کو صاف کرنے کے بجائے ہم سنیوں کے خلاف جو کچھ بھی لکھا وہ ان کا اہلِ سنّت حنفی بریلوی مسلک کے خلاف بغض و عناد ہے۔ ویسے بھی دیوبندی حضرات دوسروں پر تنقید تو کرتے ہیں لیکن اپنے عیوب ان کو نظر نہیں آتے، یہ دیوبندیوں کی عادت ہے اسی لیے تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ:

"آج ہمارا حال یہ ہے کہ جب اصلاح کے لیے کوئی جماعت، کوئی تنظیم یا ادارہ قائم ہوتا ہے تو اس ادارے کے چلانے والوں اور اس تنظیم کو قائم کرنے والوں میں سے ہر شخص کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ میں عوام کی اصلاح کروں۔ لیکن میں اپنی اصلاح کروں اور اپنے عیوب کو دور کروں۔ یہ خیال شاذ و نادر ہی کسی اللہ کے بندے کے دل میں آتا ہوگا۔" (اصلاحی خطبات، جلد ۷ ص ۵۴)

بلکہ یہی تقی عثمانی صاحب اپنی دیوبندی قوم سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ:

"آج ہمارا معاملہ الٹا ہو گیا ہے۔ آج اگر ہم دین کی کوئی بات کرتے ہیں تو اس میں عموماً اصلاح والی باتیں مفقود ہوتی ہیں۔ بلکہ عموماً ان باتوں میں یا تو فرقہ واریت کے اندر مبتلا ہو جاتے ہیں۔" (اصلاحی خطبات، جلد ۷ ص ۶۴)

پھر انہی دیوبندی علماء نے اپنے ہی دیوبندیوں کے بارے میں یہ اقرار کیا ہے کہ دیوبندی علماء

"اپنے مخصوص حلقے (دیوبندی فرقے) کے باہر کے لوگوں کو دین کی خدمت کرتے دیکھ کر ان (دیوبندیوں) کے دل میں خوشی کی بجائے معاصرانہ رقابت کا جذبہ ابھر آتا ہے اور پھر یہ جذبہ مدت العمر کام کرتا رہتا ہے۔ یہ جذبہ اس میں مانع ہوتا ہے کہ دوسروں کی اچھی سے اچھی اور وسیع سے وسیع خدمات کا اعتراف کیا جائے لیکن دوسری طرف انہیں (دیوبندیوں کو) یہ جذبہ مجبور کرتا ہے کہ نہایت باریکی سے لوگوں کی غلطیاں پکڑیں اور ان غلطیوں کو پھیلا پھیلا کر ان کے قیمتی کارناموں کو بے وقعت بنا دیں۔"

(اختلاف کا علمی جائزہ: ص ۱۲)

لہٰذا دیوبندی حضرات اپنی عادت سے مجبور ہے۔ لیکن ان شاء اللہ ایسی باتوں سے وہ کبھی بھی اہلِ سنّت کی شان و شوکت کو گھٹا نہیں سکتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر دیوبندی مولوی کے پیش کردہ حوالوں کو معتبر بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی دیوبندیوں کے اصول سے یہ باتیں قابل اعتراض نہیں ہیں کیونکہ

"نہ ہم معصوم اور نہ ہی اپنے لوگوں کو معصوم سمجھتے ہیں...... بہرحال ہمارے بڑوں کی اصلاحانہ باتیں اور تربیتانہ ہیں۔"

(فضل خداوندی: ص ۵۴: دیوبندی)

لہٰذا بالفرض حوالے معتبر بھی مان لیں تو دیوبندی اصول سے ایسی باتوں پر ہرگز کوئی

تنقید نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ اصلاحانہ اور تربیتانہ باتیں ہیں۔لیکن معاصرانہ رقابت کے جذبہ کے تحت دیوبندی مولوی نے ان کو دست وگریباں کا نام دیا۔

لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر بالفرض ہم سنیوں کے کسی مدرسے یا دینی نصاب میں کوئی علمی خامی و غلطی بھی ہوتو دیوبندی اصول کے مطابق قابل تنقید نہیں کیونکہ یہ حضرات معصوم عن الخطاء نہیں ہیں، چنانچہ دیوبندی مولوی عمیر قاسمی نے مرتب دست وگریباں کے منہ پر طمانچہ رسید کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ:

''دنیا میں صرف انبیاء کرام علیہم السلام معصوم عن الخطاء والذنوب ہیں اس کے بعد جتنے بھی لوگ ہیں وہ سارے کے سارے مرکب من الخطاء والنسیان ہیں چاہے کوئی ولی ہو، چاہے کوئی قطب، چاہے عالم و فاضل ......غرضیکہ ہر ایک سے غلطیاں خامیاں ہوتی ہیں ......دنیا کے جو عظیم انسان ہیں ان سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں لہٰذا ان غلطیوں کو مدار بنا کر نشانہ بنا کر اس کو مخالفت قرار دینا، اس کو اچھالنا اور بدنام کرنے کی کوشش کرنا یہ مصباحی صاحب ...... (بقول دیوبندی) سنیوں......کا کام ہوسکتا ہے......ملخصاً

(فضل خداوندی: حصہ دوم ص ۲۰۸، ۲۰۹)

تو جناب جب دیوبندی اصول کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی معصوم عن الخطاء والذنوب نہیں تو پھر بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ ہمارے سنی حنفی بریلوی علماء سے نصاب و مدارس میں کچھ علمی غلطیاں وخامیاں رونما بھی ہوئی ہیں تو ان

کی ایسی باتوں پر تنقید کرنا خود دیوبندیوں کے اپنے ہی اصول سے فضول ٹھہرا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ تم دیوبندیوں کے اصول ''فضل خداوندی'' کے مطابق الزاماً عرض ہے کہ:

''عقل کے دشمنو! بالفرض یہ مان بھی لیں......تو اس سے تمہارا......
(اہل حق) ہونا کیسے ثابت ہو گیا؟۔'' (فضل خداوندی صفحہ ۲۳)

جناب والا تمہارے دیوبندی مدارس کس طرح پاک وصاف ہو نگے؟ جناب والا تمہارا دیوبندی نصاب کس طرح درست ہو گیا؟ تمہارے دیوبندی طالب علم کس طرح فرشتہ صفت بن گئے یا تمہارے دیوبندی علماء و مدرسین کس طرح شرافت و پرہیز گاری کے پیکر بن گئے؟

ہاں! اس بات کا تذکرہ بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ نا صرف مدارس بلکہ ہمارے اسکولوں کے نصاب میں بھی کمی بیشی کی ضرورت ہے، کیونکہ تعلیم جدید اپنے ساتھ الحاد کی سوغات بھی لیکر آتی ہے اور اس پر بند باندھنے کا آسان راستہ یہی ہے کہ خالص عصری علوم کے ساتھ دینی علوم کو بھی شامل کیا جائے، ایسے ہی علماء کرام کو بھی مروجہ دنیاوی علوم سے بہرہ مند ہونا چاہیے تا کہ وہ الحاد کا مقابلہ کر سکیں، خیر جناب آیئے ذرا اپنے اصول کے مطابق ذرا اپنے دیوبندی فرقے کے مدارس، دیوبندی نصاب، دیوبندی علماء وطلباء کی اصلیت ملاحظہ فرما لیجیے۔

دیوبندی مدارس و نصاب دیوبندی دست و گریباں کی زد میں

ہم بتا چکے کہ خود معترض نے یہ اصول لکھا ہے کہ دوسروں پر تنقید سے پہلے اپنے گھر کو صاف کرنا چاہیے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے تو جناب معترض اینڈ کمپنی اب ذرا اپنے اسی اصول کے مطابق اپنے دیوبندی مدارس اور دیوبندی نصاب کی خبر لیں، لیجیئے ذرا اپنے دیوبندی مدارس، دیوبندی نصاب، دیوبندی طلباء اور دیوبندی علماء و اساتذہ کی حالت بھی دیکھیے، اور یہ سب کچھ بھی ہم سنیوں کے بزرگوں نے نہیں بلکہ خود دیوبندیوں کی کتابوں سے پیش کیا جا رہا ہے تا کہ دیوبندی اپنے اصول کے مطابق انکار بھی نہ کر سکیں۔ لیکن آگے چلنے سے قبل یہ ملاحظہ فرمالیں کہ ہم مسلمانوں کے مدارس تو مسلمانوں کے تعاون سے چلتے ہیں لیکن دیوبندیوں کے مدارس کفار کی امداد اور چندوں سے چلتے ہیں، یہ ہم نہیں کہہ رہے بلکہ خود دیوبندیوں نے لکھا ہے ملاحظہ کیجیے۔

ہندوؤں کے چندوں سے دیوبندی مدرسے بنتے ہیں

آج دیوبندی حضرات جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے مدرسے بہت زیادہ ہو گئے ہیں ، ہمارا دار العلوم دیوبند بہت بڑا مدرسہ بن گیا ہے، لیکن کاش کے کوئی ان دیوبندیوں سے پوچھے کہ جناب آپ کے مدرسوں کو فنڈنگ کہاں سے کی جاتی ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ اس بات کو بھی انہی کے قلم سے لکھوا کر انہیں بے نقاب کر دیا۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے علامہ سید محبوب رضوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''دار العلوم سے تعاون اور چندے کے سلسلے میں شروع ہی سے
یہ عمل رہا کہ اس میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کے چندے کو
قبول کیا جاتا رہا، دار العلوم کے آئینِ چندے کی پہلی دفعہ یہ ہے۔
''چندے کی کوئی مقدار مقرر نہیں اور نہ خصوصیتِ مذہب و ملت''
چنانچہ دار العلوم کی رودادوں میں جا بجا اہلِ ہنود اور دوسرے غیر
مسلم چندہ دہندگان کے نام درج ہیں اور یہ سلسلہ شروع سے لے
کر اب تک جاری ہے۔''

(تاریخ دار العلوم دیوبند صفحہ ۱۹۴۔ سید محبوب رضوی دیوبندی)

اسی طرح علماء دیوبند کے رئیس القلم سید مناظر حسین گیلانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''عہد قاسمی کی ان ہی قدیم رودادوں میں ''دستور العمل چندہ'' و
''ذکر آئین چندہ'' کا عنوان قائم کر کے پہلی دفعہ اسی دستور اور
آئین کی بایں الفاظ اس زمانہ کی ہر روداد میں بھی ملتی ہے یعنی''
چندے کی کوئی مقدار مقرر نہیں، اور نہ خصوصیت مذہب و ملت''
اسی کے ساتھ ان ہی رودادوں میں چندہ دینے والوں کی فہرست
میں دیکھ لیجئے اسلامی ناموں پہلو بہ پہلو، منشی تلسی رام، رام سہائے
، منشی ہر دواری لال، لالہ بیجناتھ، پنڈت سر رام، منشی موتی لال،
رام لال، سیوارام، سوار وغیرہ اسماء ملتے چلے جاتے ہیں۔''

(سوانح قاسمی جلد دوم ۳۱۷ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

تو جناب علماء دیوبند! اب عوام الناس کو یہ بتائیں کہ کافروں کی حمایت سے جو

مدرسے چلتے ہیں ان کے مقاصد کیا ہوں گے؟ آخر کفار کو دیوبندیوں کی امداد و تعاون کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کہیں یہ کفار کی نمک حلالی میں مسلمانوں میں فتنہ و فساد برپا کرنے کے لیے ان کو چندے تو نہیں دیئے گئے؟ اور پھر دیکھئے کہ دیوبندی مولوی بڑے فخر سے کہتا ہے کہ "یہ سلسلہ اب تک جاری ہے"۔ (انگریز کی غلامی میں دیوبندی علماء و اکابرین نے جو پیسے لیکر اپنی تنظیم چلائیں اور ان کی نمک حلالی کی، اس کی تفصیل دوسری جلد میں ملاحظہ کریں)

دیوبندیوں کے بانجھ مدرسے، زبوں حالی کا شکار

دیوبندی مولوی نے عوام الناس کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ دیوبندی فرقے کے مدرسوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ علماء دیوبند کے مطابق یہ کوئی کمال نہیں بلکہ ایک دوسرے کی قوت ہی نہیں، مدارس کو ہی ختم کرنے کی کوشش ہے، چنانچہ علماء دیوبند کے مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

> "ایک کی جگہ دو مدرسہ اس واسطے نہیں ہوتے کہ مسلمانوں کی علمی قوت دو چند ہو جائے اس مدرسے کو اس سے قوت پہنچے اور اس کو اس سے بلکہ اس واسطے ہوتے ہیں کہ ایک قوت دو جگہ بٹ جائے ۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو قوت رہتی ہے نہ اس کو...... ہر مدرسہ والا یہ چاہتا ہے کہ دوسرا مدرسہ نہ رہے چاہیے یہ مدرسہ بھی رہے یا نہ رہے" خطبات حکیم الامت (تحفۃ المدارس ۱/ ۷۸)

تو جناب یہ ہے تمہارے دیوبندی مدرسوں کی حالت اور ان کے مقاصد! پھر دیوبندی ابوایوب کا کثرت مدارس کا تاثر بھی ان کی نری جہالت اور لاعلمی ہے جناب

آپ کے مدارس تو آپ کے اپنے دیوبندیوں کے مطابق زبوں حالی کا شکار ہیں، بانجھ ہو چکے ہیں۔

۞ ... دیوبندیوں کے مفتی اعظم محمد رفیع عثمانی فرماتے ہیں کہ:

> ''میں نے اپنے والد محترم [مفتی محمد شفیع] سے بار بار سنا کہ ہمارے دینی مدارس گزشتہ تیس سال سے عقیم (بانجھ) ہو گئے ہیں یعنی یہاں سے کوئی مولوی پیدا نہیں ہوتا۔ والد صاحب کو فوت ہوئے اب اٹھائیس سال ہو چکے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب سے تقریباً اٹھاون سال سے ہمارے دینی مدارس اس زبوں حالی کا شکار ہیں۔ فرمایا کہ مولانا تو بہت پیدا ہوتے ہیں، مولوی پیدا نہیں ہوتے۔ مولوی کس کو کہتے ہیں؟ لفظ ''مولوی'' کی نسبت ''مولا'' کی طرف ہے یعنی اس کے معنی ہیں مولا والا یعنی اللہ والا یعنی ولی اللہ۔''

(اصلاحی تقریریں جلد ہفتم صفحہ ۱۶۰۔ بیت العلوم انارکلی لاہور)

بانجھ کا مطلب اردو لغت میں یہ ہے کہ ''وہ عورت جو اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو، بے ثمر درخت۔ (جہانگیر اردو لغت ص ۱۵۸) تو دیوبندیوں کے مدارس بانجھ ہو گئے، علماء پیدا نہیں کر سکتے۔ اور دوسرا مطلب لیں تو یہ بھی صحیح ہے کیونکہ دیوبندی مدارس میں آج دہشت گرد تو پیدا ہو رہے ہیں لیکن مولوی پیدا نہیں ہو رہے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہو پھینکتے ‌ ‌ ‌ دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

❁ . . . دیوبندیوں کے مولوی سید محمد یوسف بنوری کہتے ہیں کہ

"دینی درس گاہوں اور اداروں کی اول تو کوئی معتد بہ تعداد ہی نہیں اور جو ہیں وہ بھی کسمپرسی کے عالم میں ہیں اور جو کچھ کام کر رہے ہیں ان کا بھی حلقہ اعانت و ہمدردی روز بروز سمٹ رہا ہے۔ اسی لیے ان اداروں کے اثرات مدہم سے مدہم تر ہوتے جا رہے ہیں ، ان اداروں سے اب ایسی شخصیتیں نہیں ابھر رہیں جو الحاد زندقہ اور ضلالت جدیدہ کے علی الرغم علم اسلام کو ہمت و جرات سے بلند کر سکیں اور دعوت الی اللہ کے تقاضے کو پورا کر سکیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ دینی درس گاہوں اور اداروں میں بھی فکر آخرت سے زیادہ جاہ و مال کی طلب غالب ہونے لگی ہے اور روحانی قدروں پر مادیت غالب آتی جا رہی ہے۔"

(دور حاضر کے فتنے اور ان کا علاج صفحہ ۲۷۔ مکتبہ بینات۔ کراچی)

❁ . . . ایک دیوبندی مولوی اپنے دیوبندی مدارس و تعلیم کے بارے میں کہتے ہیں کہ

"افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے دینی مدارس میں تعلیمی مقاصد پر کوئی توجہ اور کوئی دھیان نہیں دیا جا رہا۔"

(دینی مدارس کا نظام تعلیم : ص ۱۳)

❁ . . . یہی دیوبندی مولوی اپنے دیوبندی مذہبی اداروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ

"اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ہمارے مذہبی اداروں میں تعلیمی تنزلی کا ایک سبب اساتذہ کے لیے تربیتی کورسز کا فقدان ہے۔" (دینی مدارس کا نظام تعلیم : ص ۱۱)

❁... اسی طرح مزید کہتے ہیں کہ:

''یہ حالات اور ہمارے مدارس سے تیار ہونے والی علماء کی کھیپ اور ان کا معیارِ علمی اور معیارِ تعلیم دینی مدارس کے زعماء کے لیے بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے جس کی بناء پر مذہب کی دنیا میں بھانت بھانت کی بولیاں سنائی دے رہی ہیں اور ہمیں شاید ابھی تک اس مسئلے کی نزاکت اور اہمیت کا احساس نہیں ہے۔''

(دینی مدارس کا نظام تعلیم: ص ۱۱)

❁... اسی طرح دیوبندی مولوی اپنے نظامِ تعلیم کے بارے میں مزید کہتے ہیں کہ:

''بیسویں صدی میں انگریز نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت مسلمانوں کے نظامِ تعلیم کو دو مختلف طبقوں میں تقسیم کر دیا تھا اور ہماری بدقسمتی کہ وہ طبقاتی تقسیم تاحال جوں کی توں موجود ہے اور اپنی کامیابی کے گل کھلا رہی ہے۔ ہمارا معاشرہ مسٹر اور ملا دو مختلف طبقوں میں بٹ کر رہ گیا ہے۔'' (دینی مدارس کا نظام تعلیم: ص ۱۴)

❁... آپ کے دیوبندی مولوی اہل مدارس کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

''اہل مدارس کی نظر اسباب پر ٹکی ہوتی ہے۔ مسبب پر یعنی اللہ پر نہیں جاتی۔ بس ہر وقت اس دوڑ میں لگے ہوتے ہیں کہ کسی طرح پیسہ ہاتھ آجائے (الا ماشاء اللہ) کیوں؟ اس لیے کہ پیسے کے بغیر کام نہیں چلے گا۔'' (تحفۃ المدارس ۱/ ۸۲) ''جو لوگ دینی کام کرتے ہیں وہ خالص دینی کاموں میں بھی مسبب یعنی اللہ تعالیٰ کے بجائے اسباب پر نظر رکھتے ہیں کس قدر افسوس کا مقام ہے۔''

(تحفۃ المدارس ۱/ ۸۱)

تو جناب ابوایوب دیوبندی اینڈ کمپنی! یہ ہے آپ کے دیوبندی مدارس اور علماء و مدرسین کا حال، کاش کے آپ ہم سنیوں پر تنقید کرنے سے قبل اپنے ہی اصول پر عمل کرتے ہوئے اپنے گریبان میں جھانک لیتے تو آج آپ ذلیل ورسواء نہ ہوتے۔

دیوبندی گدھا گاڑی اور تعلیم وتدریس کا فرسودہ نظام

دیوبندی علماء نے خود یہ اقرار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''ذرا وقت کی پکار تو سنو، وہ کس بات پر شکایت گو ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تمہاری (یعنی دیوبندی مدارس ونصاب کی) مثال ایسی ہی ہے کہ تم چاند پر تو جانا چاہتے ہو مگر اسی اپنی ایجاد کی ہوئی گدھا گاڑی پر بیٹھ کر۔'' (دینی مدارس کا نظام تعلیم: ص۱۵۹)

تو جناب علماء دیوبند آپ اپنی اس گدھا گاڑی پر بیٹھ کر جو ترقی کے منازل طے کر رہے ہیں وہ اہل علم سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں بلکہ آپ کے اپنے دیوبندی مولوی کہتے ہیں کہ:

(دیوبندی مدارس کی) ''تعلیم وتدریس کا یہ طریقہ اتنا فرسودہ ہو چکا ہے کہ اس سے نہ تو طالب علم میں کوئی علمی مہارت پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی استاد کی علمی اور فکری صلاحیتوں میں کوئی اضافہ ہوتا ہے۔'' (دینی مدارس کا نظام تعلیم: ص ۱۳)

دیوبندی نصاب پڑھنے والوں کی بدترین حالت

جناب ابوایوب دیوبندی آپ کے اپنے دیوبندی اقرار کرتے ہیں کہ:

''ہم (دیوبندی) صدیوں پرانا نصاب پڑھانے کی وجہ سے ایسے رجال کار پیدا کرنے سے قاصر ہیں جو معاشرے میں اسلام کا صحیح تصور اجاگر کر سکیں۔'' (دینی مدارس کا نظام تعلیم: ص۱۰۷)

یہی دیوبندی اپنے تعلیمی نظام کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

''افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ہمارا موجودہ تعلیمی نظام افراط وتفریط کا شکار ہے، وہ کہیں روایت پرستی کا شکار ہے تو کہیں قلت رسوخ اور سطحیت کا......صحیح عقائد رکھنے والے بھی بے سروپا روایات، خرافات اور کشف و کرامات کی حکایات اور قدماء کے خیالات خاص مدرسی زبان میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اسلام کو کیتھولک (Catholic) اور پروٹیسٹنٹ (Protestant) دو حلقوں میں بانٹ دیتے ہیں یہ سب نتائج ہمارے سامنے ہیں اور افسوس ناک شکل اختیار کرتے جا رہے ہیں۔'' (دینی مدارس کا نظام تعلیم: ص۱۸)

جناب دیوبندی مولوی صاحب آپ کو چاہیے تھا کہ اپنے اصول کے مطابق اپنے گھر کے اس کیتھولک اور پرٹیسٹنٹ حلقوں کے گند کو صاف کرتے لیکن اہلِ سنّت کی مخالفت آپ دیوبندیوں کو کچھ کرنے نہیں دیتی۔ خیر جناب مزید آپ اپنے دیوبندی نظام تعلیم اور دیوبندی اساتذہ پر نظر کریں کیونکہ ان کی حالت خود آپ کے دیوبندی مولوی بیان کرتے ہیں کہ:

''مغرب کی فکری ونظریاتی یلغار اور متجددین کے گمراہ کن عقائد و نظریات کے ابطال کے لیے ہمیں سب سے پہلے اپنے نظام تعلیم پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔ مقاصدِ تعلیم کو از سرِ نو متعین کرنا ہوگا، اپنے نصاب کا جائزہ لینا ہوگا اور طریقہ تدریس کی بہتری کے لیے اساتذہ کے لیے تربیتی کورس کا اہتمام کرنا ہوگا۔''

(دینی مدارس کا نظام تعلیم: ص۱۱)

''حقیقت یہ ہے کہ ڈیڑھ سو سال کے اندر دنیا کہاں پہنچ گئی مگر ہم [دیوبندی] اب تک سوچ رہے ہیں کہ مقاصدِ نصاب میں تبدیلی ہونی چاہیے یا نہیں۔ہم اب تک انہی مسائل میں نبرد آزما ہیں کہ الیکٹرانک میڈیا کا استعمال جائز ہے یا نہیں، مغرب چاند پر پہنچ گیا اور ہم زمینی سپارے پر بیٹھے جھگڑ رہے ہیں کہ وہاں نماز کیسے پڑھی جائے......الخ (دینی مدارس کا نظام تعلیم: ص ۱۵۷)

۞... تقی عثمانی دیوبندی کہتے ہیں:

''شاید یہ کہنے میں مبالغہ نہ ہو کہ ہمارا [علمی] کام اس سلسلے میں اتنا ادھورا اور ناقص ہے اور آج اگر بالفرض یہ کہہ دیا جائے کہ ساری حکومت تمہارے حوالے، تم حکومت چلاؤ......تو ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ ایک دو روز میں نہیں، ایک دو ہفتوں میں نہیں، ایک دو مہینوں میں یا ایک سال میں صورت حال بدل دیں۔ ہمیں مسائل کا علم اور ان کی تحقیق نہیں، اور جب تک مسائل کی تحقیق نہ ہو اس وقت تک ان کو نافذ کیسے کیا جائے گا۔اس لیے ضروری ہے کہ اہل علم اس طرف متوجہ ہوں، یہ ان کی ذمہ داری اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔'' (اصلاحی خطبات، جلد ۷ ص ۳۱۴)

۞... ایک دیوبندی کہتے ہیں کہ:

''عرصے دراز سے دینی حلقوں میں نصاب تعلیم زیر بحث ہے اور شدت سے یہ احساس ہو رہا ہے کہ موجودہ مدارس دینیہ کا مروجہ

نصاب قابل ترمیم ہے اور مسائل حاضرہ کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے یہ نصاب کافی نہیں، امت کے مصالح اور وقت کے تقاضے اس سے پورے نہیں ہو سکتے، بلکہ بہت ابنائے عصر اور جدیدی تعلیم یافتہ قدیم نصاب کی افادیت ہی سے منکر ہیں۔"

(دینی مدارس کی ضرورت اور جدیدی تقاضوں کے مطابق نصاب و نظام تعلیم: ص ۹۳)

دیوبندی خوش فہمی کھٹی دھی کو میٹھا بتلاتے ھیں

جناب یہ حالت ہے علماء دیوبند کے مدارس اور تعلیم کی لیکن اس کے باوجود مولوی ابوایوب جیسے دیوبندی خوش فہمی کا شکار ہیں کہ ہم بہت تیر مار رہے ہیں، حالانکہ خود دیوبندی مولوی نے دیوبندیوں کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"مدارس کے ذمے داروں کو اپنے نظام اور نصاب پر جس قدر غور کرنا چاہیے آج اس کا اتنا ہی فقدان نظر آرہا ہے اور ہر کھٹا دہی بیچنے والا اپنے دہی کو مسلسل میٹھا بتلائے جارہا ہے، یہ محض خوش فہمی اور مغالطہ نفس ہے جس کی قلعی واقعات کی کسوٹی پر کھلتی جارہی ہے۔"

(دینی مدارس کا نظام تعلیم: ص ۱۸)

تو معلوم ہوا کہ دیوبندی حضرات اپنے کھٹے دہی (یعنی مدارس و نصاب کے گھٹیا نظام) کو مسلسل میٹھا بتلا کر محض خوش فہمی اور مغالطہ نفس کا شکار ہیں۔ دیوبندیوں کو چاہیے کہ اپنی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے بجائے اس خوش فہمی سے باہر نکلیں۔ بہرحال دیوبندی حضرات کے مدارس و نصاب اس قابل نہیں کہ دیوبندی

حضرات اس پر فخر کر کے دوسروں پر انگلی اٹھا سکیں لہٰذا ان کو اپنی اوقات میں رہنا چاہیے۔

دیوبندی احتشام الحسن صاحب کہتے ہیں کہ:

''ہم انتہائی ذلت و خواری، افلاس و ناداری میں مبتلا نظر آتے ہیں، نہ زور قوت ہے، نہ زور دولت ہے، نہ شان و شوکت ہے، نہ باہمی اخوت و الفت، نہ عادت اچھی، نہ اخلاق اچھے، نہ اعمال اچھے، نہ کردار اچھے، ہر برائی ہم میں موجود اور ہر بھلائی سے کوسوں دور، اغیار ہماری اس زبوں حالی پر خوش ہیں اور بر ملا ہماری کمزوری کو اچھالا جاتا ہے اور ہمارا مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔''

(مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج: ص ۳)

''ہماری اس پستی اور انحطاط کے مختلف اسباب بیان کیے جاتے ہیں اور ان کے ازالہ کی متعدد تدابیر اختیار کی گئیں لیکن ہر تدبیر ناموافق و ناکام ثابت ہوئی جس کے باعث ہمارے رہبر بھی یاس و ہراس میں گھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔''

(مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج: ص ۴)

''ہم انتہائی ذلت و خواری میں مبتلا ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ وہ کمال ایمان سے متصف تھے اور ہم اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں۔

(مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج: ص ۴)

تو اب ذرا خط کشیدہ الفاظ و عبارات کو دیکھیں، آپ کے اپنے دیوبندی علماء نے

اپنی اور اپنی قوم کی ذلت و رسوائی حتی کہ دین اسلام سے دوری تک کا اقرار کیا ہے۔
دیوبندی فرقہ کے ایک عالم مولوی مبشر احمد فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور نے لکھا ہے کہ:

''ہمارے عمل تو کافروں جیسے پوچھو تو مسلمان۔ نماز پڑھتا نہیں پوچھو تو مسلمان۔ روزہ کا نام نہیں ہے مسلمان زکوۃ کو تو جانتا ہی نہیں ہے مسلمان حج و قربانی ضیاع مال وقت سمجھتا ہے مگر مسلمان کا مسلمان بھی ہے ڈاکہ، چوری، دھوکہ دہی فریب کاری، حرام کاری، بدکاری، سود خوری، چور بازاری، ملاوٹ، قتل و غارت کون سی بد عملی ہے جو مسلمانوں میں نہیں پائی جارہی۔''

(مبشر الواعظین ص ۸۲، ادارہ کریمہ تعلیم القرآن اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور۔ بحوالہ کلمہ حق ص 81 شمارہ 9 ستمبر، اکتوبر 2011)

یہی مولوی مبشر دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''ہمارا یہ حال ہے کہ ہماری تہذیب و تمدن و معاشرت فرنگیوں جیسی ہے ہماری وضع قطع خوشی غمی چال ڈھال بود و باش خورد و نوش سب انگریزوں جیسا ہے۔''

(مبشر الواعظین ص ۸۱ بحوالہ کلمہ حق ص 81 شمارہ 9)

دیوبندیوں کے مفتی تقی عثمانی ''اصلاحی خطبات'' جلد ۷ میں کہتے ہیں کہ:

''تو جن لوگوں کے دلوں میں ایمان کی ذرہ برابر بھی رمق ہے۔ وہ لوگ غور کرنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ ان مصائب و آلام کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم دین کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ نبی کریم سرور دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اللہ کی بندگی کرنی چھوڑ دی ہے۔ آپ کی سنتوں کی اتباع کرنا چھوڑ دیا ہے اور بد اعمالیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں یہ آفتیں ہمارے اوپر آ رہی ہیں۔" (اصلاحی خطبات، جلد ۷ ص ۵۱)

یہ حوالے الزاماً ان سب دیوبندی علماء کے لیے بھی ہیں جو مختلف شکلوں میں ہم سنیوں پر خواہ مخواہ تنقید کرتے ہیں۔ اب ان کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے اور اپنے گرو جی! کے اصول کے مطابق گھر کے اس گند کو صاف کرنا چاہیے۔

دیوبندی علماء و مدرسین کی علمی قابلیت

❁... دیوبندیوں کے بزرگ قاضی شمس الدین صاحب اپنے دیوبندی علماء و مدرسین کی علمی حیثیت کا پول اس طرح کھولتے ہیں کہ:

"دیوبندی علماء بلکہ علماء مدرسین کی یہ حالت ہے کہ یُستَحَبُ الصَّلٰوۃ کی جگہ یَستَحِبُ الصلوٰۃ اور یُکرَہُ الصَّلوٰۃ کی جگہ یَکرَہُ الصَّلوٰۃ پڑھاتے ہیں۔" (الشہاب المبین صفحہ ۱۴)

❁... دیوبندی مولوی خود اپنے علماء کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

"علماء کو سند دے دی جاتی ہے اور وہ قرآن مجید کو قواعد و تجوید سے نہیں پڑھ سکتے۔" (تحفۃ المدارس ۱/ ۷۵)

❁... یہی دیوبندی مولوی صاحب کہتے ہیں کہ:

"بعض [دیوبندی] فارغین کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ قرآن کے اعراب بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے حالانکہ اس پر اعراب لگے ہوئے

ہوتے ہیں وہ ان کو دیکھ کر بھی غلطی کرتے ہیں اور کتابوں کے اعراب تو وہ کیا خاک صحیح پڑھیں گے۔" (تحفۃ المدارس ۱/۷۹)

❁ ... دیوبندی مولوی خود اپنے علماء کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

"ایک ادارہ میں حاضری ہوئی......کھانے پینے اور نماز کی سنتیں یاد نہیں۔"

(تحفۃ المدارس ۱/۷۵)

❁ ... دیوبندی مولوی خود اپنے علماء کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہیں "مسجد میں آنے کی سنتیں یاد نہیں۔" (تحفۃ المدارس ۱/۷۵)

❁ ... دیوبندی تقی عثمانی اپنے دیوبندی طرز تعلیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"واقعہ یہی ہے کہ ہمارے درس و تدریس کے نظام میں بھی معاملات، اخلاق اور معاشرے کے ابواب بہت پیچھے چلے گئے، یہاں تک کہ اس کے مبادی بھی لوگوں کو معلوم نہیں، اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ، اچھا علم رکھنے والے بھی بعض اوقات مبادی تک سے ناواقف ہوتے ہیں۔ یہ تو ہمارا حال ہے۔"

(اصلاحی خطبات، جلد ۷ ص ۳۰۸)

تو جناب یہ ہیں آپ کے دیوبندی مدرسوں اور دیوبندی نصاب کو پڑھے ہوئے علماء کا حال! کہ خود آپ کے دیوبندی علماء اقرار کررہے ہیں کہ یہاں کے علماء و مدرسین کو قرآن پاک بھی تجوید کے ساتھ پڑھنا نہیں آتا۔ بلکہ دیکھ کر بھی پڑھنا نہیں آتا، کھانے پینے نماز اور مسجد کی سنتیں بھی انہیں یاد نہیں ہوتیں، تو دیوبندی مولوی جی! ایسے بھیانک چہرے کو لیکر آپ کسی طرح بھی دوسروں پر انگلی نہیں اٹھا سکتے۔

❁... تقی عثمانی دیوبندی صاحب اپنی کوتاہیوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"ہم نے دینی مدارس کی تعلیم میں جتنی اہمیت عبادات کے ابواب کو دی معاملات اور اخلاق والے حصے کو اتنی اہمیت نہیں دی، فقہ ہو یا حدیث، تحقیق وجستجو کا سارا زور آ کر کتاب الحج پر ختم ہو جاتا ہے، بہت چلا تو نکاح اور طلاق تک چل گیا، اس سے آگے بیوع معاملات اور ان کے متعلقہ مباحث کا ترجمہ بھی نہیں ہوتا۔......
معاملات واخلاق کے متعلق جو حصے ہیں، ان سے متعلق مباحث کو کما حقہ بیان نہیں کیا جاتا۔"

(اصلاحی خطبات، جلد ۷ ص ۳۰۷، ۳۰۸)

❁... تقی عثمانی دیوبندی کہتے ہیں کہ:

"ہمارے [دیوبندی] نظام تعلیم میں معاملات کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے علماء کرام میں بھی ایک بڑی تعداد ایسے حضرات کی ہے، جن کو نماز، روزہ، نکاح اور طلاق کے مسائل تو یاد ہیں، لیکن معاملات کے مسائل مستحضر نہیں ہوتے۔ خاص طور پر جو نئے سے نئے معاملات پیدا ہو رہے ہیں، ان کے احکام کے استنباط کا سلیقہ نہیں ہے۔" (اصلاحی خطبات، جلد ۷ ص ۳۱۰)

تو جناب ابو ایوب دیوبندی صاحب! یہ ہے آپ کا دیوبندی کامل اور بہترین نصاب! اب آگے بھی سنو کہ تمہارے دیوبندی مدرسوں کے اندر اب کیا کچھ ہو رہا ہے دیوبندیوں کے مفتی اعظم محمد رفیع عثمانی فرماتے ہیں کہ:

"ہم نے ان [دیوبندی] بزرگوں کے طور طریقوں کو بھلا دیا۔

ہمارے مدرسوں کے اندر وہ طریقے نہیں رہے۔ نظم وضبط، تقوی و اخلاص، تواضع وانکساری، صفائی وستھرائی، تعلیم اور عبادت میں محنت وہ جوہر ہیں جو ہمارے بزرگان دیوبند کی نمایاں صفات تھیں، لیکن آج ہم ان صفات سے محروم ہوتے جارہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج وہ نتائج حاصل نہیں ہورہے جو دارالعلوم دیوبند سے حاصل ہوئے تھے۔"

(اصلاحی تقریریں جلد ہفتم صفحہ ۶۰۔ لاہور)

❁... دیوبندی مفتی سعید خان کہتے ہیں:

"یہ بدعتیں پچھلے دور میں ان کے ہاں ہوا کرتی تھیں، جنہیں اھل السنۃ والجماعۃ دیوبندی علماء کرام کثر اللہ سوادھم، بدعتی کہتے تھے اور اب ہمارے اپنے علماء ومشائخ کے انتقال کے بعد، یہی حرام کام اور بدعتیں خود دیوبندی مدارس اور خانقاہوں میں ہورہی ہیں، یہ ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا ان بدعات کے ارتکاب اور وقف میں خیانت پر کوئی سزا نہیں ملے گی؟ دیوبندی مدارس کے زوال اور خانقاہوں کے اجڑ جانے کی ایک وجہ اس بدعت کا ارتکاب بھی ہے۔" (دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے صفحہ ۱۶)

تو جناب علماء دیوبند! آپ اپنے اصول کے مطابق پہلے اپنے گھر کی خبر رکھیں، اور دوسروں پر انگلی اٹھانے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں۔ اب آیئے ہم آپ کو آپ کے مدرسوں، مدرسین، علماء اور طلبہ کی چند حرکتیں بھی بتاتے ہیں۔

دیوبندی مدارس میں علماء کی گندی حرکتیں

دیوبندیوں کے امام قاسم نانوتوی اپنے دیوبندی بچوں کے کمر بند (ناڑا) کھول دیتے۔خود اشرفعلی تھانوی صاحب ہی لکھتے ہیں کہ:

''مولانا بچوں سے ہنستے بولتے اور جلال الدین صاحبزادہ محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے،کبھی ٹوپی اتارتے،کبھی کمر بند کھولتے۔''

(ارواح ثلثہ ص ۲۸۵،اشرف التنبیہ ص ۴۰)

امید ہے کہ آج بھی دیوبندی حضرات اپنے مدارس کے بچوں کے کمر بند کھول کر اپنے اکابر کی اس سنت پر عمل کرتے ہوں گے،ویسے دیوبندیوں کو اپنے علماء سے پوچھنا چاہیے کہ وہ دیوبندی بچوں کے کمر بند کیوں کھولتے تھے؟ کمر بند کھولنے کی یہ عادت اچھی ہے؟ یہ کون سی دینی تعلیم ہے؟ چلو بچے تو ناسمجھ تھے لیکن دیوبندی استاد صاحب آخر ایسی حرکتیں کیوں کرتے ؟ کیا ایسی باتوں سے بچوں کی اسلامی تربیت ممکن ہے؟ شاید انہی حرکتوں کی وجہ سے دیوبندی ابوایوب اپنے دیوبندی مدارس کی تربیت کو اعلیٰ و افضل سمجھتے ہیں۔

دیوبندی مدارس میں گندی فلمیں

صرف یہی نہیں بلکہ علماء دیوبند تو اپنے مدرسوں میں گندی فحش فلمیں بھی دیکھتے ہیں چنانچہ دیوبندی مولوی عتیق الرحمن گیلانی لکھتے ہیں کہ:

''مجھے مدرسے میں طلباء نے بتایا کہ ہر جمعرات کو مدرسے کے مہتمم کے صاحبزادے فحش ویڈیو لے کر آتے ہیں اور بند کمرے

میں اس کو دیکھتے ہیں۔ جمعرات کو میں موجود نہیں ہوتا تھا ایک دن جمعرات کے علاوہ بھی وہ لوگ ویڈیو دیکھ رہے تھے۔ میں ڈنڈا لے کر وہاں پہنچا اور دروزہ کھٹکھٹایا تو میرا خیال تھا کہ مولوی خلیل احمد درخواستی نکلیں گے جس کو ایک دو ضربیں لگانا مناسب ہو گا۔ مگر جب دروازہ کھولا تو مولانا رشید احمد درخواستی اور ایک دوسرے مدرس بھی اندر سے برآمد ہوئے۔ جن کی شکلوں کو دیکھ کر جرم انہوں نے کیا تھا شرم مجھے آ رہی تھی۔ ...... یہ 1987ء کی بات ہے جب عام معاشرے میں بھی ویڈیو کو انتہائی بُرا سمجھا جاتا تھا۔"

(جاندار کی تصویر کے جواز کا شرعی حکم، جوہری دھماکہ ص35،36)

تو جناب جس وقت معاشرے میں ویڈیو کو انتہائی بُرا سمجھا جاتا تھا اس وقت دیوبندی علماء و مدرسین کا یہ حال تھا کہ وہ فحش ویڈیو دیکھا کرتے تھے تو فی زمانہ دیوبندی مدارس کے مدرسین و علماء ترقی کے جو منازل طے کر چکے ہوں گے اس کا اندازہ شاید ہی کوئی لگا سکتا ہو۔

دیوبندی طالب علموں کی گندی حرکتیں

دیوبندی مولوی کے لیے عرض ہے کہ آپ دیوبندی علماء کی ایسی بہترین تربیت کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ کے مدرسوں کے طالب علم بھی شرافت کے پیکر ہیں چنانچہ دیوبندی مولوی سید مناظر احسن گیلانی اپنے دیوبندی مدرسے کے طالب علموں کی "تہذیب و اخلاق بیان" کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''بہاری کے طلبہ کی یہ ٹولی اس قسم کی حرکات بھی کیا کرتی تھی یعنی گوشت کی جھلی میں پنسل پٹاس والے پٹاخے کی گولیوں کو لپیٹ کر کتوں کے آگے ڈال دیتی جس میں پتھر کا کوئی ٹکڑا بھی محفوظ کردیا جاتا، کتے غریب گوشت کی لالچ میں پورا منہ ان پر مارتے، دانتوں کے نیچے دبنے کے ساتھ ہی یہ گولی منہ کے اندر پھٹتی اور ایک ہیبت ناک آواز آتی، غریب ایک عجیب مصیبت میں مبتلا ہو جاتا حکیم صاحب کا خیال تھا کہ اپنے متعلق کتے کو یقین ہو جاتا ہے کہ میں مر گیا اور واقعہ ہے کہ کچھ دیر کے لیے معلوم ہوتا کہ وہ مردہ ہو چکا ہے لیکن جب ہوش آتا تو پھڑ پھڑا کر بھاگ جاتا۔''

(احاطہ دارالعلوم میں بیتے ہوئے دن صفحہ ۱۶۶)

یہی نہیں بلکہ دیوبندی مناظر احسن گیلانی دیوبندی مسلک کے تعلیم یافتہ طالب علموں (کے حسن سلوک) کا ایک اور واقعہ لکھتے ہیں کہ:

''اسی طرح چاندنی راتوں میں یہی ٹولی یہ حرکت بھی کیا کرتی تھی کہ قصبہ میں ادھر ادھر گدھے جو مارے مارے پھرتے، ان کو پکڑتے اور دم اٹھا کر پسی ہوئی سیاہ مرچوں کا سفوف اس کے اندر ڈال دیا کرتے، طالب علم اس پر سوار ہو جاتے اور مرچوں کی وجہ سے گدھوں پر ایک حال طاری ہو جاتا کہ لاکھ ان کو روکتے مگر وہ بھاگتے جاتے تھے، گویا خر [گدھا] سواری کا وقت رات کے بارہ بجے کے بعد چاندنی راتوں میں مقرر تھا اور خر سواروں کا یہ

گروہ اپنی اپنی شہ سواریوں کے کمالات دکھاتا اور بھی طرح طرح کے لطائف مختلف شکلوں میں اس ٹولی کی طرف سے پیش آتے رہتے۔" (احاطہ دار العلوم میں بیتے ہوئے دن صفحہ ۱۶۶)

دیوبندی طالبعلموں کی غیر اخلاقی حرکات

اشرفعلی تھانوی صاحب اپنی کتاب میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ:

دیوبندی مکتب کے لڑکوں نے ایک حافظ جی کو نکاح کی ترغیب دی حافظ جی نے نکاح کر لیا اور رات بھر (عورت کی شرم گاہ سے) روٹی لگا کر کھائی صبح کو لڑکوں پر خفا ہوئے کہ سسرے کہتے تھے بڑا مزہ ہے ہم نے روٹی لگا لگا کر کھائی ہمیں نہ نمکین معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی لڑکوں نے کہا حافظ جی مارا کرو۔۔حافظ جی نے بے چاری کو خوب مارا۔۔تب لڑکوں نے کھل کے حقیقت بیان کی کہ مارنے سے یہ مراد ہے اب جو شب آئی تو تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی۔۔تو وہ خوشی سے بھرے ہوئے تھے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۴۷) لاحول و لاقوۃ الا باللہ

دیوبندی مدرسوں کے طلباء "کوڑا کرکٹ"

دیوبندی علماء اور ان کے مدارس کی ایسی بے حیائی و بے شرمی پر مشتمل بے شمار واقعات پیش کیے جاسکتے ہیں، طوالت کے خوف سے انہی پر اکتفاء کرتے ہیں، لیکن آخر میں یہ بتاتے چلیں کہ دیوبندی علماء یاد رکھیں کہ آپ مدارس میں اگر ہزاروں لاکھوں طالب علم بھی ہیں، اور اگر ہر سال لاکھوں کی تعداد میں بھی فارغ ہوتے ہیں

تب بھی خود آپ کے دیوبندی مولوی عبد القادر رائے پوری کے مطابق وہ سب دیوبندی کوڑا کرکٹ اور ذہن اور دماغ سے عاری ہیں چنانچہ وہ خود کہتے ہیں کہ:

''دیوبند والے حضرات خوش ہوتے ہوں گے کہ ہمارے پاس اتنے طالب علم ہر سال جمع ہوتے ہیں، یہ نہیں معلوم کہ سب کوڑا کرکٹ ہے آخر کوڑا کرکٹ ہی تو ہے جس کا دماغ اور ذہن نہ ہو۔'

(مجالس حضرت رائے پوری: ص ۱۴۴)

مذکورہ بالا عبارت میں موجود الفاظ ''سب کوڑا کرکٹ ہے'' نے تو سب دیوبندی طالب علموں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ تو جناب دیوبندی ابوایوب اینڈ کمپنی ایسے کوڑے کرکٹ پر آپ جیسے حضرات ہی فخر کر سکتے ہیں، کوڑا کرکٹ جتنا جمع ہوتا ہے اتنا ہی گند پھیلتا ہے اتنی ہی بدبو و غلاظت پیدا ہوتی ہے۔ شاید اسی لیے آپ کے دیوبندیوں کے بارے میں یہ نعرہ لگایا جاتا ہے۔

گلی کا کوڑا گٹر کا گند دیوبند دیوبند

طوالت کے خوف سے ہم انہی الزامی حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں، اگر پھر علماء دیوبند نے خدمت کا موقع دیا تو باقاعدہ اس موضوع پر الگ سے دیوبندی مدارس، علماء اور طلبہ کا بھیانک چہرہ بے نقاب کریں گے۔

''مقصد تالیف'' پر ایک نظر

جناب ابوایوب دیوبندی مقصد تالیف کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں کہ: ''برادران اہل سنت! میرا اصل موضوع تحریر بریلویت کے متعلق تقریباً ویسا ہی ہے جیسا کہ حجۃ اللہ فی الارض امام لمناظرین فاتح غیر مقلدیت۔ حضرت علامہ مولانا محمد امین صفدر

اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ نے غیر مقلدیت کے متعلق ''غیر مقلدین کی خانہ جنگی'' نامی مضمون لکھا تھا جو کہ تجلیات صفدر میں موجود ہے۔'' (دست وگریباں ج ا ص ۲۰)

دیوبندی مولوی صاحب نے یہاں جن صاحب کو حجۃ اللہ فی الارض کہا ہے، ان کے بارے میں خود دیوبندی ہی کہتے ہیں کہ یہ باقاعدہ کسی مدرسے کے فاضل نہیں بلکہ ایک ماسٹر تھے جنہیں زبردستی مولانا بنایا گیا، عبدالحق بشیر قارن دیوبندی لکھتے ہیں:

''جوں جوں ماسٹر صاحب کے علمی وفکری جوہر ہم پر کھلتے گئے تو ان کے ساتھ ہمیں اپنے رویہ پہ ندامت محسوس ہوتی چلی گئی۔ کہ آج موضوع قسم کی روایات اور بے سرو پا قصوں کی بنیاد پر تقریریں جھاڑنے والے پیشہ ور واعظ تو ہمارے ہاں مولانا اور علامہ فہامہ جیسے القابات سے نوازے جاتے ہیں اور ہماری بدقسمتی کا حال یہ ہے کہ جس شخص کے سامنے بڑے بڑے علماء زانوئے تلمذ تہہ کیے بیٹھے ہیں، اور بڑے بڑے شیوخ اس کی نادر تحقیقات سے استفادہ کررہے ہیں وہ ہمارے ہاں ماسٹر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ جبکہ یہاں تو شیخ الہند کے ساتھ دینی وسیاسی تعلق قائم ہونے اوران کے رنگ میں رنگے جانے کی بناء پر محمد علی جوہر، شوکت علی خان اور ظفر علی خان جیسے سیاسی رہنماؤں کو بھی تاریخ مولانا کے لاحقہ سے یاد کرتی ہے، حالانکہ تاریخ کا مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے کہ وہ علم وفن کے روایتی اعتبار سے گروہ علماء میں ہرگز شامل نہ تھے۔ لہٰذا میں نے رفتہ رفتہ اشتہارات ولٹریچر

سے ماسٹر کا لقب ختم کر کے اوکاڑوی صاحبؒ کو مولانا کے لقب
سے مشتہر کرنا شروع کر دیا، بعض نازک و حاسد طبیعتوں کو میرا یہ
طرز بڑا ناگوار گزرا۔ انہوں نے میری مخالفت شروع کر دی۔''

(ماہنامہ حق چار یار، امین اوکاڑوی نمبر، اپریل ۲۰۰۱ء، ص ۱۰۰)

عبدالحق بشیر قارن دیوبندی صاحب کے بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جناب اوکاڑوی صاحب روایتی عالم نہیں تھے بلکہ انہیں ماسٹر سے عالم کا خطاب دینے والے خود موصوف تھے، ہمیں اس جگہ اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کہ ایک ایسا شخص جو کسی مدرسہ سے باقاعدہ طور پر فارغ التحصیل نہیں ہے اسے ''زبدۃ المحدثین، حجۃ اللہ فی الارض'' جیسے القابات سے نوازا جائے مگر ہم یہاں اپنے قارئین کی توجہ قلم کے اس تضاد کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ ایک طرف تو مدرسہ میں کسی سے باقاعدہ تلمذ حاصل کیے بغیر ''زبدۃ المحدثین'' کی سند بانٹی جارہی ہے اور دوسری طرف سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اگر بقول دیوبندی حضرات کے باقاعدہ کسی مدرسہ میں نہیں گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ''مولوی'' یا ''مولانا'' کے الفاظ بھی دیوبندیوں کو قابل قبول نہیں، دیوبندی اسرائیل صاحب لکھتے ہیں:

''بعض حضرات ہم سے یہ پوچھ بیٹھے ہیں کہ تم صرف نام لیتے ہو
اور احمد رضا خان کے ساتھ ''مولوی یا مولانا'' کا لفظ نہیں لگاتے،
اس پر ہم جب ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ احمد رضا خان نے
مدرسہ میں تعلیم حاصل کی ہے۔ کیا انہوں نے اپنی زندگی میں کسی
اسلامی درسگاہ کا منہ بھی دیکھا ہے۔ ان کے اساتذہ کون ہیں،
قرآن و حدیث کا علم کن لوگوں سے حاصل کیا ہے اور ان کی دینی

تربیت کن بزرگوں کی صحبت میں رہ کر ہوئی ہے؟ تو پھر وہ بڑی سنجیدگی سے خاموشی کا ایک بت بن جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بغیر صحیح تعلیم و تربیت کے صرف ذاتی مطالعہ کی بنیاد پر معلومات کی کثرت کا نام علم نہیں ہے۔ اور بغیر صحیح علم کے کوئی شخص "مولوی یا مولانا" کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔"

(نور سنت کا کنزالایمان نمبر ص ۲۸۹)

اس جگہ اب ہم یہ کہنے کہ مکمل طور پر مجاز ہیں کہ حضوروالا" یہ لینے اور دینے کے باٹ مختلف کیوں؟ (حقیت ڈاکٹر ذاکر نائیک ص ۱۴)

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

دیوبندی امین صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی بھی کر رکھی ہے جس کے متعلق قاضی طاہر ہاشمی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

""بانی "اتحاد اہلِ سنّت" اور حجۃ اللہ فی لارض" ماسٹر محمد امین صفدر اوکاڑوی نے صحابہ کرام پر سبائیوں کے چبائے ہوئے الزامات کا اعادہ کر کے قصداً و عمداً اس مقدس ترین طبقہ کی توہین کی ہے۔"

(ناقدین حضرت معاویہ ص ۲۸۶)

مزید لکھتے ہیں کہ:

"لیکن جونہی بانی اتحاد اہلسنت، حجۃ اللہ فی الارض اور زبدۃ المحدثین جناب ماسٹر محمد امین اوکاڑوی کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ناپاک جسارت اور شدید ترین گستاخی (العیاذ باللہ) سامنے آئی تو صحابہ کرام کے بارے میں ان کی گستاخیوں پر تعجب

کم ہو گیا۔ (ناقدین حضرت معاویہ ص ۲۸۹)

خضر حیات دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

اوکاڑوی صاحب کی اشد حماقت کا اندازہ فرمائیں، کس ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ... کیسے لرزا خیز الفاظ استعمال کیے ہیں کہ الامان والحفیظ... (المسلک المنصور ص ۱۸۱)

موصوف جھوٹ بولنے میں معترض کے بھی امام ہیں، اور خیانت و دیانت کا خون کرنے سے بھی نہیں شرماتے، خیر تفصیل کا موقع نہیں فی الحال ہم انہیں گزارشات پر اکتفاء کرتے ہیں۔

دیوبندی علماء کی بے بسی وناکامی

دیوبندی ابوایوب صاحب لکھتے ہیں: ''دست وگریباں المعروف بریلویوں کی خانہ جنگی پر درج ذیل بدنام زمانہ رسوائے زمانہ رضا خانی کتب کا دندان شکن الزامی جواب ہے'' .... (دست وگریباں ج ۱ ص ۲۰)

ناظرین! ابوایوب صاحب نے اپنی اس کتاب کو الزامی جواب قرار دیا ہے، اس قسم کی کتاب کے متعلق عبدالمنان معاویہ دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''شیعہ کتب سے ان کی طرف منسوب عقائد وکفریات ...... سینکڑوں دلائل سے ثابت ...... کا نہ رد کیا نہ جواب دیا ان سے برات کی ''خاموشی رضا مندی کی دلیل ہے'' کے اصول سے یہی ان کے کافر ہونے کی اقراری دلیل بن گئی۔''

(شیعیت کا مقدمہ اجمالی نظر میں ص ۶۳)

اب اسی اصول سے جناب نے جن کتب کے بارے میں لکھا کہ یہ ان کا الزامی جواب ہے، ان میں موجود مواد پر خاموشی جناب کی رضا مندی کی دلیل بن گئی اور جناب کے مذہب کا گستاخ اور متضاد قوانین پر مشتمل ہونا خود بخود ثابت ہو گیا۔ پھر امام علی دانش صاحب لکھتے ہیں:

علامہ ارشد القادری بریلوی فرقہ کے مشہور عالم، ممتاز مصنف اور چالاک مناظر سمجھے جاتے ہیں، ان کی تصنیف سراسر الزامی ہی سہی پھر بھی اگر ان پر قرآن وحدیث کے علوم کا غلبہ ہوتا تو کسی ایک جگہ تو وہ اپنے مسلک کے ثبوت میں اور اپنے نظریہ اور انداز فکر کی تائید و تشریح میں ایک ہی قرآنی آیت یا حدیث پاک کو تحریر کر دیتے اول سے آخر تک پوری کتاب آیات و احادیث سے خالی ہے بس چند جگہ ضمنی طور پر علمائے دیوبند کی نقل کی جانے والی عبارتوں میں آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے یہی ایک بات قرآن و حدیث سے علمائے دیوبند کے تعلق اور بریلوی مولویوں کی بے تعلقی ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ (توحید کا خنجر ص53)

اس حوالہ بالا کی روشنی میں ہم یہ کہنے کے مجاز ہیں کہ جناب کی کتاب کیونکہ الزامی ہے اور قرآن وحدیث سے محروم ہے، اس واسطے یہ علماء دیوبند کی قرآن وحدیث سے لاتعلقی کے اظہار کے لئے کافی ہے۔ عمیر قاسمی لکھتے ہیں:

"کیونکہ آپ کی اس کتاب میں دست و گریبان کے کسی بھی

موضوع کا جواب تک نہیں اور کسی حوالہ کو چھوا تک نہیں بلکہ آپ
الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والے مثل پر عمل پیرا ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ
آپ اس داغ کو دھوتے جو دست و گریبان میں آپ پر لگایا گیا
ہے لیکن بجائے دھونے کے آپ تو الزام تراشی پر اتر آئے آپ کا
فرض یہ تھا کہ دھبہ کو صاف کرنے کا بیڑا اٹھاتے لیکن آپ نے
اپنے اوپر لگے ہوئے دھبے سے پرے ہٹ کر اپنے آپ کو اور
پوری رضاخانیت کو بھنور میں پھنسا دیا'' (فضل خداوندی ص ۴۰)

معترض صاحب نے اپنی کتاب کو ''زلزلہ'' کا بھی الزمی جواب قرار دیا، جبکہ اس سے پہلے تقریباً آٹھ کے قریب دیوبندی کتب اس کے جواب میں شائع ہو چکی ہیں، اس پر ہم عبدالجبار سلفی صاحب کا ہی تبصرہ پیش کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ:

''پوچھا جا سکتا ہے کہ جواب ایک ہی کافی ہوتا ہے۔ متعدد جوابی
کتب کا لکھنا پتہ دے رہا ہے کہ ان جوابات سے خود شیعہ علماء
مطمئن نہیں ہیں۔'' (دفاع حضرت حسین ص ۹۵)

تو معترض کا بھی اسے زلزلہ کا جواب قرار دینا اس بات پر شاہد ہے کہ جناب بھی گزشتہ جوابات سے مطمئن نہیں، اور ان سب دیوبندیوں کے وہ سب جوابات ناقص تھے۔

بریلویت مسلک اہلِ سنّت و جماعت ھے

ناظرین! جناب نے ''بریلویت کیا ہے'' کا عنوان قائم کر کے کچھ علماء کی تنقید نقل کی، اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ عرض ہے کہ علمائے کرام کی تنقید کا تعلق عوام الناس میں موجود برائیوں سے ہے کیا دیوبندی حضرات مسلمانوں میں موجود برائیوں کی وجہ

سے اسلام کو مطاعن کرنا جائز سمجھتے ہیں؟

پھر جہاں تک تالیف و تصنیف کے حوالے سے تنقید کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس سے مسلک کا بطلان کیسے ثابت ہوا؟ کیا کسی غیر مسلم کو یہ کہنے کا حق ہے کہ وہ صرف اس بنیاد پر دین اسلام کو باطل کہے کیونکہ مسلمانوں نے سائنسی ایجادات نہیں کیں؟

جناب دیوبندی مولوی صاحب کسی بھی مسلک کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ عقائد کرتے ہیں اور الحمد للہ آج آپ کے گھر کے لوگ ہمارے عقائد کو نہ صرف تسلیم کر چکے ہیں بلکہ ایک پورا گروہ دیوبندی حضرات میں تشکیل ہو چکا ہے جو ہمارے عقائد کا ترجمان ہے، جس کی تفصیل ''عقائد اہل سنت'' نامی کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے۔ پھر جن حضرات پر عقائد کے حوالے سے تنقید ہے بھی تو ان حضرات کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ آپ خود تسلیم کر چکے ہیں ''ایسے لوگ جو مسلک کے متفقہ عقائد سے خروج کرے اس کا مسلک سے کوئی تعلق نہیں رہتا (ملخصاً پانچ سو باادب سوالات ص ۶)

پھر ان میں سے کچھ حضرات اور ان کی کتب ویسے بھی غیر معتبر ہیں، جیسے [مصنف جمال کرم]، پیر نصیر الدین گولڑوی، عون محمد سعیدی منہاجی، مختار عالم حق وغیرہ، لہٰذا ان کی گئی تنقید کو ہمارے خلاف پیش کرنا خود اپنے دیوبندی اصولوں کی خلاف ورزی ہے، پھر دیوبندی مفتی عمیر لکھتا ہے:

> ''حضرت مفتی اعظم کی کتاب میں کہیں بھی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ عمومیت ہے کہیں علماء دیوبندی کو خاص نہیں فرمایا۔''
>
> (فضل خداوندی)

بس ہماری طرف سے بھی یہی جواب ہے کہ اکثر علماء کی گفتگو عمومی ہے اس کو خاص

بنا کر پیش کرنا خود آپ دیوبندیوں کا اپنے دیوبندی اصولوں سے انحراف ہے۔ پھر اس کا تعلق بھی ماضی سے ہے آج صورتحال کافی بہتر ہے تالیف وتصنیف کے میدان میں بھی علمائے اہل سنت نے اب خیر خواہ کام کیا، تفاسیر واحادیث کی کئی شروحات پر کام ہو رہا ہے، تنظیمی طور پر اہل سنت کافی منظم ہو چکے ہیں، خود آپ کے دیوبندی قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں:

''بریلوی علماء اپنی مسلکی بنیاد پر منظم ہیں، جمعیت علماء پاکستان نے ملک میں ایک مقام پیدا کر لیا ہے، اور ہماری (دیوبندی) کمزوریوں سے بھی انہیں تقویت ملی ہے، ویسے ہم بریلویوں سے محاذ آرائی نہیں کرتے، اسٹیج پر ایسے اختلافی مسائل نہیں چھیڑتے۔''

(ماہنامہ حق چاریار، اشاعت خاص، بیاد قاضی مظہر ص: ۴۷۳ بحوالہ اکابر کا باغی کون ص ۲۰)

عبد الجبار سلفی دیوبندی لکھتے ہیں:

''بعض بریلوی علماء کرام اب علمی و تحقیقی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں''۔ (دفاع حضرت حسین ص ۱۸۹)

پھر دیوبندی ترجمان لکھتا ہے:

رہا بعض مبلغین کی کچھ خامیوں کی نشاندہی کرنا، تو اسے تبلیغ کی مخالفت کہنا اور حضرت شیخ کے مشن سے بے وفائی ٹھہرانا سوئے ظن ہے۔ اگر بعض مفاد پرست علماء پر اعتراض برداشت کیا جاتا اور اسے علم اور علماء کی مخالفت سے تعبیر نہیں کیا جاتا یا بعض جاہل متصوفین پر بغرض اصلاح طعن کی جاتی ہے اور اسے تصوف کی

مخالفت نہیں سمجھا جاتا (بلکہ حق پرست لوگ خیر خواہی سمجھتے ہیں)
تو پھر ناواقف مبلغین کی اصلاح کے لئے اگر ایک عالم باعمل (جو
کہ حضرت شیخ کے مشن کا باغبان بھی ہو) کسی غلطی کی نشاندہی
فرمائے تو وہ کیسے تبلیغی جماعت کی مخالفت اور حضرت شیخ رحمہ اللہ
سے بے وفائی ہوگی؟ (تحفظ عقائد اہل سنت ص529)

لہٰذا اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جناب کی نقل کردہ تنقید ہرگز مسلک حق اہل سنت کے مخالف نہیں۔

جہاں تک لفظ "بریلویت" کا تعلق ہے تو یہ کوئی نیا فرقہ نہیں بلکہ اہلِ سنّت و جماعت کا امتیازی نشان ہے، پھر یہ نام مخالفین کا دیا ہوا ہے، پروفیسر مسعود صاحب لکھتے ہیں کہ

"امام احمد رضا پر ایک الزام یہ ہے کہ وہ بریلوی فرقہ کے بانی
ہیں......اگر تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ
"بریلوی" کوئی فرقہ نہیں بلکہ سوادِ اعظم اہلسنت کے مسلک قدیم کو
عرف عام میں بریلویت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ عرف بھی پاک
و ہند میں محدود ہے۔ اصل میں امام احمد رضا اور اس مسلک قدیم
کے مخالفین نے اس کو بریلویت کا نام دیا ہے۔"

(البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ۲۰)

دیوبندی امام کی گواہی، "بریلوی فرقہ نہیں"

دیوبندی امام قاری طیب دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

ملتان میں انقلاب سے پہلے ایک دفعہ میرا جانا ہوا۔ مولانا خیر محمد
صاحب نے خیر المدارس کا جلسہ کیا تھا۔ میں نے جا کے پوچھا،

کوئی بزرگ، کوئی عالم اور بھی ہے جس سے ملیں۔ انہوں نے کہا:
مولانا محمد بخش صاحب ہیں اور وہ بریلوی فرقے کے ہیں میں نے
کہا ہم انہیں فرقہ نہیں سمجھتے۔ نہ ہم فرقہ، نہ وہ فرقہ۔''

(خطبات حکیم الاسلام ۳۱۱/۷)

لہٰذا ثابت ہوا کہ بریلویت کوئی فرقہ نہیں اب ہم دیوبندی حضرات کی شہادتیں پیش کرتے ہیں بریلویت اہلِ سنّت وجماعت ہی ہے۔

دیوبندی تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ:

''اس وقت اہلِ سنّت ان مکاتب فکر کے مجموعہ سے عبارت ہے جو دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کے ناموں سے معروف ہیں'

(حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق ص ۲۷۶)

دیوبندی مہر محمد میانوالوی لکھتے ہیں کہ:

''ورنہ کوئی سنی بریلوی یا دیوبندی یہ نہیں کہتا کہ خدا یہ کام کرتا ہے یا کرے گا۔'' (ہم سنی کیوں ہیں ص ۱۹، مرحبا اکیڈمی)

قاضی مظہر حسین امیر خدام اہلسنت پاکستان نے ناظم اتحاد طلباء مدارس عربیہ لاہور کو ان کے خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ:

''آپ نے مختلف مکاتبِ فکر کی تفصیل میں سنی یا اہل سنت کا نام نہیں لکھا صرف دیوبندی اور بریلوی کے نام لکھے ہیں حالانکہ دیوبندی اور بریلوی کی نسبتیں دیوبند اور بریلی کے دینی مدارس کی بناء پر ہیں جو مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے دو مختلف مکتب فکر ہیں۔'

(عربی دینی مدارس کے سنی شیعہ طلبہ کا اتحادی فتنہ صفحہ ۱۱، ۱۲)

خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں:

''ورنہ اہل سنت میں بریلوی اکابر ہرگز بشریت کے منکر نہیں تھے۔''

(عبقات ج ا ص ۶۱)

دیوبندیت کے قدم بریلویت کی طرف

جناب دیوبندی مولوی تو بریلویت کو افراط و تفریط کا شکار ثابت کرنے کی کوشش کر رہے مگر ان کی اپنی دیوبندیت ''بریلویت'' (سنیت) میں ضم ہو رہے ہیں اور خود دیوبندی حضرات کو اقرار ہے کہ دیوبندیت بریلویت کے قریب آ چکی ہے۔ دیوبندی ترجمان لکھتا ہے کہ:

''حضرت منظور نعمانی نے ان سے یہ بات ارشاد فرمائی کہ اب دیوبندیت اور بریلویت میں ایک بالشت کے برابر فاصلہ رہ گیا ہے۔ اور دیوبندیت بریلویت کے انتہائی قریب پہنچ چکی ہے۔''

(عرفان محبت ۲/۲۵۲)

مزید سنیے ایک اور صاحب گرجتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا حامد میاں رحمہ اللہ کے نام سے ایک سیمینار لاہور میں منعقد ہوا۔ اب تم عرس کا نام تبدیل کر کے سیمینار کے نام سے عرس کر و تو وہ جائز ہے؟...... تقسیم سے پہلے صوبہ سرحد میں بارہ ربیع الاول کا جلوس نکلتا ہے جس کا لائسنس دیوبندیوں کے نام ہے، ملتان میں حضرت عطاء المحسن صاحب نے کئی سال بارہ ربیع الاول کے جلوس کی قیادت کی، ہر سال ربیع الاول کے مہینے

میں سیرت پاک کے جلسے ہوتے ہیں کیا یہ جلسے صحابہ نے کیے تھے
؟ اسی کو مولود شریف کہا جاتا ہے اگر یہ بدعت ہے تو آپ کا قلم ان
کے خلاف کیوں نہیں چلا؟۔(تحفظ عقائد اہلِ سنّت ص ۵۷۷)

تو دیکھئے اب دیوبندی بھی ہم سنیوں کی طرح جلسے جلوس کا انعقاد کر رہے ہیں۔

دیوبندیوں کے مطابق دیوبندی بھی بریلوی

ناظرین! دیوبندی حضرات کی ساری زندگی بریلوی سنی حنفی مسلک کے خلاف الزام و بہتان لگانے میں گزر جاتی ہے لیکن بریلوی مسلک کی کرامت ہے کہ آج خود دیوبندی حیاتی و مماتی علماء ایک دوسرے کو بریلوی بریلوی کہہ کر پکارتے ہیں۔

چنانچہ خضر حیات دیوبندی اپنے حیاتی بھائیوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"آپ سے پہلے آپ کے بڑے بھائی بریلوی حضرات۔"

(المسلک المنصور ص ۸۲)

یعنی دیوبندی مماتیوں کے مطابق دیوبندی حیاتی فرقہ "بریلوی" ہے اور اسی طرح حیاتی دیوبندیوں کے مطابق مماتی دیوبندی بھی "بریلوی" ہیں، چنانچہ یہ طبقہ لکھتا ہے کہ:

"دراصل خضر حیات یہ آپ کے ہی گھر کے لوگ (یعنی بریلوی)
ہیں خضر حیات کی بہن کی شادی بریلوی سے ہوئی ہے یہ آپ
کا آدمی ہے جب اتنا گہرا رشتہ ہے تو آپ نے سوچا کہ رشتہ کی
لاج رکھ لی جائے تاکہ اپنی بہو اور سالے کا دل نہ ٹوٹے۔"

(فضل خداوندی ص ۱۰۹)

اس اصولی گفتگو کے بعد مزید کسی چیز کی حاجت تو نہیں، مگر ہم معترض کی تسلی کے لیے جناب کے اس عنوان کے تحت درج کی گئی باتوں کا بھی جواب دیئے دیتے ہیں۔

دیوبندی ایک انگریزی فتنہ ھے

دیوبندی مولوی لکھتے ہیں کہ:

''برادران اسلام: جب سے ہندوستان کی سرزمین پر انگریز کے ناپاک ومنحوس قدم لگے ہیں یہاں فتنوں کے دروازے کھل گئے ہیں۔'' (دست وگریباں ج۱ص ۲۲)

مرتب دست وگریباں کا یہ بیان درست ہے کہ انگریزوں کے قدم لگنے سے ہی مختلف قسم کے فتنے پیدا ہوئے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انگریزوں کی آمد سے پہلے ہندوستان میں جو مسلک موجود تھا اسے عرف میں آج کل سنی حنفی (بریلوی) کہا جاتا ہے، باقی تمام فرقے بعد کی پیداوار ہیں، اور انگریز کی عیاری کا کارنامہ ہیں، ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

''اسی سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔'' (شمع توحید ص ۳۸)

یہ بیان تقریباً 1938ء کا ہے، اور ''اسی سال قبل'' سے مراد انگریزی اقتدار سے پہلے کی بات ہے، اب اس گواہی سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے خالد محمود دیوبندی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق لکھتے ہیں کہ:

''اس پر خوش ہونے کی کوئی بات نہیں کہ ہندوستان میں سب لوگ تو پہلے بریلوی تھے کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے پہلے یہاں سب لوگ ہندو تھے...... ہندو اثرات سے بریلویت ترتیب پائی۔''

(مطالعہ بریلویت ج ۳ص ۳۳۴)

ڈاکٹر صاحب نے اس بات کو تسلیم کر ہی لیا کہ ہندوستان میں سب لوگ پہلے

بریلوی تھے، جہاں تک یہ کہنا کہ بریلویت ہندو اثرات کے زیر اثر ترتیب پائی تو جناب خاندان دہلوی بھی تو انگریزوں کی آمد سے قبل موجود تھا، اسی ہندوستان پر شیخ عبدالحق کے قدم بھی لگے کیا یہ سب بھی ہندو تھے؟ یا آپ مسلکی بغض میں حقیقت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں؟ بہر حال یہ بات ثابت ہو گئی کہ انگریز منحوس کے قدم لگنے سے پہلے یہاں سب بریلوی تھے یعنی نظریاتی طور پر سب کا مسلک ایک تھا اور امن وسکون سے سب کی زندگی گزر رہی تھی، مگر جب یہ قوم برسر اقتدار آئی تو انہوں نے ایک کمیشن ہندوستان بھیجا، محمد علی جالندھری لکھتے ہیں:

"انگریز ملک پر قابض ہوا۔ ۱۸۵۷ء سے ۱۸۶۹ء تک بارہ سال کے عرصہ کے بعد انگریزوں نے لندن سے ایک کمیشن بھیجا تھا ......اس کمیشن نے ایک سال ہندوستان کا دورہ کیا۔ اس کے بعد وہ کمیشن واپس چلا گیا۔ لندن میں ۱۸۷۰ء کو وائٹ ہال میں ان میٹنگ ہوئی۔ جس میں انھوں نے اپنی رپورٹ پیش کی۔"

(خطبات ختم نبوت ج ۲ ص ۲۰۸)

اب اس رپورٹ میں ایک خطرناک تجویز پیش کی گئی، وہ کیا تھی اس کے متعلق دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:

"اس رپورٹ سے اس بات کا پتا چلا کہ انگریز کو جہاد ختم کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے ایک نبی کھڑا کرنے کی تجویز منظور کی۔"

(خطبات ختم نبوت ج ۲ ص ۲۰۹)

قارئین! انگریز کی اس رپورٹ کے فوری بعد دیوبندیوں کے امام قاسم نانوتوی کی

تحذیر الناس معرض وجود میں آئی، جس میں یہ کہا گیا کہ

''اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو، تب بھی آپ کی خاتمیت میں فرق نہیں آئے گا۔''

(ملخصاً تحذیر الناس ص ۶۵، ۸۵)

اسی طرح جناب نے لکھا کہ:

''سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنٰی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔'' (تحذیر الناس ص ۴۱)

یعنی خاتم النبیین سے آخری نبی مراد لینا یہ عوام کا خیال ہے، جناب کی انہیں عبارات کا سہارا لیکر مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کر دیا، ڈاکٹر رشید احمد جالندھری لکھتے ہیں:

''مزید یہ کہ بعض ممتاز علماء ختم نبوت کی بحث میں لفظ ''بالفرض'' اور ''اگر'' کا سہارا لیتے ہوئے لکھ گئے کہ ''بالفرض'' اگر رسول اکرم کے بعد بھی کوئی نبی آجائے تو اس سے آپ کے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہونے پر کوئی حرف نہیں آئے گا، ختم نبوت پر لکھتے ہوئے ''نکتہ آفرینی'' پیدا کرنے کی یہ کوشش ایک نئی مذہبی بحث کا موجب بن گئی۔ غرضیکہ سیاسی اور اقتصادی طور پر ایک شکست خوردہ جماعت کے عام مذہبی تصورات اور علمائے وقت کے سقیم اور لا طائل مجادلات نے مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے ساتھی

حکیم نورالدین صاحب کے فکری اور نفسیاتی سانچے کو تیار کرنے
میں نمایاں کردار ادا کیا۔' (دارلعلوم دیوبند ایک ناقدانہ جائزہ ص۱۷۹)

دیوبندی گھر کے بھیدی کی گواہی سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دیوبندیوں کے امام قاسم نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس'' ہی وہ کتاب تھی جس نے مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نورالدین کے فکری سانچہ کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کیا، اور یہ سب اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ دیوبندی مسلک بھی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہی ہے۔

معترض صاحب اہل سنت پر الزام تراشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''بالکل ایسا ہی ہوا کہ انہوں نے شرک و بدعت کو یہ کہہ کر پھیلایا
کہ یہ سب عشق و محبت ہے۔'' (دست و گریباں ج۱ص۲۲)

قارئین! اس بات کی تو ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ ہم پر شرک و بدعت کا الزام لگانے والے خود بریلویت کی گود میں گر چکے ہیں، دیوبندیت بریلویت سے صرف بالشت کے فاصلے پر رہ گئی ہے، ہم یہاں ایک سوال کرنا چاہیں گے کہ اگر ہم مشرک و بدعتی ہیں تو پھر تبلیغی جماعت والے دیوبندی ہمارے ائمہ مساجد کے پیچھے نمازیں کیوں پڑھتے ہیں؟ یہی عمل آپ کے دیگر اکابر کا بھی ہے۔(تحفہ نقشبندیہ ص۲۸۰، مولانا محمد علی سوانح و افکار ص۵۸) تو جناب اگر ہم مشرک ہیں تو ہمارے پیچھے نمازیں پڑھنے والوں کا کیا حکم ہے؟

پھر احمد علی لاہوری لکھتے ہیں:

''جب پنجاب کے سارے مسلمان دیوبندی بریلوی اہل حدیث
اور شیعہ اور مودودی ظفر اللہ کو اپنا نمائندہ نہیں سمجھتے۔''

(خطبات ختم نبوت ج۱ص۲۱)

اسی طرح دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:

''تمام مسلم مکاتب فکر دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث کو سپاہ صحابہ کے جھنڈے تلے ایک ہی اسٹیج پر متحد و منظم کر دیا تھا۔''

(ماہنامہ خلافت راشدہ ستمبر 1997ء ص12)

ایسے ہی ایک صاحب رقم طراز ہیں:

''مسلمانوں کے ہر طبقے بریلوی ، دیوبندی اور اہل حدیث نوجوانوں کی بڑی تعداد جب سپاہ صحابہ کے پلیٹ فارم پر جمع ہوئی۔''

(سپاہ صحابہ میں ہر مسلمان کی شمولیت کیوں ضروری ہے؟،صفحہ نمبر10)

پھر معترض تو ہمارے عقائد کو شرکیہ کہہ رہے ہیں، جبکہ مفتی رفیع عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''ان ملاقاتوں سے میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ عقائد کے باب میں دونوں مکاتب فکر کا اختلاف بڑی حد تک صرف تعبیر اور الفاظ کا اختلاف ہے، حقیقت میں ایسا کوئی اختلاف عقائد کے باب میں نہیں ہے جس کی بناء پر ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق قرار دیا جائے۔'' (مجلہ صفدر امام اہلِ سنّت نمبر ص ۵۱۷)

معترض صاحب! اب اپنے مفتی اعظم کا فیصلہ بھی سماعت کریں، وہ واضح لکھ رہے ہیں کہ ایسا کوئی اختلاف نہیں جس کی بناء پر گمراہ یا فاسق کہا جا سکے، یعنی صرف تفسیق یا گمراہ تک بھی نہیں کہا جا سکتا اور جناب شرک کا فتویٰ لگانے پر مصر ہیں۔

اسی طرح غلام غوث ہزاروی لکھتے ہیں:

اسی طرح احقر نے بریلوی حضرات سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و

ناظر ہونے پر گفتگو کی تو انہوں نے اس کا خلاصہ وہی علم غیب بتایا
۔علم غیب میں بالواسطہ اور بلا واسطہ کی بحث بھی ہے پھر خدا تعالیٰ
کے برابر علم ہونے یا نہ ہونے کی بھی بحث ہے۔ بہر حال خود حضرت
مولانا اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے بریلویوں کی تکفیر کا انکار کیا ہے

(احتساب قادیانیت ج15 ص371)

جناب ہم پر اعتراض کرنے کے بجائے اپنے گھر کا معائنہ بھی کرنا چاہیے جہاں ایک دوسرے کو کافر، مشرک اور بدعتی کے تمغوں سے نوازا جا رہا ہے۔ مولوی احمد سعید لکھتا ہے:

''بانی دیوبند کا تو یہ حال ہے کہ وہ شیعیت اور بریلویت سے کفر میں آگے بڑھا ہوا ہے۔'' ملخصاً (یادگار مناظرہ)

حق نواز لکھتا ہے کہ:

''چتروڑی (مماتی دیوبندی) نے غلیظ زبان استعمال کی...... میرے اکابرین (علمائے دیوبند) کو اس نے مشرک کافر...... بے ایمان...... گیدڑ اور خنزیر کہا۔'' (یادگار خطبات ص ۲۵۰)

مزید اسی احمد سعید سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ:

''اور تیری اس تحریر نے مجھے شدت پر آمادہ کیا۔ جسمیں تو نے لکھا ہے...... کہ قاسم نانوتوی نے توحید کی چولاں ہلا دی ہیں...... الو دے پٹھیا! قاسم نانوتوی نے توحید کی چولیں ہلا دی ہیں...... اور تو...... توحید کا علمبردار اٹھا ہے...... تو نے نانوتوی کو مشرک کہا

......تونے نانوتوی کو بے ایمان کہا۔" (یادگار خطبات ص ۲۰۸)

یہی رونا روتے ہوئے ضیاء القاسمی، عنایت اللہ شاہ بخاری کے متعلق لکھتا ہے:

"حضرت شاہ صاحب نے اپنی تمام تر صلاحیتیں علمائے دیوبند کی تردید میں صرف کر دی ہیں پوری عمر جو توحید و سنت کے احیاء اور شرک و بدعت کے استحصال کے لیے محنت کی تھی۔ ان کی اس محنت کا رخ بدل خطابت کا پورا زور اہل حق کی تردید و ملامت میں صرف ہوتا ہے۔ جو قرآنی آیات مشرکین مکہ اور مشرکین ہند کے خلاف ان کی قوت استدلال ہوتی تھیں۔ اب اپنی آیات کا مصداق انہیں علمائے دیوبند نظر آتے ہیں۔"

(رسائل قاسمی ص ۳۴۳۔ ۳۴۴)

دیوبندی الیاس گھمن نے لکھا:

"مولانا عبد العزیز نے پر جوش انداز میں فرمایا: حیاتی تو انتہائی گندے ہیں، ان کے عقیدے سے شرک کی بو آتی ہے۔"

(مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۶۷)

عبد الحمید صاحب نے ایک مماتی دیوبندی کے متعلق لکھا:

شیخ الحدیث علامہ زکریا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بعض جاہل مبلغ نے کافی واقعات لکھے ہیں جو کہ تمام خرافات اور شرکیات ہیں۔" (اظہار الحق ص ۱۵۹)

سرفراز صفدر، قاضی شمس الدین صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ

محترم! آپ کی سر پرستی میں تقریریں ہوتی ہیں اور شاہ صاحب

نے بڑی بے باکی کے ساتھ قائلین سماع موتی کو ابوجہل کا ٹبر، لوئر مشرک اور یہود تک کہہ جاتے ہیں۔

(المسلک المنصور فی رد کتاب المسطور ص ۵۰)

لٰہذا جب آپ دیوبندی خود شرک (بقول دیوبندی) کے گھڑے میں گر چکے ہیں تو ہم پر اعتراض کرنے سے پہلے بقول قارن دیوبندی صاحب آپ کو شرم کرنی چاہیے۔

دیوبندیوں کا حضرت آدم علیہ السلام پر فتویٰ شرک

پھر آپ کے ممدوح محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتے ہیں کہ

''آدم وحوا نے صرف شیطان کا کہا مانا تھا، اس کی عبادت نہیں کی تھی، یعنی ان کا یہ شرک شرک فی الطاعۃ تھا۔''

(کتاب التوحید ص ۱۶۸)

ایسے ہی جناب رشید احمد گنگوہی ''حضرت آدم وحوا'' علیہ السلام و رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''پس یہ شرک جوان سے سرزد ہوا ہے۔ یہ شرک فی التسمیہ ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۱)

دیوبندیوں کا امام بخاری پر فتویٰ شرک

دیوبندی خالد محمود لکھتے ہیں کہ:

''صحیح بخاری کی اس روایت پر اعتماد کیجیے۔ امام بخاری نے یہ باب فضل الصوم میں روایت کی ہے اس کا ظاہری مضمون شرک ہے۔''

(مطالعہ بریلویت ج ۵ ص ۱۸۰)

مزید لکھتے ہیں کہ:

''اب ظاہر ہے کہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں صریح شرک کی تعلیم ہے۔'' (مطالعہ بریلویت ج ۵ ص ۱۸۱)

ناظرین! اب جو لوگ حضرت آدم علیہ السلام پر شرک کا فتویٰ لگا سکتے ہیں، جن کو بخاری شریف میں بھی شرک کی تعلیم نظر آتی ہے، وہ ہم سنیوں پر شرک کا فتویٰ لگا بھی دیں تو کون سی بڑی بات ہے۔

دیوبندی بدعتی فتوے صحابہ پر

جہاں تک بدعت کی بات ہے تو احمد رضا بجنوری دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

رہا یہ کہ ایک صحابہ بریدہ نے جو بات سمجھی وہ سب سے زیادہ لائق اتباع ہونی چاہیے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک دو صحابی کے سوا ہزار ہا صحابہ کرام نے سمجھی اور اس کی روشنی میں سلف وخلف نے جو سنت متعین کی، وہ تو اور بھی زیادہ لائق اتباع ہے جو شائبہ بدعت سے کوسوں دور ہے۔'' (انوار الباری ج ۸ ص ۴۳)

نیز لکھتے ہیں:

''شیخ عبد الحق رحمہ اللہ اور علامہ شامی کہ میں سمجھتا ہوں ان حضرات کو مسئلہ بدعت صحیح طور پر منقح نہیں ہو سکا اور اسی لیے ان کے ہاں بہت سے مسائل میں بدعات مخترعہ کی تائید ہو گئی ہے۔''

(انوار الباری ج ۸ ص ۴۳)

تو جن دیوبندیوں کے نزدیک صحابہ تک پر بدعت کا شائبہ ہو سکتا ہے، اور اکابرین

امت بھی بدعت میں ملوث ہو سکتے ہیں، ایسے دیوبندی اگر ہم پر فتوے لگائیں تو کون سی عجیب بات ہے؟ دیوبندیوں کے ایسے من گھرٹ فتووں کی کچھ اہمیت نہیں ہے۔
پھر جناب تو ہمیں بدعتی کہہ رہے ہیں، جبکہ ان کے دیوبندی اکابر کا فیصلہ ہے کہ
"انہیں مطلقاً بدعتی کہنا درست نہیں۔" (تحفہ نقشبندیہ ص ۱۷۷)

انگوٹھے چومنے پر دیوبندی حوالے

اس کے بعد جناب لکھتے ہیں:

اگر وہ محبوب اپنا نام مبارک سننے والوں کو درود شریف پڑھنے کا حکم دیں۔ مگر تو یہ بجائے درود کے انگھوٹے چومنے پر زور دیں۔

(دست وگریباں ج ۱ ص ۲۲)

معترض کا یہ کہنا کہ درود شریف کی بجائے انگھوٹے چومتے ہیں صرف الزام ہے، ہم دونوں اعمال بجالاتے ہیں، اور اگر جناب کو انگوٹھے چومنے سے اتنی تکلیف ہے تو فی الوقت چند حوالہ جات ملاحظہ کریں اور اپنے درد میں اضافہ کریں۔ آپ کے ایک بزرگ لکھتے ہیں:

"بعض احادیث اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں کہ اذان میں نبی ﷺ کا نام سن کر انگوٹھوں کو چومنا چاہیے مگر کوئی حدیث ان جلیل القدر محدثین کے نزدیک صحت کو نہیں پہنچی سب ضعیف ہیں۔ ان ضعیف احادیث پر عمل جائز ہے بشرطیکہ اس عمل کے سنت ہونے کا خیال نہ کیا جائے۔ (علم الفقہ جلد دوئم ص ۲۳)

عبدالحیَ لکھنوی لکھتے ہیں:

سوال: حضور کا نام اذان اور غیر اذان میں سنکر انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟ جواب: بعض فقہاء کے نزدیک مستحب ہے .... اذان میں پہلی شہادت کو سنکر قرة عینی بك یارسول الله اور پھر اللھم متعنی بالسمع والبصر کہنا مستحب ہے اسکے بعد دونوں ہاتھوں کے دونوں ناخنوں کو آنکھوں پر رکھے۔ پس آنحضرت اس شخص کو جنت میں لیجائیں گے۔ (فتاویٰ عبدالحی ج ۱ ص ۲۳۰) حدیث ضعیف استحباب کے لیے کافی ہے۔

(فتاوی عبدالحی ج ۱ ص ۳۸۳)

ملاّعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ جب حضرت صدیق سے یہ قول (انگوٹھے چومنے والا) ثابت ہو گیا تو عمل کے لیے کافی ہے۔''

(موضوعات کبیر مترجم از حبیب الرحمٰن کاندھلوی ص ۳۴۹)

اور اسی کتاب کے بارے میں دیوبندی خالد محمود لکھتے ہیں کہ:

''ملاعلی قاری کی موضوعات کبیر بہت معروف ہے۔''

(مطالعہ بریلویت ج ۶ ص ۲۱۰)

خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں:

''اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ اس عمل (انگھوٹھے چومنے) کو زیادہ سے زیادہ مستحب کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔''

(مطالعہ بریلویت ج ۶ ص ۲۱۵)

عامۃ الناس کا ذمہ دار مسلک نہیں

اس سے پہلے کہ ہم جناب کے نقل کردہ حوالہ جات کا جواب دیں، یہ بات یاد رہے کہ اس باب کے آغاز میں جناب ابوایوب دیوبندی نے کہا تھا کہ:

''اس میں یہ بیان کیا جائے گا بریلویوں نے اپنے مسلک کو ہی غلط قرار دیا ہے۔'' (دست و گریباں ج ۱ ص ۲۲)

ناظرین! اب چاہیے تو یہ تھا کہ جناب ایسے حوالہ جات نقل کرتے جس میں ''مسلک اہلِ سنّت'' پر تنقید ہوتی، مگر اس کی بجائے جناب کے نقل کردہ حوالہ جات کا تعلق عامۃ الناس میں موجود برائیوں سے ہے، جن کے بارے میں خود قاضی مظہر حسین دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''رہا سنی عوام کا عمل تو خواہ وہ بریلوی علماء کے معتقد ہوں یا دیو بندی علماء کے شرعاً کوئی حجت نہیں۔'' (بشارت الدارین ص ۱۷۶)

اسی طرح دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:

تو اگر بعض جاہل و ناواقف لوگ اپنی جہالت اور کم فہمی کی وجہ سے اس فتنے میں مبتلا ہو رہے ہیں تو اس میں مسلک کا کیا قصور؟۔

(مجلہ قہرحق شمارہ نمبر ۱ ص ۲۰)

یعنی اگر کوئی شخص کسی فتنے کا شکار ہے تو اس میں قصوروار وہ خود ہے اس سے مسلک پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ بہر حال دیوبندی مولوی نے سب سے پہلے علامہ شرف قادری اور سعیدی صاحب کی تنقید نقل کی جس کا تعلق عامۃ الناس سے ہے، کسی نے بھی مسلک کے عقائد و مسائل پر ہرگز کوئی تنقید نہیں کی، للہٰذا جناب کو یہ حوالہ جات

ہرگز سودمند نہیں۔اس کے بعد معترض صاحب لکھتے ہیں:

"فائدے سے خالی نہ ہوگا کہ ہم بانی بریلویت جناب احمد رضا خان صاحب کے متعلق یہیں کچھ عرض کیے دیتے ہیں۔"

(دست و گریباں ج۱ ص ۳۲)

لیکن جناب نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر ایک بار پھر دروغ گوئی سے کام لیا، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کسی مسلک کے بانی نہیں بلکہ آپ اہل سنت کے ایک بڑے عالم دین تھے، دیوبندی حضرات کو خود تسلیم ہے کہ بریلویت اہل سنّت ہی کا نام ہے، قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں" اہلِ سنّت کے بریلوی مکتب (بشارت الدارین ص ۵۸) تقی عثمانی دیوبندی نے لکھا" اس وقت اہلِ سنّت...... بریلوی...... کے ناموں سے معروف ہیں۔" (حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق ص ۲۷۶) مکمل حوالے پہلے گزر چکے ہیں۔

اس کے بعد دیوبندی مولوی نے انوار رضا کے حوالے سے اعتراض کیا کہ

"اعلی حضرت کو کوئی جانتا نہیں اور آپ مکفر المسلمین ہیں۔ ملخصاً

(دست و گریباں ج۱ ص ۲۸)

ناظرین! معترض صاحب کی کتاب کے مطالعہ کے بعد ہم تو اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جناب کا مقصد صرف الزام تراشی ہے اور بہتان بازی ہے اس کے لیے چاہے انہیں حوالہ جات میں کتر و بیونت کیوں نہ کرنی پڑے، جناب نے "انوار رضا" کے جس پیراگراف کی طرف اشارہ کیا ہے اس کے آغاز میں یہ سرخی موجود ہے:

"تہمتوں کے انبار"

یعنی مصنف یہ سب تہمتیں نقل کر رہے ہیں جن کو جناب دیوبندی مولوی نے حقیقت بنا کر پیش کرنے کی مذموم کوشش کی۔ خود معترض لکھتے ہیں:

"محترم ومکرم قارئین! شاید آپ سوچ بھی نہیں سکتے ہوں گے کہ کسی سے ذاتی دشمنی میں کوئی شخص اس حد تک گر سکتا ہے: اس کو بدنام کرنے کے لئے اس کی بات کو درمیان سے کاٹ چھانٹ کے اس طرح پیش کرے کہ وہ بات اپنے بیان کردہ اصل مفہوم سے ہٹ جائے۔ اور اس طرح جس شخص سے دشمنی ہو اس کو بدنام کر کے اپنی دشمنی کی آگ کو ٹھنڈا کیا جائے"

(سفید وسیاہ پہ ایک نظر ص 23)

جناب معترض صاحب کو خود اپنے اس تبصرے کی روشنی میں غور کرنا چاہیے کہ وہ کس طرح ذکر کردہ تہمت کو بطور خبر یہ جملہ کے پیش کر کے خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں، مگر ستم ظریفی یہ کہ جب ان کی اس خیانت پر گرفت کی جاتی ہے تو بجائے یہ کہ اپنی غلطی تسلیم کریں کچھ اس قسم کی تاویل کی جاتی ہے:

"تو اس کے جواب میں پہلی بات تو ہم اوکاڑوی صاحب سے یہ کہنا چاہیں گے کہ مصنف جہانس کی نقل کردہ عبارت کو نہ مان کر آپ نے جو مفصل عبارات نقل کی ہیں۔ ان سے بھی وہی نتیجہ نکلتا ہے جو مصنف جہانس نے اخذ کیا ہے۔ اور جب نتیجہ وہی بنتا ہے تو

غیر ضروری عبارت کو نقل کرنے کا کیا مطلب؟ ہمارا مدعا جتنی
عبارت سے ثابت ہوتا ہے وہ تو موجود ہے۔"

(سفید و سیاہ پر ایک نظر ص 77)

ہم عرض کرتے ہیں کہ جناب جس کتاب کو آپ کی طرف سے اپنے دعویٰ پر دلیل کے طور پر پیش کیا جارہا ہے اس میں تو آپ کے دعویٰ کو تہمت کہا گیا ہے، جبکہ آپ اسے سیاق و سباق سے کاٹ کر اپنے مدعا کے اثبات میں پیش کررہے ہیں تو جناب من ان نتائج میں کس طرح مماثلت ہوسکتی ہے۔؟

چلبلی طبیعت اور تھانوی کی شوخی

اس کے بعد دیوبندی مولوی لکھتے ہیں:

فاضل بریلوی کے متعلق مولانا مظہر اللہ دہلوی نے لکھا کہ فاضل
موصوف کی چلبلی طبیعت۔ (ایضا)

عرض ہے کہ چلبلی چلبلے کی تانیث ہے جس کا معنی ہے "شوخا" یعنی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں شوخی تھی، تو جناب دیوبندی مولوی جی! لیجیے آپ اپنے نیم حکیم اشرفعلی تھانوی سے پوچھ لیجیے کہ مزاج کی شوخی کیا ہوتی ہے؟ تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"مزاج کی شوخی دلیل ہے روح کے زندہ ہونے کی اور نفس کے
مردہ ہونے کی۔" (افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۳۹)

اور اگر دیوبندی مولوی کے نزدیک چلبلی (شوخ) طبیعت ہونا قابل اعتراض ہی ہے تو جناب آپ کے دیوبندی نیم حکیم اشرفعلی تھانوی بھی ایسے ہی تھے، چنانچہ تھانوی

کے بارے میں دیو بندیوں نے خود لکھا ہے کہ:

''آپ (تھانوی) کے مزاج میں شوخی تھی۔''

(حیات اشرف ص ۲۳)

لہٰذا اب جناب اپنے حکیم الامت کے متعلق بھی سوقیانہ قسم کا تبصرہ کر سکتے ہیں، پھر دیو بندی مسلک کے ایک صاحب لکھتے ہیں:

''سنبھالوں ہائے میں کیونکر اپنے اس چلبلے دل کو۔''

(کشکول مجذوب ص ۳۴۸)

اس کے بعد دیو بندی مولوی نے پھر سعیدی صاحب کی تنقید نقل کی جس کا تعلق حسب سابق عوام میں موجود برائیوں سے ہے، اور عوام کے بارے میں خود دیو بندی اصول ہم بیان کر چکے کہ اس کی ذمہ داری مسلک پر عائد نہیں ہوتی۔

اس کے بعد جناب نے ''جمال کرم'' کا ایک اقتباس نقل کیا، جب کہ یہ کتاب ہمارے نزدیک معتبر نہیں، اور اس میں بھی مسلک پر نہیں بلکہ کچھ علماء کرام پر تنقید ہے جو جناب کے دعویٰ کی دلیل نہیں۔

دیوبندی معترض، دیوبندی مولوی کے مطابق پاگل

اب تک دیو بندی معترض صاحب بے موقع و بے محل حوالہ جات نقل کیے جا رہے ہیں، جبکہ سرفراز خان صاحب لکھتے ہیں:

''بے موقع اور بے ڈھنگی بات کرنا پاگلوں کا کام ہے۔''

(ملفوظات حضرت مولانا سرفراز خان صفدر ص ۳۶۴)

لہٰذا دیو بندی مولوی ابوایوب اپنے ہی امام سرفراز خان صفدر کے مطابق پاگل ہیں۔

پیر کرم شاہ کا حوالہ اور رجوع کا اقرار

پھر مجذوبیت کے عالم میں لکھتے ہیں کہ:

''پیر صاحب علمائے دیوبند کو مسلمان سمجھتے تھے۔''

(دست و گریباں ج ۱ ص ۲۹)

یہ بھی جناب کی غلط فہمی ہے، پیر کرم شاہ صاحب نے صرف تحذیر الناس کی عبارات کے متعلق متنازعہ بیان دیا تھا، اور اس پر بھی جناب نے سخت قسم کی تنقید کی تھی، جس وجہ سے خالد محمود نے لکھا کہ:

لیکن کیا یہ مقام افسوس نہیں کہ پیر کرم شاہ صاحب اپنے موقف پر جم نہ سکے اور مریدوں کے جمگھٹے میں انہیں بھی بریلوی دھارے میں بہنا پڑا اور امت مسلمہ کو تھوک تکفیر کا صدمہ ہر چھوٹے بڑے بریلوی کے ہاتھوں سہنا پڑا۔ (مطالعہ بریلویت ج ۱ ص ۲۱۳)

اس حوالہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جناب کے گھر والوں کو یہ اقرار ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب نے رجوع کر لیا تھا، لہٰذا جناب پیر صاحب کی عبارات کو اپنے حق میں پیش نہیں کر سکتے۔ پھر پیر صاحب لکھتے ہیں:

قرآن کریم کی آیات طیبات اور ان احادیث صحیحہ کے بعد کسی سے اپنے مومن ہونے کا سرٹیفکٹ لینے کیلئے یا زبان پر لانے کیلئے بھی تیار نہیں کہ شیطان کا علم فخر عالم سے زیادہ یا ایسا علم تو گاؤخر اور ہر سفیہ کو بھی حاصل ہے (العیاذ باللہ)

(تفسیر ضیاء القرآن ج 2 ص 684)

معترض نے اس کے بعد جو عبد الحکیم اختر صاحب کی تنقید کی، اس کا تعلق بھی علماء کرام میں پائی جانے والی سستی ہے مسلک پر تبصرہ نہیں، اور یہ ماضی کے حالات تھے، اب تو صورتحال یکسر بدل چکی ہے۔ مفتی مظہر اللہ صاحب وغیرھما کے حوالے سے جو بات نقل کی ہے وہ درست ہے کہ بریلویت کوئی فرقہ نہیں بلکہ یہ مخالفین کا دیا ہوا نام ہے، اصل میں یہ مسلک اہل سنت ہی ہے جیسا کہ سابقہ صفحات پر دیوبندی حوالہ جات سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔

ابوالخیر کے حوالے کا رد دیوبندی گھر سے

اس کے بعد جناب نے ابوالخیر زبیر صاحب کے حوالہ سے نقل کیا کہ:

''مسلک رضا والے اعلی حضرت کو نبیوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔''

(دست و گریباں ج ۱ ص ۳۴)

اس الزام کے متعلق ہم بجائے خود کچھ کہنے کے، دیوبندی خالد محمود صاحب کا ہی بیان نقل کرتے ہیں، وہ رقم طراز ہیں کہ:

''ہم سمجھتے ہیں کہ پوری دنیا میں کوئی ایسا بریلوی نہ ہوگا جس کا یہ عقیدہ ہو۔ ہاں الزام کی لٹک ایک ایسی لٹک ہے، جس سے ہر شخص دوسرے کے بارے جو چاہے کہہ سکتا ہے۔''

(مطالعہ بریلویت ج ۸ ص ۳۹)

تو دیوبندی مولوی ابوایوب کی بے بنیاد دلیل کا رد خود اس کے ابا حضور جناب خالد محمود دیوبندی ہی نے کر دیا ہے، لہٰذا ہم امید کرتے ہیں کہ دیوبندی حضرات اس قسم کے اعتراضات سے پرہیز کریں گے۔

"مجالس علماء" کتاب کے حوالے کا جواب

اس کے بعد دیوبندی مولوی نے جو"مجالس علماء" نامی کتاب کا حوالہ دیا تو عرض ہے کہ اس کے مؤلف مختار احمد حق ہیں، جو ہمارے مسلک کی مقتدر شخصیت نہیں، لہٰذا ان کی مرتب شدہ کتب کے جوابدہ ہم نہیں۔

پھر پیر نصیر الدین صاحب کا شمار بھی جمہور کے نزدیک اکابرین میں نہیں ہوتا اس کے علاوہ عون سعیدی صاحب کا تعلق بھی طاہر القادری سے ہے، اور وہ اسے سنی سمجھتے ہیں، اس لیے جناب ہمارے لیے حجت نہیں، باقی بقول قاضی صاحب عوام کی خرافات کا ذمہ دار مسلک کو ہرگز نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

وہابیت و دیوبندیت کیا ہے؟

دیوبندی مولوی صاحب کے رد پر اب ہمیں بھی یہ حق ہے کہ ہم بھی الزاماً دیوبندیت کے بارے میں کچھ عرض کریں۔ تو عرض ہے کہ "دیوبندی مذہب" وہابیت کا وہ خطرناک گروہ ہے جو ائمہ اہلِ سنّت کے مقلد ہونے کے مدعی ہیں، بظاہر نجد کے وہابیوں اہلِ حدیثوں کی طرح ترکِ تقلید نہیں کرتے بلکہ خود کو حنفی المذہب ظاہر کرتے ہیں جس کی وجہ سے عام سنی مسلمان آسانی سے ان کو پہچان نہیں سکتے، بلکہ ان کے فریب میں آجاتے ہیں۔ دیوبندیت "وہابیت" ہی کی شاخ ہے اور اعتقادات و نظریات میں ان کی تقریباً یکسانیت ہے، یوں سمجھئے کہ بظاہر دو قلب اور ایک جان ہو کر دین اسلام مسلکِ حق اہلِ سنّت والجماعت کے خلاف سرگرم ہیں۔

دیوبندیت کا تعلق نجد کے "وہابی مذہب" سے ہے، جس کے بانی محمد بن عبد

الوہاب نجدی ہیں۔ ہندوستان میں اس مذہب کی بنیاد شاہ اسماعیل دہلوی مصنفِ تقویۃ الایمان نے رکھی اور پھر آگے چل کر ان کے پیرو کار دار العلوم دیوبند کے قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرفعلی تھانوی اور ان کے خلفاء، تلامذہ اور ہم مسلک علماء بنے۔

اسماعیل دھلوی و محمد بن عبد الوھاب مسلک و موقف میں یکساں

علماء دیوبند کے معتبر اکابر بزرگ منظور نعمانی صاحب کہتے ہیں کہ:

''شیخ محمد بن عبد الوہاب [نجدی] اور ان کے سلسلہ کے اکابر علماء کی کتابیں دیکھنے کے بعد یہ حقیقت بغیر کسی شک وشبہ کے سامنے آجاتی ہے کہ...... بنیادی طور پر ان کا پیغام وہی تھا جو ''تقویۃ الایمان'' کے ذریعے شاہ اسماعیل شہیدؒ نے ہندوستان کے بگڑے ہوئے مسلمانوں کو دیا تھا۔ بعد میں شاہ اسماعیل شہید کی اسی دعوت اور پیغام کے علمبردار جماعت دیوبند کے اکابر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور ان کے خلفاء و تلامذہ بھی رہے۔''

(''شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق'' صفحہ ۷۴)

تو اس حوالے سے بالکل واضح ہو گیا کہ دیوبندیت کی بنیاد وہابیت ہی ہے۔

بلکہ منظور نعمانی دیوبندی کہتے ہیں کہ:

میں نے محمد بن عبد الوہاب، ان کے فرزندوں، تلامذہ اور حلقہ کے بعض مصنفین کی کتابیں پڑھیں تو میری ''رائے یہ قائم ہوئی کہ

اُن کا مسلک و موقف قریب قریب وہی ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ، اُن کے تلامذہ حافظ ابن القیم وغیرہ کا ہے...... جو شاہ اسماعیل شہید کا ''تقویۃ الایمان'' میں ہے۔'' ملخصاً

(شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق صفحہ ۱۲، ۱۳)

علماء دیوبند کے امام رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ہے کہ:

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور ان کا مذہب حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے تھے، مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا اور عقائد سب کے متحد ہیں، اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۹۷)

اسی صفحہ پر گنگوہی صاحب کا فتویٰ موجود ہے کہ:

''محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت و شرک سے روکتا تھا مگر تشدد اس کے مزاج میں تھی۔'' (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۹۷)

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں کہ:

''نجدی عقائد کے معاملہ میں تو اچھے ہیں۔''

(افاضات الیومیہ حصہ ۴ ص ۶۳)

اسی طرح ایک اور مقام پر انہی نجدیوں کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''خدا معلوم کیا ذہن میں آیا ہو گا جس کی بناء پر یہ کہا گیا ویسے تو عقائد میں نہایت ہی پختہ ہیں۔ (افاضات الیومیہ حصہ ۴ ص ۷۷)

منظور نعمانی دیوبندی کہتے ہیں کہ:

''اس عاجز کو شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی جماعت کے بعض دیگر علماء کی کچھ کتابوں کے مطالعہ کا بھی موقع ملا اُن کی تاریخ اور سوانح کے سلسلہ میں بھی بعض چیزیں پڑھیں، ان کے بعض سخت مخالفین کی تصانیف بھی دیکھی ہیں۔ ان سب چیزوں کے مطالعہ کے بعد راقم سطور [منظور نعمانی] اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ہمارے شیخ المشائخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ان کی جماعت سے متعلق ایک استفسار کا جواب دیتے ہوئے مختصراً الفاظ میں جو کچھ تحریر فرمایا وہ نہایت محققانہ اور مبصرانہ رائے ہے۔ حضرتؒ کا وہ جواب......ایک دفعہ پھر پڑھ لیں۔ ''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، اُن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب حنبلی تھا البتہ اُن کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اوران کے مقتدی اچھے ہیں، مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا۔ فتاویٰ رشیدیہ۔

(شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علماء حق ۴۸، ۴۹)

علماء دیوبند کے نزدیک شیخ نجد اوران کی کتب

ایک مقام پر منظور نعمانی بانیٔ وہابی مذہب محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

''ان کے بارے میں جو بھی باتیں مشہور ہیں وہ پروپیگنڈہ ہے

افسوس ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان کے بہت سے وہ صحیح العقیدہ
اور صحیح الخیال علماء بھی ...... شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی دعوت و
جماعت کے خلاف اس گمراہ کن عالمگیر پروپیگنڈے سے متاثر
ہوئے۔ (مذکورہ ۲۰)

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی صحیح العقیدہ شخص تھا۔ منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ان کا مسلک اور دین کے بارے میں ان کا طرز فکر بنیادی طور
پر وہی ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے تلامذہ حافظ ابن
القیم وغیرہ کا ہے اور ہمارے اساتذہ واکابر کا رویہ اِن حضرات
کے بارے میں یہ ہے کہ (بہت سارے مسائل اور تحقیقات میں
اختلاف کے باوجود) ان کو اکابر علماء امت میں شمار کرتے ہیں اور
اُن کا نام عزت واحترام سے لیتے ہیں۔'' (مذکورہ ۵۰)

منظور نعمانی دیوبندی کہتے ہیں کہ:

''مجھے اپنے خاص استاذ اور مربی حضرت مولانا کریم بخش سنبھلیؒ
کے تلمذ اور مستقل طور پر اُن کے ساتھ رہنے کی سعادت نصیب
ہوئی (جو اپنے زمانہ کے مشہور اصحاب درس علماء راسخین میں سے
اور شیخ الہند حضرت مولانا حسن دیوبندیؒ کے ممتاز تلامذہ میں سے
تھے۔ استاذ مرحوم پر شرک وتوحید اور سنت وبدعت کے باب میں
اپنے اسلام میں سے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور حضرت مولانا

رشید احمد گنگوہی کا رنگ غالب تھا، یاد آتا ہے کہ سب سے پہلے
انہی سے میں نے شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ان کی تصنیف ''
کتاب التوحید'' کے متعلق اچھی رائے سنی۔......استاذ مرحوم''
کتاب التوحید'' کی جس طرح تعریف فرماتے تھے اُس کی بنا پر
میرا اندازہ ہے کہ اس کا انہوں نے مطالعہ فرمایا تھا۔

(شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق صفحہ ۱۱)

ہند میں وہابیت کی بنیاد اسماعیل دہلوی نے رکھی

ہندوستان میں وہابی مذہب کی بنیاد شاہ اسماعیل دہلوی نے رکھی، اہلِ سنّت والجماعت
کے مذہب سے انکار کیا اور وہابیت کی اشاعت شروع کردی۔

☆ دیوبندی پیر و مرشد حضرت حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

اسماعیل دہلوی نے اپنے بزرگوں کے مسلک کا انکار کیا۔ ملخصاً

[شمائم امدادیہ ص ۶۲، امداد المشتاق ص ۷۹]

☆ ''شاہ عبدالقادر (دیوبندی) نے اسماعیل دہلوی کو فتنہ باز قرار دیا۔ ملخصاً

[ارواح ثلاثہ ص ۹۸، اَشرفعلی تھانوی]

☆ '' اسماعیل دہلوی نے جب رفع یدین شروع کیا تو خود ان کے اپنے چچا شاہ عبد
القادر صاحب نے انہیں فسادی قرار دیا انہوں نے کہا کہ:

اس سے مفسدہ پیدا ہوگا...... کیا فائدہ ہے خواہ مخواہ عوام میں
شورش ہوگی...... اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہوگا۔ ملخصاً

[بوادر النوادر ص ۳۶۹، دیوبندی اَشرفعلی تھانوی]

امت مسلمہ میں شورش کا یہ سلسلہ دہلوی صاحب نے جاری رکھا، اور پھر ایک کتاب ''تقویۃ الایمان'' لکھی جس کے بارے میں خود دہلوی صاحب نے کہا تھا کہ اس کتاب سے امت مسلمہ میں شورش ہوگی۔

☆ دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب کی کتاب میں ہے کہ:

''مولوی اسماعیل صاحب نے تقویۃ الایمان...... لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا...... ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے، ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی...... گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔'' (ارواح ثلاثہ صفحہ ۸۴)

حتیٰ کہ اس وقت کے بڑے بڑے علماء و اکابرین جو کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور بعض اسماعیل دہلوی کے رشتہ دار بھی تھے، انہوں نے اسماعیل دہلوی کا رد کیا اور اس کے خلاف مناظرہ کر کے اس کو شکست دی۔

☆ ابوالکلام آزاد دیوبندی صاحب کا بیان ہے کہ:

''مولانا محمد اسماعیل شہید...... نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھی اور ان کے اس مسلک کا ملک بھر میں چرچا ہوا، تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی۔ ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی مولانا

منور الدین نے دکھائی۔متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۸ھ والا
مشہور مباحثہ جامع مسجد کیا۔تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا
۔پھر حرمین سے فتویٰ منگایا۔......جامع مسجد کا شہرہ آفاق مناظرہ
ترتیب دیا جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی
تھے اور دوسری طرف مولانا منور الدین اور تمام علمائے دہلی۔"
(آزاد کی کہانی آزاد کی زبانی ص36)

یہ مناظرہ اس وقت ہوا جب امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے لہٰذا ہند میں سنی اور وہابی اختلاف ان کی پیدائش سے بھی قبل دہلوی کا پیدا کردہ ہے۔

تقویۃ الایمان پر دیوبندیوں کا ادھورا ایمان

شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں علماء دیوبند نے مسلک و اکابر پرستی کے جوش میں یہ فتویٰ جاری کر دیا کہ:

تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں
لاجواب ہے استدلال اس کا بالکل کتاب اور احادیث سے ہے
اس کا رکھنا اور پڑھنا اور اس پر عمل کرنا **عین اسلام** ہے اور
موجب اجر کا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ۲۱۹ از رشید احمد گنگوہی۔تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۲۳۴)

لیکن خود علماء دیوبند اس عین اسلام سے مکمل اتفاق نہیں کر سکے اور بعض عبارات، جملوں، الفاظ و انداز سے اختلاف کرنے پر مجبور رہے اور ہیں کیونکہ گستاخیوں کا دفاع کیونکر ممکن ہے۔

☆ رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے مطابق "تقویۃ الایمان" کے بعض مسائل میں بظاہر تشدد ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۲۶)

☆ اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے مطابق "تقویۃ الایمان میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہیں۔" (امداد الفتاویٰ جلد ۴ ص ۱۱۵)

☆ انور شاہ کشمیری دیوبندی کہتے ہیں کہ "میں تقویۃ الایمان سے زیادہ راضی نہیں ہوں [ملفوظات محدث کشمیری صفحہ 204)

☆ آگے لکھا کہ "پھر حضرت نے فرمایا کہ میں اس لیے راضی نہیں ہوں کہ محض ان عبارات کی وجہ سے بہت سے جھگڑے ہو گئے ہیں ......اور یہی بات کہ "میں راضی نہیں ہوں اس رسالہ سے مجھے مرحوم حضرت مولانا نانوتوی سے بھی پہنچی ہے۔

(ملفوظات محدث کشمیری 204,205)

وھابیوں کی توحید کے نام پر بزرگوں کی توھین

دہلوی صاحب نے کتاب تقویۃ الایمان لکھی جس میں توحید وشرک کے نام پر اللہ تبارک وتعالیٰ، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کی شان میں گستاخیاں کی گئیں ۔چونکہ دیوبندیت وہابیت ہی کی جڑ ہے اوران کا کام توحید کے نام سے گستاخیاں کرنا ہے۔علماء دیوبند کے مفتی سعید صاحب لکھتے ہیں کہ:

> ہمارے ملک میں دیوبندیت کو...... جس مسلک یا عقیدے نے بہت نقصان پہنچایا ہے، وہ وہابیت ہے۔اسی کا اثر ہے......اولیاء اللہ کا توسل، اہل اللہ کا ادب، شعائر اللہ کا احترام اور چھوٹے بڑے کی تمیز اٹھ جانے کا ایک سبب وہ وہابیت کا اثر ہے، جو

ہمارے مدارس میں گھس آئی ہے۔ اور توحید کے نام پر طلباء، حضرات اولیاء کرام رحمہم اللہ کو گستاخ آمیز جملوں کا نشانہ بنانے لگے ہیں۔ (دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے صفحہ 14)

علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی نے تو وہابی کا معنی ہی بے ادب بتایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ

"وهابی کا معنیٰ هیں بے ادب با ایمان۔"

(الافاضات الیومیہ ۲/۲۰۷)

بہرحال ہم یہاں ان کی کتب کی گستاخانہ عبارات، عقائد و نظریات میں نہیں پڑتے، بلکہ اپنی بات کو مکمل کرتے ہیں کہ ہندوستان میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مذہب کی بنیاد شاہ اسماعیل دہلوی نے رکھی، دہلوی اور شیخ نجدی کا مسلک و مذہب تقریباً ایک ہی تھا۔ منظور نعمانی کہتے ہیں کہ:

> میں نے محمد بن عبدالوہاب، ان کے فرزندوں، تلامذہ اور حلقہ کے بعض مصنفین کی کتابیں پڑھیں تو میری "رائے یہ قائم ہوئی کہ اُن کا مسلک وموقف قریب قریب وہی ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، اُن کے تلامذہ حافظ ابن القیمؒ وغیرہ کا ہے...... جو شاہ اسماعیل شہیدؒ کا "تقویۃ الایمان" میں ہے"۔ ملخصاً

(شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق صفحہ ۱۲، ۱۳)

گنگوهی ونانوتوی کا قائم کرده نیا دین

مولوی زکریا صاحب نے ایک مجلس [جس میں مولوی منظور نعمانی اور مولوی ابوالحسن ندوی بھی شامل تھے] میں ارشاد فرمایا:

"ہمارے اکابرین حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی نے جو **دین قائم کیا** تھا۔ اس کو مضبوطی سے تھام لو۔اب رشید و قاسم پیدا ہونے سے رہے پس ان کے اتباع میں لگ جاؤ۔"
(صحبتے اولیاء صفحہ نمبر ۱۲۵)

معلوم ہوا کہ قاسم نانوتوی اور گنگوہی نے دین قائم کیا،اور وہ دین اسلام کے خلاف ہے جس کا نام وہابیت ہے۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ"میرا دین ومذہب جو میری کتابوں" پر اعتراض کرنے والے دیوبندی یہاں پر دیکھیں کہ"گنگوہی و نانوتوی نے جو دین قائم کیا" ان دونوں عبارات میں کون سی عبارت قابلِ گرفت ہے؟

آپ ہی اپنی جفاؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہوگی

وھابیت شیخ نجد اور دھلوی کے بعد دار العلوم دیوبند

ہم پہلے بھی منظور نعمانی دیوبندی کے حوالہ سے یہ عرض کر چکے کہ انہوں نے کہا"شیخ محمد بن عبدالوہاب [نجدی] اور ان کے سلسلہ کے اکابر علماء کی کتابیں دیکھنے کے بعد یہ حقیقت بغیر کسی شک وشبہ کے سامنے آجاتی ہے کہ...... بنیادی طور پر ان کا پیغام وہی تھا جو"تقویۃ الایمان" کے ذریعے شاہ اسماعیل شہیدؒ نے ہندوستان کے بگڑے ہوئے مسلمانوں کو دیا تھا۔بعد میں شاہ اسماعیل شہید کی اسی دعوت اور پیغام کے علمبردار جماعت دیوبند کے اکابر مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی اور ان کے خلفاء وتلامذہ بھی رہے"(حوالہ گزر چکا)۔اسی وہابی مذہب کی بنیاد ہند میں اسماعیل دہلوی نے رکھی اور پھر آگے چل کر اس کی مکمل تبلیغ واشاعت دار العلوم دیوبند کے علماء و

اکابرین نے کی۔اور ہند میں بڑے دھوم دھام سے یہ اعلان کیا کہ نجدیوں وہابیوں کے عقائد عمدہ ہیں گنگوہی نے کہا:

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اوران کا مذہب حنبلی تھا۔البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اوران کے مقتدی اچھے تھے (فتاویٰ رشیدیہ)''محمد بن عبدالوہاب...... وہ اچھا آدمی تھا۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

تھانوی نے کہا:

''نجدی عقائد کے معاملہ میں تو اچھے ہیں۔''(افاضات الیومیہ حصہ ۴ ص ۶۳)''ویسے تو عقائد میں نہایت ہی پختہ ہیں۔

(افاضات الیومیہ حصہ ۴ ص ۷۷)

حتیٰ کہ علماء دیوبند نے قسمیں اٹھا اٹھا کر اس بات کا اقرار کیا کہ ہم وہابی یعنی محمد بن عبدالوہاب کے مقتدی، ہم مسلک، اس کے تابع وموافق ہیں۔

☆ دیوبندی مولوی منظور نعمانی لکھتے ہیں کہ:

''اور ہم خود اپنے بارہ میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔''(سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۱۹۰)

☆ اسی طرح تبلیغی جماعت کے تبلیغی نصاب، فضائل اعمال، فضائل صدقات، فضائل صحابہ، فضائل حج کے مصنف دیوبندی مولوی زکریا نے کہا ہے کہ:

''میں خود تم سب سے بڑا وہابی ہوں۔(سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۹۲)

☆ دیوبندیوں کے حکیم اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

ایک دفعہ جامع مسجد میں چند عورتیں نیاز کی جلیبیاں لائیں تو

دیوبندی طالب علموں نے لیکر بغیر اجازت کھا پی گئے جس پر سخت ہنگامہ ہوا تب ''حضرت والا نے ان لوگوں کو سمجھا دیا کہ بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو اس سے بھی انھوں نے حضرت والا کو تو وہابی نہ سمجھا ان طالب علموں ہی کو سمجھا۔ (اشرف السوانح جلد ا صفحہ ۴۸)

☆ اشرف علی تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ:

''میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں۔ پھر دیکھو خود ہی سب وہابی بن جائیں۔

(الافاضات الیومیہ۔ حصہ ۲ / ۷۵)

اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ:

''ایک صاحب بصیرت و تجربہ کہا کرتے تھے کہ ان دیوبندیوں وہابیوں کو اپنی قوت معلوم نہیں۔

(الافاضات الیومیہ جلد ۵ ص ۲۴۹)

محمد بن عبد الوهاب کے مقتدی، هم مسلک کو وهابی کهتے هیں

(1) علماء دیوبند کے رشید احمد گنگوہی نے لکھا:

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔''

(فتاوی رشیدیہ صفحہ ۲۹۷)

(2) دیوبندی حکیم اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

''اس لقب (وہابی) کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص مسلک میں ابن عبد

الوہاب کا تابع یا موافق ہو“ (امدادالفتاویٰ ۵ / ۲۳۳)

(3) علماء دیوبند کے فتاویٰ حقانیہ میں بھی لکھا ہے کہ:

”وہابی اصل میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکاروں کو کہا جاتا ہے۔“ (فتاویٰ حقانیہ جلد ا ص ۱۴۳)

معلوم ہوا کہ ”وہابی“ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں، یا اس کے تابع، موافق، پیروکاروں کو کہا جاتا ہے۔ لہذا وہابی اکابرین نے نہ صرف محمد بن عبدالوہاب نجدی کو اچھا کہا اور اس کے عقائد و نظریات کو اچھا کہہ کر تسلیم کیا بلکہ قسمیں کھا کھا کر خود کو وہابی یعنی اس کے پیروکار ہونے کا اعلان بھی کیا۔ یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ دیوبندی حضرات نے اپنے وہابی مخالف ہونے پر جو بزعم خود دلائل پیش کیے ہیں، ان کا تجزیہ ہم دوسری جلد میں ہدیۂ قارئین کریں گے۔

دیوبندی وهابی اپنی مصدقہ کتاب کے مطابق شیطانی فرقہ

علماء دیوبند کے مناظر و ترجمان محمد امین صفدر اوکاڑوی لکھتے ہیں کہ:

حضرت مولانا منصور علی خان نے الفتح المبین، علماء اور مفتیان کرام کے سامنے پیش کی، وقت کے ایک سو چار مفتی صاحبان نے اس کتاب کی توثیق و تصدیق فرمائی ...... علمائے حرمین شریفین نے احناف کی کتاب الفتح المبین کی تائید و تصدیق فرمائی۔

(تجلیات صفدر جلد پنجم ۴۲۲)

دیوبندیوں کی اسی مصدقہ کتاب میں 104 علماء نے نبی پاک ﷺ کی حدیث لکھ کر

وہابی فرقے کو شیطانی امت قرار دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"ھناك الزلازل و الفتن و بھا یطلع قرن الشیطان"
یعنی ملک نجد میں زلزلے اور فتنے اٹھیں گے اور اُس سے نکلے گی **امت شیطان کی**، سو موافق اس خبر مخبر صادق کے **گروہ وھابیہ** جو پیرو محمد بن عبدالوہاب کے ہیں۔"

(فتح المبین ص ۴۲۸)

پتا چلا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جس "شیطانی گروہ" کی خبر دی تھی وہ گروہ دیوبندیوں کی مصدقہ کتاب کے 104 علماء کے مطابق "وہابیہ کا گروہ" ہے اور دیوبندیوں کا اسی سے تعلق ہے۔ دیوبندیوں کے بڑے بڑے علماء واکابرین نے بڑے فخر کے ساتھ اور قسمیں اٹھا اٹھا کر کہا کہ ہمارا تعلق اسی شیطانی امت یعنی "وہابیہ" ہی سے ہے۔

دیوبندیت مذموم اختلاف کی بنا پر دیوبندی فتوے سے گمراہ

دیوبندیوں کے محمد الیاس گھمن صاحب لکھتے ہیں کہ:

"گمراہی کا پہلا زینہ اور اول سبب آپس کا وہ مذموم اختلاف ہے جو محض عدم تحقیق، خواہشاتِ نفسانی اور ذاتی اغراض و مقاصد پر مبنی ہو۔ چنانچہ حدیث مبارک میں ہے "ما ضل قوم بعد ھدی کانوا علیہ الا اوتو الجدل "جامع الترمذی : سورۃ الزخرف۔" کہ قوم کوئی ہدایت پانے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں ہوتی جب تک اس میں جھگڑا نہیں شروع ہو جاتا۔

(دست وگریباں جلد ۱)

دیوبندیوں کے مفتی محمد سعید خان اپنے دیوبندی مسلک کے مذموم اختلافات و جھگڑوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

چنانچہ آج ہم جس دیوبندیت کو دیکھتے ہیں یہ وہ مسلک نہیں ہے، جو اس مدرسے کے بانیان و سرپرستان کا تھا وہ عقائد نہیں ہیں جو حضرت مجدد اور شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ کے تھے۔...... اس مسلک دیوبندیت میں تین دراڑیں پڑیں، عقیدہ میں بھی دراڑ پڑی، علم میں بھی دراڑ پڑی، اور سلوک و احسان میں بھی دراڑ پڑی اور یہ دراڑیں ان علماء کرام نے ڈالیں جو اپنے آپ کو دیوبند سے منسوب کرتے تھے اور ہیں اور انہوں نے ہی عوام کو گمراہ کیا۔

(دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے صفحہ 7)

دیوبندی مفتی سعید خان نے اقرار کیا کہ دیوبندیت میں دراڑیں یعنی اختلافات پڑ چکے ہیں۔ اور محمد الیاس گھمن دیوبندی کی بیان کردہ حدیث کے مطابق ان اختلافات کی بنا پر دیوبندیت مزید گمراہ فرقہ بن چکا ہے۔

دیوبندی حیاتی اور دیوبندی مماتی اختلافات اور جنگ و جدال

دیوبندی مفتی صاحب کہتے ہیں کہ:

"اپنے اکابر یعنی اھل السنۃ والجماعۃ کے مسلک سے انحراف اور عقیدے میں پہلی دراڑ اس وقت پڑی جب یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی نوعیت کیا ہے......

ایک مکمل جماعت نے اس عقیدے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا
ہے...... مسئلہ گلی کوچوں تک پہنچا اور پھر یہی خلیج وسیع تر ہوتی چلی گئی
۔اور اب حال یہ ہے کہ دونوں فرقے اپنے آپ کو دیو بند ہی سے
منسوب کرتے ہیں، انہی اکابرین دیو بند رحمہم اللہ کے نام لیوا ہیں
(دیو بندیت کی تطہیر ضروری ہے صفحہ 8)

اس اختلاف کی بنا پر دیو بندیت دو مزید فرقوں میں تقسیم ہوگئی ایک حیاتی دیو بندی کہلائے اور دوسرے مماتی دیو بندی کہلائے۔اب ان کے آپس کے اختلافات میں اس قدر شدت آچکی ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں تک نہیں پڑھتے۔

دیوبندیوں کی دیوبندیوں کے پیچھے بھی نمازیں نہیں ہوتیں

دیو بندی مسلک کے علماء کے آپس میں یہ اختلافات اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ اب دیو بندی حیاتی اور دیو بندی مماتی ایک دوسرے کو بدعتی و گمراہ [اور بعض مسائل میں کافر و مشرک تک] قرار دیتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے جنگ و جدال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، اور ایک دوسرے کی اقتداء میں نمازیں بھی نہیں پڑھتے

دیو بندی مولانا ابو معاویہ نور اللہ شیدی نے لکھا کہ:

”مفتیان کرام نے فتاویٰ لکھے کہ منکرین حیات النبی [یعنی مماتی دیو بندی] اہل السنۃ والجماعت سے خارج ہیں اور گمراہ ہیں ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔

(عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور قائدین امت صفحہ 16، 17)

٭مزید اسی کتاب کے صفحہ 24 پر بھی یہی ایسا ہی فتویٰ موجود ہے۔
٭اسی طرح دیوبندی امام سرفراز صفدر صاحب ''المسلک المنصور ص ۴۸، ۴۹''
٭اور انہی سرفراز صفدر صاحب دیوبندی نے ''تسکین الصدور صفحہ ۴۹، ۵۰'' پر اسی طرح کا فتویٰ اپنے ہی دیوبندیوں کے خلاف پیش کیا۔

دیوبندی مفتی کے مطابق دیوبندیت میں ناصبیت کی دراڑیں

٭دیوبندی عقیدے میں دوسری دراڑ یہ پڑی کہ ان میں سے بعض حضرات نے سانحہ کربلا کو بغاوت قرار دیا۔ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی صحابیت کا انکار اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص، خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ترجیح دینا اور یزید کو امیر المومنین اور ایک خدا ترس انسان ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ یہ وہ دراڑ تھی جس نے دیوبندیت جیسی مخمل کی چادر میں ناصبیت کا پیوند لگایا، اور اب ہمارے دیار و امصار میں یہ حال ہے کہ یہ دیوبند کے مشبین ردِ شیعیت میں جب تک اپنا تعلق ناصبیت سے نہ جوڑ لیں، ان کی تردید مکمل نہیں ہوتی، چنانچہ اعتدال جو دیوبندیت اور اھل السنۃ والجماعۃ کا شعار تھا وہ جاتا رہا۔
(دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے صفحہ 8)
حیاتی دیوبندی مولانا صاحب نے تو اپنے مماتی دیوبندی کے رہنما [ماہنامہ ''تعلیم القرآن'' راولپنڈی کے مدیر مولانا عطاء اللہ بندیالوی مماتی دیوبندی] کو یزید قرار دیا ، لکھتے ہیں کہ:

''بندیالوی صاحب کا شمار خیر سے ان پتھریوں میں ہوتا ہے جو

یزیدی بھی ہیں''۔

(علماء دیو بند کا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی صفحہ 26)

دیوبندی مفتی کے مطابق دیوبندیت میں وھابیت کی دراڑیں

دیو بندی مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ہمارے ملک میں دیوبندیت کو ان نواصب کے علاوہ جس مسلک یا عقیدے نے بہت نقصان پہنچایا ہے، وہ وہابیت ہے۔ اسی کا اثر ہے ......اس مسلک کے علماء بھی اب......اولیاء اللہ کا توسل، اہل اللہ کا ادب، شعائر اللہ کا احترام اور چھوٹے بڑے کی تمیز اٹھ جانے کا ایک سبب وہ وہابیت کا اثر ہے، جو ہمارے مدارس میں گھس آئی ہے۔ اور توحید کے نام پر طلباء، حضرات اولیاء کرام رحمہم اللہ کو گستاخ آمیز جملوں کا نشانہ بنانے لگے ہیں۔

(دیو بندیت کی تطہیر ضروری ہے صفحہ 14)

حیرت ہے کہ مفتی صاحب وہابیت کو نقصان دہ قرار دے رہے ہیں جبکہ اکابرین علماء دیو بند نے قسمیں اٹھا اٹھا کر کہا کہ ہم وہابی ہیں۔ جس کا ذکر ہم سابقہ صفحات پر کر چکے۔

لفظ "دیوبندی" گروہ بندی، فرقہ واریت، الگ فرقہ کی علامت

دست وگریباں (ص ۳۳) کے مصنف کو یہ اختلاف تو نظر آیا کہ بعض سنی علماء نے بریلوی کہنے سے منع کیا۔ لیکن اس سے بڑھ کر شدید قسم کا فتویٰ خود علماء دیو بند کے مفتی

اعظم بلکہ ایک بھی نہیں دو، دو دیوبندی مفتی اعظم صاحبان کا متفقہ فتوی خود علماء دیوبند کو نظر نہیں آتا۔

دیوبندیوں کے مفتی اعظم محمد رفیع عثمانی فرماتے ہیں کہ:

''طالب علمی کے زمانے میں میں اپنے نام کے ساتھ ''دیوبندی'' لکھا کرتا تھا۔اور مجھے اس کا حق بھی تھا کیونکہ دیوبند میرا وطن تھا۔والدمحترم رحمۃ اللہ علیہ [دیوبندی مفتی اعظم شفیع] نے طالب علمی کے زمانے میں مجھے اس سے منع نہیں فرمایا،لیکن میں دار العلوم میں مدرس ہوگیا تو مجھے منع کرتے ہوئے ایک روز فرمایا کہ اپنے نام کے ساتھ ''دیوبندی'' مت لکھا کرو۔اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس سے گروہ بندی اور فرقہ واریت کی بو آتی ہے۔ہم اپنے آپ کو ''دیوبندی'' کیوں کہیں؟ دیوبندی کہنے کا مطلب تو یہ ہوگا کہ ہم باقی اہلِ اسلام سے کچھ الگ لوگ ہیں۔ہمارا کوئی الگ فرقہ ہے حالانکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ادنیٰ غلام ہیں،ان کی سنت کے پرستار ہیں اور ان کے ناموس پر سب کچھ قربان کرنے والا بننا چاہتے ہیں تو ہم اپنا الگ نام ''دیوبندی'' کیوں رکھیں۔'' (اصلاحی تقریریں جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱،۱۵۲)

ہم آہ بھی کریں تو ہو جاتے ہیں بد نام
وہ قتل بھی کریں تو چرچا نہیں ہوتا

یہی نہیں مزید اس سے آگے ''دیوبندی'' لکھنے کو اسلام میں گروہ بندی قرار دیا کہتے ہیں

کہ:

''یہ دیوبند کا مزاج ہے، دیوبند میں فرقہ واریت کی کہیں کوئی تعلیم نہیں تھی۔ اکابر دیوبند میں سے کوئی بھی مسلک کی بنیاد پر اپنے نام کے ساتھ دیوبندی نہیں لکھتا تھا کیونکہ اسلام میں گروہ بندی جائز نہیں ہے بلکہ بہت بدترین گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔...... اسی لیے والد صاحب [مفتی محمد شفیع] نے مجھے فرمایا کہ تم اپنے نام کے ساتھ ''دیوبندی'' مت لکھا کرو۔ چنانچہ اس روز سے میں نے اپنے نام کے ساتھ ''دیوبندی'' لکھنا چھوڑ دیا۔''

(اصلاحی تقریریں جلد ہفتم صفحہ ۱۵۲۔۱۵۲)

معلوم ہوا کہ وہابیت و دیوبندیت اول تا آخر فتنہ و فساد کا پلندہ ہے۔ اور بقول دیوبندی مفتی اعظم ''دیوبندی'' کہلانا اسلام میں گروہ بندی کرنا ہے۔ بہر حال ہم انہی حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ عزوجل دیوبندی مذہب کے بارے میں تفصیلی مضمون اسی کتاب کی اگلی جلدوں میں لکھا جائے گا۔ تاکہ مسلمان حق و باطل کی پہچان کر سکیں، اور ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے دین حق مسلک اہلِ سنّت و الجماعت حنفی [یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والوں] کے عقائد و نظریات پر قائم و دائم رہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

دیوبندیوں کے نام نہاد مناظر محمد ابوایوب صاحب کی کتاب ''دست و گریباں'' پر دیوبندی الیاس گھمن صاحب کی تقریظ موجود ہے جس میں گھمن صاحب فرماتے ہیں کہ:

''گمراہی کا پہلا زینہ اور اول سبب آپس کا وہ مذموم اختلاف ہے جو محض عدم تحقیق، خواہشاتِ نفسانی اور ذاتی اغراض و مقاصد پر مبنی ہو۔ چنانچہ حدیث مبارک میں ہے "ما ضل قوم بعد هدى كانوا عليه الا اوتوا الجدل" جامع الترمذی: سورۃ الزخرف۔'' کہ قوم کوئی ہدایت پانے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں ہوتی جب تک اس میں جھگڑا نہیں شروع ہو جاتا۔ اہل بدعت [الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والا حساب ہے، دیوبندی ہم سنیوں کو بدعتی کہتے ہیں حالانکہ اصل میں ہم سنی نہیں بلکہ خود دیوبندی ہی بدعتی ہیں۔ از ناقل] کا بھی آج یہی وطیرہ ہے۔ قرآن و سنت کے نور سے محروم، خودرائی کے نشے میں مست اور بدعات و رسومات کے دلدل میں پھنسے یہ حضرات کچھ ایسی ہی کشمکش میں سرگرداں ہیں، بعض اہل بدعت ایک عمل کو درست قرار دیتے ہیں تو دوسرے اسی کو غلط کہہ رہے ہیں۔ ایک مبتدع ایک بات کو عین حق کہہ رہا ہے تو دوسرا اس عین باطل سے تعبیر کرتا

نظر آتا ہے، کوئی جائز کہتا ہے تو کوئی ''گستاخی'' گردانتا ہے، ایک
کے فتویٰ سے دوسرا فاسق اور کسی کے فتویٰ سے کوئی دائرہ اسلام
سے خارج قرار پاتا ہے۔ باہمی دست وگریباں کا یہ عالم ہے......
الامان والحفیظ۔'' (دست وگریباں جلد2 ص6)

ہم حیران ہیں جو حضرات خود اختلافات کا شکار ہیں، وہ دوسروں پر انگلی اٹھا رہے ہیں۔ بلکہ جناب کا تو مقصد ہی امت میں اختلاف پیدا کرنا ہے۔ ان کے متعلق عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

''پنجاب میں الیاس گھمن نامی ایک خطیب بڑے جوشیلے انداز میں ایک غیر مضر مکتبی اختلافات چوراہوں اور بازاروں میں اچھال رہے ہیں۔ ہم اس قسم کے نزاعی مسائل میں کوئی سوچی سمجھی رائے نہیں رکھتے ہیں۔ مگر یہ وقت اس قسم کے لایعنی مباحث چھیڑنے کا نہیں۔ مجھے ایک معتبر ذریعے سے یہ بات بھی کہی گئی کہ مولانا کو جیل سے اس شرط پر رہائی ملی کہ وہ دیوبندی مکتبہ فکر میں ان مدرسی اختلافات کو ہوا دینے کے ایجنڈے پر کام کریں گے۔ چنانچہ ان کی ساری توانائیاں اس کے لیے صرف ہو رہی ہیں۔'' (روزنامہ اسلام بحوالہ اکابر کا باغی کون ص ۳۱)

قارئین! غور کریں کہ دوسروں کے اختلاف کو مذموم کہنے والا شخص خود ہی اس ایجنڈے پر کام کر رہا ہے، مرتب دست وگریباں جن کا سارا علمی سرمایہ مسلک حق اہل سنت کے خلاف مغلظات پر مشتمل ہے نے اپنی ایک ویڈیو میں اس بات کا واضح

اقرار کیا ہے کہ گھمن صاحب نے جناب کے گھر کا خرچہ اٹھایا ہوا ہے کہ ''ان کو مسلک حق کے خلاف لکھنے پر مامور کیا ہوا ہے''یعنی امت میں انتشار پھیلانے کے لیے زر کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ بہرحال سردست ہم صرف یہ حقیقت واضح کرنا چاہتے ہیں کہ دوسروں پر اعتراض کرنے والے گھمن صاحب خود اپنے ہی مسلک میں کس قدر مجروح ہو چکے ہیں۔

دیوبندی الیاس گھمن کا بھیانک چہرہ علماء دیوبند کے قلم سے

انہی الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق دیوبندی مفتی فضیل احمد ناصری صاحب سلیم اللہ خان صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> ''ان کی یہی دینی غیرت تھی کہ پاکستان کے معروف عالم دین مولانا الیاس گھمن صاحب کی صفائی میں دار العلوم دیوبند کے دار الافتاء نے اپنا مؤقف ظاہر کیا اور اعترافات سے مملو الفاظ استعمال کیے تو فوراً ان کا خط دار العلوم پہنچ گیا، انہوں نے دار العلوم سے سوال کیا کہ آپ ایک شخص کی تعریف کیسے کرسکتے ہیں جس پر بدعنوانیوں کے الزامات ہیں؟ جس کی سابقہ اہلیہ (سمعیہ بنت مفتی زین العابدینؒ) نے ان کی اخلاقی کمزوریوں کا راز فاش کردیا ہے؟ جو اپنی بیگم کی بچیوں سے خراب رشتے میں پکڑا گیا ہے؟ جس پر مولانا ابوبکر غازی پوریؒ نے دوماہی زم زم کے اداریہ میں اپنے ساتھ ہوئی مالی خورد برد کا انکشاف کیا ہے؟ جس پر

سعودیہ وغیرہ میں غیر قانونی چندہ خوری کا الزام ہے؟ مرحوم نے دارالعلوم کو وہ سارے کاغذات بھی ارسال کیے، جن سے مولانا گھمن صاحب کی شخصیت مجروح ثابت ہورہی تھی، مرحوم کے اس خط نے دارالعلوم کو متنبہ کردیا، دارالعلوم کی طرف سے مولانا کے نام ایک خط جاری ہوا، جس میں ایشیا کی عظیم ترین درسگاہ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور صاف اعلان کیا کہ گھمن صاحب کے متعلق پرانی تحریر ''عاجلانہ قدم'' تھا۔''

(تذکرہ شیخ الکل مولانا سلیم اللہ خان ص ۳۰۱)

الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ اہلیہ نے جو الزامات گھمن پر لگائے ہیں وہ نیٹ پر بھی موجود ہیں، جن میں یہ ہے کہ الیاس گھمن اپنی بیٹی کے ساتھ......'' (ہم یہاں وہ باتیں نہیں لکھ سکتے، لیکن قارئین کرام نیٹ پر یہ سب کچھ ملاحظہ فرما سکتے ہیں، اب وہ سب صحیح ہے یا غلط؟ دارالعلوم دیوبند کے اس رجوع سے ثابت ہوگیا کہ واقعی الیاس گھمن ان حرام کاریوں میں ملوث ہیں)

اسی طرح جناب اپنے پیر کی خلافت سے بھی محروم ہو چکے ہیں، چنانچہ دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:

''نیز مولانا الیاس گھمن جن حضرات سے ''اجازت و خلافت'' کے مدعی ہیں ان میں سے ایک حضرت حکیم اختر رحمہ اللہ ہیں۔ جن کی خلافت حکیم صاحب کے اپنے اعلان کے مطابق ویڈیو بازی کی وجہ سے مولانا الیاس گھمن سے سلب ہو چکی ہے۔''

(مجلہ صفدر شمارہ ۸۷، ص ۵۳)

اب ہم اپنا استغاثہ اپنے قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں کہ ایسا شخص جس کی اپنی شخصیت اس قدر مجروح ہو چکی ہے اور جو اخلاقی طور پر اتنا گرا ہوا ہے، اسے متکلم اسلام کہنا اور پھر جناب کا ہمارے اختلافات پر اعتراض کرنا کیونکر درست ہے؟ پہلے اپنے دامن پر لگے داغوں کو صاف کرنے کی زحمت کریں حضور پھر دوسروں پر کیچڑ اچھالئے گا، اور اس بات کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ جناب کی تقریظ کو اگلے ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے۔

اب ہم دیوبندی ابوایوب کے بیان کردہ حوالوں کے جوابات کی طرف آتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں حق کہنے اور حق پر جمے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(1) قبلہ وکعبہ کہنے پر دیوبندی اعتراض کا جواب

دیوبندی مولوی صاحب نے علماء اہلِ سنّت وجماعت (حنفی بریلوی) کی کتابوں سے چند حوالے پیش کئے کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کے لیے مختلف اشعار کے اندر ''قبلہ وکعبہ'' کے القاب دیئے، اور ان حوالوں کے بعد دیوبندی مولوی نے ماضی قریب کے مولوی اقتدار خان نعیمی صاحب کا حوالہ دیا کہ اقتدار نعیمی صاحب نے ایسے القاب کے بارے میں لکھا ''عوام میں بعض بے وقوف لوگ اپنے بزرگوں کو قبلہ و کعبہ، مکہ مدینہ منورہ کہہ دیتے ہیں، مگر یہ سب احمقانہ جہالتیں ہیں'' ملخصاً (دست و گریباں ۱/ ۵۲) یعنی دیوبندی مولوی نے یہاں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ علماء اہلِ سنّت (سنیوں) میں لفظ کعبہ وقبلہ کہنے میں بھی مذموم اختلاف ہے۔ اور سنی علماء آپس میں دست وگریباں ہیں۔

الجواب

اولاً تو عرض ہے کہ اقتدار نعیمی صاحب کے حوالے میں ''بے وقوف عوام'' کی بات ہے جبکہ معترض نے ان کے بلمقابل جتنے حوالے دیئے ہیں وہ اہل حق علماء کے ہیں، اور دیوبندی بھی مانتے ہیں کہ جاہل عوام کے اعتقاد اور اہل حق علماء کے اعتقاد میں زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے۔عوام کے قول کو دلیل بنانا ہی خود دیوبندی اصولوں سے باطل ہے ابوایوب دیوبندی نے جس کتاب پر مقدمہ لکھا اسی میں خود ان کے مفتی عمیر قاسمی کہتے ہیں کہ:

''حیرت تو یہ ہے کہ آپ خود کو مفتی کہتے [ہیں] اور دلیل میں عوام کی بات پیش کرتے ہیں۔'' (فضل خداوندی:ص ۲۳۲)

مطلب یہ کہ عوام کا قول وفعل دلیل نہیں ہوسکتا۔لہٰذا ابوایوب کا یہ حوالہ دلیل نہیں بن سکتا۔اور پھر جب دونوں جگہ قائل جدا ہیں (ایک طرف عوام اور دوسری طرف اہل حق علماء) تو دیوبندی امام سرفراز صفدر کے بیٹے عبدالقدوس قارن کے مطابق

''جب قائل جدا جدا ہوں تو تضاد وتناقض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔''

(ارشادالحق اثری کا مجذوبانہ واویلا:ص ۳۰)

لہٰذا جب قائل جدا ہیں تو دیوبندی اصول سے یہ تضاد وتناقض بلکہ دست وگریباں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ دیوبندی مولوی کا ایسے تمام مسائل اور اقتدار احمد نعیمی جیسی تمام شخصیات کو پیش کرنا درست نہیں، کیونکہ خود دیوبندی مانتے ہیں کہ سنی حضرات نے اقتدار صاحب کا انکار کیا ہے، اور انہیں غیر معتبر کہا ہے، پھر خود دیوبندی ابوایوب نے

غیر معتبر شخصیات کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''غلام نے کئی جگہ عامر عثمانی (دیوبندی) کو ہمارے (دیوبندیوں کے) کھاتے میں ڈالنے کی سعی نامراد کی ہے حالانکہ اس مبہوت کو اچھی طرح پتا ہے کہ یہ مودودی تھا اور یہ حوالہ ہم (دیوبندیوں) پر حجت نہیں ہوسکتا۔۔اس نے حضرت (نام نہاد) شیخ العرب العجم کی ایک کتاب کا جواب بھی دیا جو مودودیت کے خلاف لکھی ہوئی تھی اور اس نے جواب میں مودودی صاحب کا پورا دفاع کیا ہے تو پھر یہ (عامر عثمانی) کہاں سے ہمارا (دیو بندی) ہوا۔'' (دست وگریباں 314/3)

تو جناب معترض صاحب! جب تمہارے اپنے اصول وقواعد سے غیر معتبر شخص کا حوالہ حجت نہیں ہوتا تو پھر تم نے دست وگریباں میں غیر معتبر شخص (اقتدار نعیمی، طاہر القادری، پیر نصیر جیسوں) کا حوالہ دیکر اپنے ہی دیوبندی اصول وقواعد کا خون کیا، لہٰذا یہ تمہارے ہی اصول سے نہ ہی مذموم اختلاف ہے اور نہ ہی سنی دست وگریباں ہیں بلکہ یہ تو صرف تمہارے دَست ہیں جن کی بدبو سے دیوبندیت مہک رہی ہے۔

پھر جس اقتدار احمد نعیمی صاحب کو دیوبندی مولوی نے پیش کیا خود دیوبندیوں ہی نے ان کے بارے میں تسلیم کیا ہے کہ وہ ہمارے سنی حنفی بریلوی مسلک کی معتبر شخصیت نہیں ہیں۔ جیسا کہ خود دیوبندی ابوایوب پارٹی کے مولوی مجاہد دیوبندی نے ''ہدیہ بریلویت :ص252'' پر بھی تسلیم کیا ہے۔اور دیوبندی ''مجلہ قہر حق'' میں بھی یہ تسلیم کیا گیا کہ

''جب مولوی اقتدار نعیمی ، ابوالخیر حیدرآبادی یا طاہر القادری کا حوالہ سنیوں کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ''فوراً سیخ پا ہوجاتے ہیں کہ ہمارا معتبر عالم نہیں۔'' ملخصاً

(مجلہ قہر حق شمارہ نمبر 1 ص 15)

تو جناب اقتدار احمد نعیمی کے بارے میں تو خود دیوبندی علماء دست وگریباں ہیں کہ ایک دیوبندی ان کو سنیوں کا معتبر عالم بتانے کی کوشش کر رہا ہے اور دوسرا دیوبندی تسلیم کر رہا ہے کہ سنیوں کے نزدیک یہ غیر معتبر ہیں۔

پھر مذکورہ بالا ''دست وگریباں 314 /3'' کے حوالے پر غور کیجیے کہ دیوبندی ابو ایوب کے اصول سے جب عامر عثمانی دیوبندی اپنے نام نہاد شیخ العرب والعجم سے بعض مسائل میں مخالفت کر کے دیوبندیت سے خارج ہو گئے تو اب اسی اصول سے خود دیوبندیوں کے نزدیک اقتدار احمد نعیمی بھی بریلوی (سنی) نہیں رہے کیونکہ خود دیوبندیوں نے تسلیم کیا کہ مفتی اقتدار احمد نعیمی نے بعض مسائل میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی ہے۔ اور ایسی ہی مخالفت کی وجہ سے خود اقتدار احمد نعیمی صاحب نے تسلیم کیا کہ ''علمائے اہلِ سنّت نے ان کا رد کیا ہے۔'' (فتاویٰ نعیمیہ ج ۱ ص ۵۰۹) لہٰذا ان کو ہمارے خلاف پیش کرنا اور پھر اس کو تضاد و مذموم اختلاف بتانا دیوبندیوں کی نری جہالت یا ہٹ دھرمی ہے۔ پھر یہ بات ذہن نشین رہے کہ مفتی اقتدار صاحب کے جمہور اہلِ سنّت کے مقابل کئی ایک تفردات ہیں، جو خود دیوبندی اصول سے اکابرین کے بالمقابل حجت نہیں۔

قبلہ و کعبہ کہنے پر دیوبندی خانہ جنگی

اب لیجیے ذرا اپنے اکابر دیوبند کے بارے میں بھی مذموم اختلافات کا ڈھنڈورا پیٹیئے، جس کو آپ نے بڑے شدومد سے مذموم اختلاف ظاہر کر کے سنیوں کو آپس میں ''دست و گریباں'' ظاہر کیا، اصلاً و حقیقتاً یہ آپ دیوبندیوں کا مذموم اختلاف اکابرین دیوبند کے ہاں پایا گیا۔

چنانچہ محمود الحسن دیوبندی نے دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی کو قبلہ و کعبہ کہا، لکھتے ہیں کہ

''میرے **قبلہ** میرے **کعبہ** تھے حقانی سے حقانی۔''

(مرثیہ گنگوہی ص ۱۳، محمود الحسن دیوبندی)

''ہمارے **قبلہ و کعبہ** ہو تم دینی و ایمانی۔''

(مرثیہ گنگوہی ص ۱۳، محمود الحسن دیوبندی)

تو دیکھئے دیوبندی اکابر اپنے بزرگ کو قبلہ و کعبہ کہہ رہا ہے جبکہ دوسری طرف رشید احمد گنگوہی کا اپنا فتویٰ ہے کہ:

''ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت <u>کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی ہیں</u> ...... جب زیادہ حدِ شان نبوی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو کسی دوسرے کے واسطے کس طرح درست ہو سکتے ہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۰۱)

تو دیوبندی اصول سے محمود الحسن دیوبندی نے اپنے اکابر کے لیے ایسے الفاظ لکھ کر مکروہ تحریمی فعل سرانجام دیا۔

☆ ''مرثیہ گنگوہی'' کو ماننے والے تمام دیوبندی مکروہ تحریمی فعل کے مرتکب ہوئے۔

☆ یہی نہیں بلکہ رشید احمد گنگوہی کے مطابق خود دیوبندیوں نے ان (گنگوہی) کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جو کہ خود انہی کے فتوے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی ممنوع ہیں۔

تو دیوبندی جہلاء جس دست و گریباں پر بڑا ناز کر رہے ہیں اسی کے اصول سے دیوبندیت کا جنازہ نکل گیا اور وہ اختلاف جس کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ کر مذموم کہا گیا خود دیوبندیوں سے ثابت ہو گیا۔

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو ہم دونوں درجاناں پہ جا ملے

لفظ "شہنشاہ" کہنے پر دیوبندی اپنے اصول و قواعد سے مشرک

دیوبندی اصول و قواعد کے پیش نظر اب ہم عرض کرتے ہیں کہ جناب دیوبندی مولوی جی! ذرا اپنے گھر کی خبر لیں کہ ایک دیوبندی مولوی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "شہنشاہ" کہتا ہے تو دوسرا دیوبندی مولوی لفظ "شہنشاہ" کو شرک کہتا ہے۔ چنانچہ دیوبندی منظور نعمانی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے شہنشاہ کا لفظ استعمال کرتے ہوئے لکھا کہ

"آہ! عالم قدس کے جس شہنشاہ نے شب معراج......" (سیف یمانی ص ۱۲۱)

یاد رہے کہ دیوبندی کتاب "سیف یمانی" پر متعدد علمائے دیوبند نے تقریظات و تصدیقات لکھی ہوئی ہیں۔ اسی طرح دیوبندیوں کے امام حسین احمد ٹانڈوی صاحب نے بھی "فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۶۵" پر دیوبندی اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی صاحب نے "باغ جنت ص ۳۰۰" پر دیوبندی امام سرفراز خان صفدر نے "تسکین

الصدور ص ۳۰۰ '' پر بھی نبی پاک ﷺ کے لیے ''شہنشاہ'' کا لقب استعمال کیا ہے۔
لیکن اس کے برعکس دیکھئے کہ علماء دیوبند کے امام اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں واضح طور پر یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو شہنشاہ کہنا شرک ہے۔

''معبود، داتا، بے پرواہ، ...... شہنشاہ بولے ...... سو ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔'' (تقویۃ الایمان ۲۴)

تو اسماعیل دہلوی کے فتوے سے دیوبندی ''سیف یمانی'' کا مصنف اور دیگر وہ تمام دیوبندی جنہوں نے اس کتاب کی حمایت کی ہے اور ان کے علاوہ حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی، خلیفہ تھانوی عنایت علی اور سرفراز خان صفدر دیوبندی سب کے سب دیوبندی اصول و قواعد سے مشرک قرار پائے۔ بلکہ یہی سرفراز صفدر جنہوں نے خود اپنی ایک کتاب میں ''شہنشاہ'' کا لقب لکھا لیکن اپنی دوسری کتاب میں خود ہی کہتے ہیں کہ:

''کسی کا نام شہنشاہ رکھنا حرام ہے کیونکہ یہ نام صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔'' (راہ سنت ص ۲۹۳۔ تفریح الخواطر ص ۳۲۵)

اور انہی خان صاحب نے لکھا ہے کہ:

''جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔'' (تفریح الخواطر: ۲۹)

ایسے ہی عبد القدوس خان قارن دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''امام ابو حنیفہؒ کا نام کسی نے شہنشاہ نہیں رکھا اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی کا نام شہنشاہ ہو سکتا ہے۔'' (مجذوبانہ واویلا: ص ۲۸۰)

تو معزز قارئین کرام! دیکھئے ایک طرف تو دیو بندی علماء نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شہنشاہ کہہ رہے ہیں جبکہ دوسری طرف خود دیو بندی حضرات ہی اس لفظ کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے استعمال کرنے کو حرام و شرک کہہ رہے ہیں، تو دیو بندی دست و گریباں کے اصول و قواعد سے علماء دیو بند کا یہ مذموم اختلاف نکھر کر سامنے آ گیا اور دیو بندی مذہب کا باطل ہونا خود انہی کے اصولوں سے ثابت ہو گیا۔

(2) سبز و کالے رنگ کے استعمال پر دیوبندی اعتراض کا جواب

دیو بندی مولوی صاحب نے سنیوں کے خلاف یہ بتانا چاہا کہ ''اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سبز رنگ کا جوتا جائز ہے جبکہ اس کے برعکس امیر دعوت اسلامی مولانا الیاس قادری نے ٹریفک والوں کو سبز رنگ سے لکھنے سے منع کیا۔ ملخصاً (دست و گریباں: ص ۵۳)

دیو بندی مولوی نے اس کو بھی مذموم اختلاف میں شامل کیا، تو جناب دیو بندی مولوی صاحب اگر یہ مذموم اختلاف یا دست و گریباں ہے تو یہی اختلاف تو خود آپ کے دیو بندی فرقے میں بھی موجود ہے۔ اور آپ کا اپنا اصول یہ ہے کہ:

> ''پہلے اپنے گھر کو صاف کیجیے! بعد میں کسی دوسرے پر انگلی اٹھائیے'' (سفید و سیاہ پر ایک نظر: ص ۷۲:) ''اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے گھر کا گند صاف کریں۔''
>
> (سفید و سیاہ پر ایک نظر: ص ۱۰۴)

تو اس دیو بندی اصول کے مطابق آپ کو پہلے اپنے گھر کے گند کو صاف کرنا چاہیے

تھا پھر ہم سنیوں سے بات کر کے ذلیل ورسواء ہوتے۔جناب والا جس کو آپ مذموم اختلاف وگمراہی اور دست وگریباں بنا کر پیش کر رہے ہیں یہی سب کچھ خود آپ کے اپنے دیوبندی فرقے میں موجود ہے،کاش کہ آپ اپنے اصول کے مطابق پہلے اپنے گھر کے اس مذموم اختلاف وگمراہی کو ختم کرتے،لیکن چونکہ وہابی جاہل قوم ہوتی ہے عقل تو ان میں ہوتی نہیں ہے،اس لیے ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔لیکن لیجیے جناب اگر یہی مذموم اختلاف وگمراہی ہے تو آنکھیں کھول کر اپنے دیوبندی علماء کے حوالے پڑھیں۔

سبزوسیاہ رنگ پر دیوبندی خانہ جنگی

☆علماء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی سبز وسیاہ رنگ کے جوتوں کو استعمال کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"فی نفسہ امر مباح ہے۔" (کمالات امدادیہ:ص ۷)

تو دیکھئے اشرفعلی تھانوی کے نزدیک ایسے رنگ کے جوتے پہننا امر مباح ہے،لیکن علماء دیوبند کے امام جناب قاسم نانوتوی کہتے ہیں کہ:

"سبز رنگ کا جوتا پہننا میرے نزدیک بے ادبی ہے۔"

(بکھرے موتی:۷/۱۳۶)

اور دیوبندی اصول کے مطابق یہ بھی عرض ہے کہ محمد صابر صفدر دیوبندی لکھتا ہے کہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنے والا کافر ہے۔"

(بے ادب بے نصیب:ص ۱۷)

بلکہ مزید لکھا ہے کہ:

''ان کی معمولی سی بے ادبی و گستاخی بھی کفر ہے۔''

(بے ادب بے نصیب: ص ۹۲)

تو دیوبندی اصول سے اشرفعلی تھانوی کافر ٹھہرا کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کو مباح قرار دیا۔ بلکہ وہ تمام دیوبندی حضرات جو سبز رنگ کا جوتا پہنتے ہیں یا پہنتے رہے وہ نبی پاک ﷺ کی بے ادبی کر کے خود دیوبندی اصول سے کافر ٹھہرے۔ اسی طرح دیوبندی قاضی محمد زاہد الحسینی لکھتے ہیں کہ:

بانی دار العلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی نے تمام عمر سبز رنگ کا جوتا اس ادب و احترام کی وجہ سے نہیں پہنا کہ روضہ اقدس کے گنبد کا رنگ سبز ہے۔ الشہاب۔ (با محمد ﷺ با وقار صفحہ ۶۲)

یہی حوالہ الشہاب الثاقب ص ۲۲۹ پر بھی موجود ہے۔

اسی طرح کمالات امدادیہ ص ۷ پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ سبز و سیاہ رنگ کے جوتے نہیں پہنتے تھے، تو اس عبارت کے تحت خود اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں کہ:

''اللہ اکبر ادب و عظمت الٰہی اور توقیر و حرمت نبوی کس درجے آپ کے قلب میں تھی۔'' (کمالات امدادیہ: ص ۷)

تو اب دیوبندی اصول کے مطابق اشرفعلی تھانوی نے اس امر کو مباح کہہ کر رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام نہیں کیا، توقیر و حرمت نبوی ﷺ کے خلاف کام کیا، یعنی دیوبندی اصول کے مطابق اشرفعلی تھانوی نے بے ادبی، بے حرمتی کا کام کیا۔ بلکہ

دست و گریباں کے اصول کے مطابق تو یہ دیوبندیوں کا مذموم اختلاف و گمراہی ہے۔
بیچارا دیوبندی مولوی تو نکلا تھا سنیوں کو بدنام کرنے، لیکن اپنے دیوبندی اکابرین
کو بے ادب، گستاخ اور کافر بنا ڈالا۔

سیاہ جوتے پر دیوبندی خانہ جنگی

قاری طیب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے لکھا کہ:

"سیاہ جوتا پہننا شرعاً جائز ہے۔" (خطبات طیب ص ۶۷)

جبکہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ معظمہ میں پوری عمر بھی سیاہ جوتا نہیں پہنا، خود
قاری طیب دیوبندی کہتے ہیں کہ:

"ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ ...... مکہ معظمہ پہنچ کر پوری عمر بھی سیاہ جوتا نہیں پہنا ...... لوگ کالے رنگ کا جوتا لاتے تو اُن سے فرماتے کہ دوسرے رنگ کا لاؤ یا سفید لاؤ، یہ جوتا نہیں پہنوں گا ...... [لوگوں نے] پوچھا کہ حضرت سیاہ جوتے میں کیا حرج ہے فرمایا کہ بیت اللہ شریف کا غلاف سیاہ ہے **ادب مانع ھے** کہ وہ رنگ اپنے پیروں میں استعمال کروں" ...... حضرت نے فرمایا کہ **مجھے حیا آتی ھے** کہ وہ رنگ جو بیت اللہ کے غلاف کا ہے اس کو پاؤں میں ڈالوں۔"

(خطبات طیب ۶۷: قاری محمد طیب دیوبندی)

تو اب دیوبندی ابوایوب صاحب اینڈ کمپنی کے اصول کے مطابق دارالعلوم دیوبند
کے قاری طیب نے اس رنگ کے جوتے پہننے کو جائز کہہ کر بے ادبی و بے حیائی (بے

غیرتی) کا کام کیا، یعنی دیوبندی اصول کے مطابق قاری طیب سابق مہتمم دار العلوم دیوبند بے ادب و بے غیرت تھے۔

حضرت مولانا ابوداؤد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر تنقید کا منہ توڑ جواب

پھر دیوبندی مصنف نے حضرت مولانا ابوداؤد صادق صاحب دامت برکاتہم کا حوالہ دیا کہ وہ عموماً سبز وسیاہ شلوار سے منع فرماتے، پھر دوسرا حوالہ دیا کہ انہوں نے کہا فرش میں سبز رنگ استعمال نہ کریں......احتیاط اچھی ہوتی ہے یہی ادب کا تقاضا ہے ......با ادب بانصیب ملخصاً (دست و گریباں ۱/ ۵۴)

ہم کہتے ہیں کہ دیوبندی مولوی کا یہ کہنا کہ انہوں نے سبز رنگ کے استعمال کو بے ادبی کہا، یہ خواہ مخواہ کی زور زبردستی ہے انہوں نے صرف یہ فرمایا کہ "احتیاط اچھی ہوتی ہے یہی ادب کا تقاضا ہے با ادب بانصیب" اور بالکل یہی بیان دیوبندیوں کے بھی پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان میں موجود ہے کہ

"ادب مانع ہے، حیاء آتی ہے۔"

اور دیوبندی نانوتوی کے بیان میں ہے کہ سبز رنگ "ادب واحترام" کی وجہ سے نہیں پہنتے۔ تو اب اگر علمائے دیوبند ابوداؤد صادق صاحب حفظہ اللہ کے بیان سے خود ساختہ معنیٰ اخذ کریں گے تو لازماً حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور دیوبندی امام قاسم نانوتوی کے بیان سے بھی یہی معنیٰ اخذ ہوگا۔ اور اگر یہاں تاویل ممکن ہے تو ہم سنیوں کے حق میں کیونکر ناممکن ہے وجہ وفرق بتلائیں؟

اب بھی اگر علمائے دیوبند نہ مانیں تو اپنے بزرگوں کے حوالوں کو سامنے رکھتے

ہوئے پہلے یہ فتویٰ جاری کریں کہ کالا جوتا نہ پہننا ادب و حیاء ہے تو جو لوگ کالے جوتے پہنتے ہیں وہ شرعاً بے ادب و بے حیاء اور توہین کعبہ کے مرتکب ہیں۔

یا جو سبز رنگ استعمال کرے وہ شرعاً بے ادب، بے احترام اور توہین نبی ﷺ کے مرتکب ٹھہرے۔ بہر حال اگر کسی دیوبندی میں ذرہ بھر علمی قابلیت ہوئی تو وہ ہماری اس تحریر کو پڑھ کر اس معاملہ کو ہرگز مذموم اختلاف و تضاد نہیں کہے گا۔ اور نہ ہی اس طرح کیچڑ اچھالے گا جس طرح دیوبندی مصنف دست و گریباں نے خواہ مخواہ کیا۔

باقی رہا مولانا اقتدار احمد نعیمی کا حوالہ تو وہ تو ہم پہلے عرض کر چکے کہ خود دیوبندی علماء کے اصول کے مطابق ان کو پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہم سنیوں کے نزدیک وہ غیر معتبر ہیں۔ اب آیئے علماء دیوبند کے اصول و قواعد کے مطابق الزاماً ایک حوالہ ملاحظہ کیجیے۔

اسماعیل دھلوی کے فتوے سے اکابرین دیوبند مشرک

اشرفعلی تھانوی کی کتاب ''ارواح ثلاثہ'' میں رشید احمد گنگوہی کی اپنے شیخ کی خانقاہ کی تعظیم و ادب کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ:

''خانقاہ میں بول و براز (پیشاب و پاخانہ) نہ کرتا تھا کہ شیخ کی جگہ ہے بلکہ باہر جنگل جاتا تھا، حتی کہ لیٹنے اور جوتے پہن کر چلنے پھرنے کی ہمت بھی نہ تھی۔'' (ارواح ثلاثہ ص 248)

اسی طرح سابق مہتمم دار العلوم دیوبند قاری طیب نے بیان کیا کہ:

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند کلیر شریف جاتے تھے حضرت صابر کلیریؒ کے مزار کی زیارت کرنے

کے واسطے ......تو[جب سامنے] کلیر ہوتا تو جوتے اتار کر بغل میں دبا لیتے اور ننگے پیروں جاتے ......جب روضہ نظر آتا تھا تو جوتہ پہن کر جانا پسند نہیں کرتے تھے ننگے پیروں جاتے تھے چونکہ ادب غالب تھا۔

(خطبات طیب : بیان ''اخلاص واصلاح'' صفحہ ۶۷، ۶۸)

معلوم ہوا کہ دیوبندی امام گنگوہی صاحب اپنے شیخ کی خانقاہ میں تعظیم وادب کی وجہ سے بول وبراز (پیشاب وپاخانہ) تک نہیں کرتے تھے۔

اسی طرح یہی قاری طیب دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''حضرت نانوتوی نے حج کیا تو بڑے بڑے اکابر ساتھ تھے مثلاً حضرت گنگوہی ، حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی اور دوسرے بڑے بڑے اکابرین اور بزرگوں کا ایک مجمع تھا...... مدینہ طیبہ ......حرم شریف [مدینہ شریف] کے مینار سامنے نظر پڑے تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ایک دم اونٹ سے اُچھل کر زمین پر گر پڑے جوتے اتار کر رکھے اونٹ کے کجاوے میں اور ننگے پیر چلنا شروع کیا......دیکھا دیکھی دوسرے لوگوں [جن کا ذکر اوپر ہوا دیوبندی اکابر و بزرگ۔ ناقل] نے بھی اونٹوں سے اُتر کر پیدل چلنا شروع کر دیا۔ تو حضرت [رشید احمد] گنگوہی نے فرمایا کہ یہ احمق کیوں نیچے اتر کر چلنے لگے۔''

(خطبات طیب صفحہ ۶۸۔ قاری محمد طیب)

تو ان تینوں حوالوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ

[1]......دیوبندی امام گنگوہی صاحب اپنے شیخ کی خانقاہ میں تعظیم وادب کی وجہ سے بول وبراز (پیشاب و پاخانہ) نہ کرتے تھے۔

[2]......دیوبندی امام گنگوہی اپنے شیخ کی خانقاہ میں تعظیم و ادب کی وجہ سے "لیٹے" بھی نہیں تھے۔

[3]......دیوبندی امام گنگوہی اپنے شیخ کی خانقاہ میں تعظیم و ادب کی وجہ سے "جوتے بھی نہیں پہنتے تھے"۔

[4]......اسی طرح دیوبندی امام قاسم نانوتوی (بقول دیوبندی بانی دار العلوم دیوبند) کلیر شریف کے مزار پر جاتے تو تعظیم و ادب کی وجہ سے ننگے پیروں جاتے تھے۔

[5]......دیوبندی امام قاسم نانوتوی جب حج کو گئے تو جیسے مدینہ طیبہ کے مینار دور سے نظر آئے تو جوتے اتار کر ننگے پاؤں چلنے لگے۔

[6]......قاسم نانوتوی کو دیکھ کر بڑے بڑے اکابر دیوبند نے بھی جوتے اتار دیئے اور ننگے پاؤں چلے۔

لیکن اس کے برعکس بزرگوں کی ایسی تعظیم و ادب کو علمائے دیوبند وہابیہ کے امام نے شرک قرار دیا چنانچہ دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

جو کوئی کسی پیر پیغمبر بھوت کو ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو یا دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، ان کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے۔ (تقویۃ الایمان باب اول توحید وشرک کے بیان ص ۸)

تو اسماعیل دہلوی کے فتوے سے معلوم ہوا کہ:

... دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی اپنے شیخ کی خانقاہ کی تعظیم وادب کی وجہ سے وہاں بول وبراز (پیشاب وپاخانہ) نہ کر کے مشرک ٹھہرے۔

... دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی اپنے شیخ کی خانقاہ کی تعظیم وادب کی بناء پر وہاں نہ لیٹ کر اسماعیل دہلوی کے فتوے سے مشرک ٹھہرے۔

... دیوبندی امام گنگوہی اپنے شیخ کی خانقاہ کے ادب کی وجہ سے جوتے نہ پہن کر اسماعیل دہلوی کے فتوے سے مشرک ٹھہرے۔

... قاسم نانوتوی نے کلیر شریف کی تعظیم وادب میں جوتے اتار کر ننگے پیروں مزار پر جا کر دور سے قصد اور پھر وہاں کا ادب کر کے دہلوی کے مطابق شرک کیا۔

... قاسم نانوتوی جب مدینہ منورہ گئے تو تعظیم وادب کی وجہ سے جوتے اتار کر ننگے پاؤں چلے تو یہ بھی اسماعیل دہلوی کے فتوے سے مشرک ٹھہرے۔

... قاسم نانوتوی کے ساتھ دیگر اکابرین دیوبند و دیوبندی بزرگوں نے بھی تعظیم و ادب میں جوتے اتار دیئے اور ننگے پاؤں چلے تو دہلوی کے فتوے سے یہ سب بھی مشرک ٹھہرے۔

... خود گنگوہی نے جب دیکھا کہ دیوبندی بزرگوں نے جوتے اتار دیئے اور ننگے پاؤں چلنے لگے تو گنگوہی نے ان دیوبندی بزرگوں کو "احمق" کہا۔

تو معلوم ہوا کہ دیوبندی اکابرین اسماعیل دہلوی کے فتوے سے مشرک اور گنگوہی کے مطابق احمق ہیں۔ اب ذرا دیوبندی مصنف دست وگریباں اپنی فضول مصروفیات میں سے وقت نکال کر اپنے ان دیوبندی علماء کے بارے میں عوام الناس کو بتائیں اور

یہ کہیں کہ یہ مذموم اختلاف وتضاد کی وجہ سے گمراہ تھے اور فرقہ دیوبندی اس اعتبار سے بھی ہم دیوبندیوں کے اپنے ہی اصولوں سے گمراہ و بے دین ٹھہرا۔

سنیوں پر تنقید کا جواب "وهابی کا معنی هی بے ادب"

دیوبندی وہابی مصنف سنیوں کو کیا بے ادب کہے گا خود اس کے امام اشرفعلی تھانوی کی کتاب میں دو ٹوک الفاظ میں "**وهابی** کا معنیٰ **بے ادب**" لکھا ہے (الافاضات الیومیہ ۲/ ۲۰۷)۔اور خود دیوبندی علماء واکابرین نے قبول کیا کہ ہم وہابی (یعنی بے ادب) ہیں۔

منظور نعمانی دیوبندی نے کہا:

"ہم بڑے سخت وہابی ہیں"

(سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۱۹۰)

تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا نے کہا ہے کہ:

"میں خود تم سب سے بڑا وہابی ہوں"۔(مذکورہ ص ۱۹۲)

تھانوی نے اپنے مدرسے کے طالب علموں کو وہابی کہا:

"بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں" (اشرف السوانح ۱/ ۴۸)

اور اسی طرح دیوبندی مفتی محمد سعید خان نے لکھا کہ وہابی "توحید کے نام پر گستاخیاں کرتے ہیں" چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

"ہمارے ملک میں دیوبندیت کو ان نواصب کے علاوہ جس مسلک یا عقیدے نے بہت نقصان پہنچایا ہے، **وہ وهابیت هے**۔ اسی کا اثر ہے...... اہل اللہ کا ادب، شعائر اللہ کا احترام اور

چھوٹے بڑے کی تمیز اٹھ جانے کا ایک سبب وہ وہابیت کا اثر ہے،
جو ہمارے مدارس میں گھس آئی ہے۔ اور توحید کے نام پر طلباء،
حضرات اولیاء کرام رحمہم اللہ کو گستاخ آمیز جملوں کا نشانہ بنانے
لگے ہیں۔ (دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے صفحہ 14)

لہٰذا دیوبندیوں کو اہلِ سنّت و جماعت حنفی بریلوی مسلک پر اعتراض سے قبل اپنے مسلکی آئینہ میں اپنا منہ دیکھنا چاہیے۔

اسی سے آج دنیا کی نگاہوں میں ہوئے رسوا
محبت میں جسے تا عمر اپنا راز داں سمجھے

(3) دیوبندی "چمگاڈر" والے مسئلہ پر اعتراض کا جواب

دیوبندی "دست وگریباں" والوں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے چمگادڑ کو حلال ثابت کرنے کے لیے پورا زور لگا دیا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ "چمگادڑ شکاری پرندہ نہیں"...... [جبکہ] اقتدار نعیمی نے لکھا کہ "مشاہدہ یہ ہے کہ چمگادڑ شکاری پرندہ ہے" مفتی اقتدار نعیمی اعلیٰ حضرت بریلوی کی تحقیق کو ٹھکراتے ہوئے چمگادڑ کو شکاری پرندہ لکھ رہے ہیں، فاضل بریلوی کی جہالت معلوم ہوگئی۔...... یہ ہے بریلوی اصاغر کی اپنے اکابر پر بڑی مہربانی۔ ملخصاً (دست وگریباں ۱/۵۵)

میرے سنی مسلمان بھائیو! آپ خود مذکورہ بالا حوالے میں یہ دیکھ سکتے ہیں کہ دیوبندی مولوی ابوایوب نے خود تسلیم کیا کہ "مفتی اقتدار نعیمی نے سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو ٹھکرا دیا" تو اب ہم یہاں پر دیوبندی ابوایوب کو اس کا اپنا اصول یاد کرواتے ہیں کہ خود اس نے تسلیم کیا کہ اگر کوئی شخص اپنے اکابرین کا مخالف

ہوتو اس کا تعلق ان کے ساتھ نہیں ہوتا چنانچہ خود یہی ابوایوب دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ:

"اس (عامر عثمانی دیوبندی) نے حضرت (نام نہاد دیوبندی) شیخ العرب العجم کی ایک کتاب کا جواب بھی دیا جو مودودیت کے خلاف لکھی ہوئی تھی اور اس نے جواب میں مودودی صاحب کا پورا دفاع کیا ہے تو پھر یہ (عامر عثمانی) کہاں سے ہمارا (دیوبندی) ہوا" (دست وگریباں 3/314)

تو معلوم ہوا کہ اکابر کی تحقیق کی مخالفت کرنے والے کا تعلق اس جماعت سے ہرگز نہیں ہوتا تو جناب ابوایوب تمہارے اسی اصول کے مطابق مفتی اقتدار احمد نعیمی جیسے لوگ ہرگز بریلوی مولوی نہیں ہیں تو پھر ان کے حوالے کس طرح حجت ہو سکتے ہیں، سچ ہے کہ دیوبندی وہابی اور عقل دونوں متضاد چیزیں ہیں۔ بہر حال خود دیوبندی اصول ہی سے ایسے حضرات کے حوالے حجت نہیں ہو سکتے۔

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے
صاحب کو اپنے حسن پہ کتنا غرور تھا

قارئین کرام! یہ ہے دیوبندی فرقے کے مناظر کی حالت! کہ اپنے ہی اصولوں کا خود خون کرتے ہیں، ایک جگہ خود ہی اصول لکھتے ہیں لیکن دوسری جگہ خود ہی اپنے اصولوں کی دھجیاں اڑاتے ہیں، یہ لوگ مسلک پرستی اور ضد وعناد کی وجہ سے جان بوجھ کر اپنے مخالفین کے خلاف ایسی بیہودہ حرکتیں کرتے ہیں۔

قارئین کرام! پھر آپ مذکورہ دیوبندی عبارت کے خط کشیدہ الفاظ کو ملاحظہ

کیجیے، آخری سطر میں خود دیوبندی مولوی نے مفتی اقتدار کو "اصاغر" اور سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر کہا ہے۔ تو جب خود یہ تسلیم کر لیا کہ یہ اصاغر ہیں تو علماء دیوبند کا اصول یہ ہے کہ:

"کسی بھی مذہب کا ماخذ اکابر کا کلام ہوتا ہے چھوٹوں کا کلام ماخذ نہیں بن سکتا۔" (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ: ص ۱۶۱)

جب چھوٹوں کا کلام ماخذ نہیں بن سکتا تو پھر اکابر کے مقابلے میں یہ کس طرح حجت ہو سکتے ہیں؟ یہ ہے دیوبندی مولوی کی جہالت، بلکہ اکابرین کے مقابلے میں اصاغرین کے اقوال کی حیثیت کیا ہوتی ہے؟ خود دیوبندی مولوی اشرفعلی تھانوی کے مقابلے میں جب مودودی کا قول کسی نے پیش کیا تو دیوبندی مولوی نے یہ کہا کہ:

"اس بارے میں مودودی صاحب کا قول ان [تھانوی] کے سامنے ایسا ہی شمار کیا جائے جیسے کہ ایک کامیاب بیرسٹر کے سامنے چوتھی پانچویں کلاس کے طالب علم کا قول ہوگا"

(مکتوبات مولانا سید حسین احمد: ص ۱۰۰)

لہٰذا اسی دیوبندی اصول کے مطابق ہم یہ کہتے ہیں کہ اقتدار نعیمی جیسے لوگوں کی حیثیت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسے کسی متبحر عالم کے سامنے مبتدی طالب علم کی۔ لہٰذا ایسے حوالوں کو لیکر مذموم اختلافات و گمراہی کے نعرے لگانا دیوبندی کم علم حضرات ہی کو زیب دیتا ہے۔

چمگادڑ علماء دیوبند کے نزدیک

تیسری بات یہ ہے کہ چمگادڑ کی حلت و حرمت پر بڑے بڑے علماء جن کو خود دیوبندی بھی مانتے ہیں ان کا بھی اختلاف رہا ہے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

برجندی میں لکھا ہے:

''محیط میں مذکور ہے کہ چمگادڑ میں علماء کا اختلاف ہے'' ہندیہ میں ظہیریہ سے ہے۔ ''چمگادڑ کے متعلق بعض مواضع میں ذکر ہے کہ کھایا جائے اور بعض مواضع میں ہے کہ نہ کھایا جائے'' ملخصاً

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۰، صفحہ ۳۱۸۔۳۱۹)

اور اگر دیوبندی دست و گریباں والوں کے مطابق یہ ''مذموم اختلاف'' ہی ہے تو دیوبندیوں کو اپنے غیر مقلدوں کی طرح فقہ پر تنقید کرنی چاہیے۔

فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ مسئلہ نمبر ۱۵۴ میں ہے کہ: چمگادڑ چھوٹا ہو یا بڑا ان دیار میں باگل کہتے ہیں، اس کی حلت حرمت ہمارے علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ میں مختلف فیہ ہے بعض اکابر نے اس کے کھانے سے ممانعت فرمائی ہے اس وجہ سے کہ وہ ذی ناب ہے مگر قواعد حنفیہ کے موافق وہی قول حلت ہے، مطلقاً دانت موجب نہیں بلکہ وہ دانت جن سے جانور شکار کرتا ہو، ظاہر ہے کہ چمگادڑ پرند شکاری نہیں ولہٰذا درمختار میں قول حرمت کی تضعیف فرمائی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۰ مسئلہ ۱۵۴)

اور اسی مقام پر فتاویٰ رضویہ میں مختلف فقہ کی کتب سے اس کا مختلف فیہ ہونا بیان فرمایا ''ذکرہ فی المحیط ان فی الخفاش اختلاف العلماء'' لہٰذا اس کی حلت و حرمت میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، ایسی صورت میں کسی کو بُرا بھلا نہیں کہا جاسکتا۔ ہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حلال و حرام میں مختلف فیہ مسئلہ کے بارے میں اسی جلد میں

فرمایا کہ

''ایسے مسائل میں اجتناب (بچنا) بہتر ہے'' (مسئلہ نمبر ۱۷۴)

اور دوسری جگہ فرمایا ''بہر حال ایسے شبہ و اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی چاہیے۔ (مسئلہ نمبر ۱۷۳)

تو معلوم ہوا کہ یہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی کتب کے حوالے سے اس مسئلہ کو اختلافی بتایا ہے، تو دیوبندیوں کو ان فقہ پر اعتراض کرنا چاہئے نیز سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا فتویٰ یہ ہے کہ ایسے مختلف فیہ مسائل سے بچنا بہتر ہے، تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں کہیں بھی چمگادڑ کو کھانے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی کی طرح اس کے کھانے کو (کوا کھانے کی طرح) ثواب کہا ہے۔

مسئلہ چمگادڑ پر اشرفعلی تھانوی اور دیوبندی خانہ جنگی

دیوبندی ''دست وگریباں'' والے نے یہ لکھا کہ:

''اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے چمگادڑ کو حلال ثابت کرنے کے لیے پورا زور لگا دیا''۔ (دست وگریباں ۱/ ۵۵)

دیوبندی مولوی کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی اینڈ کمپنی کے نزدیک ''چمگادڑ'' حرام ہے! اگر بات ایسی ہی ہے تو وہ اپنے دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی سے دست وگریباں ہو چکے کیونکہ اشرفعلی تھانوی نے بہشتی زیور میں ''چمگادڑ'' کو حلال پرندوں میں شامل کیا، حتی کہ اس کے پیشاب اور بیٹ کو پاک کہا۔ لیکن اگر دست و گریباں والے یہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم حرام نہیں مانتے تو پھر اس مسئلہ کو اتنا زور دیکر بیان کرنا اس کی مسلک پرستی اور بغض وعناد تھا۔

اشرفعلی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے کہ:

''مرغی، بطخ، مرغابی کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر، گوریا یعنی چڑیا، مینا وغیرہ اور چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے۔''

(بہشتی زیور حصہ دوم: نجاست کے پاک کرنے کا بیان: ص ۴۳ے مسئلہ نمبر ۵)

دیکھئے تھانوی نے حلال پرندوں میں چمگادڑ کو بھی شامل کیا، جن پرندوں کی بیٹ کو پاک کہا ان پرندوں کو حلال کہا اور انہی میں چمگادڑ کو بھی شامل کیا۔ اسی طرح علمائے دیوبند کے فتاویٰ حقانیہ میں ہے کہ:

''چمگادڑ کا پیشاب و بیٹ پاک ہے اور ان کپڑوں کے ساتھ جن پر چمگادڑ کا پیشاب وغیرہ لگا ہو پڑھی گئی نماز بھی درست ہے۔''

(فتاویٰ حقانیہ جلد ۲ ص ۵۸۴)

اسی طرح علماء دیوبند کے انہی اشرفعلی تھانوی صاحب نے لکھا کہ:

''سانپ کی کچلی پاک ہے''

(بہشتی گوہر؛ ص ۱۵ پاکی ناپاکی کے بعض مسائل: مسئلہ ۱۲)

لہٰذا علماء دیوبند کو اپنے اصول کے مطابق پہلے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے، اور یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ کے اشرفعلی تھانوی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ:

'دعوت اور ہدیہ میں حلال وحرام کو زیادہ نہیں دیکھتا کیونکہ میں متقی (پرہیزگار) نہیں ہوں۔'' (کمالات اشرفیہ ص ۴۰۶)

لہٰذا دیوبندیوں کو بے فکر ہو کر حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر اپنے گرو جی کی سنت پر عمل جاری رکھنا چاہیے۔

(4) گائے کے گوشت پر اعتراض کا جواب

جناب دیوبندی مولوی ابوایوب سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گائے کا گوشت تناول فرمانا ثابت نہیں ...... پھر اقتدار نعیمی صاحب کی تنقید نقل کی کہ ''لیکن آپ کے صاحبزادہ حضرت حجۃ الاسلام نے مسلم شریف کے حوالے سے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ رضویہ کے حاشیہ میں اس کا (گائے کا گوشت کھانے کا) ثبوت پیش فرمایا ہے...... ملخصاً (دست و گریباں ۱/۵۶)

الجواب

قارئین کرام! آپ غور فرمائیں کہ آخر یہ کون سا ایسا اختلاف ہے جس کی وجہ سے دیوبندی مولوی نے اس کو دست و گریباں قرار دیا، اس کو مذموم اختلاف بتلانا خود دیوبندیوں کی جہالت اور خواہ مخواہ کا فتنہ و انتشار پھیلانا ہے۔

پھر دیوبندی مولوی نے یہاں بھی اقتدار نعیمی کو پیش کیا، اور ہم پہلے بھی بتا چکے کہ اقتدار احمد نعیمی صاحب دیوبندی اصولوں کے مطابق نہ ہی بریلوی ہیں اور نہ ہی معتبر شخص ہیں، اس لیے ایسے شخص کا حوالہ ہرگز حجت نہیں۔

باقی رہا حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ، تو انہوں نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کسی قسم کی کوئی تنقید نہیں کی ہے بلکہ انہوں نے تو ایک روایت کے تحت صرف یہ فرمایا ہے کہ ''اس سے بظاہر تناول فرمانا معلوم ہوتا ہے۔'' (ملفوظات ص ۶۸)

بالفرض اگر یہ اختلاف بھی ہو تو یہ کوئی مذموم اختلاف نہیں ہے بلکہ بقول دیوبندی یہ علمی اختلاف ہے جو کہ رحمت ہے۔ چنانچہ خود ابوایوب دیوبندی لکھتے ہیں:۔

''اختلافات اگر علمی ہوں تو رحمت کہلاتے ہیں''

(دست و گریباں ج ۳ ص ۳۴)

یہی دیوبندی مولوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''علماء کی آراء کا مختلف ہو جانا، یہ کوئی عیب کی بات نہیں''

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۸۲)

یہی دیوبندی مولوی مزید لکھتے ہیں:

''یہ بات تقریباً ہر دور میں رہی ہے کہ اہل علم میں آراء کا اختلاف چلتا آرہا ہے'' (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس)

تو جناب خود تمہارے دیوبندی اصول وضوابط کے مطابق اگر یہ اختلاف بھی ہے تو کوئی مذموم اختلاف نہیں بلکہ ایک علمی اختلاف ہے جو کہ رحمت ہے کوئی عیب والی بات نہیں۔

لیکن جناب ابوایوب دیوبندی جیسے متعصب لوگوں نے اس کو بھی خواہ مخواہ مذموم اختلاف اور دست و گریباں قرار دیا، اس کو مذموم اختلاف و گمراہی کہنا وہابیہ کو تو زیب دیتا ہے کوئی عقل والا ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتا۔

گائے کے گوشت پر دیوبندی خانہ جنگی

اب دیوبندی اصول کے مطابق ہی عرض ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک معتبر مجموعہ فتاوی عبدالحی میں بھی وہی بات لکھی ہوئی ہے جو کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے کہ:

''حضور کا تناول فرمانا صراحۃً کسی روایت میں نظر سے نہیں گزرا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ...... مخصوص گائے کا گوشت تناول فرمانا معلوم نہیں۔''

(مجموعہ فتاویٰ عبدالحیؒ ۲ / ۳۷۲)

یہ بھی یاد رہے کہ عبدالحیؒ کے بارے میں دیوبندی ترجمان لکھتا ہے کہ:

''ان نامی گرامی علماء میں حضرت مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی کی ذات بھی ہے جن کا فتاویٰ ایک عمدہ مجموعہ ایک عرصہ سے لوگوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے، اور کوئی شبہ نہیں کہ آپ کا مجموعہ فتاویٰ گراں قدر خزانہ ہے۔'' (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/۱۰۸)

<u>لیکن اس کے برعکس</u> جس طرح دیوبندی ابو ایوب نے حوالہ پیش کیا ایسے ہی حوالے خود علماء دیوبند کی کتابوں میں موجود ہیں چنانچہ دیوبندی حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا کہ:

''سفر حج میں جناب رسول اللہ ﷺ کا ازواج مطہرات کی طرف سے <u>گائے ذبح فرمانا اور پھر گوشت کو ان میں تقسیم کرنا صحاح میں موجود ہے</u> جس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے جب باری والی زوجہ کے ہاں کھانا کھایا ہوگا <u>تو یہ گوشت بھی کھایا ہوگا۔''</u> (فتاویٰ شیخ الاسلام: ص۲۰۱)

پھر محشی نے لکھا:

''ظاہر یہی ہے کہ آپ نے اسے تناول فرمایا ہوگا''

(فتاویٰ شیخ الاسلام: ص۲۰۱)

اسی طرح ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ:

''جس سے بظاہر تناول فرمانا معلوم ہوتا ہے صراحتہ نہیں''

(امداد احکام ۱/ ۲۸۳)

لہٰذا اب اگر یہی معاملہ علماء دیوبند کے نزدیک مذموم اختلاف و گمراہی ہے تو دیوبندی حضرات اپنے ہی اصول وقواعد سے دیوبندی علماء کا مذموم اختلاف ثابت ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ دیوبندی علماء آپس میں دست وگریباں ہیں۔

ممکن ہے کہ کوئی روایت پیش کر دے تو اس کے بارے میں ''فتح الباری 9/406 ''میں تفصیل موجود ہے کہ ''اس میں کلام ہے...... اولیٰ یہ ہے کہ بکری کا گوشت ہی لیا جائے''۔لہٰذا اس روایت میں بھی صراحت نہیں ہے۔بہر حال یہ کوئی مذموم اختلاف نہیں ہے لیکن فسادی وفتنہ باز دیوبندی اس کو بھی دست وگریباں بتاتے ہیں۔

(5)اوجھڑی والے مسئلے پر اعتراض کا جواب

جناب ابوایوب دیوبندی کو یہ مسئلہ بھی مذموم اختلاف وتضاد نظر آیا چنانچہ جناب نے لکھا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اوجھڑی کھانے کو مکروہ تحریمی/مکروہ لکھا۔(فتاوی رضویہ/ملفوظات) جبکہ جانشین بریلوی...... ''مفتی اقتدار احمد نعیمی صاحب گجراتی نے جہاں پر اعلی حضرت بریلوی کی تحقیق کو بری طرح رد کیا ہے......'' بریلوی علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے اوجھڑی کھانے کا ثبوت حدیث شریف سے دے کر فاضل بریلوی کے منہ پر زوردار طمانچہ رسید کیا ہے...... مفتی اسلم رضوی صاحب جامعہ رضویہ فیصل آباد اوجھڑی کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں''۔ملخصاً (دست وگریباں 1/57)

الجواب

... سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مفتی اقتدار احمد نعیمی کے بارے میں ہم پہلے بھی عرض کر چکے کہ دیوبندی اصول وقواعد کے مطابق نہ ہی وہ بریلوی ہیں، نہ ہی حجت ہیں لہٰذا ان کو جانشین بریلوی کہنا دیوبندی دجل وفریب اور اپنے ہی دیوبندی اصول و

قواعد سے کھلی بغاوت ہے۔

... اسی طرح مفتی اسلم رضوی صاحب نے اولاً تو کوئی لعن طعن نہیں کیا کہ دیوبندی اصول سے یہ مذموم اختلاف و تضاد ٹھہرے، پھر ان کا حوالہ بھی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں پیش کر کے مذموم اختلاف یا دست و گریباں کی رٹ لگانا دیوبندیوں کے اصول و قواعد کے خلاف ہے کیونکہ ان کا قول سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک ادنی سے طالب علم کے قول کی طرح ہے (دیکھئے مکتوبات مولانا سید حسین احمد: ص ۱۰۰) نیز بقول دیوبندی ''چھوٹوں کا کلام ماخذ نہیں بن سکتا۔'' (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ: ص ۱۶۱) لہٰذا ایسی صورت میں اس کو مذموم اختلاف یا تضاد کہنا خود دیوبندیوں کے اپنے اصول و قواعد سے بغاوت اور کھلی مخالفت ہے۔

... حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے جو گفتگو فرمائی اس سے مذموم اختلاف و تضاد ہرگز نہیں کیونکہ اسی جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ

''بعض دلائل اوجھڑی کی تحریم کا تقاضا کرتے ہیں ......اور بعض دلائل حلت کا تقاضا کرتے ہیں (نعمۃ الباری 1/ 705)

یعنی آپ نے واضح کر دیا کہ دونوں موٴقف کی بنیاد دلائل پر ہے، انہوں نے لعن طعن ہرگز نہیں کیا۔ اور ایسا علمی اختلاف دیوبندی اصول (حدود اختلاف: ص ۱۶۱) سے بھی نہ شریعت کے خلاف ہے نہ ہی اس میں کسی قسم کا عیب و بُرائی ہے۔ جناب معترض نے خود لکھا:

''تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مولانا عبدالحیؒ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا تو ان کے پاس دلیل ہوگی تو یہ مذموم نہ رہا۔'' (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۸۴)

معترض صاحب کے اپنے بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دلیل کی بنیاد پر اختلاف مذموم نہیں۔لہٰذا یہ اختلاف مذموم نہیں۔الحمد للہ

آخری بات یہ ہے کہ اگر بالفرض ایسے مسائل میں علماء کے آپس میں علمی اختلافات بھی ہوجائیں تب بھی دیوبندی اصول سے نہ ہی منقصت (عیب) ہے نہ شریعت کے خلاف۔چنانچہ دیوبندی مولوی کہتے ہیں کہ:

''علاوہ ازیں اگر میں مان بھی لوں کہ ان حضرات میں شدید اختلاف ہے تو یہ بھی سمجھ لینے کی بات ہے کہ اہل حق میں شدید اختلاف کا ہوجانا نہ منقصت ہے نہ شریعت کے خلاف۔''

(حدود اختلاف:ص ۱۶۱)

لہٰذا جب ایسے مسائل میں اختلاف نہ ہی منقصت (عیب) ہے اور نہ ہی شریعت کے خلاف ہے تو پھر دیوبندی ابوایوب کا ایسے مسائل کو مسلمانوں کا آپس میں دست و گریباں بتانا خواہ مخواہ کی زبردستی وضد ہے۔

اوجھڑی پر دیوبندی خانہ جنگی

بلکہ دیوبندی ابوایوب اپنے ہی دیوبندی اکابرین کے سروں پر جوتیاں مار رہے ہیں کیونکہ خود ان کے ہاں ایک معتبر فتاویٰ میں اوجھری کو مکروہ لکھا گیا ہے جبکہ دوسرے دیوبندی فتاویٰ میں حلال لکھا ہے۔

چنانچہ مولوی عبدالحیؒ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''اوجھڑی کھانا مکروہ ہے۔''(مجموعہ فتاویٰ عبدالحیؒ ۲/۳۱۷)

جبکہ بزبان دیابنہ ان کے منہ پر زوردار طمانچہ مارتے ہوئے دیوبندی امام

رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں کہ

''اوجھڑی کھانا حلال ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ: ۵۵۰)

تو جناب ابوایوب اینڈ کمپنی! جب آپ کے نزدیک یہ مذموم اختلاف ہے تو گھمن صاحب کی بیان کردہ حدیث کے مطابق تم دیوبندی گمراہ ہو چکے، تم دیوبندیوں کا مذموم اختلاف و تضاد ثابت ہو چکا لہٰذا تمہارے اصول سے یہ تم دیوبندیوں کی خانہ جنگی ہے۔

(6) نعلین کے ساتھ عرش پر جانے والے اعتراض کا جواب

جناب ابوایوب دیوبندی نے لکھا کہ ''احمد رضا خان نے نعلین شریفین سمیت حضور علیہ السلام کے عرش پر جانے کی روایت کو باطل و موضوع کہا ہے (ملفوظات) جبکہ مفتی اقتدار نعیمی نے فاضل بریلوی کی علمی تحقیق کو ٹھکراتے ہوئے لکھا کہ ''یہ عقلاً اور رواجاً ثابت ہے۔'' (نقشہ نعل پاک) فتاویٰ بریلی شریف میں ہے کہ ''نعلین شریف پہن کر عرش پر جانا ثابت نہیں۔'' (دست و گریباں 1 / 57)

الجواب

... دیوبندی مولوی مکھی پر مکھی مارتا رہا، مفتی اقتدار نعیمی کے بار بار حوالے پیش کرتا رہا حالانکہ یہ انہی کے اصول و قواعد سے بریلوی نہیں ہیں اور نہ ہی سنیوں کے لیے معتبر ہیں۔ تفصیل پہلے بیان ہو چکی۔

پھر دیوبندی مولوی کے بیان کردہ حوالوں کو دیکھا جائے تو ان حوالوں سے بھی کوئی مذموم اختلاف ہرگز نہیں بنتا بلکہ ایسے اختلافات تو کثرت کے ساتھ علماء امت میں پائے جاتے ہیں جس سے اہل علم اچھی طرح واقف ہیں (دیکھئے مجذوبانہ واویلا: ص

۲۲۳ عبدالقدوس دیوبندی، صحبتے با اولیاء ص ۱۷۳: زکریا دیوبندی) تو دیوبندی علماء کو چاہیے کہ ان سب کو بھی مذموم اختلافات قرار دیکر" دیوبندی دست وگریباں" لکھیں۔

پھر ملفوظات کے متعلق خود دیوبندی حضرات تسلیم کرتے ہیں کہ اس قسم کی کتب کی مکمل ذمہ داری صاحب ملفوظ پر نہیں ہوتی [حوالہ جات کی تفصیل آگے آرہی ہے] پھر اس جگہ زیر بحث روایت کو سند کے اعتبار سے موضوع کہا گیا ہے اور اقتدار صاحب سند پر ہرگز بحث نہیں کررہے بلکہ جناب کی پیش کردہ عبارت میں بھی موجود ہے:

عرش پر نہ اتروائی گئی کہ پہن کر جانا تو عقلاً اور رواجاً ثابت ہے

(نقشہ نعل پاک بحوالہ دست وگریباں ج1 ص57)

پھر جس روایت کو اعلیٰ حضرت نے موضوع و باطل کہا ہے اس میں صرف نعلین پہن کر جانے کی بات نہیں بلکہ یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ اے حبیب! تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت وعزت زیادہ ہوگی (ملفوظات اعلی حضرت ص293) جبکہ مفتی صاحب نے روایت ہذا پر کوئی کلام نہیں کیا صرف نعلین پہن کر جانے کے متعلق یہ کہا کہ نعلین پہن کر جانا یہ عقلاً اور رواجاً ثابت ہے، اب دیوبندی معترض کا اس کو مذموم بلکہ اختلاف ہی بنا کر پیش کرنا خود مذموم ہے۔

پھر دیوبندی اصول" پہلے اپنے گھر کو صاف کیجیے! بعد میں کسی دوسرے پر انگلی اٹھایئے۔" (سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص ۷۲) کے مطابق پہلے اپنے دیوبندی گھر کو صاف کیجیے کیونکہ یہی اختلاف جناب کے گھر میں موجود ہے۔

نعلین کے ساتھ عرش پر جانا اور دیوبندی خانہ جنگی

چنانچہ متعدد علماء دیوبند کی مصدقہ اور دیوبندیوں کی پسندیدہ کتاب میں اسی روایت کو معتبر تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہوا ہے کہ:

''امام الانبیاء خاتم المرسلین سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن اور گستاخ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارک کی روایت کیسے نظر آتی۔''

(رضا خانی مذہب ج ۱ ص ۹۱: دیوبندی)

بات واضح ہے کہ ان دیوبندیوں کے نزدیک یہ (نعلین مبارک والی) روایت صرف نظر نہ آنا ہی گستاخ ودشمنِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی دلیل ہے تو اب اس روایت کا انکار کرنا تو اس سے بھی بدتر کہلائے گا۔ تو اس سے بالکل واضح ہو گیا کہ یہ روایت ان دیوبندیوں نے تسلیم وقبول کر لی۔

لیکن ان کے برعکس دیوبندی مفتی کفایت اللہ لکھتے ہیں کہ:

''نعلین شریفین کے متعلق یہ بات کہ حضرت حق جل جلالہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعلین سمیت عرش پر بلایا بعض سیر وتفاسیر میں مذکور ہے۔ واعظ اسے دیکھ کر بیان کر دیتے ہیں مگر سند اور صحت کے لحاظ سے ہمیں اس کی کوئی پختہ سند نہیں ملی۔''

(کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۰۴)

تو اب دیوبندی مصنف ''رضا خانی مذہب'' کے مطابق دیوبندی مفتی کفایت اللہ صاحب! سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن اور گستاخ ٹھہرے کیونکہ دیوبندی اصول سے روایت نظر نہ آنا گستاخ ودشمن کی دلیل ہے تو روایت پر کلام کرنا تو اس سے بڑے

دشمن و گستاخ ہونے کی دلیل ٹھہری۔لہٰذا جناب دیوبندی ابوایوب صاحب! آپ کے بیان کردہ غیر معتبر حوالے کی کیا حیثیت اب دیکھئے کہ آپ کی پھیلائی ہوئی غلاظت کیسے آپ کے منہ میں گری۔

(7)بوسہ قبر اور دیوبندی خانہ جنگی

جناب ابوایوب دیوبندی نے لکھا مولوی احمد رضا خان نے بوسہ قبر کو راجح مذہب میں ممنوع قرار دیا (فتاویٰ رضویہ) اسی طرح پیر مہر علی شاہ گولڑوی بھی قبر کو بوسہ دینے سے منع فرماتے ہیں۔(تحقیق الحق: ص ۲)

ان حوالوں کے خلاف بتاتے ہوئے دیوبندی مولوی نے یہ حوالے دیئے کہ عبد القیوم ہزاروی صاحب کہتے ہیں کہ ''شارع علیہ السلام کی طرف سے اس بارے میں ممانعت وارد نہیں ہوئی۔'' (عقائد و مسائل: ۶۰) فیض احمد اویسی صاحب نے بوسہ قبر کو جائز لکھا (کشکول اویسی) عبد الحامد بدایونی نے لکھا کہ ''جہاں تک نفس بوسہ قبر کا تعلق ہے الحمدللہ وہ اپنی اصل اور سند کے لحاظ سے ہر طرح صحیح اور ثابت شدہ ہے'' تصحیح العقائد ص ۱۱۰ (دست و گریباں: ص ۵۷)

الجواب

دیوبندی مولوی مکھی پر مکھی مارتا رہا، کاش کے دیوبندی مولوی اپنے اصول کے مطابق کم از کم اتنا ہی دیکھ لیتا کہ خود دیوبندی امام نے لکھا ہے کہ

> قبروں کو بوسہ دینا نہ شرک ہے نہ کفر، کیوں کہ اس مسئلے میں فقہاء کا اختلاف ہے، بعض نے اسے منع کیا ہے اور بعض نے اسے جائز کہا ہے' ملخصاً (شاہ اسماعیل اور ان کے ناقد: ص 75،76)

اور پھر علماء دیوبند نے لکھا ہے کہ جائز وناجائز، حلال وحرام میں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی ہستیوں میں بھی اختلاف رہا ہے۔ چنانچہ دیوبندی مولوی صاحب کہتے ہیں کہ:

"ایسے ہی غیر منصوص یا مبہم معاملات حلال وحرام، جائز وناجائز میں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آراء کا اختلاف کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں" (اسلام میں اختلاف کے اصول، آداب اور حدود ص ۷۱)

مزید دیوبندی مولوی نے جامع بیان العلم کے حوالے سے لکھا جس کا مفہوم ہے کہ

"یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ ہمیشہ اہل فتویٰ فتوے دیتے رہے ایک شخص (غیر منصوص احکام میں) ایک چیز کو حلال قرار دیتا ہے دوسرا حرام کہتا ہے"۔

(اسلام میں اختلاف کے اصول، آداب اور حدود ص ۷۲)

تو اب دیوبندی مولوی ابوایوب کے اصول وتنقید کے مطابق تو معاذ اللہ! یہ سب بزرگ ہستیاں بھی آپس میں دست وگریباں رہیں۔ (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) بہرحال گزارش یہ ہے کہ جس مسئلہ کو دیوبندی مولوی کھینچ تان کر دست وگریباں بنانا چاہ رہا ہے، یہ خود دیوبندی اصول سے اختلاف ہی نہیں لہٰذا ایسی باتوں پر اعتراض کرنا فضول ولغو ہے۔ اور اگر اب بھی جناب کی تکلیف دور نہیں ہوئی تو لیجیے جناب ذرا اپنے اصول سے اپنے دیوبندی فرقہ کا گند (بقول دیوبندی) صاف کریں۔

دیوبندی مفتی عزیز الرحمن لکھتے ہیں کہ:

"بوسہ قبر دینا...... ہرگز ہرگز جائز نہیں حرام ہے"

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۱/ ۲۴)

اسی طرح علماء دیوبند کے نورالحسن بخاری لکھتے ہیں کہ:

"قبر کو بوسہ دے......تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے، اس کو شرک فی العبادت کہتے ہیں۔" (توحید وشرک کی حقیقت: ۳۱۹)

تو دیکھئے یہاں علماء دیوبند نے بوسہ قبر کو ناجائز، حرام اور شرک قرار دیا ہے لیکن ان کے برعکس علماء وہابیہ دیابنہ کے امام اسماعیل دہلوی کہتے ہیں کہ:

"قبروں کو بوسہ دینا نہ شرک ہے نہ کفر، کیوں کہ اس مسئلے میں فقہاء کا اختلاف ہے، بعض نے اسے منع کیا ہے اور بعض نے اسے جائز کہا ہے" ملخصاً (شاہ اسماعیل اور ان کے ناقد: ص75، 76)

تو جناب علماء دیوبند آپ کے امام نے یہاں بوسہ قبر کو فقہاء کے درمیان اختلافی مسئلہ کہا ہے تو وہ سب فقہاء کرام جنہوں نے جائز کہا ہے تو دیوبندی مولوی کے اصول کے مطابق ان کا یہ اختلاف بھی مذموم وگمراہی ٹھہرا۔ بلکہ خود علماء دیوبند کا اس مسئلہ میں اختلاف واضح ہوگیا تو دیوبندی ابوایوب کے اصول سے دیوبندی گمراہ ٹھہرے اور دیوبندی خانہ جنگی دیوبندی اصول سے ثابت ہوگئی۔

"اب جب کہ قبر کو بوسہ دینا اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ ثابت ہوا، لہٰذا اگر کوئی متقی عالم وجہ جواز کو ترجیح دے تو اس کے لیے بوسہ قبر جائز ہے یہی حکم ان تمام روایات کا جن میں اختلاف موجود ہے۔" (شاہ اسماعیل اور ان کے ناقد: ص76)

اسی طرح دیوبندی امام قاسم نانوتوی نے روضہ شریف کو "بوسہ گاہ عالم" کہا۔

(با محمد ﷺ باوقار: ص ۲۶ قاضی محمد زاہد الحسینی)

اسی طرح فتاوی دار العلوم دیو بند میں ایک روایت حضرت ابو ایوب انصاری والی لکھ کراس سے بوسہ قبر استنباط خود دیو بندیوں نے کیا۔لیکن ساتھ ہی فرط محبت کی تاویل کرتے ہیں حالانکہ حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں۔بہرحال جب یہ عمل دیو بندی مفتی عزیز الرحمن،نور الحسن بخاری دیو بندی کے نزدیک ناجائز وحرام بلکہ شرک ہے تو دیو بندی اصول سے تو یہ بھی دیو بندیوں کا مذموم اختلاف ہے کہ ایک طرف تو اس کو ناجائز،حرام وشرک کہا جارہا ہے لیکن دوسری طرف اسے ایک ایسی تاویل سے قبول کیا جارہا ہے جس کی صراحت اس حدیث میں موجود نہیں۔

تیری محفل میں اور بھی گل کھلیں گے
اگر رنگ یاروان محفل یہی ہے

(8)سیاہ خضاب اور دیو بندی خانہ جنگی

دیو بندی مولوی نے چند علماء کے نام درج کرکے یہ لکھا یہ بریلوی علماء سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے جبکہ فاضل بریلوی احمد رضا کے درج ذیل مشہور فتوے ہیں جو سیاہ خضاب لگائے وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا،اللہ اس کی طرف قیامت کے روز نظر کرم نہ فرمائے گا،سیاہ خضاب کافر کا ہے،......سیاہ خضاب حرام ہے (فتاویٰ رضویہ) پھر دیو بندی مولوی نے مفتی اقتدار نعیمی کے حوالے درج کیے۔ ملخصا (دست و گریبان ۵۹ تا ۶۱)

الجواب

مفتی اقتدار نعیمی کے بارے میں پہلے وضاحت گزر چکی،اسکو پیش کرنا دیو بندی دجل وفریب ہے۔باقی رہا سیاہ خضاب کو لیکر ہم سنیوں کے علماء کا آپس میں اختلاف و تضاد پیش کرنا تو اولاً تو یہ فروعی مسئلہ ہے جس پر تنقید واعتراض کرنا،خود دیو بندی علماء

کے اصول وقواعد سے کھلی بغاوت بلکہ انہیں بزبان دیوبندی حمام میں ڈالنا ہے۔ پھر عرض ہے کہ "پہلے اپنے گھر کو صاف کیجیے! بعد میں کسی دوسرے پر انگلی اٹھایئے۔" (سفید و سیاہ پر ایک نظر: ص ۷۲: ابوایوب دیوبندی) جناب جن فتووں کو آپ امام اہلِ سنّت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف 3 منسوب کر رہے ہیں وہ فتوے تو خود آپ کے دیوبندی علماء نے بھی سیاہ خضاب کے بارے میں پیش کیے۔ لیجیے جناب ذرا اپنے گھر کی خبر لیجیے۔

(1) سیاہ خضاب لگانے والے جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔ (مسائل خضاب: ص ۱۱۵: دیوبندی)

(2) سیاہ خضاب لگانے والوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (مذکورہ: ۱۲۵ دیوبندی)

(3) سیاہ خضاب لگانے والوں کی طرف اللہ روز قیامت نظر رحمت سے بھی نہیں دیکھے گا۔ (ص ۱۲۶)

(4) اللہ تعالیٰ سیاہ خضاب لگانے والوں کا چہرہ قیامت کے روز سیاہ کر دے گا۔ (ص ۱۲۷)

(5) سیاہ خضاب فرعونی عمل ہے۔ (ص ۱۲۷)

(6) سیاہ خضاب سب سے پہلے فرعون نے لگایا۔ (ص ۱۲۷)

(7) قیامت کے دن اس کے سر اور داڑھی میں آگ بھڑکے گی۔ (ص ۱۲۸)

(8) سیاہ خضاب محدث اور بدعت ہے۔ (ص ۱۲۹)

(9) سیاہ خضاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ چہرے کا نور اٹھا دیتے ہیں۔ (ص ۱۳۰)

(10) سیاہ خضاب لگانے والے بُرے لوگ ہیں۔(ص ۱۳۰)

(11) سیاہ خضاب کفار واہل جہنم کا خضاب ہے۔(ص ۱۳۰)

(12) سیاہ خضاب اہل ثمود کا عمل ہے۔(ص ۱۳۱)

(13) سیاہ خضاب مثلہ ہے۔(ص ۱۳۲)

(14) سیاہ خضاب کرنے والا ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں۔(ص ۱۳۰)

(15) سیاہ خضاب والا اللہ کے ہاں مبغوض ہے۔(ص ۱۳۵)

(16) سیاہ خضاب گناہ کبیرہ ہے۔(ص ۱۳۶)

(17) سیاہ خضاب لگانا عملی جھوٹ ہے۔(ص ۱۳۷)

(18) سیاہ خضاب تغیر خلق اللہ میں شامل ہے جو کہ شیطانی عمل ہے۔(مسائل خضاب:ص ۱۳۷)

اس طرح ابوایوب کے اصول کے مطابق تقریباً 25 فتوے دیوبندی علماء نے سیاہ خضاب لگانے والے پر عائد کیے ہیں۔اسی طرح دیگر متعدد دیوبندی کتب میں یہ فتوے درج ہیں۔اگر دیوبندیوں کا ہاضمہ درست نہ ہوا تو وہ بھی پیش کر سکتے ہیں۔

اب آیئے دیوبندی اصول کے مطابق دیکھئے کہ ان 25 فتووں کے حق دار کون کون بنتے ہیں؟

......دیوبندیوں کے فتاویٰ قاسمیہ ہی میں لکھا ہے کہ:

''جوان بیوی کو خوش کرنے کے لیے داڑھی میں سیاہ خضاب لگانا شریعت میں جائز ہے''۔ (فتاویٰ قاسمیہ جلد ۶ ص ۲۸۱)

......اسی میں لکھا ہے کہ

''اگر کوئی شخص بیوی کو خوش کرنے کے لیے سیاہ خضاب لگاتا ہے تو

اس کو مکروہ تحریمی نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی ایسے شخص کو فاسق کہا جا سکتا ہے، زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ کہا جا سکتا ہے''

(فتاویٰ قاسمیہ جلد ۶ ص ۲۸۰)

......اسی طرح دیوبندیوں کے ایک اور مشہور فتاویٰ میں لکھا ہے کہ

''البتہ اگر کوئی شخص اپنی نئی نویلی دلہن کو خوش کرنے کے لیے خضاب لگائے، تو امام یوسفؒ نے اس کی اجازت دی ہے۔''

(کتاب النوازل جلد خامس عشر: ص ۵۳۶)

......اسی طرح علماء دیوبند کے فتاویٰ محمودیہ ۵ / ۱۲۳ کے حوالے سے دیوبندی فتاویٰ میں ہے کہ

''جب کہ حضرت امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت میں تزئین اور بیوی کو خوش کرنے کے لیے خضاب کی اجازت دی گئی ہے آپ نے جو غنیۃ کی روایت نقل کی ہے وہ اسی روایت پر مبنی ہے۔''

(کتاب النوازل جلد خامس عشر: صص ۵۳۴)

تو اب ابو ایوب دیوبندی کے مطابق یہ تمام دیوبندی مفتی حتیٰ کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سیاہ خضاب کو جائز کہہ کر ان مذکورہ بالا 25 فتووں کے حق دار ٹھہرے۔ (مزید تفصیل آگے آتی ہے)۔

......اسی طرح علماء دیوبند کے فتاویٰ قاسمیہ میں:

''سیاہ خضاب لگانا بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے''

(فتاویٰ قاسمیہ جلد ۶ ص ۲۸۰)

اب دیوبندی اصول وقواعد کے مطابق یہ بعض فقہاء ان 25 فتووں کے حق دار

ٹھہرے۔ دیوبندی علماء کو چاہئے کہ اب ان بعض فقہاء کے نام بتائیں تاکہ عوام الناس کو پتا چل سکے کہ ان کا حشر دیوبندیوں نے کیا کیا ہے۔

......دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی نے خود یہ لکھا ہے کہ:

"امام ابویوسفؒ نے جائز رکھا ہے"

(امداد الفتاویٰ ۴ / ۲۱۳ بحوالہ مسائل خضاب: ص ۸۷)

......اسی طرح علماء دیوبند نے لکھا ہے کہ:

"صرف امام یوسفؒ کی ایک روایت سے اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے اس لیے ضرورت کے وقت اُسے اختیار کر سکتے ہیں۔"

(کتاب النوازل جلد خامس عشر: ص ۵۳۱)

......دیوبندیوں کے مفتی ریاض محمد بگرامی لکھتے ہیں کہ:

"بعض روایات میں سفید بال اکھیڑنے پر وعید بھی آئی ہے اور بعض سے صراحۃً خضاب کی قباحت معلوم ہوتی ہے......اس کے برعکس دوسری احادیث سے سفید بالوں پر خضاب لگانے کا نہ صرف جواز ثابت ہوتا ہے بلکہ اس کی ترغیب آئی ہے۔"

(مسائل خضاب: ص ۱۴۱: دیوبندی)

تو جناب ابوایوب دیوبندی کے اصول کے مطابق حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ان 25 فتووں کے حق دار ٹھہرے۔ اسی طرح سعید احمد قادری کے متعلق ایک دیوبندی نے لکھا:۔

موصوف نے اس وقت سر اور داڑھی کے بالوں پر سیاہ خضاب لگایا ہوا تھا۔ (دفاع اہل السنۃ ص 169)

اور جناب کے مسلک کے متعلق بھی انہی موصوف کا بیان ہے:

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ موصوف اس وقت دیو بند مسلک سے منسلک ہیں اور حیات ہیں۔ (169)

قارئین کرام! اب آپ دیو بندی ابو ایوب کی دست و گریباں کے من گھڑت اصول و قواعد کو سامنے رکھیں تو ان کے مطابق یہ سب دیو بندی علماء، دیو بندی مفتی، بعض فقہاء کرام، حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور سعید احمد وغیرہما جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں، اللہ روز قیامت نظرِ رحمت سے بھی نہیں دیکھے گا، ان کے چہرے قیامت کے روز سیاہ ہوں گے، انہوں نے فرعونی عمل کی اجازت دی، ان کے سر اور داڑھی میں آگ بھڑکے گی، یہ سب بدعتی ہیں، ان کے چہرے کا نور اللہ عزوجل نے اٹھا دیا، یہ بُرے لوگ ہیں، یہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں، اللہ کے ہاں مبغوض ہے، گناہ کبیرہ، عملی جھوٹ، تغیر خلق اللہ اور شیطانی عمل کی اجازت دینے والے ہیں۔ تو یہ ہے دیو بندی دست و گریباں کہ انہوں نے دیو بندیوں ہی کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ دیو بندی مولوی کو چاہیے کہ ان کے خلاف بھی کوئی دست و گریباں کا جہالت نامہ جمع کرے۔

دیو بندی مولوی کے لیے عرض ہے کہ:

آپ لکھتے تو ہیں مگر جانچا کیجیے
کس قدر بے ربط جملے ہیں تیری تحریر میں

(9) فخر عالم کہنے پر دیوبندی اعتراض کا جواب

دیوبندی مولوی نے لکھا ہے کہ مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو فخر عالم یا فخر جہاں کہنا بے معنی ہے (عرفان شریعت) جبکہ بریلوی مولوی محمد آل مصطفی، حافظ محمد حسن مجددی اور فلاں فلاں سنی بریلوی نے اپنی کتب میں نبی پاک ﷺ کے لیے فخر عالم کا لفظ استعمال کیا ہے۔۔ ملخصاً (دست وگریباں ۶۱)

الجواب

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت دیوبندی مولوی ابوایوب نے نامکمل پیش کی ہے، سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "فخر عالم یا فخر جہاں کہنا بے معنی ہے، شاہ جہاں کہہ سکتے ہیں۔" (عرفان شریعت: ص ۳۹)

تو بات بالکل واضح ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ کو "شاہ جہاں" (جہاں کا بادشاہ، جہاں کا آقا) کہو۔ لیکن چونکہ دیوبندیوں کو اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے اس لیے ایسے الفاظ تو استعمال نہیں کر سکتے۔ پھر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہ ہی اس کو گستاخی و کفر کہا ہے نہ ہی اس پر کوئی فتویٰ لگایا ہے۔ باقی انہوں نے ان الفاظ کے استعمال کو بے معنی کہا ہے اور بے معنی کا مطلب عرف میں یہی ہے کہ اس کا کوئی مطلب نہیں۔ دیوبندی مولوی عرف عام کی بات کو جو لغت کی طرف لے گیا اور پھر یہ کہا کہ اس کے دو معنی ہیں اور پھر اس پر بنیاد کھڑی کرنے کی کوشش کی تو یہ اس دیوبندی کی جہالت و بے عقلی ہے، خود ان کے دیوبندی مفتی کفایت اللہ نے لکھا ہے کہ:

"بے ادبی کا مدار عرف عام پر ہے اور اسی پر حکم دائر ہوتا ہے"

(کفایت المفتی ۱/۱۲۶)

تو دیکھئے دیوبندی مولوی ابوایوب اپنے ہی دیوبندی اصولوں سے جاہل ہے، اگر اس کو یہ بات پتا ہوتی تو ایسی جہالتوں کا مظاہرہ نہ کرتا۔

دیوبندی اصول سے خود دیوبندی گستاخ

اب آیئے ہم آپ کو دیوبندی مولوی ابوایوب کے اصول کے مطابق بتاتے ہیں کہ فرقہ وہابیہ گلابیہ غرابیہ دیابنہ کے علماء نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ ہیں، آیئے ذرا ملاحظہ کیجیے، دیوبندی مولوی محمود الحسن گنگوہی لکھتے ہیں کہ:

"**جناب** مخفف ہے جاہل نادان احمق بے وقوف کا، چاروں لفظوں کا پہلا حرف لے لیا، جاہل کا "ج" نادان کا "ن" احمق کا "الف" اور بے وقوف کا "ب" اس طرح کسی کو **جناب** کہہ دینا گویا اس کو جاہل، نادان احمق اور بے وقوف کہہ دینا ہے"

(ملفوظات فقیہ الامت ص ۵۵۵: دیوبندی)

یعنی دیوبندی مولوی کے نزدیک "**جناب**" کا لفظ استعمال کرنا اس کو جاہل، احمق، نادان اور بے وقوف کہنا ہے۔ تو ابوایوب اینڈ کمپنی کے اصول سے بڑے بڑے دیوبندی علماء واکابرین گستاخ ہیں کیونکہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہی لفظ "جناب" کا استعمال کیا ہے۔

علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر لکھتے ہیں کہ:

"**جناب** نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (آنکھوں کی ٹھنڈک: ص ۱۷: دیوبندی)

اسی طرح دیوبندیوں کی ۱۶۱۶ اکابرین کی مصدقہ کتاب میں لکھا ہے کہ

"**جناب** خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (قہر آسمانی: ص ۸۵ دیوبندی)

اسی طرح دیوبندیوں کے قدیم و جدید ۶۰ سے زائد اکابرین کی مصدقہ کتاب المہند میں لکھا ہے کہ ''**جناب** رسول اللہ ﷺ کو ہم پر۔'' (المہند :۵۱: دیوبندی)

تو یہ سب دیوبندی علماء و اکابرین خود دیوبندی اصول کے مطابق نبی پاک ﷺ کے لیے ''جناب'' کا لفظ استعمال کر کے گستاخ ٹھہرے۔ بلکہ بزبان جناب ابوایوب دیوبندی اینڈ جناب دیوبندی کمپنی! معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ نقل کفر کفر نا باشد! ہم مسلمانوں کے کریم آقا ﷺ کے بارے میں کیا بکواس کر رہے ہیں، ہر اہل علم خود سمجھ سکتا ہے، واللہ ہم میں تبصرہ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔

فخر عالم اور فخر میں فرق نہ کرنا دیوبندی جہالت

دیوبندی مولوی نے ''دست و گریباں'' کے ص ۶۰ پر یہ لکھا کہ:

''واہ او رضا خانیوں جو سرکار طیبہ ﷺ ساری انسانیت بلکہ ہر شے کے لیے فخر ہیں وہ تمہارے نزدیک ان الفاظ سے موصوف نہیں ہو سکتے''۔

فرقہ وہابیہ گلابیہ غرابیہ دیابنہ کو اکھانی کے دیوبندی مولوی نے یہاں بھی دجل سے کام لیا ہے کیونکہ اس عبارت میں یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ ہم مسلمانوں کے لیے فخر نہیں ہیں بلکہ وہاں تو آپ ﷺ کو شاہ جہاں کہا جا رہا ہے۔ لہٰذا یہ محض دیوبندی ہذیان ہے، ہاں یہ دیوبندیوں کا گندہ عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے لیے رحمۃ اللعالمین کا خاصہ نہیں مانتے۔ جیسا کہ ان کے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے۔

دیوبندی شیطان نہ ہوتا تو دنیا میں کچھ نہ ہوتا

پھر دیوبندی مولوی نے خواہ مخواہ ایک عبارت کو پیش کیا کہ: ''بریلوی کے نزدیک اگر شیطان نہ ہوتا تو دنیا میں کچھ بھی نہ ہوتا'' واہ بریلویوں تم شیطان کو کائنات کا سبب مان لو لیکن آمنہ کے لال در یتیم صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کا سبب اور فخر ماننے کے لیے تیار نہ ہو۔ تف ہے ایسی عقل وغیرت پر؟۔(دست و گریباں ص۶۱)

الجواب

اولاً تو عرض ہے دیوبندی نام ہی جہالت اور بے عقل قوم کا ہے، دیوبندی مولوی نے کاش کہ اپنے دیوبندی دھرم کا مطالعہ کیا ہوتا تو اس کو اس بات کا علم ہوتا کہ خود ان کے علماء نے یہ لکھا ہے کہ:

''کفر مظہر ایمان ہے و برعکس اس کے اگر کفر مخلوق نہ ہوتا کوئی ایمان کو کیونکر جانتا۔ (حاشیہ) قولہ کوئی ایمان کو کیونکر جانتا اقول لان الاشیاء تعرف باضدادھا مقصود کفر کی حکمت تکوینیہ کا بیان کرنا تھا۔'' (امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق: ص۴۵،۴۶)

تو اب علماء دیوبند کے پاس اگر شرم و حیاء ہے تو امداد المشتاق کی اس عبارت کو سامنے رکھتے ہوئے بتائیں کہ مذکورہ عبارت پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ بات واضح ہے کہ کفر مظہر ایمان ہے اگر کفر مخلوق نہ ہوتا تو کوئی ایمان کو کیونکر جانتا۔ یہ تو الزامی جواب تھا۔

اسی طرح علامہ ابن قیم نے ''شفاء العلیل'' صفحہ ۳۲۷ پر لکھا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کسوٹی اور آزمائش بنایا ہے جس سے

اچھے برے دوست اور دشمن میں تمیز ہو جائے، اسی لیے اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس (ابلیس) کو قیامت تک زندہ رکھا جائے تا کہ اس کی تخلیق کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو جائے۔"

(بحوالہ انسان اور شیطان ۲۱۶: حافظ مبشر حسین لاہوری)

یہی ابن قیم لکھتے ہیں کہ:

"ابلیس اور اس کی فوج کو پیدا کرنے میں اتنی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کی تفصیل صرف اللہ کو معلوم ہے۔"

(شفاء العلیل ۳۲۲ بحوالہ جن اور شیاطین کی دنیا: عمر سلیمان الاشقر ۲۲۸ مترجم عبد السلام سلفی مکتبہ قدوسیہ۔لاہور)

ابن تیمیہ کا مسلک یہ ہے کہ:

جس طرح آدم علیہ السلام انسانوں کی اصل اور بنیاد ہیں۔اسی طرح شیطان بھی جنوں کی اصل اور بنیاد ہے۔

(مجموع الفتاویٰ ۴/ ۲۳۵،۳۴۶ بحوالہ جن اور شیاطین کی دنیا ۲۶)

اور علماء دیوبند کے سرفراز صفدر نے حافظ ابن قیم کو رئیس الموحدین کا لقب دیا (تسکین الصدور ۱۳۵) اور اپنی کتابوں بالخصوص تسکین الصدور میں حافظ ابن قیم کی کتابوں کو جگہ جگہ بطور تائید پیش کیا۔لہٰذا جو بات یہاں ان عبارات میں ہے وہی مذکورہ عبارت میں بھی موجود ہے۔

اب آیئے ہم آپ کو مزید بتاتے ہیں کہ وہاں عبارت کیا ہے؟ اور اس میں کیا گفتگو ہو رہی ہے؟ چنانچہ وہاں بات صرف اتنی تھی کہ بعض لوگ شیطانی وسوسوں کا شکار ہو کر

ذات باری تعالیٰ عزوجل پر بھی اعتراض کر بیٹھے اور ایسا ہی ایک اعتراض مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بھی پیش کیا گیا۔ آپ مکمل اعتراض وجواب ملاحظہ کیجیے۔

اعتراض: ''حق تعالیٰ نے شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا جو تمام گناہوں کی اصل ہے''

جواب: (تو اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ)

''اگر شیطان نہ ہوتا تو دنیا اور دین میں کچھ بھی نہ ہوتا کیونکہ پھر نہ بادشاہ کی ضرورت ہوتی اور نہ پولیس اور نہ کچہری اور نہ فوج وغیرہ کے محکمے، اسی طرح نہ پیغمبروں کی نہ ولیوں اور پیروں کی دوزخ اور عذاب کے فرشتے بیکار رہتے نیز خدا کی صفتیں غفاری، ستاری، قہاری، جباری وغیرہ کا ظہور نہ ہوتا، کیونکہ یہ صفات بندوں کے گناہوں سے ظاہر ہوتی ہیں بلکہ یوں کہو کہ پھر تو نہ آدم علیہ السلام دانہ کھاتے نہ زمین پر آتے نہ دنیا آباد ہوتی بلکہ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ گرم وسرد، پاک وناپاک اچھی بری چیزوں سے ہی دنیا کا نظام قائم ہے''۔

یہ مکمل عبارت ہے اس کا سیدھا سا مطلب ہے کہ اگر یہ بد بخت لعین جو تمام فسادات کی جڑ ہے اگر یہی نہ ہوتا تو دنیا میں کسی قسم کا فتنہ وفساد کفر وشرک اور کوئی گستاخ (وہابی) ہی نہ ہوتا۔ تمام دنیا راہ ہدایت پر ہوتی تو پھر پیغمبروں، ولیوں اور پیروں کی دنیا میں تشریف آوری کا مقصد بیکار رہتا۔ اور جب سب لوگ ہدایت یافتہ ہوتے تو پھر دوزخ اور عذاب تیار کرنے کا کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے شیطان

کو پیدا کیا تو اس میں رب تعالیٰ کی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔اور ہم بتا چکے کہ یہی بات دیوبندیوں نے بھی لکھی کہ:

کفر مظہر ایمان ہے و برعکس اس کے اگر کفر مخلوق نہ ہوتا کوئی ایمان کو کیونکر جانتا۔(حاشیہ) قولہ کوئی ایمان کو کیونکر جانتا اقول لان الاشیاء تعرف باضدادھا مقصود کفر کی حکمت تکوینیہ کا بیان کرنا تھا۔(امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق:ص ۴۵،۴۶)

تو یہاں بھی مقصود کفر کی حکمت تکوینیہ کا بیان کرنا ہے۔لیکن دیوبندی حضرات اپنے گھر کی عبارت پر تو نظر نہیں کرتے لیکن ہم سنیوں پر خواہ مخواہ جاہلانہ اعتراض کرتے ہیں۔

اوراسی طرح دیوبندیوں کی اپنی پسندیدہ تفسیر روح البیان میں سورۃ ص:۳۰۔نعم العبد، انہ اواب میں ہے کہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام کی خواہش پر دو دن ابلیس کو بند کیا گیا تو بازار ٹھنڈا پڑ گیا تو فرمایا گیا: اے سلیمان تو نہیں جانتا کہ جب تو نے اہل بازار کے مہتر کو بند کیا، معاملات خلق ماند پڑ گئے، اور خلق کی مصلحت نہ ہو سکی۔وہ (ابلیس) دنیا کا معمار ہے، اور اموال و اولاد میں خلق کا حصہ دار ہے۔یہاں دنیا بمقابلہ دین ہے۔اور دنیا داری میں ابلیس کا رول بتایا گیا ہے۔......ملخصاً

اوراسی شیطان اور شیطانی افعال کی وجہ سے لوگوں کو اللہ عزوجل آزماتا ہے۔تاکہ سچے اور جھوٹے کی پہچان ہو سکے۔اور ایسی آزمائش کا ذکر قرآن پاک میں متعدد

مقامات پر موجود ہے۔

"وَ نَبۡلُوۡکُمۡ بِالشَّرِّ وَ الۡخَیۡرِ فِتۡنَۃً "۔اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے (الانبیاء35) اسی طرح "الاعراف168 " میں بھی ہے۔اور ایک مقام پر ہے کہ "اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَی الۡاَرۡضِ زِیۡنَۃً لَّہَا لِنَبۡلُوَہُمۡ اَیُّہُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا۔ بیشک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے کہ انہیں آزمائیں ان میں کس کے کام بہتر ہیں (الکہف آیت 7) کیونکہ اگر یہ شیطان نہ ہوتا تو نہ آدم علیہ السلام دانہ کھاتے نہ زمین پر آتے نہ دنیا آباد ہوتی بلکہ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ گرم و سرد، پاک و ناپاک اچھی بری چیزوں سے ہی دنیا کا نظام قائم ہے۔

باقی یہ کہنا کہ سنیوں کے نزدیک شیطان کائنات کا سبب ہے اور رسول اللہ ﷺ سبب نہیں ہیں معاذ اللہ! یہ دیوبندیوں کا ایسا واضح جھوٹ ہے کہ عوام الناس بھی یہ پڑھ کر معترض کی اس بات کی تردید کریں گے۔مگر معترض تو عبارت کو اپنی مرضی کے مطابق توڑ مروڑ کر اس کا مفہوم تبدیل کرنے پر بضد ہے،اور محو اعتراض ہے،جبکہ خود ان کے اپنے حضرات کے نزدیک یہ عقیدہ اہل تشیع کا ترجمان ہے،چنانچہ دیوبندی مولوی لکھتے ہیں:

> بہر نوع! لولاك لما کا یہ عقیدہ شیعیت کی جان اور اس کے متبعین کا ایمان ہے۔ (بریلویت کا ذہنی سفر ص79)

حوالہ بالا کے پیش نظر ہم معترض کی خدمت میں عرض کرتے ہیں جناب حضور کو باعث تخلیق کائنات سمجھنے کو شیعہ عقیدہ کہنا یہ تو آپ کا طرز عمل ہے،آپ لوگ ہی اس کے منکر ہیں،اور الزام دوسروں کے سر مونڈھنے پر کوشاں ہیں۔

(10) یا محمد ﷺ کہنے پر دیوبندی اعتراض کا رد

دیوبندی مولوی جناب ابو ایوب نے عنوان ''یا محمد ﷺ کہنا'' کے تحت پہلے ایسے حوالے پیش کیے ہیں جن میں ''یا محمد ﷺ کہنے کو حرام، نا جائز، منع، بے ادبی وغیرہ بتایا گیا ہے'' اور پھر دیوبندی مولوی نے تضاد و اختلاف ثابت کرنے کے لیے ایسے حوالے پیش کیے جن میں ''یا محمد ﷺ کہا گیا، یا محمد ﷺ کے نعرے لگائے گئے، یا محمد ﷺ کہنے کو جائز اور درست کہا گیا''......ملخصاً (دست و گریباں ۶۳ تا ۶۶)

الجواب

دیوبندی علماء کے بارے میں خود دیوبندی مولوی شیر محمد دیوبندی نے یہ لکھا ہے کہ:

(دیوبندی) ''مولانا اختلاف برائے اختلاف کے پیش نظر ہر فرد کے خلاف اوراق سیاہ کر سکتے ہیں خواہ کوئی حق پر ہو یا باطل پر۔''

(آئینہ تسکین الصدور: ص ۴: شیر محمد دیوبندی)

تو دیوبندیوں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے مخالفین کے خلاف اوراق سیاہ کرتے رہتے ہیں۔ دیوبندی مولوی نے اس مسئلے میں تعارض ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ ان کے اپنے اصول سے بھی یہاں تعارض ثابت نہیں ہوتا کیونکہ عبد القدوس قارن دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''جب دونوں عبارتوں میں صورت کے لحاظ سے نمایاں فرق ہے تو اب اس کو ایک دوسرے کا معارض کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔''

(اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور: ص ۲۰۰)

اسی طرح یہی دیوبندی کہتے ہیں کہ:

''تعارض کے لیے دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ حیثیت کا ایک ہونا

بھی ضروری ہے۔" (ارشادالحق اثری کا مجذوبانہ واویلا: ص ۲۳۳)

عرض یہ ہے کہ جن علماء نے "یا محمد ﷺ" کو جائز و درست کہا انہوں نے وصفی معنی مراد لیا ہے اور جن لوگوں نے "یا محمد ﷺ" پکارنے کو ناجائز و بے ادبی کہا ہے وہ علمی و ذاتی معنی کے اعتبار سے ہے۔ (یہی بات خود دیوبندیوں سے بھی ثابت ہے) تو جب "یا محمد ﷺ" کہنے اور نہ کہنے والے معاملے میں نمایاں فرق ہے، دونوں کی حیثیت ایک نہیں ہے تو تعارض کیسے ثابت ہوتا ہے؟ اَشرفعلی تھانوی نے ابوایوب جیسے دیوبندیوں کے بارے میں صحیح کہا تھا کہ:

"نہیں معلوم کہ ساری دنیا بدفہموں ہی سے آباد ہے یا ایسے (بدفہم دیوبندی) چھنٹ چھنٹ کر میرے ہی حصہ میں آ گئے ہیں"

(الافاضات الیومیہ حصہ دوم ص ۱۵۱)

جب یہ سارے ہیں ہی بدفہم تو فہم و فراست کہاں سے آئے گا۔ ایسے ہی دیوبندی سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ

"بے موقع اور بے ڈھنگی بات کرنا پاگلوں کا کام ہے۔"

(ملفوظات حضرت مولانا سرفراز خان صفدر ص ۳۶۴)

لہٰذا جناب دیوبندی ابوایوب کا یہ بے موقع و بے محل حوالہ جات پیش کرنا بقول سرفراز ان کے پاگل پن کی واضح دلیل ہے۔

معزز قارئین کرام! "یا محمد ﷺ" کے جس مسئلے کو جناب ابوایوب دیوبندی نے دست وگریباں بنا کر پیش کرنے کی ناکام سعی کی ہے، یہی مسئلہ خود دیوبندی دھرم میں بھی موجود ہے اور اس کا جواب بھی خود دیوبندیوں نے دیا ہے۔

چنانچہ دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''خالق کائنات نے محبوب دو عالم ﷺ کی شان محبوبیت کے خلاف تصور کیا کہ ان کا نام لیکر عام لوگوں کی طرح پکارا جائے، جیسا کہ قرآن میں ممانعت ہے.....تو حضرت جبرائیل نے نام لیکر کیوں پکارا؟.....(تو اس کا جواب یہ ہے کہ) ممکن ہے لفظ محمد سے حضرت جبرائیل نے معنی وصفی مراد لیے ہوں کہ محمد ایسی ہستی کو کہا جاتا ہے کہ اس کی اتنی تعریف کی گئی ہو جتنی کسی اور کی نہ کی گئی ہو اور لفظ محمد میں جو مبالغہ ہے وہ لفظ محمود میں نہیں یونکہ باب تفعیل کی خاصیت میں علمائے صرف نے مبالغہ کو بھی ذکر کیا ہے.....اگر حضرت جبرائیل لفظ محمد سے معنی علمی مراد لیتے تو بے ادبی کا سوال پیدا ہو سکتا تھا، غرض انہوں نے وصفی معنی مراد لیا ہو جس میں مدح ہی مدح ہے۔'' (نفع المسلم: ص ۹۳: دیوبندی)

یہی تقسیم حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۱ ص ۵۴ میں کی ہے۔

اور ایک دیوبندی مفتی حماد صاحب نے ایک اصول یہ لکھا ہے کہ:

''کلام کے معنی کی تعیین میں صاحب کلام کی شخصیت اور نیت کو دخل ہے۔'' (راہ سنت ۵۴)

تو دیوبندی مولوی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جن علماء نے ''یا محمد ﷺ کہنے'' کو جائز و درست کہا انہوں نے وصفی معنی مراد لیا ہے اور جن لوگوں نے ''یا محمد ﷺ'' پکارنے کو ناجائز و بے ادبی کہا ہے وہ علمی و ذاتی معنی کے اعتبار سے ہے۔ تو

جناب دیوبندی مولوی ابوایوب صاحب! اس مسئلہ کا جواب تو خود آپ کے دیوبندی علماء نے دے دیا تھا کاش کے آپ کچھ پڑھ لیتے تو خواہ مخواہ مخالفت نہ کرتے لیکن آپ کا مقصد ہی خواہ مخواہ اپنے مخالفین کے خلاف اوراق سیاہ کرنا ہے۔

دیوبندی اصول سے دیوبندی علماء بے ادب وگستاخ

اب آیئے ملاحظہ کیجیے کہ جن اصولوں کے تحت دیوبندی مولوی ابوایوب نے ہم سنیوں پر گستاخی و بے ادبی، ناجائز و حرام کے من گھڑت فتوے لگانے کی ناکام کوشش کی ہے، انہی دیوبندی اصولوں کے پیش نظر خود دیوبندی دھرم کے علماء و اکابرین بے ادب و گستاخ ٹھہرتے ہیں کیونکہ بعض دیوبندیوں نے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنے کو بے ادبی، خلاف ادب، ممنوع قرار دیا جبکہ دوسری طرف علماء دیوبند اور ان کے پیشواء ورہنماء نے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ خود لکھے چنانچہ دیوبندیوں کے مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ

> ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یا محمد کے الفاظ لکھنا بے ادبی ہے اس نام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بھی سوائے بعض کفار و مشرکین کے کوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پکارتا تھا......'' (فتاویٰ عثمانی جلد اول ص ۵۳)

دیوبندی عبدالحق عثمانی نے لکھا ہے کہ:

> ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یا محمد کے الفاظ استعمال کرنا بے ادبی ہے''۔ (فتاویٰ عثمانی ۱ / ۵۳)

دیوبندیوں کی تفسیر عثمانی اور گلدستہ تفسیر میں بھی لکھا ہے کہ:

> ''مخاطبات میں حضور کے ادب و عظمت کا پورا خیال رکھنا چاہیے۔ عام لوگوں کی طرح ''یا محمد'' وغیرہ کہہ کر خطاب نہ کیا جائے بلکہ یا

نبی اللہ اور یا رسول اللہ جیسے تعظیمی القابات سے پکارنا چاہیے۔"

(گلدستہ تفسیر جلد ۵ ص ۱۷۰ پارہ ۱۸، النور)

دیوبندیوں کی تفسیر معارف القرآن میں بھی یہی لکھا ہے کہ:

"تم رسول ﷺ کو اس طرح نہ پکارا کرو جس طرح تم آپس میں بعض، بعض کو پکارتے ہو یعنی جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو اس طرح رسول ﷺ کو ان کا نام لے کر نہ پکارو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارو یعنی تعظیمی الفاظ سے آپ کو خطاب کیا کرو۔

(معارف القرآن جلد ۵ ص ۴۷۹ النور)

تو دیوبندی اصول کے مطابق نبی پاک ﷺ کے لیے "یا محمد ﷺ" کے الفاظ استعمال کرنا آپ ﷺ کی تعظیم نہیں ہے، یہ تعظیمی لقب نہیں ہے، یہ الفاظ نبی پاک ﷺ کے ادب کے خلاف ہیں۔

لیکن اس کے برعکس دیوبندی پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی پاک ﷺ سے امداد طلب کی اور اس طرح فریاد کی کہ

یا رسول کبریا فریاد ہے　　　　یا محمد مصطفی ﷺ فریاد ہے

(کلیات امدادیہ 91)

یہی حاجی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور دہنی طرف یا احمد اور بائیں طرف یا محمد اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے۔" (کلیات امدادیہ: ص ۴۵)

اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کشف الارواح کے لیے یا احمد و یا محمد پڑھنے کے دو طریقے ہیں...... یا محمد کو الٹی جانب پڑھتے ہوئے...... یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ کا چھ طرف ذکر کرے۔"

(اخبار الاخیار مترجم دیوبندی: ص ۱۷۸)

تو اب دیوبندی ابوایوب اینڈ کمپنی کے اصولوں سے خود ان کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بے ادب ٹھہرے، انہوں نے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو کہ بقول دیوبندی تعظیمی الفاظ نہیں ہیں، انہوں نے ایسے الفاظ استعمال کیے جو بقول دیوبندی بعض کفار و مشرکین کے کوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پکارتا تھا۔ دیوبندیوں یہ ہے تمہارے جناب ابوایوب کی حالت کہ جس کے فتوؤں سے خود تمہارے اپنے بھی نہ بچ سکے۔

اس سراب رنگ و بو کو گلستان سمجھا ہے تو
آہ اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

(11) دیوبندی اعتراض "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہنے" کا جواب

دیوبندی مولوی نے یہ بحث کی ہے کہ بہت سارے سنی حنفی بریلوی علماء نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعطاء الٰہی "عالم الغیب" کہنا تسلیم کیا ہے، جبکہ دوسری طرف انہی کے علماء نے "عالم الغیب" کو اللہ کی صفت قرار دیا، عالم الغیب کا اطلاق اللہ کے ساتھ مخصوص کہا، اس کا اطلاق نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حرام و ناجائز کہا، مخلوق کو عالم الغیب کہنے

کومکروہ کہا، مخلوق کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا فقہاء نے کفر قرار دیا...... ملخصاً
(دست وگریبان ا/٦٦ تا ۷۱)

الجواب

اس سلسلے میں جناب دیوبندی مولوی نے مجوزین میں سے سب سے پہلا حوالہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیش کیا ہے جس کے متعلق عرض ہے کہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تو خود دیوبندی حضرات نے بھی معتبر مانا ہے لہٰذا جو اعتراض ہم سنیوں پر کرنے نکلے تھے وہی خود دیوبندیوں کے گلے کی ہڈی بن گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ دیوبندی اصولوں سے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ ہمارے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جناب دیوبندی مولوی ابوایوب نے خود لکھا ہے کہ ''پیر مہر علی شاہ صاحب بریلوی نہ تھے۔'' (دست وگریباں ا/۷۰) لہٰذا جب اس جاہل مطلق کے نزدیک پیر صاحب بریلوی نہیں تھے تو پھر کس منہ سے ہم سنیوں کے خلاف انہیں پیش کیا؟ پھر پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتاب کا حوالہ دینے کے بجائے فتاویٰ مہریہ کا حوالہ دیا گیا جو کہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود مرتب نہیں کیا بلکہ بعد میں مرتب کیا گیا اور دیوبندی اصول کے مطابق اس کو کلی طور پر پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا کیونکہ عبد الحمید سواتی دیوبندی نے یہ اصول لکھا ہے کہ:

> ''مولانا عبید اللہ سندھی کی طرف منسوب اکثر تحریریں وہ ہیں جو انکے تلامذہ نے جمع کی ہیں۔...... املائی تحریروں پر پورا اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور بعض باتیں غلط بھی ہیں جن کو ہم املا کرنے والوں کی غلطی پر محمول کرتے ہیں مولانا کی طرف ان کی نسبت درست نہ ہوگی۔'' (عبید اللہ سندھی کے علوم وافکار: ص ۷۸)

لہٰذا اس دیوبندی اصول کے مطابق اس کتاب کی ذمہ داری مکمل طور پر پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر عائد نہیں ہوتی۔

☆......پھر جو مولانا عبدالحامد قادری کا حوالہ دیا اس میں عالم غیب کا لفظ ہے عالم الغیب کے الفاظ موجود نہیں، اس لیے یہ حوالہ بھی سرے سے قابل اعتراض نہیں۔

☆......اس کے بعد جو رد سیف یمانی کا حوالہ پیش کیا تو خود مصنف نے تصریح کی ہے کہ:

> ''لیکن پھر بھی لفظ عالم الغیب کے اطلاق میں احتیاط کی جاتی ہے یہی ہمارا مسلک ہے۔'' (ردسیف یمانی ص ۱۵۱)

☆......اس کے بعد ''سعید احمد اسد کی تقریریں'' نامی کتاب سے حوالہ پیش کیا گیا جبکہ یہ کتاب حجت نہیں خود علامہ سعید صاحب نے اس سے اظہار برات کیا ہے۔ تحریر ہمارے پاس موجود ہے، بوقت ضرورت پیش کر دی جائے گی۔

☆......جہاں تک ابو کلیم فانی صاحب کا حوالہ ہے تو وہ بھی اور جہاں تک دیگر حضرات کی بات ہے تو دیوبندی مصنف لکھتا ہے کہ

> ''اول الذکر تو یہ بات ہے کہ فتویٰ اعتقاد پر ہوتا ہے نہ کہ ہر لفظ پر''
>
> (سیف رحمانی: ص ۴۵)

پھر دیکھئے کہ منظور نعمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

> ''پس حق جل مجدہ کے سوا کسی اور کو ''عالم الغیب'' کہنا بغیر کسی ایسے قرینہ کے جس سے معلوم ہو سکے کہ قائل کی مراد علم غیب بلا واسطہ نہیں ہے اس لیے نادرست ہے۔''

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۵۴)

اور دیوبندی حضرات کے نزدیک مفہوم مخالف مصنفین کے کلام میں معتبر ہے (فیصلہ کن مناظرہ: ص ۴۲) لہٰذا منظور سنبھلی کی اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ اگر عالم الغیب کا لفظ اس قرینہ سے بولا جائے جس سے معلوم ہو کہ علم غیب بلا واسطہ مراد نہیں تو درست ہے۔

اسی طرح عاشق الٰہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''بندگان خاص علام الغیوب در جہاں جواسین القلوب۔''

(تذکرۃ الرشید ۲/۱۷۶)

جبکہ رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''جو رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے وہ سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۴۲)

دیوبندیوں کی نبی پاک ﷺ کے ''علم غیب'' پر خانہ جنگی

اب فرقہ دیوبندیہ وہابیہ گلابیہ غرابیہ کے وہ علماء جو ''عالم الغیب'' اور علم غیب'' پر گفتگو کر کے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم نے تو بہت بڑا پہاڑ سر کر لیا، لیکن کاش کہ یہ علماء اپنے فرقے کے علماء و اکابرین کا بھی مطالعہ کر لیتے کہ خود ان کے ہاں ''علم غیب'' کے بارے میں کس قدر خانہ جنگی و تضاد موجود ہے۔

❁ دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں کہ:

''علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ، سوم ۳۷)

خاصہ کی تعریف بھی خود دیوبندیوں کی زبانی ملاحظہ کیجیے۔ خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں کہ

''خاصہ وہ صفت ہے کہ جو کسی ایک فرد یا نوع میں ہی پائی جائے اور کسی میں موجود نہ ہو''۔ (مطالعہ بریلویت جلد ۱ ص ۳۳۵)

تو اب واضح مطلب یہ بنا کہ علم غیب خاصہ اللہ عزوجل ہی کا ہے کسی اور کا ہرگز نہیں ہوسکتا اور اس لفظ ''علم غیب'' کو کسی تاویل یعنی عطائی یا باذن اللہ دوسروں پر اطلاق کرنا بھی ایہام شرک سے خالی نہیں۔

❁ اسی طرح خود ''دست و گریباں'' کے مصنف ابوایوب دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''برادران اہلسنت والجماعت! نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''لتتبعن سنن من قبلکم۔'' (بخاری ۱ ص ۴۹۱) یعنی تم ضرور بالضرور پہلے لوگوں کی تقلید کروگے۔ اس ارشاد گرامی کے موافق ہی ہوا کہ لوگوں نے اپنے عقائد میں یہود و نصاریٰ کی تقلید کی'' [چند اعتقادات کا ذکر کرتے ہوئے] پھر لکھتے ہیں کہ ''تو بریلوی حضرات نے اس کے مقابلے میں (یعنی عیسائی عقیدہ کے مقابلے میں ان کی اتباع کرتے ہوئے۔ معاذ اللہ: از ناقل) ایک بات علم غیب نکالی یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو **علم غیب** عطا فرمایا ہے۔''

(راہ سنت شمارہ ۶ ص ۲۶)

گویا نام نہاد مناظر ابوایوب دیوبندی کے نزدیک عطائی علم غیب ماننا عیسائیوں کی اتباع کرنا ہے اور عیسائیوں کے عقیدہ کو اپنانا ہے۔ اب ان عبارات سے ثابت ہوا کہ

[۱] علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے۔

[۲] اس لفظ کو با تاویل دوسرے پر اطلاق ایہام شرک سے خالی نہیں۔

[۳] عطائی علم غیب ماننا عیسائیوں کی اتباع و عقیدہ ہے۔

[۴] اور عیسائیوں کے عقیدہ کو اپنانا ہے۔

لیکن اس کے برعکس دیوبندی حکیم الامت تھانوی و مرتضیٰ حسن دربھنگی نے اللہ عزوجل کے علاوہ نبی پاک ﷺ کے لیے بھی ''علم غیب'' کا اقرار کیا بلکہ بچوں، پاگلوں، جانوروں تک کے لیے بعض ''علم غیب''، تسلیم کیا۔

دیوبندیوں کا نبی پاک ﷺ کے لیے ''علم غیب'' کا اقرار

❁ اشرفعلی تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں بچوں، پاگلوں اور جانوروں تک کے لیے علم غیب کا اقرار کیا ہے لکھتے ہیں کہ:

''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، **ایسا علم غیب** تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم **کے لیے بھی حاصل ہے۔**'' (حفظ الایمان، صفحہ ۱۳: تھانوی)

❁ دیوبندی مولوی مرتضیٰ حسن اپنی کتاب میں تھانوی کی اس عبارت کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''حفظ الایمان'' میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم ﷺ **کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے۔**''

(توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ ۵)

❁ یہی دیوبندی مولوی مرتضی حسن اپنے اشرفعلی تھانوی کی اس عبارت کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

"بیان بالا سے ثابت ہوا کہ سرور دو عالم ﷺ کو جو علم غیب حاصل ہے۔ نہ اس میں گفتگو ہے۔ نہ یہاں ہو سکتی ہے"

(توضیح البیان فی حفظ الایمان ص ۱۳)

❁ صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں:

"صاحب حفظ الایمان [یعنی اشرفعلی تھانوی] کا مدعیٰ تو یہ ہے کہ سرور عالم ﷺ کو **باوجود علم غیب عطائی ہونے کے** عالم الغیب کہنا جائز نہیں" (توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ ۱۳)

قارئین کرام! پچھلے صفحے پر آپ نے پڑھا کہ دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی کے مطابق علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے لیکن ان حوالوں میں اشرفعلی تھانوی اور مرتضی حسن در بھنگی دیوبندی "اللہ عزوجل کا یہ خاصہ" نبی پاک ﷺ کے لیے تسلیم کر کے گنگوہی کے فتوے سے مشرک ٹھہرے۔

حفظ الایمان اور توضیح البیان میں خود دیوبندی اکابرین نے یہ تسلیم کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو علم غیب عطائی حاصل تھا۔ جبکہ اوپر آپ نے پڑھا کہ دیوبندیوں کے مناظر ایوب نے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو عیسائیوں پادریوں کا عقیدہ اور ان کا مقلد قرار دیا۔ تو معلوم ہوا کہ دیوبندی الیاس گھمن گروپ کے مطابق اشرفعلی تھانوی اور مرتضی حسن پادریوں کے مقلد تھے۔

(12) مسئلہ حاضر و ناظر اور اہلِ سنّت کا متفقہ مؤقف

اس جگہ دیوبندی مولوی ابوایوب نے بزعم خود "مسئلہ حاضر و ناظر" کے متعلق علمائے اہلِ سنّت میں تضاد ثابت کرنے کی کوشش کی، کوکب نورانی صاحب کے حوالے سے نقل کیا کہ "ہم جسمانی طور پر حاضر و ناظر نہیں مانتے" جبکہ اویسی صاحب سے نقل کیا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حقیقی جسم مبارک کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں" اسی طرح کچھ حضرات نے روح کو حاضر کہا اور انوار ساطعہ کے مصنف نے روح کو ساتویں آسمان پر تسلیم کیا۔ ملخصاً۔ (دست و گریباں ج ا ص ۱۷۔ ۴۳)

الجواب

اس سے پہلے کہ ہم معترض (دیوبندی) کی نقل کردہ عبارات پر تبصرہ کریں، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اپنا عقیدہ واضح کیا جائے، اس سلسلہ میں مختلف عبارات کا حاصل یہ ہے کہ

> "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں حیات دنیاوی حسی کے ساتھ موجود ہیں وہاں عبادت بھی کرتے ہیں سلام کا جواب بھی دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روزانہ امت کے اعمال بھی پیش ہوتے ہیں، وہاں نور نبوت سے امت کے حالات کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں، اور جہاں چاہتے ہیں تشریف بھی لیجاتے ہیں، یہ تشریف آوری کبھی خواب میں، کبھی بیداری میں جسم مثالی کے ساتھ یا کبھی جسم حقیقی کیساتھ ممکن ہے۔ ہمہ وقت کائنات کے چپہ چپہ پر جسم اقدس کے ساتھ حاضر و موجود نہیں ہوتے بلکہ یہ ہمہ وقت حضور علمی ہے"۔

اپنے عقیدہ کی وضاحت کے بعد اب ہم جناب کی پیش کردہ عبارات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔سب سے پہلے کوکب صاحب کی عبارت نقل کی گئی کہ ہم حضور ﷺ کو جسمانی طور پر حاضر و ناظر نہیں مانتے'' یہ بات سو فیصد درست ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔اس کے بعد فیض احمد اویسی صاحب کی عبارت نقل کی گئی کہ ''حضور ﷺ حقیقی جسم اقدس کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں'' اگر تو اس عبارت کا یہ مطلب ہے کہ آپ حقیقی جسم اقدس کے ساتھ تشریف لا کر حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں تو یہ بات درست ہے اگر یہ مطلب ہے کہ ہمہ وقت ہر جگہ موجود ہیں تو یہ ہرگز درست نہیں۔خود فیض احمد اویسی صاحب نے اس کا انکار کیا ہے۔آپ لکھتے ہیں کہ

''حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بشریت مطہرہ ہر ایک کے سامنے ہر جگہ موجود ہے۔'' (دلوں کا چین ص ۱۳)

اس کے بعد مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی عبارت نقل کی کہ ''قوت قدسیہ والا ایک جگہ رہ کر سارے عالم کو دیکھے'' تو یہ بات بھی درست ہے، ایسے ہی مفتی امین صاحب نے بھی ایک ہی جگہ پہ حاضر و ناظر ہونا تسلیم کیا ہے۔اور جن حضرات نے روح کے حاضر و ناظر ہونے کی بات کی ہے ان کا مطلب بھی حضور علمی ہی ہے، سرفراز خانصاحب لکھتے ہیں کہ:

''اولا اس لیے کہ اگر چہ لفظ حاضر و ناظر اور علم غیب میں الفاظ و مفہوم کے لحاظ سے کچھ فرق ہے لیکن مال کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں اور یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔'' (تفریح الخواطر ص ۲۱)

اب جہاں تک انوار ساطعہ کی عبارت ہے تو اس میں روح مع الجسد مراد ہے اور آنا اس پر دلیل ہے۔ جہاں تک بات روح اقدس کی علیین میں ہونے کی، تو مصنف خود لکھتے ہیں کہ:

> ''لیکن باوجود ہونے علیین میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کو قبر شریف سے اتصال قوی ہے ہر زائر کو جانتے ہیں کون زیارت کو آیا سب کو سلام کا جواب دیتے ہیں قبر میں جسم مبارک زندہ ہے۔''
>
> (انوار ساطعہ ص ۵۶)

لہٰذا جب روح کا تعلق جسم اقدس سے مانا ہے تو اس کا مطلب وہی ہے کہ جسم اقدس قبر انور کے اندر موجود ہے تعلق روح کے ساتھ اور جہاں جانا چاہیں تشریف لیجا سکتے ہیں لہٰذا کوئی تضاد نہیں۔

(13) نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

دیوبندی مولوی نے اس مسئلہ میں علمائے کرام کے اختلاف کو بھی مذموم اختلاف بنا کر پیش کیا۔ (ملخصاً دست و گریباں ج ۱ ص ۷۴۔۷۵)

الجواب

ناظرین! ''ان الوهابية قوم لا يعقلون'' بے شک وہابی ایسی قوم ہے جو عقل نہیں رکھتی۔ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے پر اختلاف ایک فروعی مسئلہ ہے جو ہرگز مذموم نہیں۔ اس مسئلہ میں اختلاف کا تعلق اس پہلو سے ہے کہ اس کے ذریعے بلند ہونے والی آواز اصلی آواز ہے یا صدائے بازگشت ہے۔ جن علماء کی تحقیق اس طرف ہے کہ یہ صدائے بازگشت ہے جو نماز میں خارج از نماز ہے تو انہوں نے اس کے عدم جواز کا

فتویٰ دیا اور جن کے نزدیک اس کی آواز اصلی ہے، صدائے بازگشت نہیں انہوں نے اس کو جائز قرار دیا۔ یہ بات دیوبندی علماء کی کتاب ''جدید فقہی مسائل کی ج ۱ ص ۱۹۱ اور اسی طرح دیوبندی فتاویٰ عثمانی ج ۱ ص ۴۵۵ پہ بھی موجود ہے۔

پھر بقول علماء دیوبند کے علماء کا آپس میں فروعی مسائل میں اختلاف قابل اعتراض بات نہیں، بلکہ دیوبندیوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ:

''شرعی دلیل کی بناء پر مشائخ سے اختلاف گستاخی نہیں''

(فضل خداوندی صفحہ ۱۹۵)

صرف مشائخ ہی نہیں بلکہ ایسے اختلافات تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت سے ان کے شاگردوں تک نے کیے ہیں۔ چنانچہ علماء دیوبند کی معتبر کتاب میں لکھا ہے کہ

''مخالفت علماء کی اپنے استاد سے کسی جزئی مسئلہ میں کوئی امر جدیدی نہیں جو مؤلف کو محلِ نقصان ہو، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ امام ابوحنیفہ کی بہت جزئیات میں خلاف پر ہیں۔ اور آج تک یہ امر جاری ہے پھر یہاں اس قدر غیظ مؤلف کا محض سینہ کا کینہ ظاہر کرنا ہے ورنہ ان مقتدایان پر بھی اعتراض کرنا لازم والا جو وہاں تاویل کرتے ہو یہاں بھی کرنا تھا۔'' (براہین قاطعہ: ص ۶۰)

لہٰذا ایسے اختلافات پر دیوبندی مولوی ابوایوب اینڈ کمپنی کے اعتراضات کرنا ان کے سینہ کا کینہ ہے۔ اگر فروعی مسائل میں اختلافات کی بنیاد پر دیوبندی حضرات فتوے لگائیں گے تو سب سے پہلے دیوبندیت کو دفن کرنا پڑے گا۔

لاؤڈ اسپیکر پر نماز میں دیوبندی خانہ جنگی

پھر دیوبندی حضرات نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔
(جدید فقہی مسائل ج ا ص ۹۲)

جبکہ اقبال قریشی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"نماز میں اعلی مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) کے بہت سے مفاسد ہیں اس لیے اس سے اجتناب کیا جائے اور سنت کے سیدھے سادھے طریقے کے مطابق آواز کو دور پہنچانے کے لیے مکبرین کا انتظام کیا جائے۔ (مسائل نماز ص ۲۰۷)

ایسے ہی حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی کہتے ہیں کہ:

"محض لاؤڈ اسپیکر سے انتقالات عمل میں لانا ہماری سمجھ میں باوجود غور وغوض صحت صلوۃ کو مانع ہے، اس کا اعادہ ہونا چاہیے، اللہ تعالٰی اس بدعت سیئہ سے جلد از جلد مسلمانوں کو نجات دے

(ملفوظات مدنی ص ۲۲۰_۲۲۱)

تو معلوم ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا بدعت سیئہ (ضلالہ) ہے، تو آج کل کے سارے دیوبندی بدعتی و گمراہ ٹھہرے اب بدعتی کا کیا حکم ہے اس کے لیے دیوبندی حضرات "بدعت اور اہل بدعت" اور "بدعت اور بدعتی" نامی کتب کا مطالعہ کریں تا کہ ان کو سمجھ آئے کہ ان فتاوی جات کی روشنی میں ان کا کیا مقام ہے۔

(14) نوافل کی جماعت اور علماء کا اختلاف

معترض نے نوافل کی جماعت کے متعلق اختلاف نقل کیا۔ (ملخصاً دست و گریباں ج ا ص ۶۷_۷۷)

الجواب

اس مسئلہ میں اختلاف دلائل کی وجہ سے ہے دونوں طرف دلائل موجود ہیں، پھر نوافل کی نماز کا جواز صلوۃ التسبیح وغیرہ کے ضمن میں ترغیب کے واسطے دیا جاتا ہے جس کے اپنے دلائل ہیں اور خود دیوبندی حضرات بھی اس قسم کے مسائل کا شکار ہیں۔

چنانچہ حسین احمد ٹانڈوی نے رمضان میں تہجد کی جماعت کو بھی افضل لکھا ہے جبکہ گنگوہی صاحب نے اس کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ ملخصا (فتاویٰ عثمانی ج ا ص ۴۴۵)

اور تہجد کی نماز کا شمار کیونکہ نوافل میں ہوگا لہٰذا خود دیوبندی حضرات بھی اس اختلاف کا شکار ہیں۔ پھر حسین احمد دیوبندی کے قول کو رد کرنے کے بعد جناب تقی عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

> ''آخر میں گزارش ہے کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی عظمت شان، جلالت قدر اور علمی تبحر کے پیش نظر تو اس مسئلہ پر قلم اٹھانے کی جرات تو کسی بڑے عالم کو بھی نہیں ہونی چاہیے، چہ جائیکہ مجھ جیسا طفل مکتب اس پہ کچھ لکھے، لیکن الحمد للہ جماعت دیوبند کی خصوصیت اور انہی بزرگوں کی تعلیم و تلقین نے ہمیں یہ صراط مستقیم دکھائی کہ مسائل شرعیہ میں آزادانہ اظہار رائے ترک ادب نہیں۔ (فتاویٰ عثمانی ج ا ص ۴۵۸)

تقی عثمانی دیوبندی کے بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس قسم کا اختلاف تو صراط مستقیم ہے، مذموم اختلاف ہرگز نہیں۔ لہٰذا ایسے حوالوں کو لیکر دیوبندیوں کی ہم سنیوں پر تنقید محض تعصب اور مسلک پرستی کی وجہ سے ہے۔

(15) نعلین مصطفیٰ ﷺ کو مقدس کہنے پر اختلاف

معترض صاحب نے سیدی اعلیٰ حضرت اور دیگر علماء کرام سے حضور ﷺ کے نعلین شریفین کے لیے لفظ مقدس کا استعمال نقل کیا، اور اس کے مقابل مفتی اقتدار احمد نعیمی کی تنقید نقل کی۔ ملخصا'' (دست وگریباں ج ۱ ص ۷۸۔۷۹)

الجواب

اولاً عرض ہے کہ مفتی اقتدار نعیمی کو بار بار دیوبندی مولوی پیش کرتا رہا حالانکہ ہم بتا چکے کہ یہ غیر معتبر ہیں اور دیوبندی اصول وقواعد سے تو یہ بریلوی ہی نہیں لہٰذا جب یہ بریلوی ہی نہیں تو ہمارے خلاف اس کو پیش کرنا دجل وفریب نہیں تو کیا ہے؟

ثانیاً بالفرض مفتی اقتدار کے اس حوالے کو تسلیم بھی کیا جائے تب بھی دیوبندی کا اس پر اعتراض کرنا درست نہیں کیونکہ اقتدار نعیمی نے اس کے استعمال کو ناجائز لکھا ہے، اور اس قسم کا اختلاف ہرگز مذموم نہیں، ان جیسے اختلافات کے بارے میں خود علماء دیوبند کے مولوی زکریا کاندھلوی لکھتے ہیں کہ:

> ''اہل حق میں شدید اختلاف کا ہوجانا نہ منقصت ہے نہ شریعت کے خلاف، بلکہ جب کسی امر میں اہل حق کے درمیان اختلاف ہوگا تو جس درجہ کا وہ امر یا اختلاف ہوگا اسی درجہ کی اس میں شدت بھی ہوگی، مثال کے طور پر سمجھو کہ ایک امر کو کوئی شخص فرض سمجھتا ہے دوسرا حرام کہتا ہے یا ایک شخص واجب سمجھتا ہے دوسرا مکروہ تحریمی تو اس میں آپس میں مخالفت، منازعت، تردید ضروری ہے۔'' (الاعتدال فی مراتب الرجال ص ۱۹)

ثالثاً اس قسم کے اختلاف میں دیوبندیوں کے اپنے معتمد علیہ علماء بھی ملوث ہیں۔تو پھر اپنے دیوبندی اصول کے مطابق پہلے اپنے دیوبندی گھر کے گند کو صاف کرتے۔ بہر حال دیوبندی کاندھلوی اپنے دیوبندیوں میں اختلافات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> میرے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور میرے والد صاحب میں متعدد مسائل میں اختلاف تھا اور حضرت بعض لوگوں کو خود فرما دیتے تھے کہ میرے نزدیک فلاں چیز جائز نہیں، لیکن مولوی محمد یحییٰ کے نزدیک جائز ہے۔
>
> (الاعتدال فی مراتب الرجال ص ۲۲۲)

رابعاً خود دیوبندی حضرات کا یہ اصول ہے کہ اکابرین کے مقابلے میں اصاغرین حجت نہیں ہوتے، لہٰذا جناب کو یہ حوالہ بھی مفید نہیں۔

(16) تحریک خلافت اور علماء کا اختلاف

اس مسئلہ میں اختلاف ثابت کرنے کے لیے دیوبندی مولوی نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا کہ تحریک خلافت کی حمایت درست نہیں، پھر سیرت امیر ملت'' سے پیر جماعت علی شاہ کے اقوال نقل کیے کہ جو خلافت سے محبت نہیں رکھتا یا جس کو اس سے ہمدردی نہیں اس کا ایمان نہیں (ملخصاً دست و گریباں ج ۱ ص ۸۲۔۸۳)

الجواب

اولاً: تو یہ بات ذہن نشین رکھی جائے کہ امام اہل سنت نے تحریک خلافت کی مخالفت کی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت کو ہرگز برا نہیں کہا اور نہ ہی ان کی امداد سے منع فرمایا، آپ

رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

''نہ صرف عثمانیہ ہر سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے۔'' (دوام العیش ص ۱۴)

اس اقتباس بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ترکوں کے خیر خواہ تھے، اصل مخالفت تحریک خلافت کی تھی، چنانچہ لکھتے ہیں کہ

''ترکوں کی حمایت محض دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اور اصل مقصود بغلامی ہنود و سوراج کی چکھی ہے بڑے بڑے لیڈروں نے جس کی تصریح کر دی ہے بھاری بھر کم خلافت کا نام لو عوام بپھریں چندہ خوب ملے گا اور جمنا کی مقدس زمینیں آزاد کروانے کا کام چلے گا''

(دوام العیش ص ۹۵)

واضح ہوا کہ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک کی مخالفت اس لیے نہیں کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت سے محبت یا ہمدردی نہیں تھی بلکہ اصل وجہ یہ تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس تحریک کے مقاصد اور تھے، اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مخالفت کی۔ تفصیل ہم اسی کتاب کی تیسری جلد میں ہدیۂ قارئین کریں گے۔

ثانیاً: جناب کی نقل کردہ عبارات میں پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت سے ہمدردی اور محبت کا تذکرہ کیا ہے، اور ہم واضح کر چکے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت سے محبت اور ہمدردی تھی۔

ثالثاً: اگر کسی نے تحریک خلافت کی حمایت کی اور کسی نے مخالفت کی، تو واضح ہے کہ

اس قسم کا اختلاف پایا جانا ہرگز بعید نہیں۔خود علماء دیوبند کے ہاں بھی یہ اختلاف موجود تھا۔چنانچہ عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں کہ:

''مولانا (اشرفعلی تھانوی) نے ترک موالات وتحریک خلافت کی مخالفت کی وہ تحریک جو وقت کے ہر غیرت مند مسلمان کے لیے عین دین وایمان تھی۔'' (حکیم الامت ص۹)

اب ہم بھی یہی تبصرہ کر سکتے ہیں کہ تھانوی صاحب تحریک خلافت کی مخالفت کر کے دین وایمان سے محروم ہو گئے تھے،اسی طرح یہی دریابادی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''علمائے حق کی اکثریت کا فتویٰ حکومت سے ترک موالات اور تحریک خلافت کی تائید کی تھی حضرت (اشرفعلی تھانوی دیوبندی) کا مسلک اس سے مختلف تھا''۔ (حکیم الامت ص۵۱)

اسی طرح حسین احمد دیوبندی بھی لکھتے ہیں کہ

''مولانا اشرف علی صاحب زید مجدہم کے خیال سے ان امور میں صرف میں ہی مخالف نہیں ہوں بلکہ حضرت مولانا شیخ الہند قدس سرہ العزیز بھی خلاف تھے۔خلافت کی تمام تحریک میں حضرت رحمہ اللہ شریک ہونا،جدوجہد کرنا ضروری اور واجب سمجھتے تھے اور مولانا اشرف علی تھانوی اس کو فتنہ وفساد سمجھتے تھے۔''

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۲۴۳)

اب ہم دیوبندی مولوی صاحب کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ اپنے گھر میں موجود اس (بقول دیوبندی) مذموم اختلاف پر بھی واویلا کریں کہ ایک طرف تحریک خلافت

کی حمایت کو واجب سمجھا جارہا ہے جبکہ دوسری طرف اسے فتنہ وفساد سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ تو اب یہاں کہیں کہ اشرفعلی تھانوی دیوبندی امام ایک واجب کو ترک کر کے گناہ کا مرتکب ٹھہرا، یا پھر اشرفعلی تھانوی کے مطابق دیگر دیوبندی اس تحریک کی وجہ سے فسادی اور فتنہ باز ٹھہرے۔ اور اگر آپ کے پاس کوئی جواب نہ ہو تو صرف یہی بات یادر کھئے گا کہ:

"جب اس جرم کے دھبے آپ کے اپنے دامن پر بھی ہیں تو کسی دوسرے کو طعن دینے میں شرم محسوس کرنی چاہیے۔"

(مجذوبانہ واویلا ص ۷۷)

دیوبندی مولوی کے مطابق اشرفعلی تھانوی انگریز کا حامی

دیوبندی مولوی نے لکھا:

"پھر اس نے احمد رضا کی شدید مخالفت کو بھی یاد کریں تو آپ باآسانی انگریز کے حمایتی کو پہچان سکیں گے۔"

(دست وگریباں ج ۱ ص ۸۲)

یعنی دیوبندی مولوی یہ کہنا چاہتا ہے کہ تحریک خلافت کی مخالفت درحقیقت انگریز کی حمایت ہے، تو جناب دیوبندی مولوی صاحب انگریز کی یہ حمایت تو آپ کے دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی بھی کرتے رہے ہیں، تو آپ کے اصول سے تو خود آپ کے اپنے دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی بھی انگریز کے حمایتی ٹھہرے۔ (ویسے حق و سچ بھی یہی ہے، کہ اشرفعلی تھانوی انگریز کا حامی تھا، اس پر دلائل تیسری جلد میں دیئے جائیں گے فی الحال ہمارے قارئین میثم عباس رضوی صاحب کی کتاب کی طرف مراجعت کریں)

رابعاً: سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک خلافت کے مفاسد شرعیہ کی جانب عامۃ الناس کی توجہ مبذول کروائی تھی، آپ فرماتے ہیں:

''مقصد بتایا جاتا ہے کہ اماکن مقدسہ کی حفاظت میں کون مسلمان خلاف کرسکتا ہے اور کارروائی کی جاتی ہے کفار سے اتحاد مشرک لیڈروں کی غلامی وتقلید، قرآن وحدیث شریف کی عمر کو بت پرستی پر نثار کرنا۔ مسلمانوں کو قشقہ لگانا، کافروں کو مسجد میں لے جا کر مسلمانوں کا واعظ بنانا، شعائر اسلام کی قربانی کو کفار کی خوشی میں بند کرنا۔'' (احکام شریعت، ص ۱۶۲)

الزام نہیں ایک حقیقت

پھر معترض (دیوبندی) کہتا ہے کہ یہ سب الزام تھا۔

جواب......: جناب دیوبندی مولوی صاحب! ہم آپ کے گھر سے ان سب باتوں کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ سید محمد میاں لکھتے ہیں کہ:

''مولانا شرکت علی صاحب نے ۲۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کو مجسٹریٹ کراچی کے سامنے بیان دیتے ہوئے فرمایا میں اپنے بڑے سردار مہاتما گاندھی کے ساتھ ایک ناچیز کام کرنے والا ہوں اور مرکزی خلافت کمیٹی اور جمعیت علماء اور انڈین نیشنل کانگریس اور مہاتما گاندھی کی بتائی ہوئی پالیسی پر چل رہا ہوں۔''

(حیات شیخ الاسلام ص ۳۵)

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

''حضرت مولانا (محمود الحسن) مالٹا سے تشریف لائے۔ تو بمبئی کی

بندرگاہ پر استقبالی گروہ بہت زیادہ تعداد میں تھا۔ حضرت مولانا (محمود الحسن) دیوبندیؒ اور وہ مولوی صاحب ایک موٹر تھے اور بعض مسلمان لیڈر بھی موجود تھے جس وقت حضرت مولانا کا موٹر چلا تو ایک دم اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ اس کے بعد گاندھی کی جے محمود الحسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔"

(افاضات ج ۸ ص ۲۶۶)

یہی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ:

"مگر افسوس تو مسلمانوں کی حالت پر ہے کہ انہوں نے دوست دشمن کو نہ پہچانا۔ مسلمانوں کی قوم بہت بھولی ہے۔ زیادہ تو دھوکہ عام مسلمانوں کو ان کے لیڈروں کی وجہ سے ہوا۔ یہ ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا بنے ہوئے ہیں...... دیکھ لیجئے مشاہدات اور واقعات اس کے شاہد ہیں جے ہند کے نعرے قشقے (تلک) پیشانی پر لگائے۔ ہندوؤں کی ارتھی (جنازہ) کو کندھا دیا ان کے مذہبی تہواروں کا انتظام مسلمان والینٹروں نے کیا یہ تو ایمانی نقصان ہوا" (افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۷۸)

مندرجہ بالا تمام اقتباسات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ مفاسد واقعی پائے جاتے تھے۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس تحریک کی مخالفت کی تھی اور پھر نہ صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بلکہ خود دیوبندی اشرفعلی تھانوی نے بھی مخالفت کی تھی۔

(18) اللہ کی قسم پر اعتراض کا جواب

معترض (دیوبندی) نے اللہ کی ذات کی طرف قسم کھانے کی نسبت کرنے کی تردید پہ علماء اہل سنت کی عبارات نقل کیں، اور جواباً کچھ ایسی عبارات نقل کیں جن میں یہ نسبت موجود تھی۔ (ملخصاً دست وگریباں ج ا ص ۸۷۔۸۹)

الجواب

اولاً سب سے پہلے تو اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ دیوبندی حضرات کا عقیدہ ہے کہ

''جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے۔'' (تذکرۃ الخلیل ص ۱۴۶)

اب اس عقیدہ کی روشنی میں دیوبندی حضرات کا لفظی ترجمہ دیکھا جائے تو لامحالہ وہ اپنے اس فاسد عقیدہ کی تائید کرے گا، اس لیے ان کے تراجم پر تنقید درست ہے، جبکہ علمائے اہل سنت کا کیونکہ ایسا عقیدہ نہیں لہٰذا یہ تنقید ان پر منطبق نہیں ہوتی۔

جناب سرفراز صاحب لکھتے ہیں:

> ''خانصاحب نے یا ایھا النبی کے معنی اے غیب بتانے والے نبی کیے ہیں ہم نے اس پر تنقید متین میں گرفت کی کہ اگر غیب سے بعض خبریں مراد ہیں تو جا ہے لیکن اگر کلی غیب ہی مراد ہے جس میں تمام خبریں شامل ہوں تو یہ درست نہیں۔'' (اتمام البرہان ص ۱۸)

قارئین! بقول سرفراز صاحب اگر عقیدہ بعض علم غیب کا ہے تو یہ ترجمہ درست ہے اگر کل علم غیب کا ہو تو درست نہیں، یعنی ترجمہ کا صحیح یا غلط ہونا اس کا تعلق عقیدہ سے ہے،، ہم بھی یہی کہتے ہیں اگر کسی کا فاسد عقیدہ نہ ہو اور وہ لفظی ترجمہ کرے تو اس پر گستاخی کا فتویٰ نہیں لیکن اگر عقیدہ غلط اور گستاخی پر مشتمل ہو تو لفظی ترجمہ پر گرفت بھی

اس کے سابقہ حالات کو دیکھ کر کی جائے گی۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ساری گفتگو الزامی ہے۔

ثانیاً پھر جناب نے جو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی احکام شریعت کی عبارت نقل کی، اس میں مطلقاً منع کیا گیا ہے، اس کا جواب بھی وہی ہے کہ اس سے ممانعت اس صورت میں ہے جب اس سے ذہن میں فاسد خیال جاتا ہو۔

ثالثاً ''احکام شریعت'' کتاب کا سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہونا بھی مشکوک ہے یہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تالیف نہیں بلکہ کسی شوکت علی صاحب کی تالیف ہے۔

(19) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے "حقہ" پینے پر دیوبندی اعتراض کا جواب

دیوبندی نام نہاد مناظر ابوایوب نے یہ بتایا کہ فاضل بریلوی حقہ پیتے تھے ''ہاں حقہ پیتے وقت [بسم اللہ] نہیں پڑھتا'' پھر مزید دو حوالوں سے اس کی تائید پیش کی۔ اس کے بعد انوار شریعت کے چند مختلف حوالہ پیش کیے جس میں [۱] حقہ کو مکروہ تحریمی لکھا [۲] حرام لکھا [۳] دھوان اہل دوزخ کے مشابہ [۴] کراہت تحریمی [۵] بعض کے نزدیک مکروہ بعض کے نزدیک حرام [۶] حقہ پینے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم [۷] شیطان کا خایہ ہے۔ مفہوم (دست وگریباں ج ۱ ص ۸۹ تا ۹۳)

الجواب

اولاً: ہم کہتے ہیں کہ ''حقہ وتمباکو'' کے مسئلہ کو لیکر ایسے بیہودہ اعتراضات کرنے والا فرقہ وہابیہ گلابیہ غرابیہ دیابنہ کے نام نہاد محققین ومناظرین خود جاہل ہیں، اصل مسئلہ یہ

ہے کہ حقہ کی مختلف صورتوں اور اقسام اور پینے والوں کے مختلف حالات کے پیش نظر مختلف شرعی حکم ہیں۔ سب پر یکساں حکم عائد نہیں ہوسکتا جیسا کہ خود علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی نے بھی لکھا کہ:

''حاصل یہ کہ کوئی حقہ زیادہ مکروہ کوئی کم مکروہ، کوئی حرام، کوئی ضرورت شدیدہ میں بطور دوا کے ایک آدھ بار رَدّا، اور اس تقریر پر ممکن ہے تطبیق درمیان اقوال علماء و فقہاء کے جو مختلف ہیں اس کے اباحت و کراہت و حرمت میں، پس جیسا کسی نے موقع دیکھا ہوگا ویسا کہہ دیا ہوگا''

(امداد الفتاویٰ جلد چہارم صفحہ ۹۸: تھانوی دیوبندی)

یعنی دیوبندی امام تھانوی نے بھی قبول کیا کہ حقہ کے بارے میں جو مختلف اقوال علماء و فقہاء کے ملتے ہیں کہ کوئی مباح و جائز، کوئی مکروہ تنزیہی، کوئی مکروہ تحریمی، حرام و گناہ کہتا ہے تو اس میں تطبیق یہی ہے کہ جس کسی نے حقے کے بارے میں جیسا موقع (صورت و حالت وغیرہ) دیکھی اس پر ویسا ہی حکم لگا دیا۔ لہٰذا جب مختلف صورتوں اور حالات کے مطابق فتوے مختلف ہیں تو پھر مباح و جائز صورت جس پر علمائے اہلِ سنّت [بلکہ بقول علمائے دیوبند کے اکابرین دیوبند بھی عمل پیرا رہے] ان کی ایسی صورت پر حرام و ناجائز والا فتویٰ لیکر انہیں تنقید کا نشانہ بنانا کس طرح جائز و روا ہوسکتا ہے؟ عبد القدوس قارن دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''جب دونوں عبارتوں میں صورت کے لحاظ سے نمایاں فرق ہے تو اب کو ایک دوسرے کا معارض کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔''

(اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور: ص ۲۰۰)

لہٰذا جب حقے کی صورتیں اور حیثیتیں مختلف ہیں تو پھر ایک دوسرے کا تعارض کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔

ثانیاً: فرقہ وہابیہ گلابیہ غرابیہ دیابنہ کے مولوی نے محض ایک لفظ ''حقہ'' کی مماثلت سے عوام الناس کو دھوکا و فریب دیا۔ حالانکہ مرات العاشقین یا انوار شریعت میں جس حقہ پر گفتگو ہے وہ حقہ اور ہے اور جو حقہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یا تمام دنیا کے عامہ بلاد کے عوام و خواص یہاں تک کہ علماء و عظمائے حرمین محترمین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً میں رائج تھا وہ حقہ اور ہے یعنی دونوں کی حیثیت ایک نہیں ہے تو اب تعارض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ عبدالقدوس قارن دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

> ''تعارض کے لیے دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ حیثیت کا ایک ہونا بھی ضروری ہے۔'' (ارشاد الحق اثری کا مجذوبانہ واویلا: ص ۲۳۳)

لہٰذا تعارض کا واویلہ مچانا اور حقہ کی تمام صورتوں پر ایک ہی حکم صادر کرنا ابوایوب دیوبندی کی جہالت ہے بلکہ اس کا یہ طریقہ خود اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے بھی خلاف ہے جیسا کہ تھانوی صاحب کا حوالہ اوپر بیان ہو چکا۔

امام اہلِ سنّت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

﴿حقہ قسم نمبر 1﴾

> حق یہ ہے کہ معمولی حقہ جس طرح تمام دنیا کے عامہ بلاد کے عوام و خواص یہاں تک کہ علماء و عظام حرمین محترمین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً میں رائج ہے، شرعاً مباح و جائز ہے جس کی ممانعت پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں۔ ...... (اس کے بعد علامہ سید احمد

حموی، علامہ نابلسی، علامہ علاء الدین دمشقی، علامہ طحاوی اور علامہ شامی کے ارشادات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں) ''الحاصل معمولی حقہ کے حق میں تحقیق یہی ہے کہ وہ جائز ومباح ومکروہ تنزیہی ہے یعنی جو نہیں پیتے بہت اچھا کرتے ہیں جو پیتے ہیں کچھ بُرا نہیں کرتے......۔

﴿حقہ قسم نمبر2﴾

البتہ وہ حقہ جو بعض جہال بعض بلادِ ہند ماہ رمضان مبارک شریف میں وقت افطار پیتے اور دم لگاتے اور حواس ودماغ میں فتور لاتے اور دیدہ ودل کی عجب حالت بناتے ہیں، بے شک ممنوع وناجائز وگناہ ہے۔ (احکام شریعت)

اسی طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں کہ:

''تمباکو اور حقہ کا ایک حکم ہے جیسا وہ حرام ہے یہ بھی حرام، اور جیسا وہ جائز ہے یہ بھی جائز، بدبو ہے تو کراہت ورنہ بلا کراہت، فقط ایک فرق ہے [۱] جو لوگ غیر خوشبودار تمباکو کھاتے ہیں اور اسے منہ میں دبا رکھنے کے عادی ہیں ان کا منہ اس کی بدبو سے بس جاتا ہے کہ قریب سے بات کرنے میں دوسرے کو احساس ہوتا ہے اس طرح تمباکو کو کھانا جائز نہیں کہ یہ نماز بھی یوں ہی پڑھے گا اور ایسی حالت میں نماز مکروہ تحریمی ہے [۲] بخلاف [خوشبودار] حقہ کے کہ اس میں کوئی جرم منہ میں باقی نہیں رہتا اور اس کا تغیر

کلیوں سے فوراً زائل ہو جاتا ہے" (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۵۵)

معلوم ہوا کہ علماء اہلِ سنّت و جماعت کے نزدیک حقہ کی عام طور پر دو مشہور اقسام ہیں۔

قسم اول... وہ معمولی حقہ [یا خوشبودار تمباکو والا حقہ] جو عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے، یہ مباح و جائز ہے۔

قسم ثانی... وہ حقہ جو بدبو پیدا کرے یا حواس و دماغ میں فتور لائے، یہ ناجائز و مکروہ تحریمی کے حکم میں ہے۔

☆......قسم اول والے حقے کے بارے میں خود ھندی وہابی علماء دیوبند کا بھی یہی فتوی ہے کہ یہ حرام و ناجائز نہیں بلکہ جائز و مباح ہے۔

چنانچہ دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ ۴۸۱ پر لکھا کہ

> "حقہ پینا مباح ہے"، پھر صفحہ ۴۹۰ پر "حقہ پینا و تمباکو کو کھانا درست ہے" دیوبندی حسین احمد مدنی نے لکھا "جملہ [دیوبندی] بزرگان دین تمباکو کے استعمال پر سوائے کراہت تنزیہی و خلاف اولیٰ دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ۲۴۵)

معلوم ہوا کہ عام معمولی حقہ جو قدیم علماء و اکابرین اہلِ سنّت میں بھی رائج تھا اس کو خود علماء دیوبند نے بھی مباح و جائز قرار دیا۔ اور یہی حقہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ استعمال فرماتے تھے۔

☆......باقی رہی قسم ثانی تو اس کی دیگر صورتوں کے پیش نظر مختلف فتوے ہیں، بعض صورتوں میں مکروہ تحریمی، بعض میں حرام، لیکن اس قسم ثانی کی صورت کو دیکھ کر قسم اول کی صورت پر فتویٰ لگانا بدترین جہالت ہے۔

ثالثاً وہابی دیو بندی علمائے مرات العاشقین اور انوار شریعت وغیرہ کے جو حوالے بیان کر کے اپنے دل کا غبار نکالنا چاہتے ہیں اس حقہ کا تعلق ''قسم اول والے حقہ سے ہرگز نہیں'' بلکہ دوسری قسم سے ہے۔

مرات العاشقین کے اسی حوالے میں صاف موجود ہے کہ:

''نمازی کو حقے سے بہت پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ اس کی بدبو کی وجہ سے عبادت کی لذت جاتی رہتی ہے اور فرشتے بھی اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول خدا ﷺ نے صحابہ کو فرمایا کہ لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں نہ آیا کرو کیونکہ بعض اوقات مجھے جبرائیل سے واسطہ پڑتا ہے حقے کی بدبو بھی لہسن اور پیاز کی بدبو سے کسی طرح کم نہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے۔ ملخصاً

(مرات العاشقین، 194، 195)

اسی طرح انوار شریعت کے حوالے میں بھی جس حقہ پر گفتگو ہے وہ بھی قسم ثانی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور انوار شریعت میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ خواب میں بھی ایسے ہی حقے کے بارے میں گفتگو ہے جو بدبو وفتور پیدا کرتا ہو کیونکہ وہاں انوار شریعت میں بدبو والے حقہ ہی کے حوالے سے گفتگو ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ

''آپ ﷺ کی ذات خوشبودار چیز کو بہت محبوب رکھتی تھی، **منہ کے بدبو** [دار] کو اور فرمایا کہ تم اپنے منہ کو مسواک سے صاف اور پاک رکھو اور مسجد میں تھوم وصل خام کھا کر مت داخل ہو کیونکہ ان کے کھانے سے منہ سے بدبو آتی ہے اور فرشتوں کو ایذاء پہنچتی ہے اور یہ حرام ہے الخ۔ ملخصاً (انوار شریعت صفحہ ۳۲۹)

پس جب ثابت ہوا کہ یہ بدبو پیدا کرنے والا حقہ جدا ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جو معمولی حقہ استعمال فرماتے تھے وہ حقہ جدا ہے۔ لہٰذا جب دونوں حقے جدا ہیں تو پھر ایک کا اعتراض دوسرے پر کیونکر قائم ہوسکتا ہے؟۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جو حقہ پیتے تھے ایسے معمولی حقے کے بارے میں نہ ہی مرات العاشقین میں کلام ہوا اور نہ ہی انوار شریعت میں اس معمولی حقے پر بات کی گئی، لیکن دیوبندی وہابی گلابی غرابی مولوی! بھولی بھالی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں اور محض ''حقہ'' کا لفظ دیکھ کر، مختلف اقسام حقہ پر صرف ایک ہی فتویٰ جھاڑ کر علماء اہلِ سنّت وجماعت کو بدنام کرتے ہیں۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ہم اہلِ سنّت وجماعت ''حنفی'' ہیں اور دیوبندی وہابی بھی خودکو''حنفی'' کہتے ہیں تو اب کوئی جاہل محض ''حنفی'' کا لفظ دیکھ کر دونوں کو ایک قرار دے تو یہ حد درجہ جہالت ولاعلمی ہے۔ تو بالکل اسی طرح صرف حقہ کا لفظ دیکھ کر سب کے بارے میں ایک ہی حکم سمجھنا یا لگانا بدترین جہالت ہے، کیونکہ مذکورہ کتب میں حقے کی دونوں صورتیں ہی جدا ہیں تو پھر سب کو یکساں و برابر بتا کر ایسے بیہودہ اعتراضات عائد کرنا محض بے حیائی یا مسلکی بغض وعناد ہے۔

دیوبندی حقہ نوش پر دیوبندی فتوے

دیوبندیوں کے نزدیک ''حقے'' کے بارے میں یہ صورت مذموم اختلافات و تضادات ہے، جس کی وضاحت گھمن دیوبندی کی تقریظ سے بالکل واضح ہے۔ اور انہی باتوں کو انہوں نے ''دست وگریباں'' کے نام سے طعنہ والزام دیا، تو اب لیجیے ذرا

دیوبندی اپنی خیر منائیں! کہ جس اصول سے انہوں نے سنیوں کا آپس میں مذموم اختلافات وتضادات ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کی اسی دیوبندی تسلیم شدہ اصول سے خود اکابرین علمائے دیوبند آپھنسے، اور نام نہاد دیوبندی محققین نے اپنے ہی اکابرین علمائے دیوبند کو ذلیل وخوار کیا۔ کیونکہ یہی سب باتیں جن کو دیوبندی مذموم اختلافات وتضادات بتلا چکے، خود دیوبندی فرقہ میں موجود ہیں۔ لیجیے ذرا ملاحظہ کیجیے۔

مولوی امیر باز خان واعظ جامع سہارنپوری [دیوبندی] کے رسالہ انکار القلیان مطبوعہ ہاشمی کے صفحہ ۳ میں ہے:

> " یَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ۔ يَّغْشَى النَّاسَ [سورۃ الدخان آیت ۱۰،۱۱] یعنی لا دے گا آسمان دھوان ظاہر کہ آسمان سے مینہ برسے گا اور اس سے ایک درخت پیدا ہوگا کہ وہ لوگوں کو حاوی ہوگا یعنی بہت سے لوگ حقہ نوشی کے وقت میں اس کے اندر پھنس گئے فرمایا هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ [الدخان آیت ۱۱] یہ عذاب درد دینے والا ہے اور مزا اس کا کڑوا ہے اور آخرت میں باعث ماخوذی کا ہے۔

پھر صفحہ ٦ پر لکھا:

> حقہ نوشی سے دل سیاہ ہوجاتا ہے کیونکہ جب دھواں تانبہ اور کڑاہی پر لگ جاتا ہے تو وہ سیاہ ہوجاتی ہے جب یہ دھواں حلق اور جگر اور دل اور انتڑیوں پر پہنچا تو وہ کیسے سیاہ نہ ہوجائیں و لنعم قیل۔

حقہ نوش را قلب سیاہ است

اگر باور نہ داری نے گواہ است

اسی کا اشارہ فرمایا حکیم علی الاطلاق نے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ [پ ۳۰ المطففین آیت ۱۴] ایسا نہیں جو یہ کہتے ہیں بلکہ زنگ لگا دیا یعنی سیاہی جمادی ان کے دلوں پر اس چیز نے کہ تھے وہ کرتے مثل حقہ نوشی اور دھواں کشی کے۔الخ (براہین قاطعہ مع انوار ساطعہ: ص ۴۷)

دیکھئے دیوبندی مولوی نے کس طرح حقہ کے مسئلہ میں حقہ کی برائی کرنے کے لیے معنیٰ قرآن ایجاد کیے، اور دوسری آیت کے بھی معنیٰ بدل کر خود کو مستحق عذاب ٹھہرایا۔ اس کا تفصیلی رد "انوار ساطعہ" میں اسی مقام پر موجود ہے، تاہم اس بحث سے قطع نظر ہم یہ کہتے ہیں کہ ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ اکابر دیوبند کے نزدیک تمباکو کا استعمال اور حقہ نوشی پر درج ذیل حکم ہیں:

[۱] سخت مکروہ [۲] اور حرام [۳] اور اس کے پینے والا گنہگار [۴] اور اس پر اسرار کرنے والا سخت گنہگار [۵] اور محفل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم اور معذب [۶] اور حقہ پینے میں اہل نار [جہنمیوں] سے تشبہ [۷] اور خود دھواں اور آگ آلہ عذاب ہے، [۸] اور آخرت میں سبب ماخوذی [۹] اور یہ عذاب دردناک ہے۔

مولوی امیر باز خان واعظ جامع سہارنپوری کے اسی فتوے سے ملتا جلتا فتویٰ اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے بھی دیا، چنانچہ وہ بھی ملاحظہ کیجیے۔ علماء دیوبند کے اشرفعلی

تھانوی کا حقہ کے بارے میں فتویٰ ہے کہ:

''یہ حقہ قریب تین سو سال برس ہوئے کہ کفار نے نکالا ہے، پھر سب میں شائع ہوگیا...... اب پینے والوں کی مختلف غرضیں ہیں، مختلف مزاج ہیں، مختلف طور ہیں اور مختلف خیال اور مختلف عادتیں ہیں...... نہ سب حقہ و نیچہ ایک قسم کے سب متفاوت اور مختلف، ہر ایک کا حکم جدا...... اور جو بعد ازالہ بغیر ضرورت شوقیہ ہووے، جیسا آجکل شائع ہے...... [یہ] آخر میں مضر بھی ہوتا ہے اور منھ میں برابر بدبو آتی ہے اور ہر دم منھ میں گھسا رہتا ہے اور جو اس میں بھی کدورت آجاتی ہے اور تشبہ اہل نار کے ساتھ ہے کہ منھ اور ناک میں سے دھواں نکلتا ہے اور خود دھواں اور آگ بھی آلہ عذاب کا ہے، اس کے ساتھ متلبس رہتے ہیں، اس طور اس کا عادی ہوجانا، بسبب اجتماع اِن امور کے بیشک بُرا اور سخت مکروہ ہے۔

حاصل یہ کہ کوئی حقہ زیادہ مکروہ کوئی کم مکروہ، کوئی حرام، کوئی ضرورت شدیدہ میں بطور دوا کے ایک آدھ بار رَوَا، اور اس تقریر پر ممکن ہے تطبیق درمیان اقوال علماء و فقہاء کے جو مختلف ہیں اس کے اباحت و کراہت و حرمت میں، پس جیسا کسی نے موقع دیکھا ہوگا ویسا کہہ دیا ہوگا۔ بہرحال پینے والا اس کا گناہ سے خالی نہیں [اور اس کے حاشیہ میں لکھا کہ: یعنی اکثر حالتوں سے نہ کہ کل حالتوں میں اور نیز یہ امر بھی قابل تحقیق ہے کہ اس سے جو مزاج

میں تغیر ہوتا ہے اور اثر تفتیر کا ہے مثل افیون کے یا حدث کامل مرچ کے] اور اصرار گناہ پر سخت گناہ ہے اور اکثر اہل کشف و رویائے صادقہ کے اقوال سے معلوم ہوا کہ اس کا پینے والا محفل مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دخل نہیں پاتا، اور بعضوں نے اس کے پینے والوں کو معذب بھی دیکھا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ، کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ شعر

تمباکو نوش را سینہ سیاہ است
اگر باور نداری نے گواہ است

(امداد الفتاویٰ [المعروف فتاویٰ اشرفیہ] جلد چہارم صفحہ ۹۸ کھانے پینے کی حلال وحرام مکروہ ومباح چیزوں کا بیان)

دیوبندی امام تھانوی کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ:

[۱] حقہ کفار کی ایجاد ہے۔ [۲] جو شوقیہ پیوے اسے مضر [۳] اور تشبہ اہلِ نار کے ساتھ [۴] خود دھواں اور آگ بھی آلہ عذاب کا ہے [۵] بسبب اجتماع اِن امور کے بیشک بُرا اور سخت مکروہ [۶] کوئی حقہ زیادہ مکروہ کوئی کم مکروہ [۷] بعض حقے حرام ہیں [۹] اس کا پینے والا محفل مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دخل نہیں پاتا [۱۰] پینے والوں کو معذب بھی دیکھا ہے۔ [۱۱] تمباکو نوش را سینہ سیاہ است اگر باور نداری نے گواہ است

اب دیوبندی نام نہاد محقق، مناظر اور مفتی اگر حقہ کی تمام اقسام وصورتوں پر ایک

ہی حکم کا اطلاق کرتے ہیں تو پھر ہمت کریں اور اپنے قلموں کو جنبش دیں کیونکہ خود حسین احمد مدنی نے تسلیم کیا کہ دیوبندی بزرگ تمبا کو استعمال کرتے، قاسم نانوتوی کے والد حقہ بہت پیتے تھے، خود نانوتوی صاحب ان کو حقہ بنا کر دیتے تھے، قاسم نانوتوی اپنے مہمانوں کو حقہ پلاتے، دیوبندیوں کے ظفر شاہ حقہ پیتے، مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی حقہ پیتے، اور اشرفعلی تھانوی نے تو تمبا کو بنانے کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں۔ لہٰذا دیوبندی نام نہاد محققین کے ہاتھوں تو اکابرین دیوبند بھی محفوظ نہ رہے، اور مولوی امیر باز خان واعظ جامع سہارن پوری اور اشرفعلی تھانوی کے حوالہ سے بیان کردہ مذکورہ بالا تمام باتوں کے مستحق ٹھہرے۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار　　　اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

دیوبندی اکابرین اور "تمباکو و حقہ" کا استعمال

دیوبندی حسین احمد اپنے دیوبندی اکابرین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"یہ جملہ [دیوبندی] بزرگان دین تمباکو کے استعمال پر سوائے کراہت تنزیہی وخلاف اولیٰ دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے اور بعض حضرات بوجہ ضرورت خود استعمال فرماتے۔ چنانچہ متعدد فتاویٰ اور تصانیف میں یہ امر شائع ہو چکا ہے۔"

(الشہاب الثاقب مع غایۃ المامول: ص ۲۴۵ وہابی عقیدہ نمبر ۹)

معلوم ہوا کہ خود اکابرین علمائے دیوبند تمبا کو استعمال کرتے تھے، اور حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی کے مطابق اس پر صرف کراہت تنزیہی وخلاف اولیٰ کا فتویٰ ہے۔

☆ اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے والد شیخ اسد علی <u>حقہ بہت</u>

پیتے تھے جب ضرورت ہوتی، فرماتے کہ بیٹا قاسم حقہ بھر دے تو مولانا (قاسم) کی یہ حالت تھی کہ فوراً حکم کی تعمیل فرماتے باوجود اس کے کہ مرید اور شاگرد سب موجود [ہوتے]۔"

(الافاضات الیومیہ جلد ۵ ص ۲۴)

☆سوانح قاسمی حصہ اول صفحہ ۴۶۸ میں ہے کہ:

"دہلی میں مولنا (محمد قاسم) کا ایک ادنیٰ عامی شخص مہمان ہوا اور بپاس ادب اپنی حقہ نوشی کا اظہار نہ کیا..... پچھلی رات کو اس کو نفخ ہوا، اور سخت تکلیف پیش آئی۔ واللہ اعلم کیا صورت پیش آئی کہ اس غریب حقہ باز کی بیچینیوں کو مولنا نے بھانپ لیا،......" اسی وقت دبے دبے پاؤں جا کر مولنا (محمد قاسم) نے خود چلم بھری اور حقہ اٹھا کر اس کے (اس غریب آدمی) کے سامنے لائے" ہاتھ میں حقہ تھا اور سنا جا رہا تھا، معذرت پیش کرتے ہوئے سیدنا الامام الکبیر اسی حقہ پینے والے سے فرما رہے تھے کہ" آپ نے پہلے ہی کیوں نہیں فرمایا تھا کہ میں حقہ پیتا ہوں"

(سوانح قاسمی حصہ اول صفحہ ۴۶۸)

دیوبندیوں کی کتاب چمنستان کے صفحہ ۱۰۰ پر ہے کہ:

"سرِ شام دان پور پہنچا، سفر کی کوفت نے بہت تھکا دیا تھا بہت دیر حقہ بھی نہ پیا تھا۔ اس لیے تھکان اور زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔ میزبان نے جلد جلد چائے تیار کروائی، چائے آئی اور ساتھ میں

حقہ بھی آ گیا۔ یار لوگوں نے فرمائش کی کہ اس پر کچھ اشعار ہو جائیں۔ میں نے چائے کا ایک گھونٹ پی کر اور حقہ کا ایک کش لگا کر یوں اشعار امر کیا کہ:

زندگانی کے لطف دو ہی تو ہیں
صبح کی چائے ، شام کا حقہ

(چمنستان کے صفحہ ۱۰۰)

تھانوی صاحب کے مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی صاحب پینے کا تمباکو اور کپڑے دھونے کا صابن ہدیہ میں لانا زیادہ پسند ہوتا ہے کیونکہ مولانا حقہ بھی نوش فرماتے تھے۔

(اشرف السوانح جلدا / ۱۷۱)

☆ دیوبندی گنگوہی صاحب سے سوال ہوا کہ:

''زید کہتا ہے کہ جو شخص حقہ پیوے اس کا درود قبول نہیں ہوتا، صحیح ہے یا غلط ہے'' گنگوہی صاحب نے جواب دیا کہ

''زید غلط کہتا ہے حقہ نوش کی نماز اور درود سب قبول ہوتا ہے البتہ اس حقہ کی بو کا ازالہ نہ کرنا اور منہ میں رکھنا مکروہ ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ ۶۰۲)

☆ مزید ایک جگہ لکھا کہ:

''حقہ کی وجہ سے کوئی عبادت رد نہیں ہوتی البتہ جس وقت حقہ پینے والے کے منہ میں بدبو ہو اور درود شریف پڑھے تو گنہگار ہوگا۔''

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۶۰۲)

☆ گنگوہی صاحب سے سوال ہوا کہ ''حقہ پینا مکروہ ہے یا مکروہ تحریمہ'' تو دیوبندی گنگوہی صاحب نے جواب دیا کہ:

''حقہ پینا مباح ہے مگر اس کی بدبو سے مسجد میں آنا نادرست ہے''

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۶۰۲)

☆ ایک سوال کے جواب میں گنگوہی نے لکھا کہ:

''حقہ پینا، تمباکو کھانا مکروہ تنزیہہ ہے اگر (بد) بو دے ورنہ کچھ حرج نہیں اور حقہ تمباکو فروش کا مال حلال ہے ضیافت بھی اس کے گھر کھانا درست ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۶۰۲)

دیوبندی حقہ و تمباکو پر سیخ پا ہو رہے ہیں حالانکہ خود دیوبندی حکیم اشرفعلی تھانوی نے تمباکو بنانے کی ترکیبیں اپنی دیوبندی عوام بلکہ عورتوں کو سکھائیں۔ جیسا کہ بہشتی زیور میں ''پینے کا تمباکو بنانے کی ترکیب''، ''خوشبودار پینے کے تمباکو کی ترکیب'' وغیرہ بتائی ہیں۔ اور اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ''حقہ پینے کا بھی وہی حکم ہے جو تمباکو کھانے کا ہے''۔ (بہشتی زیور مکمل و مدلل کمپیوٹر۔ صفحہ ۲۵۰ دسواں حصہ صفحہ ۲۱ مکتبۃ العلم)

☆ اور تمباکو بنانے اور اس کا کاروبار کرنے والے لوگ دیوبندی اشرفعلی تھانوی کے شاگرد تھے، جیسا کہ تھانوی کی ملفوظات میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ:

''بہشتی زیور کا نفع اس قدر عام ہے بلکہ علاوہ دین کے اس کے نسخوں سے دنیوی فوائد لوگوں کو بہت ہوئے۔ ایک جنٹلمین بھاگل پور میں مجھ سے ملے بڑی محبت سے پیش آئے بڑا ادب کیا مجھ کو تعجب ہوا کہ اس قدر گرویدہ کیوں ہیں کہنے لگے کہ میں آپ کا

شاگرد ہوں میں نے کہا کہ میں نے آپ کو کب پڑھایا اور کہاں پڑھایا کہنے لگے میں انگریزی پڑھ کر ریلوے میں ملازم ہو گیا لیکن مجھ کو انگریزی اور انگریزی ملازمت سے نفرت تھی مجھ کو تجارت کی لائن میں کام کرنے کا شوق پیدا ہوا اور تمباکو کی تجارت کا خیال ہوا اس لیے خمیرہ تمباکو کے نسخے تلاش کئے مگر نسخہ کوئی نہ بتلاتا تھا۔ میں نے اس کا نسخہ بہشتی زیور میں دیکھا اور تمباکو فروخت کرنا شروع کیا۔ بے حد نفع اٹھایا اس سلسلے سے آپ کا شاگرد ہوں"۔ (ملفوظات حکیم الامت جلد نمبر ۶ ص ۸۱)

اب علمائے دیوبند حسین احمد مدنی دیوبندی، قاسم نانوتوی، انور شاہ کشمیری، مولوی ظفر خان، رشید احمد گنگوہی، اشرفعلی تھانوی وغیرہ کے مذکورہ بالا حوالوں کو ذہن نشین کر کے مولوی امیر باز خان واعظ جامع سہارنپوری [دیوبندی] اور اشرفعلی تھانوی کے پہلے بیان کردہ دونوں حوالوں کو سامنے رکھئے تو طریقہ وہابیت دیوبندیت سے علماء و اکابرین دیوبندان کے مطابق درج ذیل فتووں کے حق دار ٹھہرے۔

[۱] دیوبندی علماء نے سخت مکروہ فعل کا ارتکاب کیا اور اس کی اجازت دی اور اس کے طریقے بیان کیے۔

[۲] اور حرام فعل کا ارتکاب کیا اور اس کی اجازت دی اور اس کے طریقے بیان کیے۔

[۳] اور اس حقے، تمباکو کو پی کر اور دوسروں کو پلا کر اور اس کے بنانے کے طریقے بتا کر سخت گنہگار ٹھہرے۔

[۴] اور اس پر اصرار کرنے والا سخت گنہگار

[۵] اور حقہ [تمبا کو] پینے، پلانے میں اہل نار [جہنمیوں] سے مشابہ ہو گئے۔

[۶] خود دھواں اور آگ آلہ عذاب ہے، لہٰذا اس کو جائز و مباح قرار دیکر اس آلہ عذاب میں لوگوں کو مبتلا کیا، قاسم نانوتوی نے اپنے باپ کو حقہ پلا کر اس عذاب میں مبتلا کیا، اسی طرح دیگر علمائے دیوبند اس عذاب میں مبتلا رہے۔

[۷] یہ حقہ کفار کی ایجاد ہے۔ تو علمائے دیوبند نے کفار کے طریقہ پر عمل کیا، اس کی اجازت دی، اپنے بزرگوں اور مسلمانوں کو کفاروں کے طریقہ پر چلایا۔

[۸] اس حقہ کا پینے والا محفل مبارک نبوی ﷺ میں داخل نہیں ہو پاتا تو اکابرین علمائے دیوبند محفل نبوی ﷺ میں شامل ہونے سے محروم رہے اور ایک ایسا عمل لوگوں کو بتایا جو کہ محفل نبوی ﷺ سے محرومی کا سبب ہے۔ یعنی خود بھی محروم اور دوسروں کو بھی محروم کیا۔

[۹] حقہ نوشی سے دل سیاہ ہو جاتا ہے تو اکابرین دیوبند کے دل حقہ پینے سے سیاہ ہو گئے، اور دوسرے مسلمانوں کے دل بھی سیاہ کرتے رہے۔

[۱۰] حقہ کے دھویں سے دیوبندی علماء، اکابر و عوام کے نہ صرف دل بلکہ حلق، جگر، انتڑیاں سب کالی سیاہ ہو گئیں۔

[۱۱] دیوبندی علماء و اکابرین کے دلوں میں زنگ یعنی سیاہی جمی ہوئی ہے۔

[۱۲] حقہ و تمباکو پینے، پلانے اور اجازت دینے والے دیوبندی علماء و اکابر مذکورہ بالا دونوں اشعار کے مستحق ہیں۔

کہ حقہ نوش را قلب سیاہ است — اگر باور نہ داری نے گواہ است

تمباکو نوش را سینہ سیاہ است — اگر باور نداری نے گواہ است

نبی پاک ﷺ کی زیارت سے دیوبندی حقہ نوش محروم

سرفراز خان صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے زمانے میں ایک نیک آدمی تھا اس کو تبخیر بیماری لگ گئی معدے میں گیس پیدا ہو جاتی تھی۔حکیم کے پاس گیا اس نے کہا تم حقہ پیا کرو۔اس نے حقہ پینا شروع کر دیا۔آنحضرت ﷺ خواب میں تشریف لائے اور اس بزرگ کی پیٹھ کے پیچھے تشریف فرما ہوئے۔وہ جب آپ ﷺ کی طرف منہ کرتا آپ ﷺ پیٹھ ہو جاتے وہ بڑا پریشان ہوا۔حضرت شاہ عبد العزیزؒ اپنے دور میں خوابوں کی تعبیر کے بڑے ماہر تھے صبح کو ان کے پاس گیا اور خواب سنایا۔شاہ صاحب نے فرمایا کہ تو حقہ پیتا ہوگا؟ کہنے لگا جی ہاں! حقہ تو پیتا ہوں۔فرمایا آنحضرت کو حقے سے نفرت ہے اس لیے سامنے نہیں بیٹھے۔''

(ملفوظات امام اہلسنت ص ۱۴۱)

ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

میرے گھر میں کوئی حقہ نہیں پیتا دیوبندی دجل و فریب

دیوبندی مولوی نام نہاد مناظر لکھتا ہے کہ:

''فاضل بریلوی کے تضاد بیانی بھی دیکھئے ایک جگہ یوں لکھتے ہیں

کہ: ''جب اس سے حقہ کے بارہ میں سوال کیا جائے تو اسے
مباح بتائے خواہ آپ پیتا ہو یا نہ، جیسے میں اور میرے گھر میں
جس قدر لوگ ہیں کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا'' احکام شریعت۔
(دست وگریباں ج ۱ ص ۹۲)

اصل میں دیوبندی مولوی ایوب نے اپنے امام سرفراز صفدر کی نقل ماری، سرفراز صفدر دیوبندی نے بھی اپنی کتاب میں ''خان صاحب کی تضاد بیانی'' کے تحت صفحہ ۱۰۹ پر لکھا یہی حوالہ دیا اور پھر لکھا کہ لیکن دوسری طرف خان صاحب (اعلیٰ حضرت) لکھتے ہیں کہ میں ''حقہ پینے سے قبل بسم اللہ نہیں پڑھتا'' طحطاوی میں اس کی ممانعت لکھی ہے ملفوظات۔ ملخصاً (عبارات اکابر صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰) مقصد ان دونوں دیوبندیوں کا یہ ہے کہ دیکھو ایک جگہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حقہ پینے کا اقرار کیا لیکن دوسری جگہ خود اپنے بارے میں یہ لکھا کہ ہم میں حقہ کوئی نہیں پیتا۔

لیکن میرے مسلمان بھائیو! یہ دیوبندیوں کی بدترین خیانت وفریب کاری اور دجل ہے، اس نے مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے۔ کیونکہ پہلی عبارت (اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا) یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا قول نہیں ہے بلکہ احکام شریعت میں یہ عبارت اس طرح لکھی ہوئی ہے کہ:

''ہمارے سردار عارف باللہ حضرت عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک رسالہ تالیف فرمایا جس کا نام ''الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان۔ رکھا......(اور پھر اسی رسالہ کے حوالہ سے آگے لکھتے ہیں حضرت عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں کہ)......

آدمی کو چاہیے کہ جب تک اس حقہ کے بارہ میں سوال کیا جائے تو اُسے مباح ہی بتائے خواہ آپ پیتا ہو یا نہ پیتا ہو جیسے میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں (کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا مگر فتوٰی اباحت پر ہی دیتا ہوں) ہاں اُس کی بو طبیعت کو ناپسند ہے۔ الخ (احکام شریعت صفحہ ۲۸۷)

<u>تو یہ ساری گفتگو علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ہو رہی ہے اور یہ علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بیان کیا گیا ہے</u> لیکن دیوبندی علماء سخت دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے اس کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قول بتاتے ہیں، تو اس دیوبندی جھوٹ پر ہم یہی کہتے ہیں کہ ''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت''۔ بہرحال جب پہلا قول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ہی نہیں بلکہ علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے تو پھر تضاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

شیطان کو اذیت پر دیوبندیوں کو تکلیف

امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بسم اللہ شریف کے فوائد بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''اور بفضلہٖ میں شیطان کو بھوکا ہی مارتا ہوں، یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور چھالیہ منہ میں ڈالی، تو بسم اللہ شریف ...... ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا۔ طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے۔ وہ خبیث [شیطان] اگر اس میں شریک ہوتا ہو تو ضرر [تکلیف، نقصان] ہی پاتا ہوگا کہ عمر بھر کا بھوکا پیاسا، اس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا...... بھوک پیاس میں حقہ بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔'' (ملفوظات)

اس واقعہ پر بھی وہابی گلابی غرابی دیابنہ نے محض مسلکی بغض وعناد کی وجہ سے تنقید کی اور کہا کہ دیکھو احمد رضا خان اپنے ساتھ شیطان کو حقہ پلاتا تھا۔

وہابیوں کی اس تنقید پر ہم لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس عبارت کا ایک ایک جملہ شیطان کی دشمنی اور عداوت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لیکن دیوبندی محض مخالفت کی وجہ سے بہتان تراشی کرتے ہیں۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ آپ کا ایک ''وہابی'' دشمن ہے اور اس کو شوگر کی بڑی سخت بیماری ہے آپ اس کو دیگر چیزیں کھانے پینے یا استعمال کرنے کی تو نہیں دیتے لیکن جب چینی (شوگر) آئے تو اس کو کھانے دیں۔ اور ساتھ یہ کہیں کہ اگر چینی کھاتا ہے تو کھائے اس سے ضرر [نقصان] ہی پائے گا کہ ایک بھوکا پیاسا ہے اور پھر شوگر کا مریض ہے اس پر مزید چینی کھائے گا تو شوگر اور بڑھے گی اور اس کو سخت تکلیف ہی ہو گی۔ تو اب انصاف سے بتائیں کہ آپ نے اس ''وہابی'' سے دوستی کی یا پھر سخت دشمنی ونفرت کا ثبوت دیا؟

بالکل ایسا ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں ہے۔ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر اچھے کام سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھتے جس کی وجہ سے شیطان بھوکا، پیاسا، ننگا رہتا۔ [جس کی وجہ سے دیوبندیوں کو اصل تکلیف ہے] لیکن حقہ پینے سے قبل بسم اللہ شریف پڑھنے کی شرعاً ممانعت ہے دیکھئے ''طحطاوی'' اس لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ شریعت کے حکم پر عمل کرتے اس موقع پر بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔ تو اب یہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کمال جواب دیا کہ کہیں شیطان اس کو اپنی خوش بختی نہ سمجھے کیونکہ اگر [بقول

وہابیہ اگر کا معنی بالفرض ہے عبارت تحذیر الناس کے تحت] حقہ پینے میں شامل ہو جاتا ہے تو ایک تو بھوکا، پیاسا ہے اور اوپر سے دھواں اس کے پیٹ میں جائے گا [تو مزید مروڑ اٹھے گی] یہ دھواں اس کو مزید نقصان پہنچائے گا۔ اس کا کلیجہ جلے گا۔ سبحان اللہ

دیوبندیوں کے منہ میں خایۂ ابلیس

اب لیجیے ذرا دیوبندی علماء اپنے گھر کی بھی خبر لیں علماء دیوبند کی کتاب ''سواطع الالہام' میں لکھا ہے کہ:

> حضرت غوث ہزارہ کے حکیم حاذق جو کہ بیمار سے کم فیس لیا کرتے ہیں۔ اب یہ معلوم ہوا ہے کہ بخاروں میں حضور کشتہ خایہ ابلیس دیا کرتے ہیں، اس کے متعلق خود فرمایا انہی دنوں [یعنی صفر ۱۳۶۵ھ۔ جنوری ۱۹۴۶ء] کی بات ہے میں [مجلس احرار اسلام پشاور کے] دفتر میں بخار سے پڑا ہوا تھا۔ کہ اتنے میں مولانا غلام غوث آئے اور پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے؟ میں [دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری] نے کہا۔ بخار ہے! کہنے لگے میرے پاس نجوا ہے، وہ کھا لیجیے۔ میں نے کہا کڑوا ہو گا، تو کہنے لگے بخار میں مفید ہوتا ہے۔ میں نے کہا دیجئے۔ میں نے ہتھیلی پر رکھ کر منہ میں ڈال لیا اور اوپر سے پانی پی لیا۔ جب میں دوا کھا کر پانی پی چکا تو نہایت متانت سے کہنے لگے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسے فارسی میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں! کہنے لگے۔ اس کا نام ''خایۂ ابلیس'' [شیطان کا آلہ تناسل

] ہے اور اس پر ایک زور دار قہقہہ لگا۔ میں نے کہا خدا کے بندے! یہی کرنا تھا تو کھانے سے پہلے ہی بتادیا ہوتا۔ تو فرماتے ہیں کہ بتادیتا، تو آپ کھاتے ہی کہاں؟ خیر! کوئی حرج نہیں، چیز مفید ہے۔ (سواطع الالہام صفحہ ۹۲، ۹۳)

اور یہی حوالہ دیوبندیوں کی کتاب ''سوانح وافکار سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' ص ۱۰۳، پر بھی موجود ہے۔

اب دیوبندی خود ہی سوچیں کہ یہ شیطان کا آلہ تناسل دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری کے منہ کے ذریعے معدہ میں گیا، وہاں سے ہضم ہوکر ان کی رگوں میں گیا، خون میں منتقل ہوا اور پورے جسم میں گھومتا رہا۔ اور معلوم نہیں کہ اس خایہ ابلیس سے ان کو کچھ افاقہ بھی ہوا تھا کہ نہیں۔

ایک دیوبندی مولوی صاحب نے کہا کہ عطاء اللہ شاہ بخاری کو کھانے سے قبل معلوم نہیں تھا کہ اس کو ''خایہ ابلیس'' کہتے ہیں، اس لیے ان پر اعتراض نہیں ہوگا تو ہم کہتے ہیں کہ جناب غوث ہزاروی دیوبندی کو تو معلوم تھا کہ وہ ''خایہ ابلیس'' [شیطان کا آلہ تناسل] اپنے امیر [دیوبندی] شریعت کو دے رہا ہے لہٰذا ہزاروی صاحب کے بارے میں کیا کہو گے؟

دوسری بات یہ ہے کہ غوث ہزاروی نے ''خایہ ابلیس'' کے بارے میں کہا کہ ''خیر! کوئی حرج نہیں، چیز مفید ہے''! تو جناب اس مفید چیز سے تمام دیوبندی یقیناً لطف اندوز ہوتے ہوں گے۔

دیوبندیوں کے منہ میں شیطان کا فضلہ

دیوبندیوں کی اپنی کتاب تذکرہ رحمانیہ میں ''پان کو شیطان کا فضلہ قرار دیا گیا'' چنانچہ اشرفعلی تھانوی صاحب کے استاد قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی کا واقعہ لکھا ہے کہ

''آپ (قاری عبدالرحمن) نے اپنی صاحبزادی کو قرات کا حکم دیا یہ منہ میں پان تمباکو دبائے ہوئے تھیں اس لیے کسی حرف کا مخرج سمجھانے کے باوجود نہ نکال سکیں آپ نے انہیں پاس بلایا تو منہ میں سے تمباکو کی بھبک آئی اس پر آپ جھلا اٹھے اور فرمایا جب منہ میں شیطان کا فضلہ بھرا ہوا ہو تو درست تلفظ کی توفیق ہو چکی جاؤ چلی جاؤ میرے پاس سے''۔ ملخصاً

(تذکرۃ الرحمانیہ ص ۱۸۴، ۱۸۵)

اب شیطان کا یہی فضلہ (بقول دیوبندی پان) دیوبندیوں کے انور شاہ کشمیری کے منہ میں بھی ڈلا ہوتا تھا چنانچہ انوار الباری میں انور شاہ کشمیری دیوبندی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

''حضرت شاہ صاحب بھی درس حدیث کے لیے تشریف لے جاتے تو خاص اہتمام فرماتے تھے۔ اور دوران درس پان [شیطانی فضلہ] کا استعمال نہ فرماتے تھے۔ حالانکہ پان تمباکو [شیطانی فضلہ] کے ساتھ کھانے کی عادت تھی۔ جس نے تمباکو کی عادت ڈلوائی ہے اس کے لیے بددعا کرنے کو جی چاہتا ہے۔''

(انوار الباری جلد ۱۱ ص ۱۵۲)

تو دیوبندی علماء نے جن اصولوں کے مطابق ہم سنیوں پر تنقید کرنا چاہی انہی اصولوں کے مطابق سارے فتوے خود دیوبندیوں پر عائد ہو گئے۔ حقے اور تمبا کو پان کے اپنے ہی دیوبندی فتووں سے خود ان کے اپنے ہی دیوبندی علماء و اکابرین ذلیل ورسواء ہو گئے۔ لہٰذا دیوبندی علماء بلخصوص ابوایوب جیسے لوگوں کو چاہئے کہ دوسروں پر خواہ مخواہ اعتراضات کرنے سے قبل پہلے اپنے اصول کے مطابق اپنا گند صاف کرے۔ کیونکہ ابوایوب دیوبندی نے خود یہ اصول لکھا ہے کہ:

''پہلے اپنے گھر کو صاف کیجیے ! بعد میں کسی دوسرے پر انگلی اٹھایئے۔'' (سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص ۴۷: ابوایوب دیوبندی)

انہی دیوبندی مولوی ابوایوب نے لکھا ہے کہ:

''اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے گھر کا گند صاف کریں۔''

(سفید وسیاہ پر ایک نظر: ص ۱۰۴)

(20) عوام میں رائج دو کتابچوں پر تنقید پر اعتراض

دیوبندی مولوی نے اکمل عطاری صاحب کی کتاب ''سچ یا جھوٹ'' سے کچھ عبارات نقل کیں، جنکا خلاصہ یہ ہے کہ ''عامۃ الناس کے اندر دو کتابچے ([۱] جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی کہانی [۲] دس بیبیوں کی کہانی) مشہور ہیں اور مسلمان عورتیں بڑے شوق و عقیدت و احترام سے ان رسائل کو پڑھ رہی ہیں'' پھر دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ انہی رسائل کے بارے میں مفتی اکمل صاحب نے لکھا کہ ان کا پڑھنا ہرگز باعث برکت نہیں کیونکہ اس میں جھوٹ و الزام تراشی من گھڑت باتیں بے ادبیاں و گستاخیاں ہیں۔ ملخصاً (دست و گریباں ج ۱ ص ۹۳۔ ۹۴)

الجواب

دیوبندی مولوی کی جہالت کی انتہا ہے یا پھر ضد وہٹ دھرمی کی انتہا ہے کہ عوام الناس اگر کوئی غیر معتبر کتابیں پڑھیں جن میں خلاف شرع باتیں ہوں اور علماء کرام اصلاح فرماتے ہوئے عوام الناس کو متنبہ کریں اور انہیں یہ بتائیں کہ ایسی کتابیں نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ یہ شریعت کے خلاف ہیں تو یہ مسئلہ بھی دیوبندی مولوی کے نزدیک اختلافی مسئلہ بن گیا۔لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

باقی اگر یہ کہا جائے کہ عوام الناس تو سنی ہے تو یہ اعتراض ہی جہالت پر مبنی ہے کیونکہ خود دیوبندی مولوی جناب قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں:

"رہا سنی عوام کا عمل تو خواہ وہ بریلوی علماء کے معتقد ہوں یا دیوبندی علماء کے شرعاً کوئی حجت نہیں۔"

(بشارت الدارین ص ۱۷۶)

جب کوئی چیز حجت ہی نہیں، اور اس کے اختلاف کی کوئی اہمیت ہی نہیں، تو پھر یہ مذموم کیسے؟

پھر بقول دیوبندی علماء کے بھی اگر جاہل عوام کسی جہالت میں مبتلا ہو تو اس میں مسلک کا کوئی قصور نہیں ہوتا چنانچہ دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں کہ:

"تو اگر بعض جاہل و ناواقف لوگ اپنی جہالت اور کم فہمی کی وجہ سے اس فتنے میں مبتلا ہو رہے ہیں تو اس میں مسلک کا کیا قصور؟"

(مجلہ قہر حق شمارہ نمبر ۱ ص ۲۰)

دیوبندی ترجمان کے اس بیان سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر کوئی جاہل کسی

فتنہ میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کا قصور وار وہ ہے مسلک نہیں۔ لہٰذا اس پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہیں ہوتا۔

اب آیئے یہاں تو غیر معتبر کتابوں کی بات تھی لیکن ہم دیوبندیوں کے گھر سے بتاتے ہیں کہ دیوبندیوں نے اپنے علماء کی کتابوں کو جلا دیا، اور جلایا کیوں؟ اس لیے کہ اس میں ان کے نزدیک دین اسلام کے خلاف کفر و شرک، گستاخیاں و بے ادبیاں اور بدعات و خرافات تھیں۔ لیجیے ملاحظہ کیجیے۔

دیوبندی علماء نے اپنی کتابوں ھی کو آگ لگا دی

دیوبندی مولوی تو من گھڑت کتابوں اور عوام الناس کی بات کر رہا تھا جبکہ خود علماء دیوبند کے مولوی حسین علی کے افادات پر مشتمل کتاب بلغۃ الحیران کے بارے میں لکھا کہ:

"حکیم الامت حضرت تھانوی نے ایک ایسی ہی کتاب اپنے کتب خانہ میں رکھنے کی اجازت نہ دی بلکہ جلا دی گئی تھی۔"

(رحمت کائنات ص ۵۰۷ بحوالہ اکابر کا باغی کون)

"ایسی کتاب سے مراد بلغۃ الحیران ہے"

(اکابر کا باغی کون؟ ص ۴۸، امداد الفتاویٰ جلد ۶ ص ۱۹۹)

دیوبندی الیاس گھمن کی کتاب میں بھی اس دیوبندی تفسیر کے بارے میں یہ اقرار ہے کہ:

"ایک بزرگ (دیوبندی) نے اس کتاب کو تھانہ بھون میں آگ کی نذر کیا (یعنی جلا دیا)۔" (فرقہ مماتیت کا تحقیقی جائزہ: ۱۳۹)

اسی طرح دیوبندیوں نے اپنے پیرومرشد کی کتاب ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کے بارے میں کہا کہ:

''اسے حمام میں جھونک دو۔'' (تجلیات صفدر ۱/ ۵۰۹، مجالس حکیم الاسلام ۱۲۹)

اور تو اور سجاد بخاری دیوبندی نے اپنے دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی کی کتابوں کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

> ''پھر خاص طور سے پہلے انہیں [یعنی دیوبندی ترمذی کو] اپنے گھر کی خبر لینی چاہیے تھی۔ان کا فرض تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ان کتابوں کی اصلاح وتطہیر فرماتے جن میں ایسا مواد موجود ہے [مثلاً ضعیف، شاذ، منکر، بلکہ موضوع حدیثیں بلا انکار وتنبیہ، بے سرو پا حکایتیں بے سند اور گمراہ کن کراماتیں وغیرہ] جن کو اہل بدعت اپنے عقائد زائغہ اور اپنی بدعات مخترعہ کی تائید کے لیے پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے تبلیغ توحید کے مشن کو بعض اوقات کافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔'' (اقامۃ البرھان: ص ۲۴)

ناظرین !! بریکٹ کے اندر جو الفاظ ''مثلاً ضعیف، شاذ......بے سرو پا حکایتیں بے سند اور گمراہ کن کراماتیں وغیرہ'' یہ الفاظ خود دیوبندی سجاد بخاری کے اپنے الفاظ ہیں۔تو جناب دیوبندی ابوایوب اینڈ کمپنی ! دس بیبیوں کی کہانی تو غیر معتبر کتاب ہے اس کے مصنف بھی کوئی سنی اکابر نہیں ہیں لیکن جناب والا! آپ کے چوٹی کے امام اشرفعلی تھانوی کی کتابوں کا یہ حال ہے کہ خود دیوبندی کہتے ہیں کہ ان میں موضوع

حدیثیں، بے سند اور گمراہ کن کراماتیں موجود ہیں۔تو اب آپ دیوبندی حضرات اپنے تھانوی کی ایسی کتابیں پڑھ کر اور تھانوی ایسی باتیں لکھ کر کس شرعی حکم کے تحت داخل ہوئے؟ ذرا اپنی عوام کو یہ سب بتائیں۔

(21) مستورات کے مزارات پر جانے والے مسئلہ کا جواب

معترض نے اس جگہ اعلیٰ حضرت کے حوالے سے نقل کیا کہ مزارات پہ جانا درست نہیں ، ناجائز ومکروہ ہے اور پھر اس کے برعکس ثابت کرنے کے لیے انہوں نے وہ حوالے پیش کیے جن میں علماء نے لکھا کہ مستورات مزارات پر مردوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر جاسکتیں ہیں۔" (دست وگریباں ج ۱ ص ۹۳۔۹۵)

الجواب

عورتوں کا مزارات کی زیارت کے لیے جانے کا مسئلہ ایک فروعی اور ایسا اختلافی مسئلہ ہے جو کہ خود علماء دیوبند نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ علماء دیوبند کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"عورتوں کا قبور پہ جانا مختلف فیہ ہے اکثر علماء منع کرتے بسبب فساد کے اور جو فساد نہ ہو تو اکثر کے نزدیک جائز ہے حرمین میں اسی پر ہی عمل ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۵۴)

تو دیوبندی امام گنگوہی کے اس فتوے سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے، اگر کسی نے ناجائز کہا ہے تو اس کا سبب مفاسد ہیں اور اگر مفاسد نہ ہوں تو اجازت ہے۔تو جن سنی علماء نے عورتوں کو اجازت دی ہے انہوں نے مفاسد کی غیر موجودگی کی حالت میں اجازت دی ہے اور جن علماء نے منع کیا ہے، ناجائز وحرام کہا

ہے انہوں نے مفاسد کے پیش نظر کہا ہے۔لہٰذا یہاں دونوں صورتیں ہی جدا ہیں،تو جب دونوں حالتوں یا حیثیتوں میں نمایاں فرق ہے تو پھر ان میں اصول دیوبند کے مطابق تعارض واختلاف ہی نہ رہا،عبدالقدوس قارن دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''جب دونوں عبارتوں میں صورت کے لحاظ سے نمایاں فرق ہے تو اب ایک کو دوسرے کا معارض کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔''

(اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور:ص ۲۰۰)

عبدالقدوس قارن دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''تعارض کے لیے دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ حیثیت کا ایک ہونا بھی ضروری ہے۔''(ارشاد الحق اثری کا مجذوبانہ واویلا:ص ۲۳۳)

یہاں تو جواز اور عدم جواز کی صورتیں ہی جدا ہیں،جبکہ فروعی مسائل میں اختلاف کے بارے میں علماء دیوبند نے یہاں تک لکھا کہ ایک طرف کے علماء امت ایک عمل کو ناجائز وحرام کہہ رہے ہوتے ہیں جبکہ دوسری طرف کے علماء اس کو جائز کہہ رہے ہوتے ہیں لیکن دونوں ہی اپنے اپنے فتووں میں درست ہوتے ہیں۔چنانچہ مولوی زکریا لکھتے ہیں کہ:

علاوہ ازیں اگر میں مان بھی لوں کہ ان حضرات (علماء) میں شدید اختلاف ہے تو یہ بھی سمجھ لینے کی بات ہے کہ <u>اہل حق میں شدید اختلاف کا ہوجانا نہ منقصت ہے،نہ شریعت کے خلاف۔</u> بلکہ جب کسی امر میں اہل حق میں اختلاف ہوگا تو جس درجہ کا وہ امر اختلاف ہوگا اس درجہ کی شدت بھی ہوگی،مثال کے طور پر <u>سمجھو</u>

کہ ایک امر کوئی شخص فرض سمجھتا ہے دوسرا حرام کہتا ہے یا ایک شخص واجب سمجھتا ہے، دوسرا مکروہ تحریمی۔ تو اس میں آپس میں مخالفت، منازعت، تردید ضروری ہے، یہی چیز ہے جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپس میں قتال تک پر مجبور کر دیا۔ (راہ اعتدال ص ۲۶)

تو جناب جب تم خود دیوبندی بھی مانتے ہو کہ ایسے فروعی مسائل میں اگر اتنے شدید اختلافات بھی ہو جائیں یعنی ایک حرام کہہ رہا ہو اور دوسرا فرض کہہ رہا ہے، ایک واجب کہہ رہا ہو اور دوسرا مکروہ تحریمی کہہ رہا ہے تب بھی بقول تم دیوبندیوں کے ''اہل حق میں شدید اختلاف کا ہو جانا نہ منقصت ہے، نہ شریعت کے خلاف'' تو پھر تم ہم سنیوں پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہو معلوم ہوا کہ مانتے تم بھی ہو کہ ایسے مسائل میں نہ منقصت ہے اور نہ ہی شریعت کے خلاف ہے لیکن سب سنیوں سے دشمنی اور سنیوں کو خواہ مخواہ بدنام کرنے کی کوشش میں ایسی حرکتیں تم کرتے ہو۔

22 حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور دندان شہید

دیوبندی مولوی نے اس جگہ کچھ حضرات کے حوالوں سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے دندان شہید کرنے والا واقعہ نقل کیا، اور پھر فضل احمد چشتی وغیرہ کے حوالوں سے اس واقعہ کی تغلیط نقل کی،' ملخصاً (دست و گریبان ج ا ص ۹۶۔۹۷)

الجواب

اولاً تو عرض ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ تحقیق کی غلطی کہا جائے گا جو دیوبندی حضرات کے نزدیک نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے، اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

یہ واقع میں تحقیق کی غلطی ہے جو علم و فضل ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے۔ (البوادر النوادر ص ۱۹۷)

دوسری بات یہ ہے کہ جن حضرات نے اس کو درست لکھا ہے تو ان پر اس کا غلط ہونا واضح نہ ہوگا اور دیوبندی اصول کے مطابق وہ معذور سمجھے جائیں گے، چنانچہ عبد القدوس قارن لکھتے ہیں کہ:

"علامہ ذہبی کے پیش نظر یہ بات نہ ہوگی ورنہ وہ تائید یا تردید کی صورت میں ضرور اس پر تبصرہ کرتے اس لیے وہ اس بارے میں معذور سمجھے جائیں گے۔" (اظہار الغرور ص ۴۰)

لہٰذا اویسی صاحب پر اس کا غلط ہونا واضح نہ ہوسکا، اس لیے یہ بات قابل اعتراض نہیں۔ پھر روایت مذکور کے متعلق ملا علی قاری فرماتے ہیں:

"ثم اعلم ان ما اشتهر علی السنة العامة من ان او یسا قلع جمیع اسنانه لشدة احزانه حین سمع ان سن النبی ﷺ اصیب یوم احد ولم نعرف نصوص ای سن کان بوجه معتمد لا اصل له۔"

ترجمہ:۔ خوب جان لو! کہ یہ جو مشہور ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے شدت غم میں مغلوب ہوکر اپنے تمام دانت توڑ ڈالے تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد میں مبتلا ہوئے، ایسی کوئی نص نہیں جانتے جو یہ بتائے کہ کون سا دندان مبارک متاثر ہوا۔ ایسی کوئی معتمد اور قابل بھروسہ نص نہیں ہے۔ اور اس کی اصل موجود نہیں۔ (المعدن العدنی ص ۵۵)

ناظرین! کتاب مکمل ہوچکی تھی، تب ہمیں اویسی صاحب کی کتاب ذکر اویس دیکھنے کا موقع ملا، اویسی صاحب نے مذکورہ روایت سے استدلال کیا ہے، لیکن یہ روایت بے

سند ہے، لہٰذا اس سے احتجاج درست نہیں۔ نیز ممکن ہے اویسی صاحب علیہ الرحمۃ کی توجہ اس روایت کی اسناد کی طرف نہ ہوئی ہو اس لئے انہوں نے اس کو نقل کر دیا۔

23 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پان کھانے پر اعتراض کا جواب

دیوبندی مولوی نے حوالہ پیش کیا کہ "اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پان کھاتے تھے" اور پھر لکھا کہ دعوت اسلامی کے امیر مولوی الیاس عطاری صاحب فاضل بریلوی کی اس عادت کو ناپسند کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "بعض اوقات اسلامی بھائی کو پان گٹکے سے منہ لال کیے ہوئے دیکھ کر دل جلتا ہے......" [اس کے بعد دیوبندی مناظر کہتا ہے کہ] "یعنی الیاس عطاری صاحب کا فاضل بریلوی کی پان کھانے کی عادت کو دیکھ کر دل جلتا تھا اور وہ اسے ناپسند کرتے تھے۔" (دست و گریباں ج ۱ ص ۹۹)

الجواب

پہلی بات یہ ہے کہ یہ دیوبندی مولوی کی جہالت ہے کہ اس نے حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب مدظلہ العالی کو "عطاری" لکھا حالانکہ آپ عطاری نہیں بلکہ عطاری آپ کے مریدوں کو کہا جاتا ہے، لہٰذا وہابی مولوی اپنی جہالت کو دور کرے۔ دوسری بات یہ ہے دیوبندی مولوی کا یہ کہنا کہ "یعنی الیاس عطاری صاحب کا فاضل بریلوی کی پان کھانے کی عادت کو دیکھ کر دل جلتا تھا" (دست و گریباں ج ۱ ص ۹۹) یہ صریح جھوٹ اور خیانت ہے۔ اس پوری عبارت میں مولانا الیاس عطار قادری مدظلہ العالی نے امام اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کہیں ذرا سا بھی ذکر نہیں کیا۔ اگر وہابی مولوی یا اس کے حمایتی سچے ہیں اور ان میں ہمت ہے تو اس عبارت سے "اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ" کو مخاطب ہونے کے الفاظ نکال کر دکھائیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ

یہاں حضرت مولانا الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے مخاطب آج کے ''اسلامی بھائی'' ہیں سنی علماء کرام بالخصوص امام اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو مخاطب ہرگز ہرگز نہیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ یہاں گفتگو بھی مطلق پان کھانے کی نہیں بلکہ گٹکے والے پان کھانے کا ذکر کیا جارہا ہے جو کہ مضرِ صحت ہے۔ پانچویں بات یہ ہے کہ اگر بالفرض یہاں پان ہی مراد ہو تو پان کھانے سے دل جلنے کی بات نہیں بلکہ پان کی وجہ سے جو منہ لال کر لیتے ہیں ان کی بات ہے۔ آخری بات یہ ہے کہ مولانا الیاس عطار قادری حفظہ اللہ نے جو لکھا اگر وہ پان ہی کے بارے میں بھی ہو تب بھی اس میں کون سی اتنی بڑی بات ہے کہ دیوبندی مولوی نے اس کو مذموم اختلاف اور دست وگریباں قرار دیا؟ دیوبندی مولوی نے خواہ مخواہ اس موضوع کو چھیڑا، اصل میں اُس کا مقصد ہر چھوٹی بڑی بات کو اچھالنا اور اہلِ سنّت و جماعت حنفی بریلوی کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرنا ہے۔

دیوبندیوں کے منہ میں شیطان کا فضلہ

اب آیئے ہم دیوبندی مولوی کو اسی کے اصول کے مطابق آئینہ دکھاتے ہیں۔ دیوبندی مولوی احمد رضا بجنوری نے مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کے بارے میں لکھا ہے کہ

''انہیں پان تمباکو کے ساتھ کھانے کی عادت تھی۔''

(انوار الباری جلد ۱۱ ص ۱۱۶)

تو معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی ''پان'' کھاتا تھا۔ جبکہ دیوبندی اشرفعلی تھانوی کے استاد قاری عبدالرحمن پانی پتی نے پان کو ''شیطان کا فضلہ'' قرار دیا۔ ملخصاً (تذکرۃ

الرحمانیہ ص ۱۸۴، ۱۸۵) مکمل حوالہ پہلے گزر چکا۔

تو معلوم ہوا کہ اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے استاد کے نزدیک پان تمبا کو کھانا منہ میں ''شیطان کا فضلہ بھرنا'' ہے، لہٰذا انور شاہ کشمیری دیوبندی اکابر پان تمبا کو یعنی شیطان کا فضلہ کھاتے تھے، بلکہ آج بھی تحقیق کر کے دیکھ لیجیے کہ بڑے بڑے علمائے دیوبند پان تمبا کو یعنی شیطان کا فضلہ کھاتے ملیں گے۔امید ہے کہ دیوبندی نام نہاد مناظر کی طبیعت درست ہوئی ہو گی۔

روک لے اے ضبط جو آنسو کہ چشم تر میں ہے
کچھ نہیں بگڑا ابھی تک گھر کی دولت گھر میں ہے

(24) غیر محرم کو دیکھنے کا الزام

دیوبندی مولوی نے یہ لکھا ہے کہ ''بریلوی مجدد ملت مولوی احمد رضا خان بریلوی غیر محرم کو دیکھنے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ: ''میں (احمد رضا) نے خود دیکھا گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی، اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھڑایا تھا، ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پہ چڑھ کر دودھ پینے لگتی (ملفوظات ص ۳۴۶)......اب ذرا الیاس عطاری صاحب کی بھی سن لیں وہ کیا کہتے ہیں ایسے اعمال پر! مرد عورت کو دیکھے یا عورت مرد کو بشہوت دیکھے یہ دونوں کام حرام ہیں اور ہر فعل حرام جہنم میں لے جانے والا کام ہے (بیان عطاریہ)......الیاس عطاری صاحب کی اس تحریر سے اعلیٰ حضرت کے متعلق فتویٰ صاف الفاظ میں نظر آ رہا ہے......(دست و گریباں: ص ۹۹، ۹۸)

الجواب

قارئین کرام! دیوبندی مولوی نے اپنی ذہنی گندگی کے مطابق اس واقعہ کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب محاورۃ ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ ہمارے علاقے میں قتل ہوا۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سننے کو دیکھنے پر محاورۃ محمول کیا لہٰذا اعتراض ساقط ہوا۔

پھر اس واقعہ میں ایسا کوئی ایک لفظ بھی موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اس بوڑھی عورت کا ستر کھل گیا تھا یا وہ لڑکی اپنی ماں کو سب کے سامنے ننگا کر کے دودھ پیتی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ محض ایسے کسی واقعے کو دیکھنے سے بھی جسم کا ننگا ہونا یا جسم کو دیکھنا لازم نہیں آتا، اگر دیوبندی باضد ہیں تو لیجیے صحیح بخاری شریف کی روایت کا ترجمہ خود ان کے اپنے دیوبندیوں سے پیش خدمت ہے۔

☆......دیوبندی مولوی ظہور الباری اعظمی فاضل دار العلوم دیوبند نے حدیث کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا کہ

"عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے، قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا، وہ جب کسی (شیر خوار) بچہ کو دیکھ لیتی تو اپنے پیٹ سے لگا لیتی اور اسے دودھ پلاتی۔"

(تفہیم البخاری ۳: کتاب الادب: حدیث: ۷۹۳ ص ۳۸۳)

☆......دیوبندیوں کے شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند مفتی سعید احمد پالن پوری اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوازن کے قیدی لائے گئے، پس

قیدیوں میں سے ایک عورت کی چھاتی دودھ سے ٹپک رہی تھی، چنانچہ وہ قیدیوں میں جس بچہ کو پاتی اس کو لیتی اور اپنے پیٹ سے لگاتی اور اس کو دودھ پلاتی۔"

(تحفۃ القاری: یازدہم: کتاب الادب: حدیث ۵۹۹۸)

☆...... بلکہ اس سے بھی بڑھ کر علماء دیوبندی کے شیخ الحدیث مولوی سلیم اللہ خان مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی نے جو ترجمہ "کشف الباری" میں کیا، دیوبندی اصول کے مطابق تو وہ اس سے بڑھ کر قابل تنقید ہوگا [معاذ اللہ] چنانچہ دیوبندی مولوی لکھتے ہیں کہ:

"حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس چند قیدی لائے گئے، ان قیدیوں میں ایک عورت تھی۔ وہ چھاتی سے دودھ پلانے کے لیے نکال رہی تھی، جب وہ کسی بچے کو قید میں دیکھتی تو اسے پکڑ کے اپنے پیٹ سے چمٹاتی اور اس کو دودھ پلاتی۔" (کشف الباری: کتاب الادب: ص ۳۶۳)

☆...... اسی روایت کا ترجمہ حسین احمد ٹانڈوی کے شاگرد رشید مولوی محمد عثمان غنی نے "نصر الباری" میں اس طرح کیا کہ:

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ قیدی آئے، قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کی پستان سے دودھ اتر کر بہہ رہا تھا جب اس نے قیدیوں میں ایک بچے کو پایا تو اسے لے لیا (غالباً یہ بچہ اسی عورت کا تھا جو گم ہو گیا تھا) اس عورت نے اس بچہ کو لیا اور اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اسے

دودھ پلانے لگی۔" (نصر الباری، جلد یازدہم کتاب الادب: ص ۱۳۹)

تو اب [معاذ اللہ!] وہابیہ دیابنہ گلابیہ غرابیہ علماء! ہمت کریں اور بکواس کریں، اگر بظاہر ایسے واقعہ سے بدنگاہی کا ہونا لازم آتا ہے تو پھر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! ان کے اعتراض سے تو یہ مقدس ہستیاں بلکہ ذات مصطفی ﷺ بھی محفوظ نہ رہی۔ استغفر اللہ !!!اب اگر دیو کے بندوں کی خبیث سوچ و طرز کے مطابق کوئی اس روایت کو پڑھے تو ان مقدس ہستیوں پر بھی زبان درازی کرتے ہوئے نہیں شرمائے گا۔ معاذ اللہ!

معزز قارئین کرام! اب آپ انصاف کیجیے کہ یہاں اس قیدی عورت کا واقعہ بیان کیا گیا لیکن کوئی ادنیٰ سا صحیح العقیدہ مسلمان بھی یہ بدگمانی نہیں کرسکتا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان مقدس ہستیوں نے بدنگاہی کی ہو، تو بالکل اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے اس میں بھی کسی مسلمان کو ایسی بدگمانی ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا قطعی ثبوت ہے جس سے دیوخانی وہابی حضرات کا بدنگاہی کا دعویٰ ثابت ہوتا ہو۔ لہٰذا جب یہاں پر وہ بات ہی نہیں تو پھر اس پر حرام و جہنم والے فتوے ہرگز عائد نہیں ہوتے۔

دیوبندیوں کے ایک بیہودہ اعتراض کا جواب

اس کے بعد جناب نے اعتراض کیا کہ "ایک طرف یہ فاضل بریلوی کا فعل کہ جوانی میں غیر محرم کو دودھ پیتے ہوئے دیکھتا ہے اور بچپن میں طوائفوں کے سامنے ننگے ہو جایا کرتے تھے جیسا کہ لکھا ہے کہ: "آپ کو بچپن ہی سے یہ عادت رہی کہ اجنبی عورتیں اگر نظر آجاتیں تو کرتے سے اپنا منہ چھپا لیتے۔" [سیرت اعلی حضرت ص ۲۹] (دست و گریباں ج ۱ ص ۱۰۰)

میں کہتا ہوں دیوبندی مولوی نے یہاں سخت جھوٹ، دجل و فریب کا مظاہرہ کیا

ہے، کذاب اعظم کو ہمارا چیلنج ہے کہ یہ جو بات دیوبندی مولوی نے کہی ہے یعنی (آپ کو بچپن ہی سے یہ عادت رہی کہ اجنبی عورتیں اگر نظر آجاتیں تو کرتے سے اپنا منہ چھپا لیتے) اگر دیوبندی مولوی میں شرم وحیاء ہے تو وہ اپنے پیش کردہ حوالے میں یہ الفاظ دکھادے تو ہم اسے مبلغ دس روپے انعام دیں گے (کیونکہ اس سے زیادہ کے یہ قابل نہیں) یہ اس دیوبندی مولوی کذاب کا کالا سیاہ جھوٹ ہے۔

دیوبندی مولوی کی بد نگاهیاں اور حرام کاریاں

اب آیئے ہم دیوبندی اصول کے مطابق خود انہی دیوبندیوں کے حوالے بتاتے ہیں جن میں دیوبندی اکابرین نے غیر عورتوں کو دیکھا اور بقول دیوبندی ایسا عمل کر کے وہ شیطان ثابت ہوئے۔ چنانچہ حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی کہتے ہیں کہ:

میں (حسین احمد) نے دیکھا ایک دوسالہ خوبصورت بچی اور اس کی شفیق ماں روسیوں سے بھاگتی تھی۔" (ارشادات مدنی ص ۲۵۹)

ایسے ہی دیوبندی اکابرین کے پیر سید احمد کے متعلق موجود ہے کہ:

"ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کسی شہر سے گزرے ایک کسبی خوبصورت اپنے دروازے پر کھڑی تھی سید صاحب گھوڑے پر سوار جارہے تھے آپ نے جو ایک نظر اس کی طرف دیکھا تو وہ رنڈی بے تحاشا دوڑی۔" (ارشادات گنگوہی ص ۹۸)

اسی طرح دیوبندیوں کے شیخ التفسیر اور دیوبندی امام الاولیاء کے بارے میں یہ لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ:

"وہیں ٹھٹھہ میں ایک عورت حال میں جھوم رہی تھی......اسی طرح

ایک اور عورت حال میں جھوم رہی تھی، ایک مرد اسے تھامنے کی
کوشش کر رہا تھا، وہ بہت حسین تھی...... اس عورت نے فوراً پلٹ
کر آپ کی طرف دیکھا۔"

(مولانا احمد علی لاہوری کے حیرت انگیز واقعات: باب چہاردہم: ص ۴۰۱)

ان تینوں حوالوں میں دیوبندی اصول کے مطابق ثابت ہوا کہ دیوبندی علماء و اکابرین نے غیر عورتوں کو دیکھا، اب آیئے ایسے فعل کے بارے میں دیوبندی علماء نے کیا فتویٰ دیا ہے چنانچہ عاشق الٰہی میرٹھی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"جب عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان دیکھنے لگتا ہے۔"

(شرعی پردہ ص ۶۸)

اسی طرح دیوبندی مولوی زکریا کے خلیفہ مجاز صغیر احمد کی کتب میں یہ لکھا ہے کہ:

"مردوں کے لیے نامحرم عورتوں کو دیکھنا اور عورتوں کے لیے نامحرم
مردوں کو دیکھنا حرام ہے۔"

(مجالس الابرار ص ۱۳۳ بحوالہ ٹی وی کی تباہ کاریاں: ص ۲۹)

اسی طرح دیوبندیوں کی کتاب "چار فتنے" میں ایک حدیث لکھی ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہے اجنبی عورت کو
دیکھنے والے پر اور اس عورت پر جس کو دیکھا جائے۔"

(چار فتنے: ص ۱۹)

تو معلوم ہوا کہ دیوبندی علماء و اکابرین غیر عورتوں کو دیکھ کر حرام کام میں مبتلا ہوئے، دیوبندی مولویوں پر اللہ کی لعنت ہے، دیوبندی مولوی شیطان ہیں جو غیر

عورتوں کو دیکھتے ہیں۔

دیوبندی رشید احمد گنگوہی بے حیاء یا اس سے بھی بڑا؟

اب دیوبندی اپنے امام رشید احمد گنگوہی کی بے حیائی و بے غیرتی بھی ملاحظہ کیجیے گنگوہی سے کسی نے پوچھا کہ عورت کی شرمگاہ کیسی ہوتی ہے تو فرماتے ہیں:

''جیسے گیہوں کا دانہ'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۳۱)

اور خود دیوبندی مولوی ابوایوب صاحب لکھتے ہیں کہ:

''علماء کرام تو زن وشوہر (بیوی وشوہر) کو ایک دوسرے کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کو خلاف تہذیب فرماتے ہیں کہ اس سے بے حیائی پیدا ہونے کا خوف ہے۔'' (پانچ سو باادب سوالات ص ۱۲۹)

یعنی شوہر اپنی بیوی کی بھی شرم گاہ پر نگاہ نہیں ڈال سکتا کیونکہ یہ خلاف تہذیب ہے اور بے حیائی پیدا ہوتی ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب رشید احمد گنگوہی نے آخر کس دیوبندی عورت کی شرم گاہ کو دیکھا تھا جو اس نے بھرے مجمع میں اس کو بیان کیا ؟ اگر گنگوہی نے اپنی بیوی کی شرم گاہ کو دیکھا تو ابوایوب کے مطابق بے حیاء و بے غیرت ثابت ہوا۔ اور اگر گنگوہی نے اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری دیوبندی عورت کی شرم گاہ کو دیکھا تو علماء دیوبند بتائیں کہ وہ کون دیوبندی عورت تھی؟

دیوبندی مولوی ابوایوب نے بکواس کی ہے اسی کے جواب میں ہم بھی کہتے ہیں کہ گنگوہی نے اپنی ماں کی شرم گاہ کو دیکھا تھا اور پھر بھرے مجمع میں اپنی ماں کی شرم گاہ کے بارے میں لوگوں کو بتایا تھا۔ کاش کہ دیوبندی مولوی ایسی بکواسات نہ کرتے تو

آج ہمیں بھی ان کی زبان میں ایسا جواب نہ دینا پڑتا۔

25 کتب اہل سنت اور علماء اہل سنت

اس جگہ معترض نے یہ اعتراض کیا کہ ایک کتاب کو کچھ علماء غیر معتبر کہتے ہیں، جبکہ کچھ حضرات اسی کتاب کے دفاع میں مشغول نظر آتے ہیں۔ (ملخصا دست وگریباں ج ۱ ص ۱۰۱ تا ۱۰۳)

الجواب

اولاً عرض ہے کہ اس قسم کا اختلاف بقول منظور نعمانی اختلاف کی بنا پر ہوتا ہے، اور یہ ہرگز مذموم نہیں۔

ثانیاً جناب نے سب سے پہلا حوالہ ''حدائق بخشش'' حصہ سوئم کے متعلق نقل کیا، جس پر عرض ہے کہ اس کتاب کی مکمل ذمہ داری اعلیٰ حضرت پر عائد نہیں ہوتی، تفصیل ''رد اعتراضات مخبث'' میں موجود ہے، اس جگہ صرف اتنا عرض ہے کہ رسالہ ہذا اعلیٰ حضرت کی وفات کے بعد مرتب ہوا، اور متفرق مقامات سے اکھٹا کیا، مرتب لکھتے ہیں

> ''بڑی کوشش و جانفشانی سے بریلی شریف و سرکار مارہرہ و پیلی بھیت ورام پور وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات سے دستیاب ہوا جو آج برادران اہلسنت کی خدمات میں حدائق بخشش حصہ سوم کی شکل و صورت میں پیش کر رہا ہوں۔'' (حدائق بخشش حصہ سوئم ص ۱۰)

حوالہ بالا سے واضح ہوا کہ یہ کلام مختلف مقامات سے مرتب شدہ ہے، اور خود دیوبندی اصول سے اس کتاب کی ذمہ داری اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر عائد نہیں ہوتی۔ اس گزارش کے بعد اب ہم جناب کے پیش کردہ حوالہ جات کے متعلق عرض کرتے ہیں۔

☆ جناب نے سب سے پہلا حوالہ ابوکلیم فانی صاحب کا نقل کیا جنہوں نے یہی کہا ہے کہ یہ کتاب اعلی حضرت کی وفات کے بعد شائع ہوئی، کیونکہ اس میں متعدد مقامات سے کلام یکجا کیا گیا ہے اس لیے بعض کلام اعلیٰ حضرت کا معلوم نہیں ہوتا، لہٰذا یہ غیر معتبر ہے۔ اس تفصیلی جرح کے بلمقابل جناب نے جو حوالہ جات پیش کیے ان میں سے حدائق بخشش حصہ سوم کی نسبت اعلی حضرت کی طرف موجود ہے، ابوکلیم فانی صاحب کی کسی بات کا رد نہیں، پھر یہ ہے بھی اجمالی تائید۔

اس کے بعد جناب نے نغمۃ الروح کے متعلق حوالہ جات نقل کیے اور اس کی توثیق ابوکلیم فانی اور مولانا حسن علی رضوی سے نقل کی۔ جبکہ عرض ہے کہ خود مولانا حسن علی نے اسے غیر معتبر کہا ہے۔ (آئینہ مجدد دیوبند بحوالہ ہدیہ بریلویت پہ ایک نظر ص ۳۵)

پھر اس کتاب میں کوئی ایسی بات ہے بھی نہیں جو مخالف شرع ہو اس لیے اس کا دفاع بھی ابوکلیم فانی سے منقول ہے۔

26 ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر فقہ حنفی سے بغاوت کا اعتراض

دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ فاضل بریلوی نے سورۃ قصص کی ۲۷ آیت کا ترجمہ کیا کہ ”کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو پھر اگر پورے دس برس کرلو تو تمہاری طرف سے ہے الخ کنز الایمان۔ جبکہ مفتی اقتدار خان نعیمی نے کہا کہ ”یہ ترجمہ ہر اعتبار سے نا مناسب ہے......فقہ حنفی کے بھی خلاف ہے۔ ملخصاً (دست و گریباں ج ۱ ص ۱۰۴)

الجواب

دیوبندی مولوی بار بار اقتدار نعیمی کے حوالے پیش کرتا ہے حالانکہ اقتدار نعیمی غیر معتبر شخص ہیں ان کا شمار ہماری مسلمہ شخصیات میں نہیں ہوتا۔ہم پہلے بھی بتا چکے کہ دیوبندی ابوایوب اینڈ کمپنی کے اصولوں کے مطابق اقتدار نعیمی صاحب بریلوی نہیں۔ لہٰذا جب یہ بریلوی ہی نہیں تو ہمارے خلاف اس کو پیش کرنا ہی دیوبندیوں کا دجل و فریب ہے۔

ثانیاً پھر اگر بالفرض دیوبندی اس کو بریلوی بھی بتائیں تو خود دیوبندی اصول و ضوابط کے مطابق سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں اقتدار نعیمی کی تنقید کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ دیوبندی حسین احمد ٹانڈوی نے مودودی اوراشرفعلی تھانوی کے اقوال کا تقابل کرتے ہوئے یہ اصول لکھا ہے کہ:

> ''اس بارے میں مودودی صاحب کا قول ان (اشرفعلی تھانوی) کے سامنے ایسے ہی شمار کیا جائے گا، جیسے ایک کامیاب بیرسٹر کے سامنے چوتھی یا پانچویں کلاس کے طالب علموں کا قول ہوگا۔''
>
> (اسلام میں اختلاف کے اصول آداب اور حدود ص ۱۳۶)

توہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر بالفرض دیوبندی حضرات اقتدار صاحب کو بریلوی بھی بتائیں تو ان کے قول کی حیثیت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایسی ہی ہے جیسے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے سامنے ایک ادنیٰ عالم دین کے قول کی ہوتی ہے۔

باقی رہا یہ معاملہ کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ فقہ حنفی کے مطابق ہے کہ

نہیں؟ تو اس کی گواہی دیوبندیوں کے گھر سے پیش کردیتے ہیں اسی آیت کی تفسیر میں شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

''شاید یہی خدمت لڑکی کا مہر تھا۔ ہمارے حنفیہ کے ہاں اب بھی اگر بالغہ راضی ہو تو اس طرح خدمت اقارب مہر ٹھہر سکتا ہے''

(تفسیر عثمانی ص ۵۱۷)

تو الحمدللہ! سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بالکل درست اور فقہ حنفی کے مطابق ہے۔

27 کعبہ میں ولادت علی رضی اللہ عنہ پر اختلاف پر اعتراض

دیوبندی مولوی نے چند علماء کے حوالے پیش کیے جن میں یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ شریف کے اندر ہوئی پھر ان کے برعکس اقتدار احمد نعیمی کا حوالہ پیش کیا کہ انہوں نے لکھا کہ کعبہ کے اندر ولادت ہونا ناممکن ہے کیونکہ کعبے کا فرش زمین سے اتنا اونچا ہے کہ بغیر سیڑھی کعبے میں جانا بہت دشوار ہے...... (دست وگریباں ج ۱ ص ۱۰۴، ۱۰۵)

الجواب

قارئین کرام! اقتدار نعیمی کے بارے میں ہم بار بار بتا چکے کہ یہ غیر معتبر شخص ہیں اور دیوبندیوں کے مطابق بریلوی بھی نہیں لہٰذا ان کو پیش کرنا دیوبندیوں کا دجل و فریب ہے۔

پھر اگر اس کو اختلاف بھی تسلیم کیا جائے تو کوئی مذموم اختلاف نہیں جس کو لیکر دیوبندی مولوی نے فتنہ وفساد برپا کردیا۔ دیوبندی مولوی ابوایوب نے سنیوں کو خواہ مخواہ بدنام کرنے کے لیے اس مسئلے کو بھی مذموم اختلافات اور دست وگریباں قرار دیا لیکن اس عقل سے پیدل دیوبندی مولوی کو یہ معلوم نہیں کہ یہی اختلاف خود دیوبندی

علماء میں بھی موجود ہے۔

چنانچہ عبدالجبار سلفی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''اس واقعہ میں اختلاف ہے کہ حضرت علیؓ کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر ہوئی یا نہیں؟ انکار یا اثبات کے تاریخی دلائل سے تجزیہ ہوتا چلا آرہا ہے اور مشق سخن آج بھی جاری ہے......

(دفاع حضرت حسین ص۴۹)

دیوبندی مفتی لکھتے ہیں کہ:

''حضرت علی کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔'' (جامع الفتاویٰ ج ۵ ص ۱۰۷)

مفتی محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں:

ولایت دیکھئے حضرت علیؓ کی، ان کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر ہوئی، ان کی والدہ زیارت کے لیے آئی تھیں، یہ پیدا ہو گئے۔

(ملفوظات فقیہ الامت جلد دوم، حصہ ۱۰، صفحہ ۵۴)

ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ:

یہ تواتر سے ثابت ہے کہ فاطمہ بنت اسد کے بطن سے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ (المرتضیٰ ج ۵۰)

دیوبندیوں کے مسلمہ بزرگ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''کیونکہ فاطمہ (بنت اسد) کا حضرت علیؓ کو خانہ کعبہ کے اندر جننا تواتر کو پہنچ گیا ہے'' (ازالۃ الخلفاء حصہ سوم ص ۲۷۴)

جبکہ ان سب حوالوں کے برعکس دیوبندی مفتی ضیاء الحق لکھتے ہیں کہ:

حضرت علی کی ولادت خانہ کعبہ میں نہیں ہوئی، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی ولادت کے نزدیک مقام سوق اللیل میں ان کی ولادت ہوئی

(فتاویٰ دار العلوم ج ۱ ص ۸۴)

مزید فرماتے ہیں:

''حضرت علی کی ولادت کا قول نہایت ضعیف ہے دراصل یہ بعض شیعوں کی روایت ہے۔'' (فتاویٰ دار العلوم ج ۱ ص ۸۵)

محمد نافع لکھتے ہیں کہ:

''حضرت علی المرتضیٰ ﷛ کے مقام ولادت کے لیے بعض روایات میں داخل الکعبۃ کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ یہ بات علماء کے نزدیک فن روایت کی رو سے صحیح نہیں۔ ولادۃ فی الکعبہ کی روایات کو اہل علم نے مرجوع قرار دیا اور صیغہ تمریض سے ذکر کیا ہے''۔ (سیرت علی المرتضیٰ ص ۳۳)

چونکہ دیوبندی مولوی ابوایوب کے نزدیک یہ مذموم اختلاف اور علماء کا آپس میں دست و گریباں ہونا ہے لہٰذا اسی کے مطابق ثابت ہوا کہ یہ دیوبندیوں کا مذموم اختلاف ہے اور تمام دیوبندی آپس میں دست و گریباں ہیں۔

بلکہ بقول الیاس گھمن دیوبندی:

گمراہی کا پہلا زینہ اور اول سبب آپس کا وہ مذموم اختلاف ہے جو محض عدم تحقیق، خواہشات نفسانی اور ذاتی اغراض و مقاصد پر مبنی ہو۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے (ترجمہ) کہ قوم کوئی ہدایت پانے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں ہوتی جب تک اس میں جھگڑا نہیں شروع ہو جاتا......۔ (دست و گریباں:۸)

یہ تقریظ الیاس گھمن نے دست و گریباں میں موجود ایسے ہی اختلافات کے بارے میں لکھی ہے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ دیو بندی ایسے مسائل میں اختلافات کر کے گمراہ ہو چکے ہیں ان کے یہ اختلافات مذموم اختلافات ہیں جو محض عدم تحقیق، خواہشات نفسانی اور ذاتی اغراض و مقاصد پر مبنی ہیں اور مذکورہ حدیث خود دیو بندی اصولوں کے مطابق ان دیو بندی علماء کے اختلافات پر صادق آتی ہے۔

28 امام شافعی کی طرف اشعار کی نسبت میں اختلاف

دیو بندی مولوی کہتا ہے کہ بریلوی علماء نے لکھا کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ ''اگر آل محمد مصطفی ﷺ کی محبت رفض ہے تو جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں'' پھر ان اشعار کے رد پر اقتدار نعیمی صاحب کی تنقید نقل کی کہ ''یہ اشعار ضلالت امام شافعی کے نہیں ہو سکے...... یہ اشعار ابلیسی چال ہے، ان میں بے علمیاں، بے عقلیاں اور جہالتیں ہیں''۔ ملخصاً (دست و گریباں ج۱ ص۱۰۶۔۱۰۸)

الجواب

ناظرین! اس مسئلہ پر تفصیلاً گفتگو تو کسی اور مقام کے لیے اٹھا رکھتے ہیں، فی الحال اتنا عرض ہے کہ امام شافعی سے منسوب ان اشعار کی کچھ اصل ضرور ہے، اکابرین امت نے ان اشعار کو نقل بھی کیا ہے اور ان سے استدلال بھی کیا۔ آئینہ اہلِ سنّت کے مؤلف نے بھی ''الصواعق المحرقۃ'' اور ''النور الابصار'' کے حوالہ سے نقل کیے ہیں۔ دیگر اکابرین نے بھی ان اشعار کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔''

(مناقب الشافعی ج۲ ص۷۱، طبقات الشافعیہ ج۱ ص۲۹۹، معجم الادباء ج۱۷ ص۳۲۰)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کان رفضا حب آل محمد فلیشھد یا الثقلان انی رافضی.
(تاریخ الاسلام للذھبی الجزالرابع عشر ص ۳۳۸-۳۳۷)

اور آگے لکھتے ہیں کہ:

ومعنی ھذا التشیع حب علی و بغض النواصب (ایضا)
یعنی ان اشعار میں تشیع سے مراد حب علی اور بغض نواصب ہے۔

یعنی یہاں جس تشیع کا تذکرہ ہے وہ حب علی رضی اللہ عنہ ہے اس سے مراد بغض صحابی رضی اللہ عنہ ہرگز نہیں جو قابل اعتراض ہے۔

اسی طرح دیوبندی امام قاسم نانا توی نے "تحذیر الناس ص ۹۴" پر، دیوبندی مفتی شفیع "معارف القرآن ج ۷ ص ۶۹۲" پر اور عبد القدوس ترمذی نے "محمود احمد عباسی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ ص ۲۳" پر بھی یہی اشعار نقل کیے ہیں۔

لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ان اشعار کے حوالے سے جو اسناد ذکر کی گئیں ہیں، ان کے راوی پر جرح بہر حال موجود ہے۔ان اشعار کا اولین مصدر کتاب مناقب الشافعی ہے جس میں امام بیہقی کی ذکر کردہ سند میں محمد بن محمد الاشعث کوفی ہے، ان پر تشیع اور روایات واشعار کے گھڑنے کی جرح موجود ہے۔اس کو ابن کثیر کی نقل کردہ سند میں بھی جعفر بن محمد مجہول ہے اور امام ذہبی نے جو سند نقل کی جس میں "ابو عمارۃ حمزہ بن علی الجوھری" لامعلوم ہے۔

بہر حال اس بحث کا خلاصہ یہی ہے کہ ان اشعار کی نسبت محل نظر ہے، کیونکہ بڑے

بڑے اکابرین امت نے اسے نقل کیا ہے لہٰذا حسن ظن کی بناء پر اصاغرین نے بھی اس کو نقل کر دیا ہے اور اس شعر کا مطلب جو ہم نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کیا ہے، اس حوالے سے بھی یہ شعر بے غبار ثابت ہو جاتا ہے۔

دیوبندی علماء اپنے فتووں سے رافضی شیعہ

اب ہم دیوبندی مولوی کے مسلکِ دیوبند میں موجود رافضیت کو بھی بے نقاب کیے دیتے ہیں، چنانچہ ضیاء القاسمی دیوبندی کے خطبات میں ہے کہ:

شاہ است حسین بادشاہ است حسین   دین است حسین دین پناہ است حسین
سر دادنہ داد دست، در دست یزید   حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

(خطبات قاسمی ج۱ ص ۴۲)

دیوبندی مولوی کے نقل کردہ اس رباعی کے متعلق خود علماء دیوبند کے یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں کہ:

> ''جہاں تک اول الذکر رباعی اور اقبال کے شعر کا تعلق ہے یہ خالصتاً رافضی نقطہ نظر کے ترجمان ہیں خواجہ اجمیری کی طرف رباعی کا انتساب غلط ہے اور اقبال کا شعر فی کل وادیھیمون کا مصداق ہے، لطف یہ ہے کہ رباعی میں سر دادنہ داد در دست یزید کو اور اقبال کے شعر میں بہر حق در خاک وخوں غلطیدن کو بنائے لا الہ ہونے کی علت قرار دیا گیا ہے حالانکہ توحید کا جو مفہوم ہے لا الہ حق تعالیٰ کی صفت ہے، بندہ کا ایک فعل اللہ کی توحید و یکتائی کی علت کیسے ہو سکتا ہے؟ ہاں جو ائمہ معصومین میں خدا اور خدائی

صفات کے حلول کے قائل ہوں ان سے ایسا مبالغہ مستبعد نہیں۔
الغرض یہ رباعی کسی رافضی کی ہے۔"

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۱۰ ص ۳۱۴)

تو جناب ابوایوب اینڈ دیوبندی کمپنی! دیکھئے آپ کے اپنے دیوبندی لدھیانوی صاحب کے فتوے سے دیوبندی قاسمی صاحب تو رافضی قرار پائے ہی،مگر خود لدھیانوی صاحب بھی ناصبیت کے تمغہ سے محروم نہیں رہے۔چنانچہ عبدالجبار سلفی لکھتے ہیں کہ:

"قطع نظر اس سے کہ یہ رباعی کس کی ہے؟اس میں فقط اس حقیقت کو کھولا گیا ہے کہ سیدنا امام عالی مقام حسین ﷺ سردار ہیں، آپ کا وجود اور آپ کی قربانی سراسر دین ہے، بلکہ آپ ﷺ دین کے محافظ ہیں،سر دے دیا مگر یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیا اور اپنے وقت میں آپ ﷺ نے عزیمت پر عمل کر کے گویا دوبارہ دین کے اندر صداقتوں کا احیاء کیا۔ان الفاظ میں کونسی ایسی لچک ہے،جس سے رفض کی بو آتی ہو؟لیکن جمعیت اشاعت التوحید کے یزیدی ونگ نے یہ شعر مولانا ضیاء القاسمی مرحوم کی زبان پر ذاکرانہ انداز کی جھلک قرار دیا ہے۔" (دفاع حسین ص ۱۳۷)

تو دیوبندی مولوی صاحبان! دیکھئے ایک دیوبندی مولوی ان اشعار کی بنیاد پر رافضیت کا فتویٰ دیتا ہے جبکہ دوسرا دیوبندی ان اشعار کو درست قرار دیتے ہوئے ان پر اعتراض کرنے والے دیوبندی کو ناصبی قرار دیتا ہے۔تو دیوبندی مولوی ابوایوب

کے مطابق یہ دیوبندیوں کا مذموم اختلاف، دست وگریباں ثابت ہوا۔ جس کا طعنہ وہ دوسروں کو دیتے ہیں اس کے حق دار وہ خود ٹھہرے۔

29 نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

اس جگہ جناب نے انوار شریعت سے شعر نقل کیا ''نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم'' اور اس شعر کے متعلق الیاس قادری صاحب کی تنقید نقل کی کہ ''یہ محاورہ بولنے سے پرہیز کرنا چاہیے'' پھر لکھتے ہیں کہ بریلوی حضرات فیصلہ کریں کہ ان دونوں میں سے جاہل کون ہے۔'' (دست وگریباں ج ا)

الجواب

اولاً تو ہمیں جناب کی نقل کردہ عبارت ''کفریہ کلمات کے سوال وجواب'' کے صفحہ نمبر ۵۹ پر نہیں ملی، اور اگر اس کا وجود ہو بھی تو اس میں صرف یہ موجود ہے کہ ''پرہیز کریں'' اس سے تغلیط لازم نہیں آتی۔ لہٰذا اس اعتراض کو مذموم بنا کر پیش کرنا جناب کی اپنی جہالت ہے۔

اب آیئے ہم علماء دیوبند کو بتاتے ہیں کہ خود ان کے نام نہاد مناظر حق نواز جھنگوی نے مناظرہ جھنگ میں متعدد دیوبندی علماء کی موجودگی میں اپنے دیوبندی شیخ الہند کی نادانی (جہالت، بے وقوفی) کا اقرار کیا چنانچہ دیوبندی محمود الحسن جن کو دیوبندی ''شیخ الہند'' کہتے ہیں انہوں نے رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی وفات کے بعد مرثیہ لکھا جس میں گنگوہی کی قبر [تربت] کو کوہ طور سے تشبیہ دیتے ہوئے لکھا کہ:

تیری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ

کہے ہوں بار بار ارنی دیکھی میری بھی نادانی

جب مناظرہ جھنگ میں سنیوں کی طرف سے اس کو پیش کیا گیا تو حق نواز جھنگوی دیوبندی نے اس کے جواب میں اپنے شیخ الہند کو ہی جاہل و بے وقوف قرار دیا، حق نواز جھنگوی صاحب کہتے ہیں کہ:

> میں ''گزارش کروں گا شعر میں لفظ موجود ہے'' کہ دیکھی میری بھی نادانی'' شاعر [یعنی دیوبندی شیخ الہند۔ ناقل] خود کہتا ہے کہ میں ایک نادان اور بے وقوف ہوں کہ ایک قبر سے طور کو تشبیہ دے رہا ہوں جب وہ اپنی نادانی تسلیم کر رہا ہے کہ میری غلطی ہے اور ایک نادانی مانتے شخص کو کہنا کہ تو قبر کو طور مانتا ہے تو یہ حوالہ قابل سند اور قابل اعتبار نہیں ہوگا اس شاعر نے خود مان لیا کہ میری نادانی ہے میں قبر کو کیسے طور سے تشبیہ دے رہا ہوں۔''
>
> (مناظرہ جھنگ 211)

تو حق نواز جھنگوی کے مطابق ان کے شیخ الہند بے وقوف و نادان تھے۔ دیوبندی حضرات تقویۃ الایمان کی عبارت کے دفاع میں لغت کی طرف بہت جاتے ہیں تو ان کے اصول کے مطابق یہاں نادانی کا معنی فیروز اللغات کے مطابق ''جہالت، بے وقوفی، نا سمجھی'' قرار پانا۔

ممکن ہے کہ کوئی دیوبندی کہہ دے کہ ہم اس کتاب ''مناظرہ جھنگ'' کو نہیں مانتے تو ان کے لیے عرض ہے کہ مناظرہ جھنگ کی آڈیو ریکارڈنگ اب بھی مارکیٹ بلکہ نیٹ پر بھی موجود ہے، اس کو سن سکتے ہیں لہٰذا اس کا انکار ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ پھر حق نواز جھنگوی کو چھوڑ کر دیوبندی حضرات صرف شعر کے الفاظ ''دیکھی میری نادانی''

ہی پر غور کر لیں، اور اب کہیں کہ ان کے شیخ الہند نادان (جاہل و بے وقوف) تھے۔

30 درود ابراهیمی اور علماء کا اختلاف

دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ [۱] ''بریلوی مولوی آصف جلالی صاحب لکھتے ہیں کہ ''درود ابراہیمی اگر چہ نماز کے علاوہ پڑھنا بھی باعث ثواب ہے'' جبکہ [۲] بریلوی شفیع اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں کہ ''درود ابراہیمی نماز کے ساتھ خاص ہے''۔ [۳] پھر دیوبندی مولوی نے مفتی اقتدار احمد نعیمی کے حوالے درج کیے کہ ''نماز کے علاوہ درود ابراہیمی پڑھنا منع اور ناجائز و مکروہ ہے، بیرون نماز یہ درود شریف ناقص ہے کیونکہ اس میں سلام نہیں اور سلام کے بغیر درود شریف پڑھنا حکم قرآنی کے خلاف ہے اس لیے مکروہ تحریمی ہے اور یہ مکروہ تحریمی گناہ کبیرہ ہوتا ہے......۔ (دست و گریباں: ص۱۰۹،۱۱۰)

الجواب

پہلے دونوں حوالوں (جلالی صاحب اور اوکاڑوی صاحب) میں کوئی تضاد نہیں۔ جلالی صاحب کی عبارت کا تعلق اس سے ہے کہ نماز کے علاوہ بھی یہ درود پڑھنا کار ثواب ہے جبکہ اوکاڑوی صاحب نے کسی جگہ یہ نہیں لکھا کہ نماز کے علاوہ یہ درود کار ثواب نہیں۔ تو عبدالقدوس قارن دیوبندی صاحب کے اصول کے مطابق

> ''جب دونوں عبارتوں میں صورت کے لحاظ سے فرق نمایاں ہے
> توان کو ایک دوسرے کے معارض کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔''
>
> (اظہار الغرور ص ۲۰۰)

بلکہ دیوبندی قارن صاحب کے مطابق دیوبندی ابوایوب کی ایسی کاروائی اس کی

جہالت کا نتیجہ ہے، کیونکہ قارن صاحب کہتے ہیں کہ:

''یہ سب کاروائی تعارض کی تعریف و شرائط سے ناواقفیت یا بے توجہی......کا نتیجہ ہے۔'' (اظہار الغرور ص ۲۱۳)

لہٰذا ثابت ہوا کہ ان عبارات میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں، بلکہ خود ابو ایوب دیوبندی کے مطابق تضاد تو خود ان کی عقل میں ہے۔ معترض رقم طراز ہیں:

''ہر بندہ دونوں عبارتوں کو پڑھ کر سمجھ سکتا ہے کہ ان دونوں عبارتوں میں معمولی سا بھی تضاد نہیں۔ لیکن لگتا ہے...... کہ اپنی عقل میں تضاد ہے۔ اس لیے انہیں ان دونوں عبارتوں میں تضاد نظر آتا ہے۔'' (سفید و سیاہ پر ایک نظر ص ۱۱۸)

تو جناب یہی بات دیوبندی اپنے حق میں قبول فرمائیں۔

باقی مفتی اقتدار نعیمی کے بارے میں، ہم پہلے متعدد بار وضاحت کر چکے ہیں کہ یہ دیوبندیوں کے اصول سے بھی غیر معتبر ہیں۔ اور پھر دیوبندی مولوی ابو ایوب نے مفتی احمد یار خان نعیمی پر بھی جھوٹ باندھا کہ انہوں نے درود ابراہیمی کو ناقص کہا ہے حالانکہ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''درود ابراہیمی نماز میں کامل ہے لیکن نماز کے باہر غیر کامل کہ اس میں سلام نہیں۔'' (نور العرفان ص ۶۷۲)

لہٰذا یہ بھی جناب کا کذب ہے، یہ تو معترض کے عائد کردہ الزام کا جواب تھا، اب ہم دیوبندی حضرات کی خانہ جنگی کی داستان بھی رقم کیے دیتے ہیں۔

درود ابراھیمی میں سلام پر دیوبندی خانہ جنگی

دیوبندیوں کے نام نہاد مناظر مفتی حماد لکھتے ہیں کہ:

''یادرہے! کہ ہم اہلِ سنّت (دیوبند) کے نزدیک درود ابراہیمی مکمل درود اور افضل درود ہے اور درود کے ساتھ سلام یا سلام کے ساتھ درود پڑھنا ضروری نہیں۔'' (راہ سنت شمارہ نمبر ۲ ص ۴۱)

یعنی ان دیوبندی مفتی کے نزدیک درود ابراہیمی مکمل درود ہے اس کے ساتھ سلام پڑھنے کی ضرورت نہیں جبکہ اس کے برعکس دیوبندی دوست محمد قریشی لکھتے ہیں کہ

''درود کا لفظ ہماری زبان میں صلوۃ وسلام کو جامع ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام دونوں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔اس بناء پر شیعوں کا درود ناقص اور غیر تام رہے گا۔۔''

(اہلسنت پاکٹ بک ص ۴۰۳)

یعنی صرف درود ہے اور ساتھ سلام نہ ہو تو ایسا درود دیوبندیوں کے مطابق ناقص اور غیر تام ہوتا ہے۔تو ایک دیوبندی ایسے درود کو ناقص وغیر تام کہہ رہا ہے جبکہ دوسرا دیوبندی ایسے درود کو مکمل کہہ رہا ہے۔تو دیوبندی ابو ایوب کے مطابق یہ بھی دیوبندیوں کا بدترین بلکہ مذموم اختلاف اور خانہ جنگی ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک درود ابراھیمی افضل نہیں

دیوبندی علماء کے حکیم العصر شیخ الحدیث صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ اور امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عبدالمجید لدھیانوی کہتے ہیں کہ:

''ہمارے اکثر صوفیاء ومشائخ اپنے مریدین کو جب بطور ذکر کے

درود بتلاتے ہیں تو ایسا ہی درود بتلاتے ہیں جسمیں "صلوۃ"، "سلام" دونوں کے صیغے موجود ہوں مثلاً "اللهم صل على سيدنا ومولنا محمد و على آله و اصحابه و بارك وسلم" یا ان جیسے الفاظ سے ملتے جلتے وہ درود پاک جسمیں "صلوۃ"، "سلام" اور برکت تینوں لفظ موجود ہوں اور اسی طرح درود ابراہیمی میں "آل" کا لفظ تو ہے جبکہ اصحاب کا لفظ نہیں ہے اگرچہ "آل" میں صحابہ کرام داخل تو ہو جاتے ہیں لیکن بالتاویل۔ جبکہ اس درود میں "آل" اور اصحاب دونوں صراحتاً موجود ہیں کوئی تاویل کرنیکی ضرورت نہیں اسی لیے میرے خیال میں تو یہ درود پاک افضل ہے بمقابلہ درود ابراہیمی کے، میں نے بہت سارے (دیوبندی) علماء سے دلیل پوچھا کہ تم جو درود ابراہیمی کو افضل کہتے ہو اسکی کوئی دلیل اور وجہ ہے؟ کسی نے بھی جواب نہیں دیا باقی اپنے اپنے ذوق کی بات ہے۔" (ملفوظات حکیم العصر: ص ۲۰)

تو ان دیوبندی حکیم صاحب کے مطابق درود ابراہیمی میں اصحاب کا لفظ صراحتاً موجود نہیں، تو دیوبندی اصول سے تو ایسا درود ناقص درود ٹھہرا۔ پھر دیوبندیوں نے مذکورہ بالا درود وسلام کو درود ابراہیمی سے افضل کہا، پھر یہی نہیں بلکہ دیوبندی حکیم صاحب کہتے ہیں کہ میں نے بہت سارے دیوبندی علماء سے یہ کہا کہ تم جو درود ابراہیمی کو افضل کہتے ہو تو یہاں "تم" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ خود یہ دیوبندی درود ابراہیمی کو افضل نہیں کہتے۔ بلکہ اپنے دیوبندیوں سے مخاطب ہے کہ تم کہتے ہو۔ پھر

جب دیوبندیوں سے بھی اس نے یہ پوچھا کہ تم درود ابراہیمی کو کس دلیل سے افضل کہتے ہو تو کسی دیوبندی عالم نے جواب نہیں دیا یعنی کوئی دلیل نہیں دی۔ یعنی بقول دیوبندی حکیم صاحب کے ان دیوبندی علماء کے پاس اس کے افضل ہونے کی کوئی دلیل ہی نہیں۔ ویسے ہی شور مچاتے ہیں۔

بہر حال جو دیوبندی حضرات درود ابراہیمی کو نماز سے باہر بھی افضل سمجھتے ہیں اور اس کو افضل نہ سمجھنے کو توہین و گستاخی یا خلاف شرع سمجھتے ہیں ان کو چاہیے کہ اپنے حکیم العصر عبدالمجید لدھیانوی پر بھی فتویٰ لگائیں۔ یا پھر اپنا کالا منہ دھو کر آئندہ کے بعد ایسا اعتراض کرنے سے توبہ کریں۔

31 اعلیٰ حضرت نقطہ برابر خطا نہ کرنے والے؟

دیوبندی مولوی نے محدث کچھوچھوی کے الفاظ [پھر اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان وقلم نقطہ برابر خطاء کرے اس کو ناممکن فرما دیا ہے" پھر اس پر مفتی اقتدار نعیمی اور سید محمد اشرفی جیلانی کی تنقید نقل کی" ملخصاً (دست وگریباں ج ۱ ص ۱۱۱)

الجواب

اولاً عرض یہ ہے کہ یہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں "محفوظ" ہونے کی بات ہے، اس قول کا وہ مطلب نہیں جو دیابنہ پیش کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ آج تک کسی بھی اکابر اہلِ سنّت حنفی بریلوی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح "معصوم" ہیں۔ معاذ اللہ!

"ہم دیابنہ وہابیہ گلابیہ غرابیہ اسماعیلیہ کو چیلنج کرتے ہیں کہ ہمارے اکابرین ومعتبر

علماء کرام کا کوئی ایک ایسا حوالہ پیش کریں جس میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ''معصوم'' ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہو۔'' لیکن ان شاء اللہ قیامت تک کوئی ایک ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔

ہم اہلِ سنّت و جماعت حنفی بریلوی غیر انبیاء کو ہرگز معصوم نہیں مانتے (دیکھئے ''آئینہ اہلِ سنّت صفحہ ۴۹۲'') باقی یہاں جو قول پیش کیا گیا اس میں معصوم نہیں بلکہ محفوظ ہونے کی بات ہے، اہل علم جانتے ہیں کہ معصوم اور محفوظ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور اس پر دیابنہ کا بھی اتفاق ہے کہ اولیاء اللہ، بزرگان دین کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہے۔ چنانچہ علماء دیوبند نے بھی صاف لکھا ہے کہ:

''جو شخص علم کلام کی ابجد سے بھی واقف ہے وہ بھی جانتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور خواص امت اولیاء صلحاء محفوظ۔''

(کلمۃ الہادی: ص ۴۷)

اسی طرح علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتاب ''التکشف: مسئلہ محفوظیتِ اولیاء: ص ۶۱۰'' پر، علماء دیوبند کے خالد محمود مانچسٹروی صاحب اولیاء اللہ کی ''محفوظیت'' کی ہیڈنگ لگا کر اپنی کتاب ''آثار الاحسان: جلد دوم: ص ۲۴۶۔ ۲۴۸ پر ''اولیاء کاملین کا مقام محفوظیت ہے'' تسلیم کیا ہے۔

بلکہ علماء دیوبند کے امام اسماعیل دہلوی نے تو عصمت اولیاء کا اقرار کیا ہے ان سب پر تفصیلی حوالے اور اس مسئلے پر دیوبندی خانہ جنگی آگے پیش کی جائے گی۔

باقی اقتدار احمد نعیمی کے بارے میں ہم بیان کر چکے کہ مفتی صاحب خود دیوبندی حضرات کے مطابق بریلوی نہیں۔، اور دوسری عبارات کا آپس میں کوئی تعلق نہیں

کیونکہ محدث کچھوچھوی نے محض عدم امکان عادی کی بات کی ہے اور ہم سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو محفوظ مانتے ہیں معصوم نہیں۔اور محفوظ سے غلطی کا صدور ہوسکتا ہے۔ مگر کیونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قلم نہایت محتاط تھا اس لیے ان سے غلطی کے صدور کا عادی امکان نہیں۔

پھر اگر ہم امکان عقلی یا شرعی مانتے تو سعیدی صاحب اور فتاویٰ نوریہ جیسے حضرات سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیوں کرتے۔اور پھر جو سید محمد مدنی صاحب کی تنقید ہے اس کا تعلق اماکن عقلی سے ہے لہذا کوئی تضاد نہیں۔

علماء دیوبند کے نزدیک اولیاء اللہ محفوظ، صدور معصیت عادۃ ناممکن

جیسا کہ آپ ابھی پڑھ چکے کہ اولیاء اللہ کے محفوظ ہونے کا عقیدہ تو خود علماء دیوبند کی کتب سے ثابت ہے، تو یہاں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ناممکن سے مراد صرف اور صرف یہی ہے کہ وہ محفوظ ہیں۔

اور محفوظ کے بارے میں تھانوی نے لکھا کہ:

"اولیاء محفوظ (ہیں) کنت سمعہ...... حدیث اسکا اثبات کرتی ہے۔"

(التکشف: مسئلہ محفوظیت اولیاء: ص ۶۱۰)

بلکہ اس حدیث کی مزید وضاحت دیوبندی امام سرفراز صفدر نے اس طرح کی وہ "کنت سمعہ" حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"تو اس (ولی) کے سب اعضاء کا حق تعالیٰ خود محافظ ہوجاتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں کان آنکھ سب خدا کی مرضی کے تابع ہو

جاتے ہیں اس کی مرضی کے بغیر نہ کچھ دیکھے نہ سنے''

(دل کا سرور: ص ۲۱۲)

تو واضح ہو گیا کہ اولیاء اللہ جب اس مقامِ محفوظ پر فائز ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود ان کا محافظ ہو جاتا ہے اور ان اولیاء اللہ کے اجسام اللہ تبارک و تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں کرتے، بلکہ دار العلوم دیو بند کے قاری طیب دیو بندی نے مسلک علماء دیو بند میں ''محفوظ'' کے بارے میں یہ لکھا کہ اس مقام پر پہنچ کر ان اولیاء اللہ سے '' صدورِ معصیت عادۃً ناممکن ہو جاتا ہے'' قاری طیب دیو بندی کی مکمل عبارت اس طرح ہے کہ

> (محفوظ) ''ولایت کا انتہائی مقام ہے۔ جس میں تقویٰ کی انتہا پر بشاشت ایمان جو ہر نفس ہو جاتی ہے اور سنت اللہ کے مطابق صدورِ معصیت عادۃً ناممکن ہو جاتا ہے۔ ذلك از اخالط بشاشة القلوب اس مقام کے تقاضا سے ان کا تقوی باطن ہمہ وقت ان کے لیے مرکز رہتا تھا۔ پس معصوم نہ ہونے کی وجہ سے ان میں معصیت کا امکان تھا مگر محفوظ من اللہ ہونے کی وجہ سے معصیت کا صدور اور ذنوب کا اقدام نہ تھا۔'' (مسلک علمائے دیو بند: ص ۲۶)

''ناممکن'' کے الفاظ پر علماء دیو بند غور کریں، اسی طرح اپنے اکابرین دیو بند کے اسی مؤقف کو دیو بندی سید محمد ذوقی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ:

> ''میرے خیال سے اس سے مراد اولیاء اللہ ہیں، کیونکہ وہ گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں ان کے قلوب اور اجسام دونوں میں ایسی

صلاحیت آجاتی ہے کہ ان سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا۔"

(سر دلبراں ص ۹۴)

تو ان حوالہ جات سے یہ واضح ہو گیا کہ اولیاء اللہ معصوم تو نہیں ہوتے لیکن محفوظ ہوتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ خود ان کا محافظ ہوتا ہے، ان کے اجسام اللہ عزوجل کی مرضی کے تابع ہوتے ہیں اور اس کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں کرتے تو جب اولیاء اللہ کے پورے جسم کا یہ حال ہوتا ہے تو زبان اور ہاتھ کا قلم بھی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ بقول قاری طیب دیوبندی "صدورِ معصیت عادۃً ناممکن ہو جاتا ہے" تو جب سب ثابت ہے تو پھر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ کہنا کہ "ان کی زبان وقلم کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان وقلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرما دیا ہے" بالکل درست ٹھہرا۔

عجیب بات ہے کہ دیوبندی حضرات اولیاء اللہ کے تمام اجسام کو تو ایسا مانیں کہ حق تعالیٰ ان کے اجسام کا محافظ ہو، ان کے ہاتھ پاؤں کان آنکھ سب خدا کی مرضی کے تابع ہو، اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہ کریں، صدور معصیت عادۃً ناممکن ہو یعنی اولیاء اللہ کے پورے جسم کا یہ حال ہو، کوئی دیوبندی اس پر تو اعتراض نہ کرے لیکن جسم کے دو حصوں زبان اور ہاتھ (کا قلم) اگر محفوظ تسلیم کریں تو قابل اعتراض وتنقید ٹھہرے۔

یہ ہے علماء دیوبند کی جہالت ولاعلمی۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ!!

اب وہابیہ دیابنہ بتائیں کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ الفاظ کہ "زبان وقلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرما دیا" اور علماء دیوبند کا یہ مسلک کہ اولیا اللہ محفوظ ہوتے ہیں اور ان سے "صدورِ معصیت عادۃً ناممکن ہو جاتا ہے" میں کیا

فرق ہے؟ بلکہ یہاں تو زبان وقلم کی بات ہے جبکہ علماء دیوبند کی عبارت میں تو ''صدور معصیت ہی کو عادۃً ناممکن قرار دیا جارہا ہے۔

باقی جس طرح یہاں ''صدورِ معصیت عادۃً ناممکن'' کے باوجود یقیناً دیوبندی علماء اولیاء اللہ کو معصوم نہیں سمجھتے ہوں گے تو بالکل اسی طرح اللہ عزوجل کی حفاظت سے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان وقلم نقطہ برابر خطا ناممکن ہو'' کے باوجود کوئی بھی سنی علماء واکابر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو معصوم نہیں سمجھتے۔ (دیکھئے آئینہ اہلِ سنّت صفحہ ۴۹۲ ''وغیرہ) اور پھر یہ دیابنہ وہابیہ اسماعیلیہ کا بہتان عظیم ہے، ان کے پاس کوئی معتبر و مستند کتاب کا ایک حوالہ بھی موجود نہیں جس میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو معصوم لکھا گیا ہو۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ اماموں کے لیے عصمت ثابت کی ہے ۔عصمت کے دوسرے معنی بیان کرتے ہیں کہ:

''گناہ کا صادر ہونا جائز ہے اس پر کوئی محال لازم نہیں آتا لیکن اسکے باوجود صادر نہ ہو اور اس معنیٰ کو صوفیاء محفوظیت کہتے''

(فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۲۸ فارسی)

بلکہ مزید یہاں یہ بھی عرض ہے کہ دیوبندی الیاس گھمن لکھتے ہیں کہ:

''ایک ہے غلطی کا امکان اور ایک ہے غلطی کا صدور، ضروری نہیں کہ جس سے غلطی کا امکان ہو اس سے غلطی صادر بھی ہوئی ہو''

(جی ہاں فقہ حنفی قرآن وسنت کا نچوڑ ہے ص ۲۰)

بس یہی ہم بھی کہتے ہیں، اسی طرح دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی کے بارے میں

غلام غوث ہزاروی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"کیونکہ حضرت (اشرف علی تھانوی) ہمارے بزرگ تھے اور ان سے ناممکن تھا کہ غلط فتویٰ دیں۔"

(سوانح مولانا غوث ہزاروی ص۲۶)

تو دیکھئے یہی "ناممکن" کا لفظ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے استعمال ہوا ہے اور یہی "ناممکن" کا لفظ اشرفعلی تھانوی کے فتووں کے بارے میں بھی استعمال ہوا ہے تو اگر اس لفظ سے مراد یہی ہے جو دیوبندی بیان کرتے ہیں تو پھر اشرفعلی تھانوی بھی دیوبندی اعتراض سے محفوظ نہ رہ سکے۔

دیوبندیوں کے مولوی زکریا نے تو مشائخ کے بارے میں صاف لکھا کہ مشائخ عظام سے خطاؤں کا صدور بعید تر ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ:

"بعض صحابہ کرام سے بعض بڑی خطائیں سرزد ہوجانے پر بھی کوئی خلجان طبیعت میں نہیں آیا، جب کہ مشائخ عظام سے خطاؤں کا صدور بعید تر ہے۔"

(سوانح حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا ص۲۷۸)

اب اس پر دیوبندی یہ کہیں کہ مولوی زکریا گستاخ ہے کیونکہ وہ صحابہ کرام سے خطاؤں کا سرزد ہونا تو تسلیم کر رہے ہیں لیکن مشائخ عظام سے خطاؤں کا صدور بعید تر قرار دے رہے ہیں۔

دیوبندی اکابر کا قلم وزبان

اب آیئے علماء دیوبند اپنے اصول سے اپنے گھر کا گند بھی ملاحظہ کیجیے چنانچہ دیوبندیوں کی کتاب میں رشید احمد گنگوہی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''ھادی و راہبر عالم ہونے کی حیثیت سے چونکہ آپ اس بے لوث مسند پر بٹھائے گئے تھے جو بطحائے پیغمبر کی میراث ہے اس لیے آپ (رشید احمد گنگوہی دیوبندی امام) کے قدم قدم پر حق تعالیٰ کی جانب سے نگرانی اور نگہبانی ہوئی تھی آپ [یعنی گنگوہی] اولیاء اللہ کے اس اعلی طبقہ میں رکن اعظم بن کر داخل ہوئے تھے جنکے اقوال وافعال اور قلب وجوارح کی ہر زمانہ میں حفاظت کی گئی ہے اور جنکی زبان اور اعضاء بدن کو تائید وتوفیق خداوند نے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے لیے اپنی تربیت وکفالت میں لے رکھا ہے آپ (گنگوہی) نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے۔ سن لوحق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر۔''

(تذکرۃ الرشید جلد دوم: ص16، 17)

اب دیوبندی مولوی خائن! اپنے دیوبندی مولوی گنگوہی کے بارے میں یہ حوالہ بار بار پڑھے اور پھر یہ بتائے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو''المیزان'' میں لکھا ہے اور جو تمہارے دیوبندیوں کے اپنے امام رشید احمد گنگوہی کے بارے میں لکھا ہے، آخر اس میں کیا فرق ہے؟

رشید احمد گنگوہی کے الفاظ''سن لوحق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے''
کیا اس کا صاف مطلب یہی نہیں کہ میری زبان سے جو بات نکلتی ہے اس میں لغزش و

خطا نہیں ہوتی۔

پھر گنگوہی کے بارے میں یہ کہنا کہ:

"قدم قدم پر حق تعالیٰ کی جانب سے نگرانی اور نگہبانی ہوئی تھی ......جنکے اقوال و افعال اور قلب و جوارح کی ہر زمانہ میں حفاظت کی گئی ہے"۔

کیا اس کا بھی مطلب یہی نہیں کہ گنگوہی دین میں خطا و لغزش اور گمراہی وغیرہ سے محفوظ رہے؟ یقیناً یہی مطلب ہے تو پھر تم کس منہ سے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہو؟

اب اگر دیوبندی مولوی خائن اس کا انکار کرے تو بتائے کہ تمہارے امام رشید احمد گنگوہی سے دین میں فلاں فلاں غلطیاں اور خطائیں ہوئیں تھیں۔ تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ آپ اپنے امام گنگوہی کو کس منصب پر بٹھائے ہوئے ہیں۔ اب آیئے دیوبندی اصول سے دیوبندیوں کی خانہ جنگی ملاحظہ کیجیے۔

پہلا حوالہ (اولیاء کی محفوظیت پر دیوبندی خانہ جنگی)

علماء دیوبند کی معتبر ترین کتاب "رضا خانی مذہب" میں لکھا ہے کہ:

"تمام لغزشوں سے محفوظ رہنا یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ گروہ انبیاء کرام کی شان ہے...... معصوم عن الخطا ہونا تو صرف انبیاء علیہم السلام کی شان ہے۔"

(رضا خانی مذہب: ج ۲ ص ۲۲۴)

علامہ سید عبد العزیز دباغ کے ملفوظات بنام "ابریز" کا ترجمہ مشہور مولوی عاشق

الٰہی میرٹھی دیوبندی نے کیا، اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

"پس عصمت انبیاء ذاتی ہوئی اور اولیاء کی حفاظت عن الخطا عرضی ہوئی" (تبریز ترجمہ ابریز: ص ۳۹۵)

تو دیکھئے ایک طرف علماء دیوبند کی معتبر کتاب میں اولیاء اللہ کے بارے میں لغزشوں سے محفوظ رہنے کا رد کیا اور اس کو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان بتایا جبکہ دوسری طرف یہ تسلیم کر رہیں کہ اولیاء کی حفاظت عن الخطا عرضی ہوتی ہے۔ اب دونوں میں سے کس کی بات حق ہے اور کس کی باطل؟

دوسرا حوالہ

ساجد خان دیوبندی اپنی کتاب "مسلک اعلیٰ حضرت" میں لکھتا ہے کہ:

"شیعہ کا اپنے آئمہ کے بارے میں یہ دوٹوک فیصلہ ہے: امام ہر طرح کے گناہوں اور عیبوں سے مبرا اور پاک ہوتا ہے وہ ہر قسم کے عیب سے پاک اور صاف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و توفیق اس کے ساتھ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو سیدھا رکھتا ہے، وہ غلطی سے بھول اور لغزش سے محفوظ و مامون ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ معصومیت کی اس نعمت کے ساتھ اس کو مخصوص کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بندوں پر اس کی حجت ہو اور مخلوق پر شاہد ہو۔"

(مسلک اعلیٰ حضرت: ص ۱۵، ۱۶)

لیکن اس کے برعکس یہی سب کچھ علماء دیوبند نے اولیاء اللہ کے لیے ثابت کیا ہے چنانچہ وہابیہ دیابنہ غرابیہ کے امام اسماعیل دہلوی نے "عصمت اولیاء" کی ہیڈنگ لگا کر

لکھا ہے کہ:

''مقامات ولایت میں سے ایک مقام عظیم عصمت ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عصمت کی حقیقت حفاظت غیبی ہے جو معصوم کے تمام اقوال، افعال، اخلاق، احوال، اعتقادات اور مقامات کو راہِ حق کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے اور حق سے روگردانی کرنے سے مانع ہوتی ہے۔ یہی حفاظت جب انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہو تو اُسے عصمت کہتے ہیں اور اگر کسی دوسرے کامل سے متعلق ہو تو اسے حفظ کہتے ہیں، پس عصمت اور حفظ حقیقت میں ایک ہی چیز ہے، لیکن ادب کے لحاظ سے عصمت کا اطلاق اولیاء اللہ پر نہیں کرتے۔ حاصل یہ کہ اس مقام میں مقصود یہ ہے کہ یہ حفاظت غیبی جیسا کہ انبیاء کے متعلق ہے ایسے ہی ان کے بعض اکابرین متبعین کے متعلق ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا'' میرے بندوں پر تو غلبہ نہ پاسکے گا ان کے لیے تیرا پروردگار کافی ہے'' پس معلوم ہوا حفاظت غیبیہ کا تعلق کمال عبودیت کا ثمرہ ہے۔ خواہ انبیاء علیہم السلام میں پایا جائے خواہ انکے پیروؤں میں......الخ

(منصب امامت: ص ۶۲۔ اسماعیل دہلوی)

یہی حوالہ علماء دیوبند کی کتاب ''کلمۃ الھادی'' میں دیوبندی مفتی عیسیٰ نے بھی دیا ہے۔ اور اس کتاب پر متعدد علماء دیوبند کی تقریظات بھی موجود ہیں۔

اسماعیل دہلوی کہتے ہیں کہ:

''پس وہ (اولیاء) ضرور انبیاء کی اس محافظت جیسی نگہبانی کے ساتھ کامیاب ہوتا ہے جس کو عصمت کہا جاتا ہے''

(صراط مستقیم: باب اول ص ۵۱)

یعنی دہلوی کے مطابق ضروری ہے کہ اولیاء اللہ کو محفوظ قرار دیا جائے جس طرح انبیاء کا محفوظ ہونا جس کو عصمت کہا جاتا ہے۔ یہی اسماعیل دہلوی مزید کہتے ہیں کہ:

''یہ نہ سمجھنا کہ باطنی وحی اور حکمت اور وجاہت اور عصمت کو غیر انبیاء کے واسطے ثابت کرنا خلاف سنت اور اختراع بدعت کی جنس سے ہے...... اور یہ مت سمجھنا کہ اس کمال والے لوگ اس جہاں سے منقطع ہو چکے ہیں'' (صراط مستقیم: ص ۵۲)

تو ایک طرف تو علماء دیوبند اس کو شیعہ کا عقیدہ قرار دے رہے ہیں لیکن دوسری طرف اسی عقیدے کو اولیاء اللہ کے حق میں تسلیم بھی کر رہے ہیں۔ تو اب دیوبندی ہی شیعہ ٹھہرے۔ یا پھر شیعہ کے نظریات کو دیوبندی درست تسلیم کر رہے ہیں۔

تیسرا حوالہ

ایک طرف تو دیوبندیوں نے یہ لکھا ہے کہ ''شیعہ کا اپنے آئمہ کے بارے میں یہ دو ٹوک فیصلہ ہے: امام ہر طرح کے گناہوں اور عیبوں سے مبرا اور پاک ہوتا ہے وہ ہر قسم کے عیب سے پاک اور صاف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و توفیق اس کے ساتھ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو سیدھا رکھتا ہے، وہ غلطی سے بھول اور لغزش سے محفوظ و مامون ہوتا ہے''۔ (مسلک اعلیٰ حضرت: ص ۱۵، ۱۶)

جبکہ دوسری طرف یہی عقیدہ خود دیوبندی علماء واکابرین نے اولیاء اللہ کے حق میں تسلیم کیا ہے اولیاء اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے خاص تائید وتوفیق ہے یعنی کہ وہ محفوظ ہوتے ہیں چنانچہ علماء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی نے اولیاء اللہ کو محفوظ تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''مشہور ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور اولیاء محفوظ، کنت سمعه الخ کی جو تفسیر ترجمہ میں لکھی گئی ہے، اس کے اعتبار سے حدیث اس کا اثبات کرتی ہے۔''

(التکشف: مسئلہ محفوظیتِ اولیاء: ص ۶۱۰)

تو تھانوی صاحب نے یہاں حدیث کنت سمہ الخ کو دلیل بنا کر اولیاء کرام کو محفوظ مانا ہے۔

اسی طرح علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر اسی حدیث "کنت سمعه" کے تحت لکھتے ہیں کہ:

''تو اس (ولی) کے سب اعضاء کا <u>حق تعالیٰ خود محافظ ہو جاتا ہے</u> اور اس کے ہاتھ پاؤں کان آنکھ <u>سب خدا کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں اس کی مرضی کے بغیر نہ کچھ دیکھے نہ سنے</u>''

(دل کا سرور: ص ۲۱۲)

تو دیکھئے شیعہ نے لکھا کہ ''اللہ تعالیٰ کی خاص تائید وتوفیق اس کے ساتھ ہوتی ہے'' یہی بات علماء دیوبند نے اولیاء اللہ کے بارے میں ان الفاظ میں لکھی کہ ''تو اس (ولی) کے سب اعضاء کا <u>حق تعالیٰ خود محافظ ہو جاتا ہے</u>''

پھر شیعہ عقیدہ ''اللہ تعالیٰ اس کو سیدھا رکھتا ہے، وہ غلطی سے بھول اور لغزش سے

محفوظ و مامون ہوتا ہے" یہی بات دیوبندی علماء نے اولیاء کے بارے میں لکھی کہ" اس کے ہاتھ پاؤں کان آنکھ سب خدا کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں اس کی مرضی کے بغیر نہ کچھ دیکھے نہ سنے"

چوتھا حوالہ

قارئین کرام ! آپ نے دیوبندی رضا خانی مذہب اور دیوبندی مسلک اعلیٰ حضرت کی عبارات ملاحظہ فرمائی ہیں۔اب ان کے برعکس دیکھئے کہ علماء دیوبند کے خالد محمود مانچسٹروی صاحب اولیاء اللہ کی "محفوظیت" کی ہیڈنگ لگا کر لکھتے ہیں کہ:

"جس طرح انبیاء کرام شان معصومیت دیئے گئے۔ارادہ گناہ ان تک رسائی نہیں پاتا،صحابہ کرام آپ کے بعد مقام محفوظیت رکھتے ہیں ......اسی طرح اس امت میں کئی علماء کرام اور اولیاء کرام بھی ہوئے جو شان محفوظیت پا گئے۔......اس زمین پر اگر کوئی طبقہ مقام محفوظیت پر نہ آپائے تو شارع علیہ السلام کی بعثت بے مقصد ہو جاتی ہے۔فرشتے اور پیغمبر تو اسی لیے معصوم رہے کہ خدا نے ان کی عصمت کی ذمہ داری لے لی سو ان کے سوا اگر کوئی بھی گناہوں سے محفوظ نہ رہ سکے تو مشن رسالت سراسر ناکام ہوتا ہے۔کچھ لوگ تو ہوں جو باوجودیکہ پیغمبر نہیں مگر گناہوں سے محفوظ رہے ہوں اور وہ دوسروں کے لیے نمونہ ہوں۔ حکیم الامت حضرت تھانوی لکھتے ہیں: جب معرفت صحیح ہو جاتی ہے اور اسی سے امور عادیہ بھی صادر عن المصلحت ہونے لگتے ہیں ......(پھر

خالد محمود دیوبندی آگے لکھتے ہیں کہ) ''حدیث میں قرب نوافل کے فائزین کے بارے میں تصریح ہے کہ ان کے کان آنکھ ہاتھ اور پاؤں سب خدا کی رضا میں ڈھل جاتے ہیں ......(کنت سمعہ الخ)...... یہ اس امت کے اولیاء کاملین کا مقام محفوظیت ہے پھر ان کے بھی اپنے اپنے درجات ہیں''

(آثار الاحسان: جلد دوم: ص۲۴۶۔۲۴۸)

تو اب علماء دیوبند اپنے اکابرین کی اس خانہ جنگی پر نظر فرمائیں اور اپنی عوام الناس کو بتائیں کہ آخر یہ سب کچھ کیا ہے؟۔

دیوبندی خانہ جنگی "اتباع نبی ﷺ کی یا گنگوہی کی"؟

اب آخر میں ہم دیوبندی اصول کے مطابق عرض کرتے ہیں کہ ان کے دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں کہ:

سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید ج۲ ص۳۵)

یعنی اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے صرف دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی کی اتباع پر، تو جو کوئی گنگوہی کو چھوڑ کر کسی اور کی اتباع کرے گا تو نہ ہی وہ ہدایت پر ہو گا اور نہ ہی اس کی نجات ہو گی۔ جبکہ اس کے برعکس دیوبندی امام قاسم نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

''کوئی شخص اس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اوروں (گنگوہی

جیسوں :از ناقل) کی اتباع کرے، تو بیشک اس کا یہ اصرار اور یہ
انکار از قسم بغاوت خداوندی ہوگا، جس کا حاصل کفر والحاد ہے۔"
(سوانح قاسمی ، ج ۲، ص ۲۴۳)

تو قاسم نانوتوی کہتے ہیں کہ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے جو انکو چھوڑ کر کسی اور کی اتباع کرے گا وہ اللہ سے بغاوت کرے گا، کفر والحاد کرے گا جبکہ گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ اتباع صرف میری کرو، میری اتباع نہیں کرو گے تو نہ ہی ہدایت پاؤ گے اور نہ ہی نجات پاؤ گے۔ تو اب علماء دیوبند نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں تو گنگوہی کے مطابق نہ ہی وہ ہدایت پر ہیں اور نہ ان کی نجات ہے ، اور اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو چھوڑیں تو اللہ سے بغاوت اور کفر والحاد میں مبتلا ہیں۔ تو دیوبندی حضرات اگر ہمارے خلاف خواہ مخواہ کے الزامات و بہتان لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کریں تو ہمیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ ہم بھی اس طرح تبصرے کریں۔

32 واقعہ ابراهیم علیہ السلام پر توجیہ کے اختلاف پر اعتراض

دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ علامہ غلام دستگیر قصوری حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی بیوی کو سخت ضرورت میں بہن کہنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ "وہ آپ کی چچازاد بہن تھی" پھر تضاد ثابت کرنے کے لیے مفتی احمد یار خان نعیمی کا حوالہ نقل کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ "بہن کہنے سے دینی بہن مراد تھی نہ کہ نسبی [یعنی سگی بہن مراد نہ تھی]" ملخصاً

(دست وگریباں ج ۱ ص ۱۱۲، ۱۱۳)

الجواب

دیوبندی مولوی ابوایوب جیسے جہلاء کی وجہ سے آج امت مسلمہ فتنوں اور فسادات میں مبتلا ہیں۔ دیوبندی ملانے یہاں خواہ مخواہ تضاد و اختلافات کی آگ لگانے کی

کوشش کی ہے، اہل علم حضرات بلکہ خود دیو بندی علماء بھی مانتے ہیں کہ یہاں علماء نے مختلف جواز (توجیہات) بیان کیے ہیں۔ چنانچہ علماء دیو بند ہی کے عبد الرشید نعمانی لکھتے ہیں کہ:

''اور زوجہ کو دینی اخت قرار دینا یا رشتہ میں چچا زاد ہونے کی بناء پر موذی کے شر سے بچنے کے لیے اختی کہنا تینوں چیزیں جواز کے حد میں تھیں'' (چتروڑی کے الزامات کا جواب ص ۱۶۱)

لہٰذا جب علماء نے مختلف توجیہات پیش کی ہیں تو پھر ایسی باتوں کو تضاد و اختلاف یا جہالت قرار دینا بدترین جہالت ہے جو کہ دیو بندی ابوایوب ہی کو زیب دیتی ہے۔

لہٰذا علمائے اسلام نے دونوں تاویلات کو اختیار کیا ہے۔ پھر مفتی احمد یار خان صاحب نے اس دوسری تاویل کا رد نہیں کیا بلکہ آپ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ سگی بہن نہ تھی بلکہ دینی بہن تھی، اس میں چچا زاد بہن ہونے کی بھی نفی مقصود نہیں۔ لہٰذا اعتراض لغو ہے۔

33 سجدہ تعظیمی اور مسلک اہلِ سنّت

دیو بندی مولوی نے حوالہ پیش کیا کہ فدا حسین نے شعر لکھا کہ ''سجدہ تعظیم پھر کیونکر ہو ہم کو روا'' پروفیسر مسعود احمد نے لکھا کہ ''علمائے کرام نے سجدہ تعظیمی کو مباح لکھا ہے'' غلام نبی چشتی جہانگیری لکھتے ہیں کہ ''دوسرا سجدہ تعظیم ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک رائج ہے'' پھر دیو بندی مولوی نے اختلاف ثابت کرنے کے لیے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ نقل کیا کہ سجدہ تعظیمی حرام ہے'' ملخصاً (دست و گریباں ج ا ص ۱۱۳)

الجواب

اس سلسلے میں عرض ہے کہ فدا حسین صاحب اور پیر غلام نبی چشتی جہانگیری ہمارے مسلک کی معتمد علیہ شخصیات نہیں اور نہ ہی ان سے ہمارے مسلک کا تشخص قائم ہے، لہٰذا ان حضرات کے حوالہ جات ہم پر حجت نہیں۔ اور جہاں تک پروفیسر مسعود صاحب کی بات ہے تو ان کا حوالہ نقل کرنے میں دیوبندی مولوی نے سخت خیانت سے کام لیا، پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ:

”جہانگیر نے حضرت مجدد پر جھوٹا الزام لگا کر دربار میں طلب کیا تھا، دربار میں جانے سے پہلے شہزادہ خرم نے جو آپ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا، چند علماء کو بھیج کر یہ درخواست کی تھی کہ حضرت، جہانگیر کے سامنے سجدہ کرلیں تو کوئی گزند نہیں پہنچے گی۔ نیز یہ کہ علمائے کرام نے سجدہ تعظیمی کو مباح لکھا ہے۔

(حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال ص ۴۲)

تو یہ بات نقل حکایت کے طور پر ہے، پروفیسر صاحب نے شہزادہ خرم کے الفاظ نقل کیے ہیں، اپنے عقیدے کا اظہار نہیں کیا، لہٰذا دیوبندی مولوی نے یہاں دجل و فریب سے کام لیا ہے۔ پھر بالفرض نقل کو نظریہ کی حیثیت دیکر دیوبندی پیش کرے تو عرض ہے کہ عبدالقدوس قارن دیوبندی لکھتے ہیں:

”اثری صاحب یہاں بھی اپنا روایتی چکر چلا رہے ہیں ورنہ ان کے سامنے یہ بات واضح ہوگئ کہ الشہاب المبین اور المسلک المنصور میں یہ عبارت نقل حکایت کے طور پر ہے...... نقل حکایت

کی حیثیت اور ہوتی اور اپنے نظریہ کے اظہار کی حیثیت اور ہوتی
ہے"۔ (مجذوبانہ واویلاص ۲۳۷)

لہٰذا نقل حکایت کو عقیدہ بنا کر پیش کرنا یہ دیوبندی مولوی ابوایوب اینڈ کمپنی کی جہالت ہے۔

اب ہم بھی علماء دیوبند کے اصول کے مطابق یہ عرض کرتے ہیں کہ بعض علماء دیوبند نے بزرگوں کے ہاتھوں کو چومنے کو [۱] حرام [۲] گناہ کبیرہ [۳] بعض کے نزدیک کفر [۴] خلاف شرع [۵] خلاف سنت قرار دیا لیکن دوسری طرف بہت سارے علماء دیوبند نے اسی عمل کو جائز و درست قرار دیکر دست و گریباں کے مطابق بدترین مذموم اختلافات کیے بلکہ ایک دوسرے کے سروں پر جوتیاں ماریں اور کفر، حرام کے فتوے لگائے لیجیے ملاحظہ کیجیے۔

دیوبندی علماء کی "گناہ کبیرہ، حرام اور شرک" پر خانہ جنگی

علماء دیوبند کے مولوی رفعت قاسمی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"علماء کے ہاتھوں کو چومنا بالاتفاق حرام اور کبیرہ گناہ ہے بلکہ بعض فقہاء نے اس میں کفر کا حکم بھی دیا ہے"

(مسائل شرک و بدعت، ص ۴۷)

دیوبندی مولوی ابوالحسن صاحب نے ٹانڈوی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"حضرت مغرب کے بعد تشریف لے آتے ہیں میں نے فرطِ اشتیاق میں حضرت کے مزاج اور طبیعت سے واقفیت کے باوجود

آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا، حضرت نے اپنے ہاتھوں کو عجلت کے ساتھ کھینچا...... ارشاد فرمایا کہ بہت سے خلاف شرع امور رائج ہورہے ہیں، ان میں ایک خلاف سنت کام کا اضافہ کیوں کیا جائے...... حضرت چاہتے تھے کہ تمام خلاف شریعت امور کو روئے زمین سے نیست و نابود کردیں۔"

(حیرت انگیز واقعات، ص، ۱۵۸)

تو ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ ان دیوبندی علماء کے مطابق علماء و بزرگوں کے ہاتھوں کو چومنا [۱] حرام [۲] گناہ کبیرہ [۳] بعض کے نزدیک کفر [۴] خلاف شرع [۵] خلاف سنت ہے۔

لیکن ان علماء دیوبند کے برعکس متعدد علماء واکابرین دیوبند نے علماء و بزرگان دین کے ہاتھوں کو چومنے کو جائز قرار دیکر بقول دیوبندی علماء کو چومنا حرام، گناہ کبیرہ، بعض کے نزدیک کفر، خلاف شرع، خلاف سنت عمل کی ترغیب دی۔ چنانچہ

(۱) دیوبندی محمود حسن گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"کسی بزرگ پیر و مرشد کا ہاتھ چومنا جائز ہے"

(فتاویٰ محمودیہ ج۱۹ ص ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۳۰)

(۲) دیوبندی مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"والدین مشائخ بزرگوں اور استاذ کی قدم بوسی اور دست بوسی جائز ہے۔" (فتاویٰ قاسمیہ ج ۴ ص ۵۸۷)

(۳) دیوبندی مفتی نجم الحسن صاحب لکھتے ہیں:

"بزرگوں اور علماء سے ملاقات کے وقت ان کے ہاتھوں کو بوسہ دینا جائز ہے۔" (نجم الفتاویٰ، جلد اول ص ۴۳۹، ۴۶۰)

(۴) دیوبندیوں کے عبدالحق اور دیگر مفتیان دارالعلوم حقانیہ کے مصدقہ فتاویٰ میں لکھا ہے۔

قابل تعظیم شخصیات کی دست بوسی میں کوئی حرج نہیں۔

(فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۴۵۳)

بلکہ علماء دیوبند کے امام رشید احمد گنگوہی نے پاؤں تک چومنے کو درست کہا ہے کہتے ہیں کہ:

"تعظیم دیندار کو کھڑا ہونا درست ہے اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے حدیث سے ثابت ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ: ص ۵۵۷)

تو مولوی رفعت قاسمی اور دیوبندی مولوی ابوالحسن صاحب ٹانڈوی کے حوالوں سے تو خود دیوبندیوں کا امام رشید احمد گنگوہی بھی [۱] حرام [۲] گناہ کبیرہ [۳] بعض کے نزدیک کفر [۴] خلاف شرع [۵] خلاف سنت کام کی تعلیم وتربیت کر کے ان سب فتوؤں کا حق دار ٹھہرا۔

دیوبندی دست وگریباں
کے تیسرے باب کا
علمی، تحقیقی والزامی
محاسبہ

(1) نعلین شریفین کا عرش پر جانے کا مسئلہ

قارئین اس جگہ ابوایوب صاحب اعلیٰ حضرت کی عبارت ”رہاشب معراج میں روح پر فتوح حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا اور وقت رکوب براق یا صعود فرش بننا شرعاً وعقلاً اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں“ (عرفان شریعت ص ۸۷) نقل کر کے اس پر اقتدار صاحب کی تنقید نقل کہ ”کسی نے لکھا معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لامکان پر نہ چڑھ سکے تو غوث اعظم کی روح نے کندھا دے کر اوپر چڑھایا...... ایسا کہنا گستاخی ہے، ایسا کہنے والا بدنصیب ہے۔ ملخصاً (دست وگریبان: ج ا تیسرا باب ص113)

الجواب

سب سے پہلی بات کہ مفتی اقتدار صاحب نہ ہی جمہور کے نزدیک معتبر ہیں، اور نہ ہی انہیں دیوبندی اصولوں کے مطابق امام اہلِ سنّت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ ان کے بارے میں ہم سابقہ صفحات پر متعدد بار گفتگو کر چکے۔

پھر دیوبندی مولوی نے امام اہلِ سنّت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کرنے میں بھی حسب عادت خیانت سے کام لیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

> ”اس قصہ میں معاذ اللہ کوئی بولے تفضیل یا ہمسری غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے نکلتی ہے نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جاسکتا ہے <u>کیا عجب سواری براق سے بھی یہی معنی تراشے جائیں کہ</u> یہ اوپر جانے کا کام حضرت جبرائیل علیہ السلام

اور رسول کریم ﷺ سے انجام کو نہ پہنچا براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی تو در پردہ اس براق کو تفضیل دینا لازم آتا ہے کہ حضور بنفس نفیس نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعے حضور ﷺ کی رسائی ہوئی نعوذ باللہ تعالیٰ منہ یا ھذا خدمت کے افعال جو بنظر تعظیم و اجلال سلاطین بجالاتے ہیں کیا ان کے معنی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں ہمارا عاجز اور محتاج ہے ......غرض ایسے معنی محال نہ ہرگز عبارت قصہ سے مستفاد نہ اس کے قائلین بے چاروں کی مراد۔" (عرفان شریعت ص ۵۶)

یعنی امام اہلِ سنّت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کر دیا کہ اگر اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا کندھا دینا تعظیم کے واسطے ہے۔ جبکہ اقتدار نعیمی صاحب کی تنقید حضور ﷺ کو عاجز ماننے پر ہے۔ چنانچہ اقتدار نعیمی لکھتے ہیں کہ

"کوئی بدنصیب کہتا ہے کہ معاذ اللہ نبی کریم ﷺ لامکان پر نہ چڑھ سکے تو غوث اعظم کی روح نے کندھا دیا اور چڑھا دیا۔"

(تنقیدات علی مطبوعات ص ۱۱۵)

تو دیکھئے اقتدار نعیمی صاحب اس پر تنقید کر رہے ہیں کہ حضور ﷺ کو عاجز مانا جائے اور کہا جائے کہ آپ ﷺ کو غوث اعظم نے سہارا دیا تا کہ اوپر چڑھ سکیں، جبکہ امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس معنی کی تردید کی ہے اور روایت کا صحیح معنی بیان کیا ہے۔ لہٰذا ان دونوں عبارات کا آپس میں کوئی تعلق نہیں، جب دونوں عبارات میں موضوع ہی الگ ہے تو پھر ان دونوں کو کھینچ تان کر ایک دوسرے کے خلاف بتانا دیوبندیوں کی خواہ مخواہ کی ضد وہٹ دھرمی ہے۔

دیوبندی مولوی کے اکابر گستاخ وبے ادب

اس کے بعد دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں ''واقعۃً فاضل بریلوی گستاخ، بدنصیب تھا، جس کی زبان سے خداوند قدوس کی ذات مبارک کے لیے گالیاں نکلیں......اگر دنیائے انصاف اس فاضل بریلوی کو گستاخ وبدنصیب نہ کہے تو پھر دنیا میں کوئی گستاخ وبدنصیب نظر نہیں آسکتا۔'' (دست وگریباں ج ۱ص ۱۱۶)

الجواب

اولاً تو یہ دیوبندی مولوی کا بدترین جھوٹ ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مبارک کو گالیاں نکالیں، استغفر اللہ العظیم! دیوبندی مولوی کے اس جھوٹ پر ہم یہی کہتے ہیں کہ جھوٹوں پر اللہ عزوجل کی لعنت!!۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر بالفرض امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ واقعی ایسے گستاخ تھے (معاذ اللہ) تو پھر وہابیہ دیابنہ غرابیہ اسماعیلیہ کے اکابرین نے ان کے ایمان کی گواہیاں کیوں دیں؟ ان کے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا تو خود آپ کے گھر والوں کو اقرار ہے۔ چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

دیوبندی محقق محمد متین خالد لکھتے ہیں:

> امام اہل سنت اعلی حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نادر روزگار، عظیم المرتبت فقیہ اور سچے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ ان کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لیے وقف تھی۔ (تحفظ ختم نبوت اہمیت اور فضیلت ص ۴۷۵)

اس کتاب پر ''خواجہ خان محمد'' صاحب کی تقریظ بھی موجود ہے۔

اسی طرح دیوبندی مولوی عبدالباری ندوی لکھتے ہیں:

''مولوی احمد رضا صاحب مرحوم جنہوں نے خود حضرت کی تکفیر و مخالفت کا کوئی وقیقہ نہ اٹھا رکھا ان کی شد و مد سے حمایت فرماتے کہ ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہو اور ہم لوگوں کو غلط فہمی سے حضور کی شان میں گستاخ جانتے ہوں۔''

(جامع المجددین ص ۸۲، ادارہ اسلامیات لاہور)

اب ہم دیوبندی مولوی سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ مولوی صاحب آپ تو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو گستاخ بنانے پر لگے ہوئے تھے مگر ان کے عاشق رسول ہونے پر شہادتیں تو آپ کے گھر سے برآمد ہو چکی۔ تو اگر وہ گستاخ تھے تو ایک گستاخ کو عاشق رسول کہنے والے دیوبندی علماء پر کیا فتویٰ عائد ہوگا؟ دوسری بات یہ ہے کہ مولوی صاحب آپ تو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو گستاخ کہہ رہے ہیں جبکہ آپ کے علماء سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو عاشق رسول کہہ رہے ہیں، بلکہ دیگر حوالوں کے مطابق ان کے ایمان کی گواہی دے رہے ہیں، انہیں مسلمان تسلیم کرتے ہیں تو مولوی صاحب آپ سچے ہیں کہ آپ کے دیوبندی علماء و اکابرین؟ پس معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی اپنے دیوبندی اکابرین کا بھی باغی ہے، ضد وہٹ دھرمی میں اپنے دیوبندی اکابرین کی بھی مخالفت کر کے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان والزام لگاتا ہے۔

(2) حضرت خضر علیہ السلام کی گستاخی کا الزام

''دیوبندی مولوی نے اس جگہ سبع سنابل کی حکایت نقل کر کے اس پر اقتدار احمد صاحب کی تنقید نقل کی، لکھتے ہیں کہ''ایک شخص حضرت سلطان المشائخ کے احوال کا منکر

،آپ کی راہ روشن سے متنفر اور ایک دوسرے درویش کا معتقد تھا ایک روز اس درویش سے کہنے لگا کہ میری یہ آرزو ہے حضرت خضر سے ملاقات کروں اگر سرکار کے کرم سے ملاقات ہو جائے تو انتہائی بندہ نوازی اور سرفرازی ہو" درویش نے جواب دیا کہ جس روز حضرت سلطان المشائخ کے یہاں مجلس سرود و سماع ہوتی ہے اس روز حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کے جوتوں کی نگہبانی فرماتے ہیں" [معاذ اللہ] (سبع سنابل ص ۱۴۷) آگے لکھتے ہیں کہ اس کتاب پر مقدمہ ڈاکٹر ایوب قادری کا ہے پھر جناب نے اس عبارت پر اقتدار صاحب کی تنقید نقل کی"۔ ملخصا

(دست و گریباں، ج ۱ باب ۳ ص ۱۱۷)

الجواب

اس سلسلے میں سب سے پہلے تو یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ سبع سنابل میں جس خضر کی بات ہو رہی ہے، اس سے مراد نقیب اولیاء ہے، یہ مناصب ولایت میں سے ایک منصب ہے، جیسا کہ علامہ ابن حجر نے تصریح کی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

> قول بعضهم ان لكل زمان خضرا وانه نقيب الاولياء وكلمات مات نقيب بعده مكانه و يسمى الخضر۔
> ترجمہ: بعض نے کہا کہ ہر زمانے میں ایک خضر ہوتا ہے، جو نقیب اولیاء ہوتا ہے، جب ایک نقیب کا وصال ہو جائے تو اس کی جگہ دوسرا نقیب آجاتا ہے جسے خضر کہتے ہیں۔"
>
> (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۲ ص ۵۳)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خضر نقیب اولیاء کو کہتے ہیں، اور

یہاں اسی کا تذکرہ ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام والے حضرت خضر علیہ السلام مراد نہیں ہیں۔
اس جگہ کوئی یہ شبہ کرسکتا ہے کہ اگر نقیب اولیاء مراد ہے تو پھر "علیہ السلام" کا استعمال کیوں؟
تو اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے جناب خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"کاتب لوگ عام طور پر صاحب علم نہیں ہوتے اور جہاں کسی بزرگ یا شخصیت کا نام آجائے وہیں اپنی طرف سے کچھ نہ کچھ تعظیمی الفاظ لکھ دیتے ہیں"۔ (عبقات ص ۹۱)

لہٰذا یہ کتابت کی غلطی ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ سبع سنابل کی عبارت میں نقیب اولیاء کا تذکرہ ہے، اور اقتدار صاحب کی تنقید اس صورت میں ہے جب اس عبارت میں خضر علیہ السلام ہوں جو کہ نبی تھے مراد ہوں چنانچہ لکھتے ہیں "میں نے آپ کی بھیجی ہوئی کتاب میں یہ جملہ خود اپنی نگاہوں سے پڑھا ہے، سخت ترین گستاخی ہے حضرت خضر علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں (تنقیدات علیٰ مطبوعات ص ۴) لہٰذا یہ اعتراض سرے سے ہی غلط ہے۔

ثانیاً: علماء دیوبند کے نام نہاد مناظر و مفتی حماد دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"کسی بھی کتاب کو سمجھنے اور پڑھنے سے پہلے چند امور کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اس کتاب کے مصنف یا مؤلف کے کردار و شخصیت سے واقفیت، دوسرے نمبر پر اس کتاب کے موضوع فن سے آگاہی کہ یہ کس موضوع پر لکھی گئی ......دوسرے نمبر کی وضاحت میں عرض ہے کہ جب تک یہ پتا نہ ہو کہ کتاب کا موضوع کیا ہے، اس میں استعمال ہونے والی

اصطلاحات قاری سمجھ نہیں سکتا۔مثلاً قبض کا لفظ، اگر طب میں استعمال ہوتو اس کا مطلب انسان کو رفع حاجت نہ ہونا اور یہی قبض کا مطلب تصوف میں استعمال ہوتو اس کا مطلب ہے کہ سالک کی کیفیات پر عارضی طور پر کسی وجہ سے پردہ آجانا اور سلب ہوجانا۔ ......جس فن میں استعمال ہوگا اس فن کے مطابق اس کی تشریح کی جائے گی"۔(صراط مستقیم پر اعتراضات کا جائزہ ص ۳۲۔۳۳)

ایسے ہی مفتی محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں:

جو کتاب جس فن کی ہوگی اس میں مجموعی طور پر اس فن کے اصطلاحی الفاظ ہوں گے، ان الفاظ کو لغوی معنی یا کسی دوسرے فن کے اصطلاحی معنی میں سمجھنے سے مفہوم خبط ہوجائیگا۔

(فتاویٰ محمودیہ ج6 ص163)

اس ساری تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کتاب جس فن کی ہوگی اس میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کا معنی بھی اس فن کے مطابق کیا جائیگا۔اور لفظ "نعلین" کے متعلق مولانا خلیل خان برکاتی لکھتے ہیں کہ:

"صوفیائے کرام کی اصطلاح میں نعلین سے مراد دنیا و آخرت ہوتی ہے امام المکاشفین محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ والرضوان نے اپنی تفسیر میں آیت کریمہ فاخلع نعلیك میں نعلین کی تفسیر دنیا و آخرت سے کی ہے۔اس اصطلاح کے مطابق یہاں نعلین سے مراد یہ ہے کہ حضرت خضر محفل سماع میں مصروف وارفتگان

شوق کی دنیا و آخرت کی نگہبانی فرمار ہے تھے۔''

(سبع سنابل ص ۳۵۴، رضوی کتاب گھر)

لہٰذا یہاں نعلین سے مراد جوتیاں نہیں بلکہ ''دنیا و آخرت کی نگہبانی'' ہے۔ ممکن ہے کہ دیوبندی یہ کہہ دے کہ آخر یہ بات اقتدار نعیمی صاحب کو معلوم نہیں تھی؟ تو اولاً تو عرض ہے کہ جب اقتدار نعیمی ہمارے نزدیک معتبر و مستند ہی نہیں تو ہمیں ان سے کیا لگے؟

دوسری بات یہ ہے کہ علماء دیوبند کے فقیہ الامت مفتی محمود الحسن گنگوہی کہتے ہیں کہ:

''یہ بھی ضروری نہیں کہ موجودہ دور کا ہر فتویٰ جس مفتی سے بھی صادر ہو وہ شرعی حجت ہو، اس لیے کہ بعض لوگ بغیر حجتِ قویہ کے بغیر تعمقِ نظر اور توسعِ فقہ کے بھی فتوی دے دیتے ہیں، جس کا تجربہ اور مشاہدہ یہاں بھی ہوتا ہے، اس لیے جلدی سے کوئی حکم لگا دینا خلاف احتیاط ہے۔'' (چار فتنے: ص ۱۵، مکتبہ زکریا)

لہٰذا دیوبندی اصول کے مطابق اقتدار نعیمی صاحب کا یہ فتویٰ اسی حالت پر معمور کیا جائے تب بھی دیوبندی اصول کے مطابق قابل تنقید نہیں ہو سکتا۔ اور ہمارے لیے تو ویسے بھی حجت نہیں کیونکہ دیوبندی اصول کے مطابق اقتدار نعیمی صاحب ''بریلوی'' ہی نہیں۔ جس پر بحث پہلے ہو چکی۔

☆ ثالثاً: اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ابو ایوب صاحب نے لکھا ''اس کتاب پر مقدمہ ڈاکٹر ایوب قادری کا ہے'' اب یہ صاحب کون ہیں، تو ان کے متعلق دیوبندی ترجمان لکھتا ہے:

''پروفیسر محمد ایوب قادری مرحوم نے تصنیفی خدمات خصوصاً شخصیات اورتاریخ پر انجام دی ہیں۔موصوف کی بزرگان دین کی خدمات کو دیکھتے ہوئے بریلوی مکتبہ فکر کے پاکستانی کارندوں نے یہ سمجھا کہ وہ بھی قادری ہونے کے ناتے 'بریلوی' ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے موصوف دیوبندی مسلک کے آدمی تھے''

(فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ اور فقہی مقام کی حقیقت ص ۲۰۵)

اب اس عبارت کی پوری ذمہ داری دیوبندی اصول وقوانین سے خود مسلک دیوبند پر بھی عائد ہوتی ہے، اگر یہ گستاخی ہے جیسا کہ جناب نے خود لکھا، تو ایوب صاحب کو بھی گستاخ قرار دیا جائے۔

رابعاً: اقتدار صاحب کی تنقید ہمارے مسلک میں حجت نہیں۔اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہلِ سنّت نے اس عبارت کا دفاع کیا ہے، اس کے مقابلے میں اقتدار صاحب کو پیش کرنا خود دیوبندی اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔

(۳) حضرت خضر علیہ السلام کی توہین کا الزام

جناب نے اس جگہ قلائد الجواہر کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت خضر فرماتے ہیں کہ انہوں نے راستے میں ایک سوتے ہوئے شخص کو کہا کہ خدمت کے لیے کھڑا ہو جا تو اس نے کہا کہ ''اے خضر! جا اپنا کام کر مجھے تجھ سے کوئی غرض نہیں'' [قلائد الجواہر ص ۲۴۴) اس پر اقتدار صاحب کی تنقید نقل کی۔

(ملخصاً دست وگریباں ج1 ص118-117)

الجواب

جناب نے جو حضرت خضر علیہ السلام کے حوالے سے قلائد الجواہر سے حکایت ذکر کی اس میں بھی نقیب اولیاء کا ذکر ہے اور اس بات کی تصریح اس جگہ بھی موجود ہے۔ چنانچہ صاحب واقعہ کہتے ہیں:

''چنانچہ میں نے مراقبہ کیا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے رب میں تو نقیب اولیاء ہوں۔'' (قلائد الجواہر ص ۲۲۵)

لہٰذا اس عبارت میں بھی کسی قسم کی کوئی توہین موجود نہیں۔ اور جہاں تک اقتدار صاحب کی تنقید ہے تو اس پر بحث اس صورت میں ہو سکتی ہے جب یہاں اللہ کے نبی مراد ہوں، جیسا کہ لکھتے ہیں:

ایک تو یہ کہ اللہ کے نبی حضرت خضر علیہ السلام کو انتہائی بدتمیزی سے تو تڑا کر کے ترجمہ کیا ہے۔ (تنقیدات علیٰ مطبوعات ص ۱۵)

اس لیے کوئی اعتراض نہیں۔

(۴) (صحابہ کرام کی توہین)

جناب نے غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی کا بیان نقل کیا جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ حدیث پڑھا رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ایک تابعی نے روایت کی اس پر آپ کے شاگرد نے سوال کیا کہ تابعی تو وہ ہوتا جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہو تو وہ روایت کیسے کر سکتا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک صحابی نے حضور سے حدیث سنی پھر دائرہ اسلام سے خارج ہوئے بعد از وفات پھر ایمان لے آئے'' [مقالات کاظمی ج ۱ ص ۲۴] اس پر اقتدار صاحب کی تنقید نقل کی کہ ''سوال

یہ ہے کہ کیا صحابہ مرتد ہوتے تھے اور کیا شیعہ لوگوں کا یہ اعتراض صحابہ پر درست ہے۔
[تنقیدات علیٰ مطبوعات ص ۱۲۱] (ملخصاً دست و گریباں ج ۱ ص ۱۲۱)

الجواب

اس سلسلے میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تابعی کی روایت کو مرسل کہتے ہیں، دوسرا اگر ایک صحابی سرکار دو عالم ﷺ کی زندگی میں نعوذ باللہ ارتداد کا راستہ اختیار کرتا ہے تو وہ شرف صحابیت سے محروم ہو جاتا ہے، اگر وہ سرکار دو عالم ﷺ کی وفات کے بعد ایمان لے آئے، تو اس کی ذکر کردہ روایت کی حیثیت احناف کے نزدیک مرسل کی سی ہوگی۔ یہی بات علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ مفتی محمد طفیل لکھتے ہیں:

> ''حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ محض ارتداد سے سابقہ اعمال ختم ہو جاتے ہیں لہٰذا دوبارہ اسلام لانے کے بعد اسے دوبارہ حج فرض وغیرہ ادا کرنا پڑے گا اسی طرح ارتداد سے شرف صحابیت بھی زائل ہو جائے گا، جب تک دوبارہ اسلام لانے کے بعد دوبارہ زیارت نبی میسر نہ ہو اس کو صحابی نہیں کہیں گے کیونکہ ارتداد سے سابقہ تمام نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ (عمدۃ النظر ص ۳۱۷)

نیز:

حضرات حنفیہ اور مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ مرتد ہو جانے سے جس طرح سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، اسی طرح شرف صحابیت بھی ختم ہو جائے گا، دوبارہ اسلام لانے کے بعد صحابیت کے لیے دوبارہ ملاقات ضروری ہے، اگر آقا ﷺ سے

ملاقات ہوگئی تو صحابہ کے زمرے میں شمار کیا جائے گا اور اگر آپ ﷺ سے ملاقات نہ ہوسکی تو وہ شرف صحابیت سے محروم رہے گا۔ (عمدۃ النظر ص ۳۲۲)
محمود عالم صفدر لکھتے ہیں:

جیسے اشعت بن قیس مرتد ہو گئے تھے جب وہ گرفتار کر کے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو ایمان لے آئے حضرت صدیق اکبر نے ان کا ایمان قبول کرلیا بلکہ آپ کے ساتھ اپنی ہمشیرہ کا نکاح بھی کردیا۔ (قطرات العطر ص ۲۵۹)

اب اس پر جو اقتدار صاحب نے اعتراض کیا کہ کیا صحابہ مرتد ہوتے تھے؟ اور کیا شیعہ کا اعتراض درست ہوگا؟ تو اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ یاد رہے کہ حضور ﷺ کی زندگی کا دور صحابہ کی تربیت کا دور تھا اس دور میں اگر کوئی واقعہ منظر عام پر آیا تو وہ لائق استدلال نہیں۔ علامہ خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

"تربیت کے دوران ان سے جو کمزوریاں صادر ہوئیں۔ وہ ان میں ہرگز موجب قدح نہیں ہوسکتیں۔" (معیار صحابیت ص ۲۲)

پھر شیعہ حضرات کا موقف یہ نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی زندگی میں معاذ اللہ مرتد ہوئے بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد تین صحابہ کے سوا باقی سب مرتد ہو گئے تھے [نعوذ باللہ] (روضہ کافی، رجال کشی، اصول کافی)
ایسے ہی ابو معصب جوادی لکھتا ہے:

آنحضرت کی وفات کے بعد بہت سے اصحاب جادہ حق سے ہٹ گئے تھے۔ (تحقیقی دستاویز ص ٦١)

اس لیے اعتراض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۵) سکون زمین کا مسئلہ

جناب نے زمین کی حرکت کے حوالے سے اعلیٰ حضرت اور علامہ احمد سعید کاظمی کا اختلاف نقل کیا۔(ملخصاج ۱ص ۱۲۱)

الجواب

عرض ہے کہ مسئلہ ہذا اجتہادی قسم کا ہے اور اس میں اختلاف کی گنجائش موجود ہے، جس طرح امام شافعی امام کے پیچھے قرات کو فرض مانتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کو نہ ماننے کا حکم ہے۔ جب یہ اختلاف جائز ہے تو اس مسئلہ میں بھی اختلاف درست ہے۔ دیوبندی کتاب میں ہے:

> س:......زید نے مباحثہ میں یہ بات پیش کی سائنس داں اس بات کے قائل ہیں کہ زمین حرکت کرتی ہے سورج گردش نہیں کرتا ہے، حالانکہ قرآن شریف شاہد ہے کہ زمین ساکن ہے سورج گردش کرتا ہے، اس پر عمر نے کہا کہ زید کا کہنا غلط ہے اس لئے مطلوب ہے کہ ازروئے شرع زمین گردش کرتی ہے یا سورج؟
>
> ج:......حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: زمین حرکت کرتی ہے یا نہیں تو کسی نص شرعی نے نہ اس کا اثبات کیا ہے اور نہ نفی کی ہے، پس اثباتاً یا نفیاً یہ مسئلہ اسلامی اور شرعی مسئلہ نہیں ہے، محض ایک عقلی مسئلہ ہے، دونوں جانب احتمال وگنجائش ہے اور کسی احتمال پر کسی آیت یا حدیث پر کوئی اشکال واعتراض لازم نہیں آتا
>
> (فتاوی مرغوب الفتاوئی ج1 ص302-303)

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

رہی تحقیق خود اس مسئلہ کی سو کسی نص شرعی نے نہ اس کا اثبات کیا ہے نہ نفی کی ہے پس اثباتاً یا نفیاً یہ مسئلہ اسلامی اور شرعی نہیں ہے محض ایک عقلی مسئلہ ہے دونوں جانب احتمال اور گنجائش ہے۔۔۔ البتہ عقلی طور پر دونوں جانب سے اپنے اپنے دعوے پر ادلہ قائم کیے گئے ہیں اور جانب مخالف ابطال پر بھی وجوہ لائے ہیں جیسا کہ کتب کلامیہ میں مبسوط ہے اور یہ دعویٰ کہ گزشتہ زمانہ میں علماء کو گردش زمین کا علم نہ تھا الخ محض غلط ہے اگر علم نہ تھا تو اپنے مئولفات میں اس مذہب کو نقل کیسے کیا اور پھر اس کو باطل کیسے کیا ؟ چنانچہ شرح مواقف میں بھی اس کی بحث موجود ہے''۔

(امدادلفتاویٰ ج۶ ص ۱۶۳، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

تھانوی صاحب کی اس وضاحت سے یہ معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اور کتب کلامیہ میں اس کا ابطال موجود ہے۔جبکہ دوسری طرف دیوبندی حضرات اس کے قائل بھی ہیں۔احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں:

''زمین کی تین حرکتیں ہیں'' (ملفوظات محدث کاشمیری ص ۸۶)

لہٰذا اگر یہ اختلاف مذموم ہے تو جناب کو اپنے مسلک کے متعلق بھی دست وگریباں نامی کتاب ترتیب دینی چاہیے۔

(۶) خواتین کو سورۃ یوسف سے ممانعت کا مسئلہ

اس جگہ جناب نے علمائے اہلِ سنّت کے حوالہ جات نقل کیے جنکا خلاصہ یہ ہے کہ''

عورتوں کو سورہ یوسف کا ترجمہ پڑھانا درست نہیں'' پھر اس پر مفتی اقتدار صاحب کی تنقید نقل کی۔(ملخصا دست و گریباں ج۱ص ۱۲۳۔۱۲۲)

الجواب

جوابا عرض ہے کہ سورۃ یوسف مطلقاً پڑھانا منع نہیں بلکہ بعض مقامات ایسے ہیں کہ استاد کا بچیوں کو پڑھانا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اس لیے فتاویٰ بریلی شریف میں ہے:

''اور عورتوں کو سورہ یوسف کی تعلیم سے روکنے میں مصلحت یہ ہے کہ اس میں حضرت یوسف کے حسن و جمال کا ذکر ہے اور زنان مصر کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا ذکر ہے جب عورتیں اس کو پڑھیں گی تو ان کا فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔''

(فتاویٰ بریلی شریف ص ۲۵۷)

پھر یہی بات علامہ آلوسی حنفی البغدادی نے بھی لکھی ہے:

"و قد صح الحاکم فی مستدرك حدیث النهی عن تعلیم النساء سورۃ یوسف۔" (روح المعانی ج۱۲ ص۱۸۶)

اس کے علاوہ دیگر کتب میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔(الاتقان ج۱ ص ۱۶۵۶، الشفاء ج۲ ص ۱۰۰۴)

اور جہاں تک اقتدار صاحب کی تنقید ہے تو وہ حجت نہیں۔

(۷) نبی اکرم ﷺ کی گستاخی کا مسئلہ

اس جگہ جناب نے ملفوظات کے حوالہ سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اعلیٰ حضرت نے حضور ﷺ کی امامت کی اور پھر خود لکھا کہ کسی کو حضور ﷺ کا امام ماننا کفر ہے۔ (ملخصاج۱ ص ۱۲۴)

الجواب

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ "ملفوظات" اعلیٰ حضرت کی اپنی کتاب نہیں اور اس میں کئی اغلاط بھی موجود ہیں:

"لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ فی زمانہ ملفوظات کے نسخوں میں باہم فرق، عبارتوں میں کمی بیشی، بعض مقامات کا بعض سے متضاد ہونا اور کتابت کی غلطیاں وغیرہ موجود ہیں۔"

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۴۶، المدینۃ العلمیہ)

پھر خود دیوبندی حضرات اس بات کو مانتے ہیں کہ اس قسم کی کتب میں سامع یا جامع کی غلطی کا احتمال ہوتا ہے، عبدالجبار سلفی لکھتے ہیں:

"یہ العرف الشذی کی طرح املائی تقریر ہے، لہٰذا پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ علامہ کشمیری کا قول ہے۔ یہ املائی تقریریں ان کے شاگردوں نے ان کی وفات کے بعد شائع کی ہیں۔ اور ناقلین کے سننے یا نقل کرنے میں لغزش کا امکان ممکن ہے۔" (تنبیہ الناس ص ۳۹، ادارہ مظہر التحقیق۔ کھاڑک ملتان روڈ۔ لاہور)

سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:

حضرت مرحوم نے اپنے قلم سے وہ نہیں لکھی اور نہ یہ ان کی تصنیف ہے جس میں مصنف کی پوری ذمہ داری کارفرما ہوتی ہے اور بوقت ضبط تحریر شاگردوں سے کیا کچھ غلطیاں سرزد نہیں ہو سکتیں؟ اور

ان تقریروں کی ذمہ داری استاد پر کیسے عائد ہو سکتی ہے؟۔

(راہ ہدایت صفحہ نمبر ۱۳۵)

ظہور احمد الحسینی لکھتے ہیں:

یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ العرف الشذی اور فیض الباری وغیرہ حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری کی اپنی تصانیف نہیں ہیں کہ یہ یقین سے کہا جائے کہ علامہ کشمیری نے یہ بات ضرور ارشاد فرمائی ہوگی بلکہ یہ کتابیں تو حضرت کی املائی تقاریر کا مجموعہ ہیں جن کو ان کی وفات کے بعد ان کے شاگردوں نے کتابی صورت میں شائع کر دیا اب ظاہر بات ہے کہ ناقلین کے سننے یا نقل کرنے میں غلطی کا امکان موجود ہے۔ (حقیقی دستاویز ص ۳۶۸)

مجیب الرحمٰن صاحب اپنے مماتی دیوبندی سے مخاطب ہو کر لکھتے ہیں:

"ہمیں درجہ یقین میں یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ یہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی بات نہیں لگتی بلکہ بلا برگردن راوی یا کاتب"، (فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت بقول جناب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی نہیں تو حجت نہیں تو کوکب دری بھی ان کی لکھی ہوئی نہیں تو حجت کیوں ہے؟)

(عقیدہ حیات النبی اور صراط مستقیم ص ۱۵۴)

عبد القدوس قارن لکھتے ہیں:

علمی طور پر تناقص اور تضاد اس وقت ہوتا ہے جب ثبوت اور سند

کے لحاظ سے دونوں باتیں مسلم ہوں۔

(ارشاد الحق اثری کا مجذوبانہ واویلا ص ۳۰، مکتبہ صفدریہ)

جبکہ ملفوظات کی عبارت ہرگز مسلم نہیں کہ یہ امام اہل سنت کی اپنی ہے کہ نہیں، لہٰذا اسے دیوبندی اصول سے پیش ہی نہیں کیا جا سکتا۔ پھر ملفوظات کی عبارت یوں ہے:

"ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں۔ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟ فرمایا: برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔" الحمد للہ! یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔" (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۲۰۵، المدینۃ العلمیہ)

قارئین! سب سے پہلے تو یہ بات عرض ہے کہ یہ خواب ہے، اور دیوبندی حضرات کے مطابق خواب کے ظاہر اور تعبیر میں فرق ہوتا ہے اور خواب کے واقعات پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ان سے کوئی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

دیوبندی ترجمان لکھتا ہے:

"خواب کے واقعات پر شرعاً مواخذہ نہیں۔"

(بریلویوں کا چالیسواں ص ۱۵)

سرفراز خان صاحب لکھتے ہیں:

رہے تذکرۃ الرشید کے حوالے تو صوفی صاحب کو وہ بھی مفید نہیں۔ اول تو اس لیے کہ وہ خواب کا واقعہ ہے اور خواب ایک حقیقت طلب چیز ہوتی ہے۔ اس کی ایک ظاہری صورت ہوتی ہے اور

ایک باطنی حقیقت ہوتی ہے جس کو تعبیر کہتے ہیں۔ بسا اوقات ظاہر کچھ اور ہوتا ہے اور اس کی طے میں کچھ اور ہوتا ہے۔

(تفریح الخواطر ص ۸۶)

یہی صاحب مزید لکھتے ہیں:

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ بغور دیکھیں جن میں ایک خواب کا ذکر ہے۔ خواب خود قابل تعبیر چیز ہوتی ہے کیوں کہ خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت جس کو تعبیر بھی کہتے ہیں۔ پھر ان دونوں میں کبھی مناسبت ظاہری ہوتی ہے اور کبھی خفی۔

(عبارات اکابر ص ۱۷۳)

نیز لکھتے ہیں:

''خواب نیند کی حالت میں دیکھا جاتا ہے اور نیند کی حالت میں جو کلمات زبان سے سرزد ہوتے ہیں شریعت میں ان کا کوئی اعتبار نہیں بالفرض اگر کسی سے بحالت نیند کلمات کفریہ سرزد ہوں تو اس پر کفر وارتداد کا کوئی فتویٰ نہیں لگ سکتا کیوں کہ وہ شرعاً مرفوع القلم ہے اور نیند کی حالت میں ایسے کلمات صادر ہونے کی وجہ سے وہ مجرم نہیں ہوگا۔'' (عبارات اکابر ص ۲۰۵)

ابوالحسنین ہزاروی لکھتے ہیں:

''خواب کی ایک ظاہرہ صورت ہوتی ہے اور اس میں پنہاں ایک حقیقت ہوتی ہے جس کو ارباب تعبیر جانتے ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خواب بظاہر بڑا خوشنما اور مسرت افزا معلوم ہوتا ہے لیکن اس

کی حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے اور کبھی خواب برا خطر ناک یا ہولناک مناظر پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ اس کی حقیقت یعنی تعبیر بڑی خوش آئندہ ہوتی ہے۔

(حقیقی دستاویز ص ۲۸۶، عالمی مجلس تحفظ الاسلام)

مزید لکھتے ہیں:

مذکورہ بالا وضاحت کے بعد یار لوگوں کی بددیانتی ملاحظہ فرمائیے جو خواب کی باتوں کو عقیدہ بنا کر اہل اسلام پر الزام تراشیاں کرتے ہیں۔ (تحقیقی دستاویز ص ۲۸۷)

سعید احمد قادری لکھتے ہیں:

''اس صورت میں جب کہ یہ واقعہ خواب سے تعلق نہ رکھتا ہوتا اور اب اس صورت میں کہ یہ واقعہ خواب کا ہے (جس میں اس نے اپنی مجبوری و بے اختیاری کا ذکر بھی بار بار کیا ہے) اس عقیدت مند پر بھی کوئی شرعی حکم اور فتویٰ نہیں لگتا۔

(بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ ج ۲ ص ۲۶۹، جامعہ عربیہ احسن العلوم، گلشن اقبال بلاک نمبر ۲، کراچی)

صدیق احمد باندوی لکھتے ہیں:

''خواب غیر اختیاری چیز ہے اس کی بنا پر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

(اظہار حقیقت مع حق نما ص ۱۰۶ ادارہ افادات اشرفیہ دوبگا، ہردوئی روڈ لکھنؤ)

ابواوصاف رومی لکھتے ہیں:

''اس صورت میں جب کہ یہ واقعہ خواب سے تعلق نہ رکھتا ہوتا اور اب اس صورت میں کہ یہ واقعہ خواب کا ہے (جس میں اس نے اپنی مجبوری و بے اختیاری کا ذکر بھی بار بار کیا ہے) اس مرید پر بھی کوئی شرعی حکم اور فتویٰ نہیں لگتا۔'' (دیوبند سے بریلی ص ۱۰۱۔ ۱۰۲)

منظور نعمانی لکھتے ہیں:

''اور یہ حقیقت نا قابل انکار ہے کہ خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت جس کو تعبیر بھی کہتے ہیں پھر ان دونوں میں کبھی مناسبت ظاہر ہوتی ہے اور کبھی خفی اور جس کو صرف وہی حضرات سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فن تعبیر میں بصیرت تامہ عطا فرمائی ہو۔'' (سیف یمانی ص ۲۱)

نیز لکھتے ہیں:

کوئی حد ہے اس بے ایمانی اور افترا پردازی کی کہ ایک خواب کو (جس کی صحیح تعبیر بھی نہایت واضح ہے) ایک جماعت کا عقیدہ قرار دیکر کافر بنایا جاتا ہے۔ (سیف یمانی ص ۲۱)

قارئین! ان تمام حوالہ جات سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہوگئی کہ خواب حجت نہیں ہوتے، نہ ہی انکو کسی عقیدے کی بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس پر گستاخی کا کوئی فتویٰ لگ سکتا ہے۔ اور خواب تعبیر کا محتاج ہوتا ہے اس کے ظاہر پہ فتویٰ بھی نہیں لگتا۔ پھر عرض ہے کہ اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ اعلی

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی ہو، بلکہ یہ معترض حضرات کی اپنی اختراع ہے، زیرِ بحث عبارت اس الزام سے بری ہے۔

اس کے بعد جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے کا مسئلہ ہے تو ہم اہلِ سنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر تشریف لائیں تو وہ ہمارے ظاہری امام کے بھی امام ہوتے ہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے تو انہوں نے الحمدللہ کہا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان (اعلیٰ حضرت) کے بھی امام بنے۔ اور علماء اہلِ سنّت کی کتب میں علماء وہابیہ کے مسلمہ بزرگ و محدث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کا واقعہ لکھا......

> صبح کی نماز کے لیے مسجدِ حرام میں تھا۔ جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی۔ میں نے بھی تکبیر تحریمہ کہی تو مجھ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ بحیثیت امام نماز پڑھا رہے ہیں اور آپ کے پیچھے عشرہ (مبشرہ) ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتا رہا۔ یہ ۶۷۳ھ کا واقعہ ہے۔...... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے آپ نے دعا مانگی۔ ...... <u>جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا سے فارغ ہوئے تو ہمارے ظاہری امام نے سلام پھیرا تو میں نے اس کا سلام سنا۔ پھر میں نے بھی سلام پھیرا۔</u>
>
> (الحاوی للفتاوی جلد ۲ ص ۴۴۵۔ مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۴۲۴)

پتا چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد الوصال بھی جماعت میں شامل ہوں تو ظاہری امام کے بھی امام ہوتے ہیں۔

☆ فتوح الشام میں ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے

خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں جانا ہے"۔

(فتوح الشام جلد اول صفحہ ۵۴)

حالانکہ بظاہر یہ جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا لیکن حضرت عبیدہ بن جراح نے یہ نہیں فرمایا کہ اے عمر تم امامت نہ کرواتا اور نہ ہی یہ فرمایا کہ تم امامت کروا کر بے ادب وگستاخ قرار پائے۔(معاذاللہ ثم معاذاللہ)

☆حضور ﷺ اپنے وصال کے بعد بھی اپنے امتیوں کی نماز جنازہ میں باذن الٰہی تشریف لاتے ہیں۔حضرت ربیع بن حراش رضی اللہ عنہ (تابعی) نے وفات کے بعد کلام فرمایا کہ "بے شک نبی کریم ﷺ میری نماز جنازہ پڑھنے کے لیے انتظار فرما رہے ہیں، اس لیے جلدی کیجیے دیر نہ لگایئے۔

[دلائل النبوۃ،حلیۃ الاولیاء،شرح الصدور]

امام ابونعیم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے،بیہقی نے اس حدیث کو"دلائل النبوۃ" میں ذکر کیا اور کہا کہ یہ صحیح ہے اور اس کی سند میں کچھ شک نہیں۔[شرح الصدور،علامہ جلال الدین سیوطی ۱۶۹]

حضرت ربیع بن حراش رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے کہ اپنے وصال کے بعد کلام فرمایا اور سب صحابہ وتابعین کو بتادیا کہ حضور ﷺ میری نماز جنازہ پڑھنے کے لیے انتظار فرما رہے ہیں۔اس کلام کے باوجود ظاہری امام مقرر کیا گیا اور کسی نے نہیں کہا کہ حضور ﷺ کی روحانی موجودگی میں ظاہری امام بنانا گستاخی ہے،یہاں سے بھی عقیدہ

اہلِ سنّت واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری امام کے بھی امام تھے اور مخالفین اپنے گریبان میں جھانکیں "امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جو غیر مقلدین و دیوبندیوں کے نزدیک بھی معتبر بزرگ ہیں انہوں نے فرمایا کہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھے بلایا اور نماز پڑھانے کے لیے آگے کردیا پس میں نے نماز عصر پڑھائی۔

[لطائف المنن واخلاق ج ۲ ص ۶۹]

ایسے ہی سرفراز خانصاحب لکھتے ہیں:

اس عبارت کے پیش نظر آپ تو صرف اپنی امت کے اولیاء کے جنازوں میں شرکت کرتے ہیں۔

(تفریح الخواطر ص ۱۱۱، مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

سرفراز صاحب نے واضح اقرار کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امتیوں کے جنازوں میں شرکت فرماتے ہیں۔ اس خواب کا یہی جواب ہمارے اکابرین نے دیا ہے۔ چنانچہ مولانا سردار احمد خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مولوی صاحب! آپ نے بالکل جھوٹ کہا کہ اعلیٰ حضرت نے امامت کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ کو مسئلہ معلوم نہیں کہ جس نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوں اس میں حضور ہی امام اول ہوتے ہیں۔ اور جماعت کا امام حضور کا مقتدی ہوتا ہے۔ اور باقی جماعت اس امام کی مقتدی ہوتی ہے۔ تو اعلیٰ حضرت کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس جنازے میں نماز کے امام اول حضور تھے۔ اور میں حضور کا مقتدی تھا"۔ (فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص ۱۶۲)

مفتی محمد اجمل صاحب لکھتے ہیں:

علاوہ بریں وہابی نے یہ کہاں سے سمجھا کہ حضور اس نماز میں شرکت کرنے کے لیے تشریف لیے جاتے ہیں جو عالم ظاہری میں ہورہی ہے۔جس عالم میں تشریف آوری ہے اسی عالم میں نماز ہوگی۔ اور اگر وہ نماز باجماعت ہوگی تو اس کے حضور ﷺ ہی امام ہوں گے حضور ﷺ کی نسبت مقتدی ہونے کا گمان وہابی کا فساد قلب اور اس کی بے علمی ہے۔(ردسیف یمانی ص ۶۴)

مولانا عبد العزیز لکھتے ہیں:

لہٰذا حدیث کی روشنی میں ملفوظات کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اگرچہ ظاہر میں امام تھے مگر اصل حقیقی امام حضور ﷺ ہی تھے لہٰذا اعلیٰ حضرت حضور ﷺ کے مقتدی ہوئے اور حضور ان کے امام بنے"۔

(الدیوبندیت ص ۲۴۶)

قارئین! مندرجہ بالا عبارات سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہوگئی کہ جب حضور ﷺ کسی کے جنازہ میں شرکت کریں گے تو امام آپ ہی ہونگے اور اس خواب کا یہی مطلب ہمارے اکابرین نے بیان کیا ہے اگر کسی اصاغر نے اس کی غلط تاویل کی ہے تو اس سے ملفوظات کی عبارت پہ کوئی نقصان نہیں۔

جہاں تک یہ بات ہے کہ حضور ﷺ کی امامت کروانا گستاخی ہے تو یہ بات بھی محل نظر ہے، جناب نے جو حوالہ جات پیش کیے ان کے متعلق بھی ہم کچھ عرض کیے

دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت یوں ہے:

''اور امام لائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ اپنے استغراق حقیقی پر یقیناً حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص، اور دوسرے پر اطلاق قطعاً کفر کہ اس کے عموم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہوں گے، اور معنی یہ ٹھہریں گے کہ فلاں شخص معاذ اللہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی شیخ و امام ہے، اور یہ صراحۃ کفر ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ ج۲۱ ص۳۵۰)

اس عبارت سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نماز میں امامت کے متعلق گفتگو نہیں کر رہے بلکہ امام الائمہ وغیرہما الفاظ کو اپنے استغراق حقیقی پر لینے پر سراپا احتجاج ہیں، لہٰذا معترض کا اس کو نماز جنازہ کی امامت پر فٹ کرنا ہرگز درست نہیں۔

جناب نے دوسرا حوالہ ''بلی کے خواب میں چھیچھڑے'' کا پیش کیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرنا یہ گستاخی ہے۔ جبکہ جناب کو یہ حوالہ بھی سود مند نہیں۔ اس لیے کہ اویسی صاحب نے اول تو کوئی فتویٰ لگایا ہی نہیں۔ اس عبارت میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو اس بات پر دلالت کرے کہ امتی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کروانا گستاخی ہے۔ پھر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ انہوں نے خواب پر اعتراض نہیں کیا بلکہ دیگر دیوبندی عقائد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو بطور تائید پیش کیا ہے۔ لہٰذا ان عقائد کے پیش نظر اس قسم کے خواب کو فساد قلب ہی کہا جائے گا۔ اس کے بعد جناب نے تیسرا حوالہ برق آسمانی کا پیش کیا کہ علامہ حسن علی رضوی نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کو گستاخی کہہ رہے ہیں جبکہ یہ حوالہ بھی جناب کی تائید نہیں کرتا کیونکہ علامہ حسن علی صاحب اس جگہ الزامی گفتگو کر رہے ہیں، بایں وجہ کہ مولوی یوسف رحمانی نے اس کو گستاخی کہا تھا لہٰذا جواباً اس کو اسی کے مسلم قاعدے کے مطابق جواب دیا جا رہا ہے یہ علامہ حسن علی کی اپنی بات ہرگز نہیں۔

جناب نے اسی بحث میں یہ اعتراض بھی کیا کہ دعوت اسلامی نے جب ملفوظات کو چھاپا تو اس عبارت کو نکال کر گستاخی تسلیم کر لی۔(دست و گریباں ج ا ص ۱۲۷)

اسی قسم کا اعتراض آگے چل کر بھی جناب نے کیا ہے۔(دست و گریباں ج ا)

یہ اعتراض بھی لغو ہے، کیونکہ خود دعوت اسلامی والوں نے اگلے ایڈیشن میں یہ عبارات شامل کر کے معذرت کر لی تھی، اس میں موجود ہے:

مجلس المدینۃ العلمیہ نے کتاب ملفوظات اعلیٰ حضرت مع تخریج و تسہیل جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ مطابق جون ۲۰۰۹ کو شائع کی تھی۔اس ایڈیشن میں چند عبارات شامل نہیں کیں، اس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔اس ایڈیشن محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق نومبر ۲۰۱۲ میں ان عبارات کو شامل کر دیا گیا ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۲، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

اب ہم جناب کو گھر کی چار دیواری کی بھی سیر کروا دیتے ہیں، ہم پہلے سرفراز صاحب سے نقل کر چکے ہیں کہ ان کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم امتیوں کے جنازوں میں تشریف لاتے ہیں، یہی صاحب لکھتے ہیں:

"بیت اللہ کے پاس دو مرتبہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔" (احسن الکلام ج ا ص ۲۰۲)

نیز لکھتے ہیں:

سفر تبوک سے واپسی پر آپ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کی اقتداء کی ہے۔ (احسن الکلام ج ا ص ۲۰۲)

ابوالحسن بارہ بنکوی اپنے ایک بزرگ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''انہوں نے کہا، الحمد للہ و الشکر الہ، آج شب یکشنبہ بوقت دو ساعت ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۷، اپریل ۱۹۵۵ء میں روسیاہ سراپا عصیاں کو عالم رویا میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد معلوم لہ کی زیارت منامی نصیب ہوئی، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرے میں تشریف فرما ہیں اور متصل ہی ایک دوسرے کمرے میں کتب خانہ ہے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتب خانہ سے ایک مجلد کتاب اٹھائی جس میں دو کتابیں تھیں ایک کتاب کے ساتھ دوسری کتاب تھی وہ خطبات کا مجموعہ تھا، اس مجموعہ خطبہ میں وہ خطبہ نظر انور سے گزرا جو خطبہ جمعہ میں مولانا حسین احمد مدنی پڑھا کرتے ہیں، جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا بڑا مجمع ہے، مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مولانا مدنی کو خطبہ جمعہ پڑھانے کے لیے ارشاد فرمائیں، فقیر نے جرات کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولانا

مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا، مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولانا کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔

(حسین احمد کے حیرت انگیز واقعات ص ۴۵)

عاشق الٰہی میرٹھی لکھتا ہے:

''شیخ سعید تکرونی مدنی کہتے ہیں۔۔۔۔جس زمانہ میں مولانا مدینہ منورہ تشریف لائے تو قبل اس کے کہ میری شناسائی ہو میں نے خواب دیکھا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہندی خلیل احمد نام کا انتقال ہوگیا ہے ان کے جنازے کی شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں۔'' (تذکرۃ الخلیل ص ۴۲۷)

ان تمام حوالہ جات میں امتی کا امام ہونا تسلیم کیا گیا ہے، اب دیوبندی فتاویٰ جات ملاحظہ کریں، مفتی محمد عبدالغنی خاں صاحب لکھتے ہیں:

''مگر آج خاں صاحب اس امام الانبیاء کی امامت کے بھی مدعی ہیں اور بڑے فخر سے اس تنقیص شان نبوی صلعم پر الحمدللہ پڑھتے ہیں۔'' (الجنۃ لاھل السنۃ ص ۱۴۳، مکتبہ مدنیہ دیوبند)

ضیاء القاسمی لکھتے ہیں:

''علماء حقانی کو بدنام کرنے والو تم نے محبت رسول کا شور غوغا کرکے دنیا کو گمراہ کیا ہوا تھا کیا اسی کا نام محبت ہے کہ چودھویں

صدی میں ایک انگریز کا ایجنٹ جس کی تمام عمر اسلام پر گند
اچھالتے گزر گئی ہو وہ تو امام ہو اور امام الانبیاء اس کے مقتدی
ہوں۔شرم شرم۔حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کے مرید کا خواب تو
تمہیں بھولا نہیں اور اپنے مولوی کی حضور ﷺ کی شان میں
گستاخی فراموش ہو گئی۔" (بریلوی ملاؤں کا ایمان ص ۲۰)

لہٰذا ان حوالہ جات کی روشنی میں دیوبندی اکابرین کے ایمان کا فیصلہ ہم انہیں پر چھوڑتے ہیں۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ ہی رسوائیاں ہوتیں

۸)بے وضو درود و سلام پڑھنے کا مسئلہ

جناب نے پہلے تو علمائے اہلِ سنّت کے کچھ حوالہ جات اس مسئلہ پر دیئے کہ حالت جنابت میں درود شریف پڑھنا جائز ہے پھر تضاد ثابت کرنے کے لیے پیر مہر علی صاحب کے حوالہ سے نقل کیا کہ "بے وضو اور ناپاک راستے میں درود شریف پڑھنا بے ادبی ہے" اسی طرح فیض احمد اویسی سے نقل کیا کہ ایسا فتویٰ دینے والا گستاخ ہے۔" (دست و گریباں ج ۱ ص ۱۳۱)

الجواب

سب سے پہلی بات تو اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ حالت جنابت میں اور بے وضو درود شریف پڑھنا جمہور امت کے نزدیک جائز ہے۔اور خود علمائے دیوبند کو بھی یہ بات تسلیم ہے۔ چنانچہ دیوبندی حکیم اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ:

''بے وضو درود شریف پڑھنا جائز ہے۔''

(اصلاحی نصاب: زاد السعید ص ۵۴۵)

علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی زکریا تبلیغی جماعت والے نے لکھا کہ:

''بے وضو درود شریف پڑھنا جائز ہے۔''

(فضائل اعمال: فضائل درود شریف ص ۷۴۸ مسئلہ نمبر ۵)

فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں لکھا ہے کہ:

''بے وضو کو پڑھنا قرآن اور درود شریف کا درست ہے''۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد اول: کتاب الطہارت ص ۱۳۷ سوال ۱۲۷)

''خاص ایام میں......قرآن وحدیث کی دعائیں دعا کی نیت سے پڑھی جاسکتی ہیں، دیگر ذکر واذکار، درود شریف پڑھنا جائز ہے''۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: حیض ونفاس ص ۱۴۷)

ایسے ہی تقی عثمانی لکھتے ہیں:

حالتِ جنابت میں صرف قرآنِ کریم کی تلاوت ممنوع ہے، لیکن دعائیں، اذکار وتسبیحات اور درود شریف پڑھنا ناجائز نہیں۔

(فتاویٰ عثمانی ج 1 ص 218، جامع الفتاویٰ ج 3 ص 538)

دیوبندی مولانا قاری عبد الباسط لکھتے ہیں کہ:

''ایام حیض میں عورتیں ''دوسرے اذکار اور تسبیح وتحمید وغیرہ پڑھ سکتی ہیں اور اسی طرح قرآن پاک کی دعائیہ آیات بھی بطورِ دعا کے زبانی پڑھ سکتی ہیں۔''

(سوال وجواب کتاب وسنت کی روشنی میں: ص ۱۴۷)

علمائے دیوبند کے فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بہ "فتاویٰ فریدیہ" میں لکھا ہے کہ:

"درود شریف پڑھنا کسی بھی حالت میں ممنوع نہیں ہے۔ لیٹ کر بیٹھ کر پڑھنا حدث اصغر اور جنابت میں پڑھنا تمام کی تمام جائز ہیں قرآن اور حدیث میں درود شریف پڑھنے کی بلا تقیید اجازت دی گئی ہے"۔

(فتاویٰ فریدیہ: جلد اول: کتاب الذکر والدعاء والصلوۃ علی النبی ﷺ: ص ۳۵۳)

فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں غسل جنابت، احتلام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کے بارے میں سوال ہوا تو فتویٰ دیا کہ:

"ہر غسل کے لیے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد اول: کتاب الطہارت ص ۱۲۹ سوال ۹۹)

غسل کرنے سے قبل جو بسم اللہ پڑھے گا تو اس وقت ناپاکی ہی کی حالت ہوگی۔

دیوبندی فتاویٰ میں سوال ہوا کہ ایک شخص بلا لحاظ پاکی و ناپاکی کے ہر وقت اٹھتا، بیٹھتا، یا اللہ، یا رحمن، یا رحیم، یا کریم پڑھا کرتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں" تو دیوبندی مفتی نے جواب دیا کہ:

"یا اللہ، یا رحمن، یا رحیم، یا کریم، اٹھتے بیٹھتے پڑھنا اور اس کی عادت کر لینا جائز بلکہ عمدہ اور اولیٰ ہے...... بے وضو بھی درست ہے اور اس میں بھی ثواب ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد اول: کتاب الطہارت ص ۱۳۷ سوال ۱۲۸)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بے وضو اور حالت جنابت میں درود شریف پڑھنا درست ہے۔اب جہاں تک دیوبندی مصنف نے پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ لکھا کہ:

''بے وضو اور ناپاک راستے میں درود شریف پڑھنا بے ادبی ہے۔'' (فتاویٰ مہریہ ۱۸۷)

اولاً تو عرض ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کو خود بعض علمائے دیوبند نے بزرگ تسلیم کیا ۔چنانچہ دیوبندی ابوریحان ضیاء الرحمن فاروقی (رئیس العام سپاہ صحابہ و مہتمم) نے اپنی کتاب ''تاریخی دستاویز'' پر پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک اس طرح لکھا:

''غوث وقت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ''

(تاریخی دستاویز''صفحہ 113)

دیوبندیوں کی یہ کتاب نہایت معتبر و مستند کتاب ہے۔اس کتاب کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے کہ:

''مختلف مکاتب فکر کے چار سو علماء کی موجودگی میں ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء کو گورنر ہاؤس لاہور میں وزیر اعظم محمد نواز شریف کو پیش کی جانے والی تاریخی دستاویز۔'' (تاریخی دستاویز'' ٹائٹل پیج)

لہٰذا اس کا کوئی دیوبندی انکار نہیں کر سکتا۔

دیوبندی نثار احمد فتحی اپنی کتاب ''تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند۔'' (پسند فرمودہ دیوبندی مفتی عبدالمجید دین پوری رئیس دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی) میں پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''عالم بے نظیر، فقیہ بے بدل، عارف باللہ حضرت سید مہر علی شاہ صاحب پنجاب میں سلسلہ چشتیہ کے مہر منیر تھے۔''

(تہمت وہابیت اور علمائے دیو بند ص ۸۷)

ایسے ہی لال حسین اختر نے بھی پیر صاحب کو مرشد وقت تسلیم کیا ہے۔ (احتساب قادیانیت ج1 ص238)

اللہ وسایا لکھتے ہیں:

پیر طریقت علامہ دوراں حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو تردید مرزائیت میں بے حد شغف تھا۔

(تحریک ختم نبوت ج1 ص150)

اسی طرح ان کے متعلق موجود ہے:

آپ ہندوستان کے مشہور پیر ہیں۔ صرف پیر ہی نہیں بلکہ علمی کمالات کے حامل ہونے کے باعث آپ اہل سنت والجماعت کے چوٹی کے علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے مرزا قادیانی کی تردید میں متعدد کتب و رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ جن میں سے ''سیف چشتیائی'' کو تو مرزائی اعتقاد کی قاطع سمجھئے۔

(احتساب قادیانیت ج53 ص127)

اس لیے جب پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کو خود علمائے دیو بند نے بھی تسلیم کیا تو اب ان مسلمہ بزرگ کے فتوے سے خود دیو بندی علماء بے وضو درود وسلام

پڑھنے کی اجازت دیکر ''بے ادبی'' کے مرتکب ہوئے۔اور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جو فتویٰ ہم پر لگانا چاہتے تھے وہ خود علمائے دیوبند اشرفعلی تھانوی جیسے اکابرین پر نافذ ہوا۔اس لیے اگر علمائے دیوبند کے نزدیک ''بے ادبی'' سے مراد توہین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے تو دیوبندیوں کے مسلمہ بزرگ،غوث و عارف باللہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ خود علمائے دیوبند پر عائد ہوا۔اب پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی جو تاویل علمائے دیوبند فرمائیں وہی ہمارے حق میں بھی قبول کرلیں۔

ثانیاً بندہ ناچیز کہتا ہے کہ یہاں بے ادبی کا لفظ شرعاً توہین و گستاخی کے معنی میں استعمال نہیں ہوا، بلکہ اکثر علماء و بزرگان دین بعض اوقات فرط محبت اور اعلیٰ درجہ کے کمال وتقویٰ کی بناء پر ایسے الفاظ لکھ جاتے ہیں،جیسا کہ خود علمائے دیوبند کے مولانا قاری عبدالباسط لکھتے ہیں کہ:

> زبانی قرآن پاک کی تلاوت کرنے کے لیے،اسی طرح حدیث کی کتاب پڑھنے اور دعائیں پڑھنے کے لیے وضو ہونا ضروری نہیں،تاہم زبانی قرآن پاک کی تلاوت اور حدیث کی کتاب پڑھنے کے لیے بھی وضو کا اہتمام جہاں تک ہو سکے کرنا چاہیے، بغیر وضو کے انھیں پڑھنا(اگرچہ جائز ہے لیکن) خلاف ادب ہے
>
> (سوال وجواب کتاب وسنت کی روشنی میں:ص ۱۴۰)

اس کتاب پر دیوبندی تقی عثمانی اور دیگر دیوبندیوں کی تقاریظ موجود ہیں۔

دیکھئے یہاں صاف لکھا کہ جائز تو ہے لیکن خلاف ادب ہے، بلکہ دیوبندی قاری

عبدالباسط مزید لکھتے ہیں کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا اور درود و سلام پڑھنا بلا وضو جائز تو ہے، لیکن خلافِ ادب ہے...... کمال ادب کا تقاضہ یہی ہے کہ نام مبارک اور درود و سلام باوضو ہی پڑھا جائے۔ چنانچہ فقہاء نے ہر ذکر کے لیے وضو کا اہتمام کو بہتر قرار دیا ہے۔

(سوال و جواب کتاب وسنت کی روشنی میں: ص ۱۳۱)

لہٰذا یہی معاملہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان میں ہے کہ ان کا حکم شرعاً نہیں بلکہ کمال ادب و فرط محبت کے طور پر ہے۔

ثالثاً پھر غور طلب بات یہ ہے کہ پیر صاحب نے اس جگہ یہ ہرگز نہیں کہا کہ ناپاک حالت میں نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ ان کے حوالے سے درج فتویٰ میں ''بے وضو اور ناپاک راستے'' کا تذکرہ ہے۔

رابعاً یہ کتاب پیر صاحب کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی نہیں بلکہ مفتی فیض احمد کی مرتب شدہ ہے، جس کی من وعن ذمہ داری خود دیوبندی اصول سے پیر صاحب پر عائد نہیں کی جا سکتی۔

دیوبندی مصنف نے آخر میں مولانا فیض احمد اویسی کا حوالہ دیا کہ انہوں نے حالت جنابت میں درود و سلام پڑھنے کو جائز کہنے والے مفتیوں کو گستاخ و بے ادب وغیرہ کہا۔ تو عرض ہے حالت جنابت میں درود و سلام پڑھنے کو جائز نہ صرف علمائے اہلِ سنّت نے لکھا [دست و گریباں جلد ا ص ۱۳۰] بلکہ جمہور فقہاء کرام و علمائے احناف کے علاوہ خود علمائے دیوبند نے بھی اس کو جائز لکھا، جس پر ہم نے یہاں علمائے دیوبند کی معتبر کتب سے حوالہ جات پیش کر دیئے۔ تو فیض احمد اویسی صاحب کا موقف جمہور

فقہاء کرام و علمائے احناف اور اکابرین اہلِ سنّت و جماعت کے خلاف اور ان کا تفرد ہے، اس لیے حجت نہیں...... الیاس گھمن صاحب لکھتے ہیں:

اگر کسی مسلک کے عالم نے اپنے علم کے مطابق ایک بات لکھی یا فتویٰ دیا ہے اور اسی مسلک کے کسی دوسرے عالم نے اپنی تحقیق کے مطابق دوسرا فتویٰ دیا ہے تو جوابات مفتیٰ بہ اور معمول بہ ہوں گے اس کو مذہب قرار دیا جائے گا دوسرے کو شاذ یا غلط یا منسوخ سمجھا جائے گا۔ (جی ہاں فقہ حنفی قرآن و حدیث کا نچوڑ ہے ص23)

۹) صحابیٔ رسول کو کافر کہنے کا الزام

جناب نے اس جگہ اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت نے صحابیِ رسول کو کافر کہا، اور دعوت اسلامی نے اس عبارت کو نکال کر اس کا گستاخی ہونا تسلیم کر لیا۔ (دست و گریباں ج ا ص ۱۳۳۔۱۳۵)

الجواب

اولاً تو عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''عبد الرحمن قاری'' نامی شخص کو کافر کہا۔ اور دنیائے وہابیت کو چیلنج ہے کہ ''عبد الرحمن قاری'' نام کا کوئی صحابی ثابت کریں۔ ''عبد الرحمن قاری'' کوئی صحابی تھے ہی نہیں۔ بلکہ مخالفین دھوکا دیتے ہیں اور ''عبد الرحمن بن عبد القاری'' کو پیش کرتے ہیں۔ قارئین انصاف سے بتائیں کہ ''عبد الرحمن قاری'' اور ''عبد الرحمن بن عبد القاری'' میں کچھ فرق نہیں؟۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''عبد الرحمن بن عبد القاری'' کو کافر نہ کہا بلکہ ''عبد الرحمن قاری (فزاری)'' کو کافر کہا جو اسلام قبول کر کے مرتد ہو گیا تھا اور صحابیِ رسول کو قتل

کر کے حضور ﷺ کے اونٹ لیکر بھاگ گیا تھا۔کیا حضور ﷺ کے صحابی کو قتل کرنے والا اور آپ ﷺ کے اونٹوں کو چوری کرنے والا صحابی ہوسکتا ہے؟

اصل مسئلہ یہ ہے کہ ملفوظات میں سامع یا جامع کی غلطی کی وجہ سے فزاری کے بجائے قاری ہوگیا۔لیکن صرف نسبت کے بدلنے سے مسمیٰ نہیں بدلتا۔اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کسی صحابی کو کافر کہہ دیا معاذ اللہ۔بلکہ یہ مخالفین کی کذب بیانی و بہتان بازی ہے۔

اور جہاں تک ''آئینہ اہلِ سنّت'' کے حوالہ کی بات ہے تو وہاں کہیں بھی یہ بات موجود نہیں کہ عبدالرحمٰن قاری نام کا کوئی صحابی تھا، یہ ابوایوب کا افتراء ہے، وہاں بھی اسی چیز کی وضاحت ہے کہ ملفوظات میں عبدالرحمٰن فزاری کو کافر کہا گیا اور یہ واقعہ ''مسلم شریف'' میں موجود ہے۔چنانچہ لکھتے ہیں:

> ''عبدالرحمٰن بن عبدالقاری صحابی ہوں یا تابعی۔یہ کسی طرح وہ عبدالرحمٰن ہرگز ہرگز نہیں ہے۔جسے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کافر کہا۔اور جس کے کفری کارنامے ملفوظ حصہ دوم میں مذکور ہیں۔
>
> (آئینہ اہلسنت ص ۱۷۱۔۱۷۲)

اس کے بعد جناب نے اعتراض کیا کہ ''فزاری'' کے بجائے ''قاری'' کا لفظ جان بوجھ کر لکھا گیا ہے تو جواباً عرض ہے کہ اگر یہ بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی دیوبندی حضرات کو کچھ مفید نہیں، پہلے تم ''عبدالرحمٰن قاری'' نامی صحابی تو ثابت کرو، اور جہاں تک دعوت اسلامی کے حوالے سے اعتراض کیا کہ انہوں نے یہ عبارت نکال دی تھی تو ہم اس کی وضاحت کر چکے کہ بعد میں انہوں نے معذرت کے ساتھ ان عبارات کو دوبارہ شامل کیا تھا۔

۱۰) مسئلہ توحید پر تضاد کا الزام

اس جگہ علمائے اہلِ سنّت کا اختلاف ثابت کرنے کے لیے امام اہلِ سنّت کی عبارت نقل کی "توحید مدار ایمان ہے" [فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۵۶] پھر مفتی احمد یار خان نعیمی کی عبارت نقل کی "خیال رہے کہ توحید مدار نجات نہیں" [اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں ص ۳۳] پھر لکھا "مفتی احمد یار خان نعیمی کی رو سے فاضل بریلوی جو توحید کو مدار ایمان قرار دے رہے ہیں وہ غلط ہے۔ اور فاضل بریلوی کی رو سے مفتی احمد یار خان نعیمی غلط ہے دونوں ایک دوسرے کو ایمان سے خارج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (دست و گریباں ج ۵ ص ۱۳۵۔ ۱۳۶)

الجواب

ہمیں نہایت افسوس ہے کہ دیوبندی حضرات کے پاس اس قسم کے مناظرین ہیں جن کو "مدار ایمان" اور "مدار نجات" جیسے الفاظ کے مطلب و معنیٰ کا بھی علم نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا کہ "توحید مدار ایمان ہے" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر توحید نہ ہو تو ایمان قبول نہیں اور مفتی صاحب نے جو کہا کہ "توحید مدار نجات نہیں" تو مکمل عبارت یوں ہے:

خیال رہے کہ مدار نجات توحید نہیں بلکہ ایمان ہے۔

(اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں ص ۴۰)

یعنی صرف توحید نجات کے لیے کافی نہیں بلکہ دیگر اشیاء پر بھی ایمان ضروری ہے۔ نور الحسن بخاری دیوبندی لکھتے ہیں:

"انسان کی اخروی نجات کا انحصار اسی کلمہ شہادت توحید پر ہے۔"

(توحید و شرک کی حقیقت ص ۲۱)

مزید لکھتے ہیں:

نجات آخرت کا دارو مدار ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسول پر ہے۔جن آیات و احادیث میں صرف توحید کو مدار نجات فرمایا گیا،اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ نجات آخرت کے لیے صرف توحید کافی ہے، بلکہ نجات کے لیے توحید کے ساتھ رسالت پر بھی ایمان ضروری ہے۔ (توحید و شرک کی حقیقت ص ۲۲)

ایچ ماجد اعوان لکھتے ہیں:

''اسلامی عقائد اور شریعت مطہرہ میں توحید باری تعالیٰ کے ساتھ اب اگر رسالت محمدی و آلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت نہ دی جائے تو ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ (تحفظ ناموس رسالت ص ۱۱۷)

یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں:

دائمی نجات کے لیے ایمان شرط ہے، کیونکہ کفر اور شرک کا گناہ کبھی معاف نہ ہوگا، اور ایمان صحیح ہونے کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کو ماننا کافی نہیں، بلکہ اس کے تمام رسولوں کا ماننا بھی ضروری ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ا ج ص ۴۳)

پھر جو جناب نے اقتدار صاحب کی عبارت نقل کر کے اس پر دعوت اسلامی کا فتویٰ چسپاں کرنے کی کوشش کی یہ بھی جناب کا دجل ہے، اقتدار صاحب نے توحید کا نہیں بلکہ وہابی خود ساختہ توحید کا رد کیا ہے، جہاں تک عقیدہ توحید کو تسلیم کرنے کا مسئلہ ہے تو اقتدار صاحب لکھتے ہیں:

''توحید ایمان کا ایک جز ہے، گلدستہ ایمان کا ایک پھول ہے۔''

(شرعی استفتاء ص ۲۴)

مفتی اقتدار صاحب کا بھی توحید پر ایمان ہے، مگر وہ وہابی حضرات کی خودساختہ توحید کا رد کر رہے ہیں، خود دیوبندی حضرات سے بھی یہ عمل ثابت ہے۔ مہر محمد لکھتا ہے:

عقل کا پجاری توحید کی لگام ڈالے ہوئے قرآن وسنت کے مفہوم کی دھجیاں بکھیر رہا ہے۔ (یادگار خطبات ص ۷، اشاعت اول)

اقتدار صاحب بھی اسی بیان توحید پر نقد وارد کر رہے ہیں جو توہین نبوت سے لبریز ہو۔ مفتی سعید خان لکھتے ہیں:

''ہمارے ملک میں دیوبندیت کو نواصب کے علاوہ جس مسلک یا عقیدے نے بہت نقصان پہنچایا وہ وہابیت ہے ...... اور توحید کے نام پر طلباء حضرات اولیاء کرام رحمہم اللہ کو گستاخ آمیز جملوں کا نشانہ بنانے لگے ہیں۔'' (دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے ص ۱۷۷)

یعنی دیوبندی حضرات توحید کے نام پر گستاخیاں کرتے ہیں، یہی بات اقتدار صاحب نے کی ہے اور اسی دیوبندی خودساختہ توحید (جس میں محبوبان خدا کی گستاخی ہو) کا رد کیا ہے اور اسی ''شرعی استفتا'' میں گستاخانہ توحیدی عقیدے کو یہودیانہ سازش لکھا ہے۔

۱۱) حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کا الزام

اس عنوان سے جناب نے مہر منیر کی ایک عبارت نقل کی اور اس پر جناب اقتدار احمد صاحب کی تنقید نقل کی۔ (دست و گریباں ۱/ ۱۳۷۔۱۳۸)

الجواب

پہلی بات تو یہ عرض ہے کہ مہر منیر کے تمام مندرجات معتبر نہیں اس کی وضاحت ''ماہنامہ رضائے مصطفیٰ'' میں موجود ہے۔ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ص 19 بحوالہ ہدیۂ بریلویت پر ایک نظر ص 36)

دوسری بات اس کتاب کے مندرجات کی ذمہ داری پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ہرگز نہیں ہو سکتی، کیونکہ خود مؤلف نے لکھا:

> اس کتاب کی تالیف میں مذکورہ بالا مسودات کے علاوہ حضرت قبلہ عالم کی تصانیف، مکتوبات، ملفوظات اور بعض قلمی تحریروں کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ساتھ ہی آنجنابؒ کے صحبت یافتہ اور دیرینہ متوسلین سے بالمشافہ اور بذریعہ خط و کتابت بھی معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ (مہر منیر)

لہٰذا مہر منیر کے یہ تمام مندرجات جمہور اہل سنت کے مخالف ہیں اس لئے اسے ہمارے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ اعتراض سرے سے ہی غلط ہے۔

۱۲) نبی علیہ السلام پر جھوٹ بولنے کا الزام

جناب نے قلائد الجواہر کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ''اولیاء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' [قلائد الجواہر ص ۳۰۱) اس پر جناب اقتدار صاحب کی تنقید نقل کی کہ ''میری نظر سے یہ روایت نہیں گزری۔'' (دست و گریباں ج ا ص ۱۴۱)

الجواب

جہاں تک قلائد الجواہر کی بات ہے تو وہاں صرف یہ عنوان موجود ہے کسی قسم کا استدلال

یا وضاحت سے یہ مقام یکسر خالی ہے، اس لیے غالب گمان یہی ہے کہ یہ سہو کاتب ہے ۔پھر دیوبندی حضرات کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ان کے نزدیک تو فضائل میں موضوع روایات بھی بیان کی جاسکتی ہیں۔(اصول فقہ ص ۸)

اسی طرح دیوبندی حضرات کی کتاب میں ہے:

''سوال:۔حضرت شاہ ولی اللہ کے رسائل مبشرات، مسلسلات، نوادر، ان میں بہت سی روایات قاعدے کے مطابق بے اصل ہیں حالانکہ ان کی اجازت کا معمول حضرت شاہ صاحب کے زمانے میں متداول، مگر مجھے اس میں دخول فی الکذب کا رجحان ہے..

الجواب:۔آخر ابن ماجہ وغیرہ میں بہت سی موضوع روایات کہی گئی ہیں مگر ان کی روایت بلا نکیر ہوتی ہے......ان کو جو پہنچا روایت کر دیا، روایت کرنا اور بات اور ثبوت کا حکم کرنا اور بات ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۱۲۸)

اس حوالہ بالا سے ایک بات یہ واضح ہوئی کہ موضوع روایت گھڑنے اور اس کو بیان کرنے میں فرق ہے، پھر خود شاہ ولی اللہ نے بھی بے اصل روایت کو بیان کی۔اسی طرح دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:

کسی حدیث کو بے اصل (یعنی اس کی کوئی اصل نہیں) اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ اس حدیث کی کوئی سند نہ ہو، یا سند تو ہو لیکن راوی کے کذاب ہونے کی وجہ سے کالعدم ہو۔

(موضوع احادیث سے بچیئے ص ۱۷۹)

مزید لکھتے ہیں:

لیکن اگر کوئی حدیث لاعلمی میں بیان ہوگئی ...... لیکن موضوع ہونے کا علم نہ ہوسکا تو یہ غلطی معاف ہے۔

(موضوع احادیث سے بچیئے ص ۸۹)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بے اصل روایت موضوع ہوتی ہے اور لاعلمی میں روایت کرنے والے پر پکڑ نہیں۔اس کے بعد جناب نے احکام شریعت کی ایک عبارت نقل کر کے اعتراض کیا کہ ''خان صاحب بریلوی نے یہ نبی پاک علیہ السلام پر جھوٹ بولا ہے کہ حدیث میں داڑھی منڈوانے اور کتروانے والے پر ارادہ قتل کی وعید ہے۔'' (دست وگریباں ج ۱ ص ۱۴۱)

سب سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ احکام شریعت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی باقاعدہ تصنیف یا تالیف نہیں، بلکہ یہ سید شوکت علی نامی صاحب کی مرتبہ کتاب ہے جس کی مکمل ذمہ داری اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ہرگز نہیں ڈالی جاسکتی تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں۔(احمد البیان فی رضاء کنز الایمان ص ۲۶۰۔۲۶۱، العطایہ الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ ج ۲ ص ۱۳، ۲۴، ۲۵، ننگے سر نماز کی شرعی حیثیت ص ۱۳)

ثانیاً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہی عبارت خود دیوبندی مفتی رشید احمد لدھیانوی نے اپنی کتاب ''اسلام میں داڑھی کا مقام'' کے صفحہ ۴۲ پر یہی عبارت نقل کی اور بقول خود معترض اختلاف نہ کر کے اسے تسلیم کیا، لہٰذا اگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض ہے تو رشید احمد لدھیانوی بھی جہنم کا ایندھن ہی قرار پائے گا۔

اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم علمائے دیوبند کو بھی آئینہ دکھادیں۔

دیوبندی شیخ الہند لکھتے ہیں:

"علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" (الجہد المقل ص ۲)

سید محمد میاں لکھتے ہیں:

اس امت کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا گیا۔

(شاندار ماضی ج ۱ ص ۱۱۲، مکتبہ رشیدیہ عائشہ منزل اردو بازار کراچی)

بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں:

یہی نکتہ تھا کہ آپ نے اپنے علمائے امت کو بنی اسرائیل کے انبیاء سے تشبیہ دی ہے اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرمایا ہے۔ (ترجمان السنہ ج ۱ ص ۴۴۳، ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور)

اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

اور بزرگوں کی اسی کوشش کی وجہ سے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے زمرے میں جگہ ملی ہے۔

(شاہ اسماعیل شہید ص ۱۱۸۔۱۱۹)

عاشق الٰہی لکھتے ہیں:

حضرت روحی فداہ خود ارشاد فرما چکے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ (تذکرۃ الخلیل ص ۲۴)

اس روایت کے متعلق خود جناب نے "لا اصل" کے الفاظ نقل کیے۔ (دست و گریباں ج ۱ ص ۱۴۱)

ایسے ہی سعید احمد اس روایت کے متعلق رقم طراز ہیں:

"اس کی کوئی اصل نہیں۔ (موضوع احادیث سے بچیے ص ۲۲۲)

اور ہم اوپر واضح کر چکے کہ لا اصل سے مراد کسی روایت کا موضوع ہونا ہے۔ اب ایوب صاحب کو چاہیے ان حضرات پر بھی حسب سابق تبرا کر کے اپنے حق پرست ہونے کا ثبوت دیں۔

مزید سنیے، رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

حضور نے کہا مجھے بھائی کہو۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ا ص ۲۱، میر محمد کتب خانہ)

جب کہ اس قسم کی کوئی حدیث موجود نہیں۔، اور جناب خالد محمود لکھتے ہیں:

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا جہنمی ہے۔

(مناظرے ص ۱۵۱)

لہٰذا دیوبندی اصول کے مطابق خالد صاحب کے فتوے سے رشید احمد گنگوہی سمیت سارے دیوبندی جہنمی ٹھہرے۔

۱۳) مولانا کہنا کفر پر اعتراض

اس جگہ جناب نے اعلیٰ حضرت کا فتویٰ نقل کیا کہ دیوبندی حضرات کو مولانا کہنا کفر ہے پھر کچھ علمائے اہلِ سنّت کی عبارات نقل کیں جس میں انہوں نے علمائے دیوبند کو مولانا کہا ہے۔ (ملخصاً دست و گریباں ج ا ص ۱۴۱۔ ۱۴۳)

الجواب

جہاں تک جناب کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مولانا کہنا کفر ہے تو یہ بات ہرگز درست نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہاں صرف مولانا کہنے کو نہیں بلکہ تعظیم کے ساتھ وضعی معنی میں کہنے پر فتویٰ ہے۔ کیونکہ مکمل عبارت یوں ہے:

''حضور کی توہین کرنے والے شخص کو مولانا و فخر مسلمانان اور ہادی

ورہبر قوم ماننا اگر اس کے اقوال پر اطلاع کے بعد ہے خود کفر و
موجب غضب رب ہے۔'' (فتاوی رضویہ ج۱۵ ص۲۶۰)

اس مکمل عبارت سے یہ بات واضح ہوئی کہ صرف ''مولانا'' کہنے پر فتوی نہیں بلکہ تعظیم وتکریم کے ساتھ رہبر وہادی ماننے اور وضعی معنی کو کفر کہا گیا ہے۔ کیونکہ جب کسی کو رہبر وہادی مانا جائے گا تو اس سے اس کی تعظیم لازم آئے گی جسکی طرف عبارت مذکور میں اشارہ ہے۔ لہٰذا اس عبارت میں صرف مولانا کہنے پر فتوی نہیں، کیونکہ ''مولانا'' عام طور پر درس نظامی کے فاضل کو کہا جاتا ہے اور دیوبندی حضرات کی اسی جہالت کو علامہ ارشد القادری نے آشکار کیا ہے، کہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو وضعی معنی اور تعظیم کے پہلو کو کفر فرما رہے ہیں اور انہوں نے اپنی جہالت کے سبب اس کو عرفاً ''مولانا'' کہنے پر فٹ کر دیا۔ پھر قاضی مظہر اسی قسم کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اور آج کل تو کراچی کے ایدھی کو بھی اخبارات میں مولانا لکھا جاتا ہے۔ گویا کہ اب مولانا کا لفظ بھی کوئی خاص وزن نہیں رکھتا۔
>
> (تحفظ عقائد اہل سنّت ص۴۲۱)

اس لیے مولانا کہنے کی اب کوئی اہمیت نہیں۔

۱۴) حضور ﷺ کو شکاری کہنے کی تہمت

اس جگہ جناب نے جاء الحق کی ایک عبارت پر اعتراض کیا، جس پر کچھ عرصہ قبل ہم نے ایک مضمون لکھا تھا وہی من وعن پیش خدمت ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں

میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی
آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا
مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ
خطاب ہوسکتا ہے ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا "ایکم مثلی"
طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر
بولتے ہیں تا کہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے
جنس کی آواز ہے انبیاء کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان ان کی
ہوتی ہے اور کلام رب کا۔ الخ (جاء الحق صفحہ ۱۴۵ حصہ اول)

جاء الحق کی مذکورہ بالا عبارت پر دیوبندی حضرات کچھ اعتراضات کرتے ہیں انکا
جواب حاضر ہے۔

اعتراض نمبر ۱

جاء الحق کی اس عبارت کے بارے میں مفتی مجاہد لکھتے ہیں: اس عبارت میں آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کو شکاری اور دھو کے باز سے تشبیہ دے کر۔ (نور سنت شمارہ نمبر ۸ ص ۱۴۳)

پھر ابو ایوب قادری کہتے ہیں: اس عبارت میں پیارے نبی علیہ السلام کو شکاری ثابت
کیا گیا ہے۔ (دست و گریباں ۱۴۹)

اسی طرح ایک اور مولوی حافظ عبد الرشید کہتے ہیں: آنحضرت کو اس طرح شکاری قرار
دینا دنیائے بریلویت کی گستاخی ہے۔ (پڑھتا جا شرماتا جا)

الجواب

☆مفتی خیر محمد جالندھری کہتا ہے:

یہ جو وزیر اعلیٰ کی مثال دی ہے بطور توضیح مثال دی ہے کہیں کوئی اس تشبیہ کو حقیقت نہ سمجھ لے اور اعتراض کرنا شروع کردے۔

(خیر الفتاوی ج۱ ص۱۵۱)

☆مفتی حماد کہتے ہیں:

ہر زبان میں بہتر طریقے سے بات کرنے کے لیے تشبیہ کا استعمال ہوتا ہے۔ہم اردو زبان میں کسی کی بہادری سے متاثر ہو کر کہتے ہیں کہ فلاں آدمی شیر جیسا بہادر ہے۔اور فلاں ایسا خوبصورت ہے جیسے چاند، جب بھی کسی چیز کو تشبیہ (مشبہ) دی جاتی ہے کسی دوسری چیز کے ساتھ (مشبہ بہ) اس میں مقصود کوئی صفت ہوتی ہے تشبیہ من کل وجوہ نہیں ہوتی بلکہ کسی خاص پہلو میں ہوتی ہے (مختصر المعانی) مثال کے طور پر جب ہم کہتے ہیں زید ایسا بہادر جیسے شیر تو اس کا یہ مطلب نہیں جیسے شیر کی دم ہے ایسے زید کی بھی دم ہے ......تو تشبیہ تمام چیزوں میں نہیں ہوتی بلکہ مقصود اس تشبیہ سے یہ ہے کہ جیسے شیر بہادر ہے ایسے ہی زید بہادر ہے۔

(راہ سنت شمارہ نمبر ۳ ص ۱۷،۱۸)

مندرجہ بالا عبارات سے واضح ہوا کہ:

۱۔مثال توضیح کے لیے ہوتی ہے۔اس میں تشبیہ کو حقیقی نہیں سمجھنا چاہیے۔

۲۔مشبہ اور مشبہ بہ برابر نہیں ہوتے۔یعنی تشبیہ من کل وجوہ نہیں ہوتی اگر کوئی کسی کو شیر کہتا ہے تو لازمی نہیں کہ جس کو شیر کہا گیا ہے اس کی دم بھی تسلیم کی جائے بلکہ تشبیہ تو ایک وصف کی مماثلت کی وجہ سے ہوتی ہے۔اب جہاں تک بات ہے قابل اعتراض عبارت کی تو سب سے پہلے ہم چیلنج کرتے ہیں کہ جاء الحق کی عبارت میں دھوکے باز کا لفظ دکھایا جائے جو قیامت تک آپ لوگ نہیں دکھا سکتے۔

پھر معترض حضرات نے تو یہ دعوی کیا تھا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شکاری کہا یا لکھا ہے۔لیکن خدارا انصاف و دیانت کے ساتھ جاء الحق کی مذکورہ عبارت اول تا آخر پڑھ کر خود دیکھ لیجئے کہیں بھی آپ کو یہ لفظ نہیں ملے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکاری ہیں۔ بلکہ مفتی صاحب تو یہ بات سمجھا رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی تخلیق وحقیقت) نور ہیں("قد جاء کم من اللہ نور")لیکن اللہ عزوجل نے ان کو بشر کی شکل میں مبعوث فرمایا۔چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے(اور اس سے خوف وڈر کی وجہ سے دور بھاگتی ہے)لہذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔جس طرح شکاری (خفیہ تدبیر اختیار کرتے ہوئے) جانور کی سی (یعنی اس جیسی کوئی صفت اپناتا ہے اسی جیسی) آواز نکالتا ہے تاکہ اس خفیہ تدبیر کی وجہ سے جانور ڈر کر دور بھاگنے کے بجائے یہ سمجھے کہ یہ ہمارا اپنا ہی ہم جنس ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کی شکل میں مبعوث فرمایا تاکہ انسان ان کو ہم جنس جانتے ہوئے قریب آئیں۔اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے(اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل عام بشروں جیسے ہیں)اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے(لہذا دیوبندیوں

کا مشکلم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا عام بشر سمجھنا جہالت ہے) پھر ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا "ایکم مثلی "۔ (جس طرح) طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تا کہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے انبیاء کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان ان کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔ (خلاصہ عبارت جاء الحق صفحہ ۱۴۵ حصہ اول)

پھر عبارت مذکورہ میں تشبیہ صرف ہم آہنگی پیدا کرنے میں ہے۔ اگر آپ کے نزدیک یہ دھوکہ ہے تو یہ دیکھیں نشر الطیب میں ہے:

> اسی حدیث میں مذکور ہے کہ پھر مجھ کو نور میں پیوست کر دیا گیا اور ستر ہزار حجاب مجھ کو طے کرائے گئے کہ ان میں ایک حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا...... اور مجھے وحشت ہوئی۔ اور اس وقت کسی پکارنے والے نے مجھے ابو بکر کی شکل میں پکارا کہ ٹھہر جایئے آپ کا رب صلوۃ میں مشغول ہے...... ابو بکر کے پکارنے کا قصہ یہ ہے کہ ہم نے ایک فرشتہ ابو بکر کی صورت میں پیدا کیا جو آپ کو ان کے لہجے میں پکارے تا کہ آپ کی وحشت دور ہو۔
>
> (نشر الطیب ص ۷۲)

جناب اب لگائیں فتوی کہ یہ دھوکہ ہے؟ ...... مگر یہ دھوکہ نہیں بلکہ مانوس کرنا ہے کیونکہ ہر جنس اپنے ہم جنس کی طرف مائل ہوتی اور مانوسیت محسوس کرتی ہے۔ جب کہ کفار کہتے تھے کہ ہمیں آپکی بات سمجھ نہیں آتی تمہارے ہمارے درمیان حجاب ہے ہمارے دلوں میں ڈاٹ ہے اسی پر یہ ارشاد ہوا کہ آپ فرماؤ کہ میں تمہاری مثل ظاہری

صورت میں بشر ہوں...... (حم السجدہ)۔ پھر کیوں تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اگلی بات یہ ہے کہ تشبیہ کو حقیقت نہیں سمجھنا چاہیے۔ لہٰذا اس عبارت میں آپ کو شکاری نہیں کہا گیا۔ پھر وجہ تشبیہ ایک ہی ہوتی ہے۔ (المسلک المنصور ۳۵) یہاں تشبیہ مانوس کرنے میں ہے اور پھر اسی آیت کی تفسیر میں ابن جریر میں ہے کہ:

قل یامحمد لھؤلاء المعرضین ما انا الابنی آدم مثلکم

فی الجنسو الصورۃ والھیۃ لست بملك۔

پس جناب اس تفسیر سے آپ کا کفار کو اپنی طرف مائل کرنا اور ہم آہنگی پیدا کرنا ثابت ہو گیا۔

رب کریم گھات لگائے ہے

پھر دیوبندی حضرات کا خفیہ تدبیر کو دھوکے سے تعبیر کرنا غلط ہے۔ خفیہ تدبیر اور دھوکہ میں فرق ہے قرآن پاک میں ہے کہ "اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ"۔ (پارہ ۳۰ سورۃ الفجر آیت ۱۴)

☆ مسلک دیوبند کے حکیم اشرف علی تھانوی اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ:

آپ کا رب (نافرمانوں کے) گھات میں ہے (تھانوی)

☆ غیر مقلدین کے خطیب الہند محمد جونا گڑھی نے اس کا ترجمہ یوں کیا:

یقیناً تیرا رب گھات میں ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۳۰ سورۃ الفجر آیت ۱۴)

☆ سعودی عرب کے شاہ فہد کی طرف سے مفت تقسیم ہونے والے اردو ترجمہ قرآن

میں اسی آیت کا ترجمہ یوں ہے:

یقیناً تیرا رب گھات میں ہے (اردو ترجمہ قرآن)

☆سعودی عرب کے مفتیان وعلماء کا مصدقہ ترجمہ وتفسیر قرآن میں ہے:

آپ کا رب گھات میں ہے (تیسیر الرحمن لبیان القرآن)

☆غیر مقلدین کے مولانا عبد الرحمن کیلانی کہتے ہیں کہ:

بلاشبہ آپ کا رب تو گھات لگائے ہوئے ہیں (تیسر القرآن اردو)

اور اس کے حاشیہ پر غیر مقلدین کے ہی حافظ عتیق الرحمن کیلانی لکھتے ہیں کہ:

گھات ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے دشمن یا شکار (شکار کی نگرانی کرنے والے کو کیا شکاری نہیں کہا جاتا؟) کی نگرانی کی جا سکے۔ اس انداز میں کہ اسے معلوم نہ ہو سکے چنانچہ ظالم لوگ جو اللہ کے عذاب سے غافل ہیں ایک حد کے بعد اللہ انہیں ایسے دبوچ لیتا ہے جیسے گھات والا دبوچ لیتا ہے۔ (تیسر القرآن اردو)

تو یہی مثال مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیش فرما رہے ہیں۔ جیسے گھات والا (یا شکاری) خفیہ تدبیر کرتا ہے اسی طرح اللہ عزوجل نے بھی خفیہ تدبیر فرمائی۔

اب اسی لفظ گھات کی تشریح کرتے ہوئے مولوی ابوایوب لکھتا ہے کہ:

آپ دیکھئے کہ علم لغت میں گھات کے کئی معنی ہیں مثلاً: خفیہ تدبیر، ارادہ کرنا۔

تو کیا یہ معنی مراد نہیں لیے جاسکتے ہیں؟ جب لیے جاسکتے ہیں تو یہ لفظ ممنوع کیوں ہیں۔ (نور سنت کا ترجمہ کنزالایمان نمبر ص ۱۹۴)

جب کہ اسی لفظ کا مطلب دھوکہ اور فریب بھی ہے (فیروز اللغات)

توجناب جب رب کی ذات کے لیے ایسے الفاظ ممنوع نہیں تو حضور ﷺ کے لیے خالی خفیہ تدبیر کا لفظ استعمال کرنا ممنوع کیسے ہوگیا۔ پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

قد كانت قبلى رسل كلهم يصطاد او يطلب الصيد

بے شک مجھ سے پہلے رسول تھے، سب یا خود شکار کرتے تھے یا شکار کی طلب کرتے تھے۔ (روح المعانی)

شکار تدبیر سے ہی ہوتا ہے اس کو دھوکہ بازی کا نام دینا کفار کا کام ہے۔

خفیہ تدبیر کا مقصد

شکار کے لوازمات میں خفیہ تدبیر کرنا ہے، جب مقصد منفی ہو تو خفیہ منصوبہ کو دھوکا کہا جاتا ہے اور مقصد مثبت ہو تو خفیہ تدبیر کہا جاتا ہے...... خفیہ منصوبہ جس کے خلاف ہو وہ دھوکا کہلاتا ہے اور جس کے حق میں ہو وہ خفیہ تدبیر کہلاتا ہے...... كذلك كدنا ليوسف (اور ہم نے یوسف کو یہ خفیہ تدبیر سکھائی)۔و مكروا ومكر الله (اور کافروں نے مکر کیا اور ہم نے خفیہ تدبیر کی)...... مثلكم کی خفیہ تدبیر سے کفار کو اسلام کے دامن میں لانا نیک مقصد ہے۔

زاں سبب فرمود خود امثلکم — تا بجنس آیندہ کم گردند گم

اس لئے تمہاری مثل ہوں فرمایا کہ اپنی جنس دیکھ کر آئیں اور گمراہ ہونے سے بچ جائیں۔اب جس کو اس خفیہ تدبیر سے فائدہ پہنچا وہ اسے خفیہ تدبیر کہے گا اور جس کو یوں لگتا ہے کہ اس خفیہ تدبیر کی وجہ سے اسکے باطل و گمراہ مذہب کو نقصان ہوا وہ اسے دھوکا فریب کہے گا۔

تشبیہات کی چند مثالیں

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر فتوی لگاؤ

اسی طرح احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے:

فقد جاء فی الخبر ان اللہ تعالیٰ اوحی داؤد علیہ السلام یا داؤد خفنی کما تخاف السبع انصاری "تحقیق روایت میں آیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد مجھ سے اس طرح ڈرو جس طرح چیر نے پھاڑنے والے درندوں سے ڈرتے ہو۔

(احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 212)

اب یہاں پر درندوں سے خدا کی ذات کو تشبیہ ہے تو کیا محض تشبیہ سے علماء دیوبند و اہلحدیث ایسا فتویٰ صادر کریں گے اللہ عزوجل کو درندے کہا گیا ہے کیا اس کو بھی گستاخی کہا جائے گا؟ (معاذ اللہ)۔ ہرگز نہیں اس لئے کے مشبہ اور مشبہ بہ میں من کل الوجوہ مشابہت نہیں ہوتی بلکہ ان میں تھوڑی سی مناسبت بھی تشبیہ کیلئے کافی ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر فتوی لگاؤ

اسی طرح شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب انفاس العارفین میں انہوں نے لکھا کہ:

"اللہ کی مثال پانی کی سی ہے جیسے ایک لوٹے میں ریت ڈالو اس میں پانی ڈالو یہی مثال اللہ کی ہے کہ وہ کائنات میں موجود ہے"۔

(انفاس العارفین)

اب اگر مثال وتشبیہ دینے سے من کل الوجوہ مشابہت لازم آتی ہے تو پھر علماء دیو بند واہلحدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر فتویٰ لگائیں کہ انہوں نے اللہ عزوجل کو ایسا پانی کہا جو لوٹے میں سما جاتا ہے۔(معاذ اللہ)

قرآن اور اونٹ کے ایک عمل میں تشبیہ

اب آیئے ہم چند احادیث مبارکہ سے تشبیہ ومثال کی وضاحت کرتے ہیں تا کہ علماء دیو بند واہلحدیث کی جہالت بالکل عیاں ہو جائے۔ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی صورت انکار بھی نہیں کر سکتے۔ لیجئے چند احادیث مبارکہ کا مطالعہ کیجئے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قرآن کو ہمیشہ پڑھتے رہو اس لئے کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے "لھو اشد تفصیا من الابل فی عقلھا" قرآن نکل کر بھاگنے میں ان اونٹوں سے زیادہ تیز ہے جن کے پاؤں کی رسی کھل چکی ہو۔

(رواہ البخاری: ۵۰۳۱ مختصر صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۲۲۷)

اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:

"فانه اشد تفصيا من صدور الرجال من النعم"
قرآن لوگوں کے سینوں سے نکل جانے میں وحشی اونٹوں سے بھی زیادہ تیز ہے۔ (مختصر صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۲۲۷)

علماء وہابیہ کے شیخ ابو محمد حافظ عبدالستار ان احادیث کے فوائد میں لکھتے ہیں کہ:

اس حدیث میں تین چیزوں کو تین سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حافظ قرآن کو اونٹ کے مالک سے اور قرآن کریم کو اونٹ سے۔ الخ
(مختصر صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۲۲۷ دارالسلام)

اب علماء دیوبند واہلحدیث بتائیں کہ کیا حافظ قرآن اونٹ چرانے والے کے برابر ٹھہرا اور قرآن کو اونٹ کہا جا رہا ہے؟ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔ بات وہی ہے کہ یہاں تشبیہ دی گئی ہے۔ تو بالکل اسی طرف مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں بھی محض تشبیہ ہے۔ لیکن معترضین جہالت کی بناء پر اس کو غلط انداز دے بیٹھے۔

حافظ قرآن اونٹ کے رکھوالے کی طرح یا تشبیہ؟

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انما مثل صاحب القرآن كمثل صاحب الابل المصقلة" حافظ قرآن کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اپنے اونٹ کی ٹانگ کو باندھ رکھا ہو اگر اس کی نگرانی کرتا رہے گا تو اسے روکے رکھے گا اور اگر اسے آزاد چھوڑ دے گا تو وہ کہیں چلا جائے گا۔ (رواہ البخاری: ۵۰۳۱ مختصر صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۲۲۶)

تو اب معاذ اللہ عزوجل کوئی کہے گا کہ حفاظ قرآن اونٹ کے رکھوالوں کی طرح ہوتے ہیں۔ بلکہ یہاں بھی ایک خاص عمل میں تشبیہ ہے۔

حدیث میں منافق کی مثال اور تشبیہ

☆ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "منافق کی مثال دو بکروں کے درمیان حیران بکری کی ہے، کبھی ایک کی طرف جاتی ہے تو کبھی دوسرے کی طرف، وہ فیصلہ نہیں کر پاتی کہ کس کے پیچھے ہولے۔ (تیسر الرحمن لبیان القرآن ص ۳۰۷ النساء)

اب بولیے کہ بکری تو منافق کو کہا گیا لیکن کیا معاذ اللہ یہ کہا جائے گا کہ دین اسلام اور کفر دونوں بکرے ہیں۔ نہیں ہر گز نہیں بلکہ یہاں بھی تشبیہ دی جا رہی ہے کہ جس طرح بکری دو بکروں کے درمیان الجھ جاتی ہے اور کوئی فیصلہ نہیں کر پاتی کہ کہاں جائے اسی طرح منافق دین اسلام و کفر کے درمیان پھنسا ہوتا ہے نہ ایک طرف جاتا ہے اور نہ دوسری طرف۔

دین اسلام اور سانپ کی حالت سے تشبیہ

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دین (اسلام) حجاز کی طرف اس طرح سمٹ جائے گا جس طرح سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ جاتا ہے اور دین حجاز میں اس طرح پناہ لے گا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لیتی ہے۔

(ترمذی ابواب الایمان جلد ۲ ص ۱۲۲۔ صحیح مسلم جلد ا ص ۱۵۳ حدیث ۳۷۱)

تو معاذ اللہ کوئی بدبخت ہی یہ گمان کرے گا کہ دین اسلام کو سانپ یا پہاڑی بکری کہا گیا۔ بلکہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہاں بھی تشبیہ دی جارہی ہے۔

فقہ کی کتاب ہدایۃ کو قرآن سے تشبیہ

☆ علماء وہابیہ خود کو مقلد کہتے ہیں اور فقہ حنفیہ کی پیروی کا دم بھرتے ہیں۔ فقہ کی مشہور کتاب "ہدایہ" کے بارے میں لکھا ہے کہ "ہدایہ قرآن ہے" اب علماء دیوبند کیا یہ تسلیم کریں گے کہ اس کا بھی بصورت وحی نزول ہوا یا اسکے مصنف نبی ٹھہرے۔ معاذ اللہ نہیں بلکہ یہاں بھی مثال وتشبیہ دی جارہی ہے۔

گنگوہی نے اللہ کو کمہار اور انبیاء کو لوٹا کہا

علماء دیوبند کے رشید احمد گنگوہی سے اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ عبارت کے بارے میں سوال ہوا کہ:

> سوال: تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴ میں ہے (یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ خدا کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے) اس عبارت کے مضمون کا کیا مطلب ہے مولانا علیہ الرحمۃ نے کیا مراد لیا ہے۔
>
> جواب: اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے کہ اسکی سب مخلوقات اگرچہ کسی درجہ کی ہو اس سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی، کمہار لوٹا مٹی کا بنادے اگر چہ خوبصورت پسندیدہ ہو اسکو احتیاط سے رکھے مگر توڑنے کا بھی مختار ہے اور کوئی

مساوات کسی وجہ سے لوٹے کو کمہار سے نہیں ہوتی۔ پس حق تعالیٰ
کی ذات پاک جو خالق محض قدرت سے اس کے ساتھ کیا نسبت و
درجہ کسی خلق کا ہو سکتا ہے......فخر عالم علیہ السلام باوجودیکہ تمام
مخلوق سے برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں کہ کوئی مثل ان کے نہ
ہوا نہ ہوگا مگر حق تعالیٰ کی ذات پاک کے مقابلے میں وہ بھی بندہ
مخلوق ہیں تو یہ سب حق ہے الخ۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 225)

تو کیا یہاں بھی کوئی اس عبارت کے بارے میں کہے گا کہ اللہ کو کمہار اور برگزیدہ مخلوقات کو خوبصورت لوٹے قرار دیا گیا ہے معاذ اللہ بلکہ یقیناً دیوبندی یہی کہیں گے کہ اس عبارت میں محض تشبیہ دی جارہی ہے۔ لہٰذا اگر یہاں تشبیہ تسلیم کی جاتی ہے تو پھر ''جاء الحق'' کی عبارت میں ناانصافی و بہتان بازی کا کیوں مظاہرہ کیا جاتا ہے؟ گویا خود کریں تو سب جائز و روا اور دوسرے کریں تو سب کفر و شرک۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دہلوی کا بیان قضائے حاجت یا تشبیہ

☆اب آخر میں علماء دیوبند اپنے مولوی جی کی سنیے:

''وعظ ہم لوگوں کا کام نہیں اور نہ ہمارا وعظ کچھ موثر ہو سکتا ہے،
وعظ کا کام تھا مولانا اسمٰعیل شہید کا اور انہی کا وعظ موثر بھی تھا۔
دیکھو اگر کسی کو پاخانہ پیشاب کی حاجت ہو تو اس کے قلب میں
اس وقت تک بے چینی رہتی ہے جب تک وہ ان سے فراغت

حاصل نہ کرے اور اگر وہ کسی سے باتوں میں بھی مشغول ہوتا ہے
یا کسی ضروری کام میں لگا ہوتا ہے تو اس وقت بھی اس کے قلب
میں پاخانہ پیشاب ہی کا تقاضا ہوتا ہے اور طبیعت اس کی اسی
طرف متوجہ ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جلد سے جلد اس کام سے
فراغت پا کر قضائے حاجت کیلئے جاؤں۔ سو واعظ کی اہلیتِ وعظ
اور اس کے وعظ کی تاثیر کے لئے کم از کم اتنا تقاضائے ہدایت تو
ضروری ہونا چاہیے کہ جتنا کہ پاخانہ پیشاب کا، اگر اتنا بھی نہ ہو تو
وعظ کا اہل ہے اور نہ اس کا وعظ موثر ہو سکتا ہے۔ ہم لوگوں کے
قلوب میں ہدایت کا اتنا بھی تقاضا نہیں جتنا پاخانہ پیشاب کا۔
اس لئے نہ ہم وعظ کے اہل ہیں اور نہ ہمارا موثر ہو سکتا ہے۔ ہاں
یہ تقاضا مولوی اسماعیل صاحب کے دل میں پورے طور پر موجود
تھا اور جب تک وہ ہدایت نہ کر لیتے تھے اُن کو چین نہ آتا تھا۔

(ارواحِ ثلاثہ۔ صفحہ ۲۵۲)

اب اگر کوئی ستم ظریف یہ کہے کہ نانوتوی صاحب نے دہلوی کے وعظ فرمانے کو قضائے حاجت قرار دیا ہے تو کیا علماء دیوبند اسے تسلیم کریں گے؟ پس مقصد صرف واضح کرنا ہے کہ مثال کو بعینہ ممثل لہ (جس کی مثال دی گئی ہے) پر چسپاں کر دینا صحیح نہیں ہے۔ ورنہ خود معترضین کی کتب بلکہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مخالفین کے مطابق اعتراض سے محفوظ نہیں رہیں گے۔ (معاذ اللہ عزوجل)

مثال کے بیان سے کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے، یہ

مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس چیز کیلئے مثال دی جارہی ہے، مثال اس کا عین ہے اور ہو بہو اس پر صادق آتی ہے۔ مفتی صاحب کا مقصد حقیقت کو مثال سے واضح کرنا ہے کہ کسی کو قریب کرنے کیلئے جیسے خفیہ تدبیر کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی جیسی کسی صفت یا انداز کو دیکھ کر اس سے قریب آئے۔ لیکن معترضین کی جہالت ہے کہ محض مسلک پرستی کی بناء پر اور اہل سنت و جماعت سے بغض و عناد کے سبب خواہ مخواہ بہتان بازی اور کذب بیانی سے کام لیتے ہیں۔ لیکن الحمد للہ عزوجل! معترضین نے جب بھی اہل سنت و جماعت کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا، بفضلہٖ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کی طرف سے ان کو ہمیشہ منہ کی کھانی پڑی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل اہل سنت و جماعت اور علماء اہل سنت و جماعت کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ (آمین یارب العلمین)

اعتراض نمبر ۲۔

اس عبارت میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو زبانیں بتلائی گئیں ہیں۔

جواب

یہی اعتراض حق نواز نے کیا تھا تو اس کے جواب میں اشرف سیالوی صاحب نے کہا تھا کہ بھائی یہ اعتراض تو تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کرو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا

ایکم مثلی (بخاری) انی لست کھیئتکم، انی لست کاحد منکم

اب بتاؤ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کہہ رہے ہیں کہ وہ ہماری مثل نہیں۔ تو یہ اعتراض تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوتا ہے۔

اعتراض نمبر ۳۔

اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر باطن کو مختلف کہا گیا ہے۔

(گستاخ کون، مناظرہ جھنگ)

جواب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو جہتیں ہیں ایک بشری دوسری ملکی۔ملکی اس لیے کہ فیض لے سکے اور بشری اس لیے کہ فیض دے سکے بیضاوی شریف میں خلیفہ کی بحث میں ہے کہ

لابدمن متوسط ذی جهتی التجرد و التعلق لیستفیض من جهة و یفیض باخری

تو جناب اس عبارت سے واضح ہوا کہ خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی مناسبت نہیں لہٰذا ان کے درمیان ایسا ربط قائم کیا جائے جو کہ صورتاً بشر ہوتا کہ ادھر مناسبت ہو اور اس کا باطن ملکی ہو کہ ادھر مناسبت ہو ادھر سے فیض لے اور ادھر فیض دے۔

اسی طرح تمہارے مولوی قاسم نانوتوی کہتے ہیں:

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت (قصائد قاسمی)

اب یہاں پر ایک عدد فتوی لگائیں۔ایسے ہی المواہب اللدنیہ میں ہے:۔

فکان علیه الصلوة والسلام بشر لظاهر ملکوتی الباطن یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بظاہر بشر تھے اور باطن کے لحاظ سے نور تھے۔ (المواھب اللدنیہ ج2 ص378)

اعتراض نمبر ۴۔

اشرف سیالوی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عبارت مذکورہ میں شکاری کہا گیا ہے۔

جواب

اس کے جواب میں ہم اتنا کہیں گے کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔ سیالوی صاحب خود کہتے ہیں کہ:

علاوہ ازیں میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہاں شکاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا ہے؟ خدا معلوم کہ یہ کس جگہ کے الفاظ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکاری ہیں۔ (مناظرہ جھنگ ص76)

اعتراض نمبر ۵۔

تمہارا مولوی احسن رضا "فقیہ اسلام" (ص ۳۶۵) میں کہتا ہے کہ کسی عالم کو شکاری کہنا کفر ہے۔ جب کسی عالم کو شکاری کہنا کفر ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شکاری کہنا کتنا بڑا کفر ہو گا۔ (دست وگریباں ۱۵۰)

جواب

ہم پہلے خیر الفتاوی کے حوالے سے وضاحت کر آئے ہیں کہ تشبیہ کو حقیقت نہیں سمجھنا چاہئے۔ لہذا یہاں اس اصول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شکاری نہیں کہا گیا۔ اور یہ اعتراض ساقط ہوا۔

مولوی زکریا اپنی کتاب تبلیغی نصاب عرف فضائل اعمال میں لکھتا ہے:

لیکن نماز کا معظم حصہ ذکر ہے، قرات قرآن ہے۔ یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں بلکہ ایسی ہی ہے جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہے۔

(فضائل اعمال صفحہ ۴۰۷)

اس عبارت میں معاذ اللہ کلام پاک کو ہذیان اور بکواس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ عبید اللہ سندھی لکھتے ہیں:

اب اسکا نتیجہ یہ بتلایا کہ تیرا رب ہر قوم کو غائبانہ دیکھ رہا ہے۔ جیسے شکاری گھات میں بیٹھا ہو کہ جہاں جانور نے ذرا سی غلطی کی اور تساہل سے کام لیا اور غفلت برتی، شکاری نے فوراً وہیں نشانہ لگا دیا اس نتیجہ پر عقل کا پہنچنا آسان ہے۔ انسان بخوبی سمجھ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نگرانی کر رہا ہے اور وہ ضرور سزا دے گا۔

(تفسیر المقام المحمود ص73)

۱۶) انبیاء اور اولیاء کے من دون اللہ اور غیر اللہ ہونے پر اعتراض

معترض نے اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیر اللہ کہنے اور من دون اللہ میں شامل کرنے کے حوالہ سے علماء اہل سنت کا بزعم خود اختلاف نقل کیا۔ (ملخصا دست وگریباں ج ا ص ۱۵۲)

الجواب

معترض نے سب سے پہلے ''جاء الحق'' کا حوالہ پیش کیا جس میں سرکار دو عالم کو ''غیر خدا'' کہا گیا ہے، یہ غیر خدا کہنا ذات کے اعتبار سے ہے، اور انبیاء بے شک

ذات کے اعتبار سے اللہ کے غیر ہی ہیں، اسی طرح اشرف سیالوی صاحب نے اور دیگر احباب نے بھی ذات کے لحاظ سے ہی غیر اللہ کہا۔ اور جناب نے جو "رسائل نعیمیہ" کی عبارت پیش کی کہ "انبیاء اولیاء رب کے غیر نہیں بلکہ اس کے اپنے ہیں" تو یہ عبارت خود اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ یہاں مفتی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انبیاء اولیاء اللہ کے دشمن نہیں بلکہ اس کے اپنے ہیں، یہاں ذات کا تذکرہ نہیں۔

اس کے بعد جناب نے کرنل انور مدنی اور مفتی محمود احمد ساقی کا حوالہ پیش کیا جبکہ یہ حضرات غیر معتبر ہیں اور ان سے مسلک حق کا تشخص قائم نہیں ہوتا۔

علامہ عمر اچھروی صاحب کا حوالہ پیش کیا کہ "رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا" یہاں بھی ذات کے اعتبار سے گفتگو نہیں، بلکہ اس کا تعلق بھی انبیاء کو اللہ رب العزت کا مخالف ماننے سے ہے۔

پیر نصیر الدین صاحب مضطرب سی شخصیت تھے، اور جمہور نے انہیں اکابرین میں سے شمار نہیں کیا، لہٰذا ان کے حوالہ جات ہم پر حجت نہیں۔

جہاں تک من دون اللہ کہنے کی بحث ہے تو جس جگہ انبیاء اور اولیاء کو من دون اللہ کہا گیا ہے تو وہاں ذات کے اعتبار سے کہا گیا اور اس سے عبادت کی نفی مراد ہے، اور قرآن کی جن آیات میں اختیارات وغیرہ کی نفی ہے وہاں بت مراد ہیں۔ محمد عبدالکریم نعمانی لکھتے ہیں:

> "حالانکہ مشرکین مکہ کے معبودان کا جہاں ذکر ہوتا ہے وہاں بت مراد ہوتے ہیں جن کی بے بسی کو ظاہر کیا جاتا ہے اس لیے کہ بتوں

کی پوجا مشرکین مکہ کیا کرتے تھے وہ قبر چٹ اور قبر کے پجاری نہ تھے۔

(چتروڑی کے الزامات کا مسکت جواب ص ۱۲۱، اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان)

نیز لکھتے ہیں:

''مگر مشرک ساز پارٹی نے چکر مکر کے ساتھ ہر جگہ من دون اللہ سے انبیاء واولیاء مراد لے لیے۔''

(چتروڑی کے الزامات کا مسکت جواب ص ۱۲۲)

لہٰذا ہر جگہ انبیاء اولیاء مراد نہیں اور نہ ہی ان سے اختیارات کی نفی ہے بلکہ جن آیات میں بے بسی کا تذکرہ ہے وہاں بت مراد ہیں، اور جن مقامات میں انبیاء کا تذکرہ ہے وہاں عبادت کی نفی مراد ہے۔ آخری حوالہ جناب نے ''مقالات شیر اہلسنت'' کا دیا، جس کے متعلق عرض ہے کہ یہ کتاب ہم پر حجت نہیں، اس کے مرتب جناب محمود احمد ساقی صاحب ہیں جنہوں نے اپنے نظریات کو کتاب مذکور میں زبردستی گھسیڑنے کی کوشش کی ہے، مثال کے طور پر اس کتاب میں موجود ہے:

یہ آیت ایمان والدین مصطفی ﷺ میں صریح نص ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (مقالات شیر اہلِ سنّت ص ۱۳۴)

نیز لکھتے ہیں:

والدین مصطفیٰ ﷺ مؤمن تھے یہ قطعی عقیدہ ہے۔

(مقالات شیر اہلسنت ص ۱۳۵)

انہی صاحب نے کرنل انور مدنی کو اکابرین میں سے شمار کیا۔

(مقالات شیر اہلِ سنّت ص ۱۴۰)

جبکہ نہ ہی ایمان والدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ قطعی ہے اور نہ ہی انور مدنی کا شمار اکابرین میں ہوتا ہے۔ پھر اصل رسالہ بھی بندہ ناچیز نے ملاحظہ کیا ہے اس میں اس قسم کی کوئی چیز موجود نہیں۔

۱۷) فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی توھین کا الزام

اس جگہ جناب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ ''امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جانوران صدقہ کی رانوں حبس فی سبیل اللہ داغ فرمایا تھا [فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۴۱۴] اس پر اقتدار صاحب کی تنقید نقل کی کہ ایسا کہنا ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی توہین ہے۔ [نقشہ نعل پاک پر اسماء مبارک لکھنا ص ۵۳، دست و گریباں ص ۱۵۳]

الجواب

اولاً تو جناب اقتدار صاحب کو ہمارے خلاف ہرگز پیش نہیں کیا جاسکتا۔ پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اکابرین میں سے ہوتا ہے اور ان کی مخالفت میں کسی اصاغر کی رائے کی کوئی حیثیت نہیں، خالد محمود لکھتے ہیں:

> ''ہمارے علم میں منتسبین دیوبند میں کوئی ایسا نہیں جس نے تحذیر الناس کے ان مضامین کا کہیں انکار کیا ہو اور اگر کوئی ایسا فرد نکل بھی آئے تو یہ بات پیر صاحب بھی جانتے ہوں گے کہ ایسے مواقع پر اکابر کی بات کا اعتبار ہوگا یا اصاغر کے اختلاف کا۔ یہ پیر صاحب کی زیادتی ہے کہ وہ اکابر کے بجائے کسی مسلک کا تعارف ان کے اصاغر سے کراتے ہیں۔

(تحذیر الناس مع مقدمہ ص ۳۵ ادارۃ العزیز، نزد جامع مسجد صدیقیہ برف خانہ والا سیالکوٹ روڈ کھوکھر گوجرانوالہ)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی بھی مسلک کا انحصار اس کے اکابرین پر ہوتا ہے، ان کے مقابلے میں اصاغرین کو ہرگز پیش نہیں کیا جاسکتا۔

ثانیاً اقتدار صاحب نے اس کو حضرت عمر فاروق کی گستاخی سے تعبیر کیا ہے، جبکہ دیوبندی مفتی محمود کے نزدیک توہین صحابی کا مرتکب صرف فاسق ہے، مفتی محمود لکھتے ہیں:

"کسی صحابی پر لعنت بھیجنے والا یا کسی صحابی کی توہین کرنے والا شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے"۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۳۶۹)

رشید احمد گنگوہی صاحب کا بھی یہی مؤقف ہے، لکھتے ہیں:

"اور جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوئم ص ۱۴۱)

جبکہ جناب نے اس باب کے آغاز میں لکھا تھا:

"اس باب میں بریلویوں کی ایسی عبارات لائی جائیں گی جس کو خود بریلوی علماء نے رد کرنے کے ساتھ سخت قسم کے فتوے لگائے ہونگے مثلاً کافر، مرتد، شیعہ ورافضی فتنہ باز وغیرھم۔"

(دست و گریباں ا ص ۱۱۵)

جبکہ جناب کی پیش کردہ دلیل ان کے دعوی پر ہرگز پورا نہیں اترتی، اس لیے بر سبیل تنزل اقتدار صاحب کی تنقید کو تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی یہ حوالہ جناب کو سود

مند نہیں، مگر ہم عرض کر چکے کہ اقتدار صاحب کی تنقید ہرگز حجت نہیں۔

ثالثاً اب ہم جناب کو ان کے گھر کی چار دیواری میں موجود گستاخان صحابہ کی پہچان کروائے دیتے ہیں، ڈاکٹر خالد محمود صاحب، سعید احمد خاں صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

تو پھر حضرت عمر بھی ان کی تنقید سے نہیں بچتے۔

(عقیدۃ الاعلام ص ۲۷۳، محمود پبلیکیشنز اسلامک ٹرسٹ لاہور)

قاضی مظہر صاحب کے متعلق خود ان کے اپنے دیوبندی لکھتے ہیں:

چکوال کے قاضی مظہر حسین صاحب نے اکابر کے نام پر، صحابہ کرامؓ کو اور بالخصوص سیدنا معاویہؓ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

(نقیب ختم نبوت، سید ابوزر بخاری نمبر ص ۱۸۶، بابت اکتوبر، نومبر ۱۹۹۷ء بحوالہ دفاع حضرت حسینؓ ص ۲۴۶)

نثار احمد حسینی لکھتے ہیں:

آپ نے احقر کو مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کی تصانیف وتحریرات کے متعلق تحریر لکھنے کا فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ آپ کا احترام مجھ پر واجب ہے، جس کا پاس الحمد للہ میں نے ہمیشہ کیا ہے، اور ان شاء اللہ کرتا رہوں گا۔ مگر یہ میرے بس سے باہر ہے کہ مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ نے صحابہ کرام اور بالخصوص خلیفہ راشد ششم حضرت امیر معاویہ، حضرت عمر بن العاص اور حضرت ابوموسیٰ اشعری پر تنقید وتنقیص کے نشتر چلائے

ہیں، اس کی تصدیق یا حمایت میں ایک لفظ لکھوں یا بولوں۔

(مجلہ صفدر شمارہ ۴۷ ص ۳۶)

عبدالجبار سلفی حکیم محمود احمد ظفر کے متعلق لکھتے ہیں:

گزشتہ سطور میں ہم نے حکیم محمود احمد ظفر صاحب کا ایک جملہ پیش کیا تھا، جو انہوں نے سیدنا علیؓ کی والدہ کے متعلق لکھا، جو یقینا بے ادبی پر مبنی ہے۔ (دفاع حضرت حسین ص ۵۶)

یہی عبدالجبار صاحب لکھتے ہیں:

مولوی مہر شاہ نے اس کھلی چھٹی میں حضرت اقدس کے نقد پر جرح کی ہے، مولانا لعل شاہ بخاری نے تو نہایت باریکی سے تنقید کی تھی ، مگر ان کے شاگرد نے تو باقاعدہ ایک کتاب حضرت امیر معاویہ کے خلاف لکھی، اس کا نام سیاست معاویہ ہے، اس کتاب میں حضرت امیر معاویہ کے خلاف بکواسات کرنے میں یہ نالائق انسان غلام حسین نجفی سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گیا ہے۔

(دفاع امیر معاویہ ص ۴)

اب گستاخ صحابی کا حکم بھی ملاحظہ کرلیں۔ ابوالحسنین ہزاروی لکھتے ہیں:۔

جو شخص صحابہ کرام کو برا بھلا کہے وہ کافر ہے۔

(حقیقی دستاویز ص ۲۷۲)

مصنف حقیقی دستاویز کے فتوی سے ذکر کردہ تمام گستاخ صحابہ کافر ٹھہرے۔

۱۸) اسماء الٰھیہ کی توھین کا الزام

اس جگہ بھی معترض نے اعلیٰ حضرت کے مقابلے میں مفتی اقتدار صاحب کو پیش کیا۔

(دست و گریباں ج1 ص157)

الجواب

اولاً جناب نے اس جگہ بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں اقتدار نعیمی کو پیش کیا، جس کی وضاحت ہم کر چکے کہ ان کو ہمارے خلاف ہرگز پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے ناظرین نے بھی اب تک یہ اندازہ لگا لیا ہوگا کہ معترض کی پٹاری میں تفردات، کترو بیونت، غیر معتبر حوالہ جات کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

ثانیاً قاضی طاہر علی ہاشمی لکھتے ہیں:

> حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ نے ان کے اس دور کا ایک واقعہ بروایت مدنی الاصل سید مولوی نصیر الدین صاحب نقل کیا ہے جس میں لفظ "اللہ" کے حرف "الف" کی نہایت فحش و قبیح انداز میں (مگر بزعم حضرت تھانوی صاحب) "حکیمانہ" وضاحت کی گئی ہے جس سے لفظ "اللہ کی توہین ہوتی ہے۔

(ناقدین حضرت معاویہ ص ۱۵۲)

مزید لکھتے ہیں:

> اگر شاہ صاحبؒ سے اس وقت اصلاح کے غلبے میں بشری تقاضے کے تحت غلطی سرزد ہو گئی تھی تو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کو یہ واقعہ تحریر میں نہیں لانا چاہئے تھا۔ یہ "واقعہ" ہندوستان میں

بھی اکابر کے رسائل میں شائع ہوتا رہا۔ پاکستان میں مفتی اعظم پا
کستان مولانا محمد شفیع صاحب کی نظر ثانی اور ترمیم کے ساتھ خود ان
ہی کے ادارے ''دار الاشاعت'' کراچی سے نہایت ہی اہتمام
کے ساتھ شائع کیا گیا۔ راقم الحروف اسے نوک زبان یا نوک قلم
لانے کی جسارت نہیں کرسکتا۔ اہل علم وتحقیق خود ہی ''ارواح ثلاثہ
المعروف بہ حکایات اولیاء (اضافہ شدہ جدید عکسی ایڈیشن
اشاعت فروری ۱۹۷۶ء) میں زیر عنوان ''حضرت شاہ عبدالعزیز
دہلوی کی حکایات'' ملاحظہ فرمالیں۔

(ناقدین حضرت معاویہ ص ۱۵۲۔ ۱۵۳)

اب ہم جناب معترض سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ ہمت فرمائیں اور لفظ ''اللہ'' کی توہین کرنے والوں اور مؤیدین پر ایک عدد فتویٰ صادر فرما کر حق پرست ہونے کا ثبوت دیں، اور اسے اپنی کتاب ''دیوبندی دست وگریباں'' میں درج کریں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

۱۹) مسئلہ امکان نظیر

جناب نے اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اقتدار صاحب کی عبارات نقل کیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ امکان نظیر کو تسلیم کرنا کفر اور ابلیسی جہالت ہے۔ جواب میں فتاوی مہریہ کی عبارت نقل کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فریقین اسماعیلیہ وخیر آبادیہ میں ماجور ومثاب ہیں
۔(ملخصاً دست وگریباں ج ص ۱۶۰)

الجواب

اولاً تو یہ کتاب مولوی فیض احمد چشتی کی مرتب شدہ ہے، پیر صاحب نے خود تصنیف نہیں کی، اور ہم پیچھے باحوالہ عرض کر چکے کہ اس قسم کی تصانیف میں جامع و سامع کی لغزش کا احتمال ہوتا ہے، اور اس کی ذمہ داری پیر صاحب پر ہرگز عائد نہیں کی جاسکتی۔

ثانیاً ہمارے نزدیک یہ کتاب تحریفات سے پاک نہیں، اور مذکورہ بالا فتویٰ بھی تحریف کا شکار ہے، جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ''مکتوبات طیبات'' جو حضرت غلام محی الدین شاہ صاحب کی تائید و ایما پر شائع کیے گئے، میں یہی سوال و جواب موجود ہے۔ اور اس میں جواب کی عبارت کچھ یوں ہے:

> حضور قبلہ عالم اصل مدعا شروع کرنے سے پہلے فرماتے ہیں کہ اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط کسی فرقتین اسماعیلیہ و خیر آبادیہ میں فانما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی۔ (مکتوبات طیبات ص ۳۰۱)

لہٰذا یہ عبارت محرف ہے۔ ایسے ہی دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:

> ''شیخ طریقت عارف ربانی حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ نے فرمایا۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ''مکتوبات طیبات'' سرورق لکھنے کے لئے میرے پاس آئے تھے۔ ان میں پڑھا تھا کسی نے حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت شاہ محمد اسماعیل دہلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت

مولانا فضل حق خیر آبادی نور اللہ مرقدہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا! میرے نزدیک یہ دونوں معذور ہیں۔"

(تحفہ نقشبندیہ ص ۲۸۱)

دیو بندی ترجمان کے بیان سے بھی یہی بات واضح ہوگئی کہ اگر اس عبارت کو پیر صاحب کی تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس کے محرف ہونے میں کوئی شک نہیں، اس لیے کہ خود دیو بندی ترجمان نے بھی ماجور مثاب کے الفاظ نقل نہیں کیے۔ پھر اس مؤقف میں ہم منفرد نہیں، علامہ عطاء محمد بندیالوی لکھتے ہیں:

یہ ملفوظ 181 جعلی ہے اور اگر اسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس میں قطع و برید کی گئی ہے۔ (سیف عطا ص 161)

غلام مہر علی صاحب لکھتے ہیں:

حضرت سیدنا مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب آپ کے زمانہ میں طبع نہیں ہوئیں، ان کی تبییض و ترتیب بعد والے لوگوں نے کی ہے ان میں ایسے مسائل بھی درج ہوگئے ہیں کہ خود اجلہ افاضل گولڑوی علماء بھی انہیں آپ (اعلیٰ حضرت سرکار گولڑہ) کا کلام نہیں بلکہ جعلی کہتے ہیں۔ (جوابات رضویہ ص 45)

ثالثاً جناب معترض پیر صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

اور ہے بھی یہ بات کہ شاہ صاحب بریلوی نہ تھے۔

(دست و گریباں ج ۱ ص ۷۰)

اب ہم جناب سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ حضور جب پیر صاحب بریلوی

ہی نہ تھے تو پھر ہمارے خلاف پیش کرنے کی زحمت کیوں گوارا فرمارہے ہیں؟ طاہر حسین گیاوی لکھتے ہیں:

> غیر دیوبندی علماء کے متعلق جو بحثیں اٹھائی گئیں ہیں، ان کے جوابات کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ (بریلویت کا شیش محل ص ۱۹)

یعنی جناب طاہر صاحب کے نزدیک یہ حوالہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کا جواب دیا جائے۔

رابعاً پیر صاحب کو خود دیوبندی حضرات بھی اپنے اکابرین میں سے مانتے ہیں جیسا کہ ہم بحوالہ ماقبل میں عرض کر آئے ہیں، مزید کچھ چیزیں پیش خدمت ہیں۔ دیوبندی کتاب میں ہے:

> کھانے کے بعد پیر مہر علی شاہ صاحب ؒ کا تذکرہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا پیر مہر علی شاہ بڑے جید عالم اور صوفی تھے۔ انہیں ہمارے اکابر سے بڑی عقیدت تھی۔ ہمارے اکابر بھی ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ اوران کا تذکرہ بڑے الفاظ میں کرتے تھے۔

(مجالس نفیس ص ۲۰۷، اشاعت دوئم، ۲۰۱۱، مکتبہ شیخ لدھیانوی لودھراں)

متین خالد لکھتے ہیں:

> حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی ؒ کا شماران نابغہ روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے جو احیائے اسلام اور اور تجدد دین کے باعث محی الدین تھے آپ علم وعرفان اور شریعت وطریقت دونوں میں جامع تھے
>
> (تحفظ ختم نبوت، اہمیت اور فضیلت ص ۱۴۰)

دیوبندی مفتی محمد خبیب لکھتے ہیں:

''گولڑہ شریف کے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اپنے زمانے میں روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔''

(عشق رسول اور علمائے حق ص ۱۱۳)

ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ دیوبندی حضرات بھی پیر صاحب کو اپنے اکابرین میں سے شمار کرتے اور ان کا احترام کرتے ہیں، اب ان کی رائے شاہ اسماعیل کے متعلق ملاحظہ ہو، وہ لکھتے ہیں:

''الحاصل بتوں اور کاملین کی ارواح کا فرق واضح ہے اور امتیاز غالب ہے۔ پس جو آیات بتوں کے متعلق وارد ہیں ان کو انبیاء اولیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم پر حمل کرنا یہ قرآن مجید کی تحریف ہے جو قبیح تحریف ہے اور یہ دین کی بہت بری تخریب ہے جیسا کہ تقویۃ الایمان کی عبارتوں میں ہے''۔ (اعلاء کلمۃ اللہ ص ۱۱۳)

خامساً اگر بالفرض اس فتویٰ کو پیر صاحب کا اپنا بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی آپ پر کوئی فتویٰ نہیں لگتا۔ ہم پیر صاحب کے متعلق نفیس الحسینی کے یہ الفاظ نقل کر چکے کہ ''پیر مہر علی شاہ بڑے جید عالم اور صوفی تھے''، یہاں جناب نے پیر مہر علی شاہ کو صوفی تسلیم کیا ہے، اور صوفی پر کوئی فتویٰ نہیں لگتا۔ منیر احمد اختر لکھتے ہیں:

باقی کسی صوفی اور مشائخ میں سے کسی نے ایسی بات لکھ دی ہو تو وہ قطعاً حجت نہیں کیونکہ دین میں فقہاء کی بات معتبر ہوتی ہے نہ کہ صوفیاء کی۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہم اس صوفی بزرگ کا احترام

کر کے اس پر فتویٰ نہیں لگائیں کہ شاید اس پر حال آیا ہو جو ایک خاص کیفیت ہوتی ہے جس میں ہوش و حواس نہیں رہتے۔

(نور سنت کا کنز الایمان نمبر ص ۱۴۰)

سادساً اب ہم جناب کو گھر کی خانہ جنگی سے آگاہ کرتے ہیں۔

تقویۃ الایمان میں ہے:

''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے اگر چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن فرشتہ جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔''

(تقویۃ الایمان ص ۱۴۱، شمع بک ایجنسی، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور)

فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

مولوی محمد اسماعیل کا یہ قول کہ ''اگر خدا چاہے تو ایک آن میں محمد ﷺ جیسے کروڑوں محمد پیدا کر دے''۔ آیات و احادیث مذکورہ کے سراسر مخالف ہے اول اس لیے کہ خدا تو یہ فرماتا ہے کہ ہم نے نہ اب نہ آئندہ کو محمد ﷺ جیسا اور کوئی بھیجنا چاہا ہے اور آپ کے پیشوا یہ کہہ کر کہ خدا چاہے تو محمد ﷺ جیسے کروڑوں پیدا کر ڈالے خواہ مخواہ خدا کی مشیت کو حضرت جیسا پیدا کرنے کے متعلق کر کے آنحضرت کی خاتمیت میں لوگوں کو شبہ میں ڈالتے ہیں۔

(آفتاب محمدی ص ۲۴)

مزید رقم طراز ہیں:

قول مذکور ثابت کرتا ہے کہ حضرت جیسا پیدا ہونا ممکن ہے گو وقوع

میں نہ آوے اس کو بھی علماء کرام نے بالاتفاق کفر لکھا ہے۔

(ضرب محمدی ص ۲۵)

ان کے متعلق دیوبندی ترجمان لکھتا ہے:

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی نے ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۰۳ھ میں جہلم سے ایک ہفتہ وار پرچہ ''سراج الاخبار'' کے نام سے جاری کیا۔اس اخبار نے اپنے دور کے اعتقادی فتنوں خاص طور پر فتنہ مرازئیت کی تردید میں بڑا کام کیا۔مرزا قادیانی اور اس کے حواری ''سراج الاخبار'' کے کارناموں سے سٹپٹا اٹھے۔چنانچہ انھوں نے ہر امکانی کوشش سے ''سراج الاخبار'' کو بند کرانے کے حربے استعمال کیے۔آپ اور آپ کے رفیق کار حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر پر مقدمات کا دور شروع ہوا،مگر یہ عالی قدر ہستیاں مقدمات سے کب گھبرانے والی تھیں۔ابتلاء آزمائش کی آندھیاں ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہ کرسکیں۔گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ چلا جو قادیانی اور اس کے حواریوں کی شکست پر منتج ہوا۔مرزا قادیانی کی خوب گت بنی اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد اسلام فقیر محمد جہلمی اور مولانا کرم دین صاحب کو باعزت بری فرمایا۔آپ نے بڑی اہم کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔جن میں ''حدائق حنفیہ'' کو خاص شہرت حاصل ہوئی۔

(تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ ص ۱۲۷،انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ)

لہٰذا دیوبندی حضرات کے ''مجاہد الاسلام'' کے فتوے سے اسماعیل دہلوی صاحب کافر ٹھہرے۔

۲۰) اللہ صاحب کہنا گستاخی

اس جگہ معترض نے اعلیٰ حضرت کا فتویٰ نقل کیا کہ اللہ صاحب کہنا جائز ہے، پھر اس پر مفتی اقتدار کی تنقید نقل کی کہ ایسا کہنا ''گناہ'' ہے اور وہابیوں کی ایجاد ہے۔

(تنقیدات علیٰ مطبوعات ص ۱۰۴)

الجواب

اولاً جناب نے دعوی کیا تھا کہ وہ ہمارے جید علمائے کرام کے حوالہ جات پیش کریں گے، مگر اقتدار صاحب کا شمار ہرگز جید قسم کے علماء میں نہیں ہوتا، اور نہ ہی دیوبندی اصولوں سے ان سے ہمارے مسلک کا تشخص قائم ہے جس کی بارہا وضاحت ہو چکی۔ اس لیے ان کو ہمارے خلاف ہرگز پیش نہیں کیا جا سکتا۔

ثانیاً جناب نے ملفوظات کا حوالہ پیش کیا جس کے متعلق ہم سابقہ اوراق میں ذکر کر چکے کہ ملفوظات حجت نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کی حیثیت مسلم ہوتی ہے اس لیے ان کو ہرگز پیش نہیں کیا جا سکتا۔

ثالثاً عبدالقدوس قارن لکھتے ہیں:

''جب دونوں عبارتوں کے قائلین مختلف ہیں تو تعارض کیسا؟۔''

(اظہار الغرور ص ۲۳۴)

مزید لکھتے ہیں:

جب دونوں عبارتیں دو مختلف حضرات کی ہیں تو تعارض کیسا؟

(اظہار الغرور ص ۲۵۰)

لہٰذا اب، ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب دونوں عبارات کے قائلین مختلف ہیں تو پھر تعارض کیسا؟

رابعاً یہی قارن صاحب لکھتے ہیں:

اس کو نہ تعارض کہتے ہیں اور نہ تناقص کیونکہ اس کے ثبوت کے
لیے دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ زمانہ کا ایک ہونا بھی ضروری ہے۔

(ارشاد الحق اثری کا مجذوبانہ واویلا ص ۲۳۲، مکتبہ صفدریہ)

اب کیونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اقتدار کا زمانہ بھی ایک نہیں، اس لیے تعارض و تناقص کا سوال ہرگز پیدا نہیں ہوتا۔

خامساً یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں:

پرانے زمانے کی اردو میں اللہ صاحب فرماتا ہے کہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں مگر جدید اردو میں ان کا استعمال متروک ہو گیا ہے گویا اس (پرانے) زمانے میں یہ تعظیم کا لفظ سمجھا جاتا تھا مگر جدید زبان میں یہ اتنی تعظیم کا حامل نہیں رہا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے لیے یا انبیاء کرام اور صحابہ و تابعین کے لئے استعمال کیا جاسکے۔

(آپ کے مسائل اور انکا حل ج ۸ ص ۳۴۳)

لہٰذا بر سبیل تنزل اگر اس حوالے کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو جواباً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں اس کا استعمال جائز تھا اب متروک ہو گیا، اس لیے کوئی اعتراض نہیں۔

سادساً مفتی اقتدار نے اس لفظ کے استعمال کو صرف گناہ کہا ہے کوئی کفر وغیرہ کا فتویٰ ہرگز نہیں لگایا، جب کہ جناب ایسے حوالہ جات پیش کرنے کے پابند تھے جن میں ایک دوسرے کی تکفیر یا سخت قسم کا فتویٰ ہو، مگر وہ جناب ہرگز نہ دکھلا سکے اس لیے فقط کتاب کا حجم پورا کرنے کے لیے جناب نے اس قسم کے غیر متعلق حوالہ جات کی بھرتی کی۔

۲۱)ایمان ابی طالب پر اختلاف پر اعتراض

جناب نے اس مسئلہ پر قائلین کی طرف سے کرنل انور مدنی، پیر کرم شاہ، صائم چشتی اور محمود احمد ساقی کو پیش کیا جبکہ عدم ایمان کے قائلین میں سے مفتی محمد خان قادری وسیم عطاری اور اعلیٰ حضرت کو پیش کیا۔ (ملخصاً دست وگریباں جاص ۱۶۳)

الجواب

قارئین! جہاں تک نفس مسئلہ کا تعلق ہے تو یہ مسئلہ ہرگز اہل سنت میں اختلافی نہیں امام اہلِ سنّت فرماتے ہیں:

> آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ متواترہ متوافرہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دم واپس ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی سنی کو مجال دم زدن نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۶۱، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان، اشاعت اگست ۲۰۰۵ء)

لہٰذا کسی سنی کو اس مسئلہ سے انکار نہیں۔ امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

> یہ بیت ابوطالب کے ایک قصیدے کا ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عجب نعت ہے یہاں تک کہ رافضیوں نے اس سے ابو طالب کا مسلمان ہونا اخذ کرلیا۔
>
> (افضل القریٰ القراء ام القریٰ ج ا ص ۲۸۶)

علامہ خفاجی لکھتے ہیں:

> یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ اسلام ابوطالب

کے قائل ہیں۔

(عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علیٰ تفسیر البیضاوی ج ۷ ص ۳۰۹)

زرقانی میں ہے:

صحیح یہ ہے کہ ابو طالب مسلمان نہ ہوئے، رافضیوں کی ایک جماعت نے انکا اسلام پر مرنا مانا اور کچھ شعروں اور واہیات خبروں سے تمسک کیا جن کے رد کا امام حافظ الشان نے الاصابہ میں ذمہ لیا۔ (الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ ج ۳ ص ۲۷۴)

اصابہ میں ہے:

رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابو طالب مسلمان مرے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابہ ج ۴ ص ۱۱۶)

شیخ محقق لکھتے ہیں:

''اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں جن کو شیعہ اسلام ابو طالب کی دلیل بتاتے ہیں۔'' (شرح سفر السعادت ص ۲۴۹)

صوفی محمد اللہ دتہ لکھتے ہیں:

''ایمان ابی طالب کا مسئلہ بھی ان ہی باتوں میں ایک ہے جس کا دین میں کوئی ثبوت نہیں۔ یہ صرف رافضیوں کا خودساختہ عقیدہ ہے۔'' (کاشف کید الثعلب فی ایمان ابی طالب ص ۴)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ یہ مسئلہ رافضیوں کا ہے اس کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر کوئی سنی عالم دین یہ مسئلہ بیان کرتا ہے تو

یہ اس کا تفرد ہوگا۔

ثانیاً قائلین کی تکفیر ہرگز نہیں کی جائے گی، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ابو طالب کے باب میں اگرچہ قول حق وصواب وہی کفر وعذاب اور اس کا خلاف شاذ ومردود باطل ومطرود، پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو۔(فتاوی رضویہ ج ۲۹ ص ۷۴۱)

صوفی محمد اللہ دتہ لکھتے ہیں:

''اس لیے ابو طالب کو کافر نہ ماننے والے پر کفر کا فتویٰ صادر نہیں ہوسکتا۔ (کاشف کید الشعلب فی ایمان ابی طالب ص ۵۷)

ثالثاً یہ بات یاد رہے کہ ایمان ابی طالب کا مسئلہ رافضی حضرات کا ہے لیکن اگر کوئی اہلِ سنّت کا عالم دین اس کا قائل ہے تو اس کو ان کا تفرد قرار دیا جائے گا، انہیں صرف اس مسئلہ کی بنا پر رافضی ہرگز نہیں کہا جائے گا۔ عبد الکریم نعمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

فعل اور صفت کا یہ فرق ہے کہ فعل فاعل سے جدا ہوتا ہے مگر صفت موصوف سے جدا نہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ فلاں نے فعل کفریہ کیا یا یہ کہ فلاں کافر ہوگیا اس کا بڑا فرق ہے فعل کفر کا معنی بنتا ہے کافروں والا کام کیا گو مسلمان تھا اور کافر ہوگیا کا یہ مطلب ہے کہ اسلام سے خارج ہوگیا۔

(چتروڑی کے الزامات کا مسکت جواب ص ۶۳)

مندرجہ بالا حوالہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس عقیدہ سے کسی کا رافضی ہونا لازم نہیں آتا۔ لہٰذا اگر کوئی اہلِ سنّت کا عالم دین اس کا قائل ہے تو یہ اس کا تفرد ہے۔

رابعاً جب واضح ہو گیا کہ قائلین کی تکفیر نہیں ہوتی، لہٰذا یہ حوالہ بھی جناب کو مفید نہیں اور فضول بھرتی کے مترادف ہے۔

خامساً، کرنل انور مدنی، صائم چشتی اور محمود احمد ساقی یہ ہرگز معتمد علیہ شخصیات نہیں، ان کو ہرگز ہمارے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا۔

سادساً خود اس قسم کا اختلاف جناب کے نزدیک مذموم نہیں۔ معترض صاحب نے جب وکیل صفائی کا روپ اختیار کیا تو ''محمد بن عبد الوہاب'' کے متعلق دیوبندی اکابرین میں موجود اختلاف کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''ہمارے جن اکابرین سے بھی شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی اور ان کی تحریک کے متعلق پوچھا گیا تو ان کے پاس جو معلومات شیخ کے بارے میں پہنچی تھیں انہوں نے انہی معلومات کے مطابق جواب دیا۔۔۔اس لیے اکابر کی ان آراء کو تضاد نہیں کہا جا سکتا۔ اگر ان آراء کو آپ تضادات کہیں گے تو بتایئے محدثین اور ماہرین فن اسماء الرجال کے متعلق کیا فتویٰ دیں گے ایک راوی کو ایک محدث ثقہ کہتا ہے اور دوسرا کذاب اور دجال کہتا ہے۔ ظاہری بات ہے جس محدث کے پاس جس راوی کی جیسی معلومات پہنچیں اس نے اس کے متعلق وہی قول کیا اور دوسرے محدث کے پاس اسی راوی کے متعلق جیسی معلومات پہنچیں اس نے ویسی رائے دی ۔ پتہ نہیں اوکاڑوی صاحب کو اتنی آسان سی بات کیوں سمجھ نہیں آتی۔''
>
> (سفید و سیاہ پر ایک نظر ص ۴۷)

اور اس کے بعد جناب نے اسی ایمان ابو طالب کے مسئلہ کو پیش کیا (ایضاً)

لہٰذا ثابت ہوا کہ خود جناب کے اصول سے اکابر علماء اہلِ سنّت میں کوئی تضاد نہیں۔

۲۲) علمائے دیوبند کو مرحوم کہنے کا مسئلہ

جناب نے ایسے حوالہ جات نقل کیے جن میں علمائے دیوبند کے لیے "مرحوم" کے لفظ کا استعمال کیا گیا تھا، اس کے بعد جواباً جناب نے ایسے حوالہ جات پیش کیے جن کا حاصل یہ تھا کہ کافر کے لیے مرحوم کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے۔

(دست و گریباں ج ۱ ص ۱۶۷۔۱۶۸)

الجواب

اولاً جناب نے مفتی خلیل احمد بجنوری کو سنی عالم دین بنا کر پیش کیا، جبکہ یہ ہرگز اہلِ سنّت کے عالم دین نہیں، بلکہ ایک تقیہ باز دیوبندی تھے جن کی حقیقت جاننے کے لیے "عجائب انکشافات دیوبند" ملاحظہ کریں۔

ثانیاً ہمارے عرف میں مرحوم کا لفظ فوت شدہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ جناب نے جو عبارات نقل کیں ان کا تعلق "مرحوم" سے رحمت کیا گیا مراد لینے سے ہے۔ جس کی وضاحت انہی عبارات میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ الیاس عطار قادری صاحب لکھتے ہیں:

> "جو کسی کافر کے لیے مرنے کے بعد اس کی مغفرت کی دعا کرے یا کسی مرتد یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم (یعنی رحمت کیا جائے) یا مغفور (یعنی مغفرت کیا جائے) یا کسی مرے ہوئے ہندو کو بیکنٹھ باشی (یعنی جنتی) کہے وہ خود کافر ہے۔"

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص ۷۷)

اس سے واضح ہو گیا کہ فتویٰ ''رحمت کیا جائے'' مراد لینے پر ہے، لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔ اب ہم ایوب صاحب کو ان کے گھر کی چار دیواری کے حالات سے بھی آگاہ کیے دیتے ہیں، خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

''مرحوم مسلمان ہی ہو سکتا ہے کافر کو مرحوم نہیں کہہ لکھ سکتے''

(مطالعہ بریلویت ج ۱ ص ۹۶)

یعنی کسی کو مرحوم کہنا اسے مسلمان تسلیم کرنے کے مترادف ہے، تو جناب اخلاق حسین قاسمی لکھتے ہیں:

''خانصاحب مرحوم۔''

(کنز الایمان پر پابندی کیوں ص ۲۷، ۲۹، ۳۱، ۳۳)

یہی صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا مرحوم'' (علماء دیوبند کی تفسیری خدمات ص ۴۷، ۴۷)

مولوی یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں:

''مولانا احمد رضا خان بریلوی مرحوم''

(تحفظ عقائد اہلِ سنّت ص ۴۹۴)

ابن الحسن عباسی لکھتے ہیں:

''احمد رضا خان مرحوم'' (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ ص ۴۸)

اسلم شیخوپوری لکھتے ہیں:

''مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم''

(ندائے منبر و محراب ج ۱ ص ۱۷۸)

دیوبندی فتوے سے یہ سب حضرات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان تسلیم کررہے ہیں، جبکہ مصنف رضاخانی مذہب لکھتے ہیں:

مولوی احمد رضا بریلوی نے اپنی تصنیف خبیثہ عرفان شریعت احکام شریعت فتاویٰ رضویہ فتاویٰ افریقہ وغیرہ میں اہلِ سنّت و جماعت اولیائے کرام محدثین دیوبند کو کافر لکھا ہے تو اولیائے کرام محدثین دیوبند کو کافر کہنے والا مولوی احمد رضا خان بریلوی خود مشرک اور کافر ہے جو اس کے کافر اور مشرک ہونے میں شک کرے یا توقف کرے وہ بھی بلاشبہ مشرک اور کافر ہے۔

(رضاخانی مذہب حصہ سوئم ص ۷۶)

اس فتوے سے مذکورہ بالا سارے دیوبندی کافر ٹھہرے۔

ایسے ہی جناب لکھتے ہیں:

''اسی طرح مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری نے فتویٰ دیا کہ خان صاحب بریلوی اور سارا طائفہ مرتد ہے''۔

(دست وگریباں ج ۳ ص ۸۷)

اب کافر کو مسلمان سمجھ کر جناب خود کافر ٹھہرے، کیونکہ جناب کے یہی مرتضی حسن لکھتے ہیں:

کافر اور مرتد کو کافر نہ کہنے سے انسان خود کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔

(تفہیم ختم نبوت ص ۵۶)

۲۳)علماء دیوبند کی کتب پیشاب سے زیادہ ناپاک

اس جگہ معترض نے اعلیٰ حضرت کی عبارت کہ "علمائے دیوبند کی کتب پیشاب سے زیادہ پلید ہیں" کہ مقابلے میں فتاویٰ مظہریہ کا حوالہ پیش کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا وہ بہشتی زیور پر پیشاب کرنا چاہتا ہے تو جواباً مفتی صاحب نے فرمایا کہ ایسا کرنا درست نہیں قائل کو توبہ کرنی چاہیے۔ (ملخصاً دست و گریباں ج ا ص ۱۶۹۔۱۷۰)

الجواب

معترض نے حسب سابق یہاں بھی جہالت کا مظاہرہ کیا۔ اس لیے اولاً تو دونوں عبارات مختلف کتب کے متعلق ہیں، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا تعلق تحذیر الناس ،تقویۃ الایمان براہین قاطعہ جیسی گستاخانہ عبارات کی حامل کتب کے متعلق ہے جبکہ مفتی مظہر اللہ صاحب "بہشتی زیور" کے متعلق کلام فرما رہے ہیں۔

ثانیاً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ ان کتب پر پیشاب کرنا جائز ہے بلکہ ان کتب کو پیشاب سے بھی پلید کہا، اور مفتی مظہر اللہ صاحب نے پیشاب کرنے سے منع کیا ہے لہٰذا ان عبارات کا آپس میں کوئی تعلق ہی نہیں۔ اب دیوبندی حضرات نے اپنی کتب کے ساتھ کیا سلوک کیا، اس کا نمونہ بھی دکھانا ضروری ہے۔ عبد الجبار سلفی لکھتے ہیں:

> ہم نے سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے متعلق لکھا تھا کہ انہوں نے حضرت نانوتوی کی کتاب آب حیات کو کشمیر کے ایک مقام پر جوتوں پر ڈال دی تھا۔ (تنبیہ الناس ص ۵۰)

''فیصلہ ہفت مسئلہ'' جس کے مصنف حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، کے متعلق حسین احمد مدنی لکھتا ہے:

یہ رسالے حضرت گنگوہی کی خدمت میں بھیجے گئے۔آپ نے مطالعہ کے بعد فرمایا کہ اچھا ہے، چولہے میں جلانے کے کام آئے گا۔ پھر اس کو جلوا دیا۔ (عقائد اہلِ سنّت ص ۲۲۵، ۳۹۴، ۲۶۳)

ہم انہی حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہوئے صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ ہم پر الزام لگانے کے بجائے جناب کو گھر کی صفائی ضرور کرنی چاہیے۔ کیونکہ بقول عبد القدوس قارن:

''جب اس جرم کے دھبے آپ کے اپنے دامن پر بھی ہیں تو کسی دوسرے کو طعن دینے میں شرم محسوس کرنی چاہیے۔''

(ارشاد الحق اثری کا مجذوبانہ واویلا ص ۷۷)

۲۴)) حضور ﷺ کو بھروپیا کہنے کا الزام (معاذ اللہ)

معترض نے اسرار المشتاق کے حوالے سے اعتراض کیا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھروپیا کہا گیا ہے، پھر امام اہل سنت کا فتویٰ نقل کیا کہ ''بھروپیا کہنا کفر ہے''

الجواب

اولاً تو یہ کتاب اسرار المشتاق ہمارے نزدیک معتبر نہیں، اور نہ ہی ہم اس کے کسی حوالہ کے ذمہ دار ہیں۔

ثانیاً دیوبندی مفتی لکھتا ہے:

''شاعرانہ مضمون کو عقیدہ قرار دینا مشکل ہے۔''

(جامع الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۷)

یعنی شاعرانہ مضمون کو عقیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا، تو اب لامحالہ یہ سوال پیدا ہوا کہ جب یہ عقیدہ نہیں تو اس پر فتویٰ کیسے چسپاں ہو سکتا ہے۔

ثالثاً جناب نے جو اشعار نقل کیے ان سے پہلا شعر کچھ یوں ہے:

بشر شان رب العلیٰ بن کے آیا
وہ کیا تھا وہ کیا ہے وہ کیا بن کے آیا

اور اگلا شعر یوں ہے:

وہ میری تیری دستگیری کی
میرا غوث غوث الوریٰ بن کے آیا

یہ دونوں اشعار اس بات کی وضاحت کر رہے ہیں کہ شاعر یہاں مطلقاً انسان کا تذکرہ کر رہا ہے، اس لیے اس نے آگے چل کر غوث اعظم کا ذکر بھی کیا ہے، لہٰذا اس شعر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بلکہ مطلقاً بشر کے متعلق بہروپیا کا لفظ استعمال کیا ہے۔

۲۵)غیر اللہ کی قسم کھانے پر اعتراض

معترض صاحب نے کچھ اشعار پیش کیے جن میں غیر اللہ کی قسم موجود تھی، اس پر جواباً ایسے حوالہ جات نقل کیے جن میں اس عمل کو مکروہ کہا گیا تھا۔(دست و گریباں ج ا ص ۱۷۲۔۱۷۴)

الجواب

ان اشعار میں قسم صرف تزئین کلام کے لیے ہے یہ شرعی قسم ہرگز نہیں، دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:

''بسا اوقات الفاظ قسم صرف تزئین کلام کے لیے لائے جاتے

ہیں۔ حقیقت قسم مراد نہیں ہوتی۔ اس صورت میں غیر اللہ قسم کے
الفاظ کہنا جائز ہیں۔" (جامع الفتاوی ج ۷ ص ۱۴۳)

لہٰذا غیر اللہ قسم کے الفاظ صرف تزئین کلام کے لیے ہیں، ان سے شرعی قسم ہرگز مراد نہیں، اس لیے اس پر مکروہ کا فتویٰ ہرگز نہیں۔

۲۶)نبی کریم ﷺ اور شیطان کا علم

اس جگہ جناب نے کوثر الخیرات کی عبارت "جو شخص حضور پرنور ﷺ کے علم کو عزرائیل اور شیطان کے علم کے برابر بھی نہ مانے وہ جاہل وہبی ہے یا گمراہ وغوی ہے (کوثر الخیرات ص ۹۴) نقل کر کے یہ تبصرہ کیا "یعنی وہ شخص گمراہ اور غوی نہیں ہوگا نبی علیہ السلام کے علم کو شیطان کے علم کے برابر مان لے" پھر اس پر انوار شریعت سے فتویٰ کفر نقل کیا۔ (دست وگریباں ج ۱ ص ۱۷۴۔۱۷۵)

الجواب

اولاً تو جناب نے مفہوم مخالف مراد لیا، جس کا رد خود علمائے دیوبند نے کیا ہے۔

مولوی محمد امین لکھتے ہیں:

یہ مفہوم مخالف ہے۔ جس کا احناف اعتبار نہیں کرتے۔
(التحقیق المتین ص ۵۷)

یہی صاحب مزید لکھتے ہیں:

یہ مفہوم مخالف ہے۔ جس کا احناف حضرات بالکل اعتبار نہیں کرتے۔ (التحقیق المتین ص ۱۵۱)

لہٰذا جب مفہوم مخالف لینا ہی درست نہیں تو جناب کی ساری محنت بیکار ٹھہری۔

ثانیاً اس عبارت میں سیالوی صاحب دیوبندی حضرات کا رد کر رہے ہیں، براہین قاطعہ میں حضور ﷺ کے علم سے عزرائیل اور شیطان کا علم زیادہ تسلیم کیا گیا تھا، علامہ اشرف سیالوی صاحب اس کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت عزرائیل اور شیطان رجیم علیہ اللعنۃ سے حضرت آدمؑ کا علم زائد ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے علم سے افضل الرسل سید الخلق ﷺ کا علم زائد ہے جیسا کہ براہین قاہرہ اور دلائل ماہرہ سے ثابت کیا گیا ہے لہٰذا نتیجہ ظاہر ہے کہ نبی الانبیاء کا علم حضرت عزرائیل اور شیطان لعین سے بدرجہا زیادہ ہے اور جو شخص آنحضور پرنور ﷺ کے علم کو عزرائیل اور شیطان کے برابر بھی نہ جانے وہ جاہل و غبی ہے یا گمراہ و غوی ہے۔

(کوثر الخیرات ص ۹۴)

ناظرین! اس مکمل عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سیالوی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کا علم شیطان اور حضرت عزرائیل سے زیادہ ہے اب اس کے باوجود جو برابر بھی نہ مانے وہ گمراہ ہے، اس لیے جناب جو مفہوم مخالف اور اپنی مرضی کا مطلب کشید نے کی کوشش کر رہے ہیں اس کا رد مکمل عبارت میں موجود ہے، اور سیالوی صاحب اپنا عقیدہ واضح کر چکے کہ "نتیجہ ظاہر ہے کہ نبی الانبیاء کا علم حضرت عزرائیل اور شیطان لعین سے بدرجہا زیادہ ہے" لہٰذا ان پر کوئی فتویٰ نہیں۔ عبد الجبار سلفی لکھتا ہے:

قائل کی مراد سمجھے بغیر اس پر بے ادبی اور گستاخی کا فتویٰ لگانا علماء سو کا طریقہ ہے۔ (تعویذ المسلمین ص ۱۲۵)

لہذا جناب معترض، سیالوی صاحب کی مراد کے برعکس مطلب نکال کر علماء سو میں شمار ہوئے، اور سیالوی صاحب کا عقیدہ واضح ہو چکا لہذا ان پہ کسی قسم کا کوئی فتویٰ نہیں۔

۲۷)اللہ کو حاضر و ناظر کہنے پر اعتراض

اس جگہ جناب نے کچھ ایسے حوالہ جات نقل کیے جن میں اللہ عزوجل کے لیے حاضر و ناظر ہونے کے الفاظ استعمال کیے گئے تھے اور ان کے مخالف کچھ ایسی عبارات نقل کیں جن میں اس کی ممانعت موجود تھی۔ (ملخصا دست و گریباں ج ا ص ۱۷۵، ۱۸۰)

الجواب

قارئین !اولا تو یہ بات یاد رہے کہ جس جگہ اللہ عزوجل کے لیے حاضر و ناظر کا لفظ بولا گیا ہے وہاں بمعنی مجازی [علم] مراد ہے اور جہاں اس کی نفی ہے وہاں لغوی حقیقی معنی مراد ہے کیونکہ اس سے اللہ عزوجل کا جسم ماننا لازم آتا ہے۔ چنانچہ آئینہ اہلِ سنّت کے مصنف لکھتے ہیں:

حاضر و ناظر دونوں لفظوں کے اصلی و حقیقی معنی اللہ تعالیٰ کے شان شایان نہیں۔ (آئینہ اہلِ سنّت ص ۹۳)

ایسے ہی مفتی احمد یار خان نعیمی کی عبارت ''اللہ کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے'' میں بھی اس معنی کی نفی مراد ہے کیونکہ جگہ ظرف ہے اور اس ''میں'' ماننے کا مطلب اللہ کو مظروف ماننا ہے اور رب العزت جسم و جسمانیت کے لحاظ سے پاک ہے۔ فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں:

کیونکہ ہر جگہ ''میں'' ہونا جسم والے کا کام ہے۔اور اللہ تعالیٰ جسمانیت سے پاک ہے۔

(تحقیق حاضر وناظر یعنی دلوں کا چین ص ۴۹۸)

علامہ اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حاضر وناظر کے معنی حقیقیہ اللہ کے شایان شان نہیں۔''

(انوار رضا ص ۱۷۹)

غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''بالآخر یہ مسئلہ جمہور علماء کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ چونکہ اس میں تاویل ہوسکتی ہے اس لیے یہ اطلاق کفر نہیں اور تاویل یہ کی کہ حضور کو مجازاً اعلم کے معنی میں لیا جائے اور نظر کے مجازی معنی رویت مراد لے لیے جائیں۔اس تاویل کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہا جائیگا تو یہ اطلاق علیم وبصیر اور عالم من یریٰ کے معنی میں ہوگا۔'' (تسکین الخواطر ص ۱۳۔۱۴)

ناظرین ان تمام عبارات کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ عزوجل کو حاضر وناظر علم وقدرت کے اعتبار سے کہا جاتا ہے اور حاضر وناظر کے حقیقی اور لغوی معنی اللہ کے شایان شان نہیں۔یہی بات علمائے دیوبند کو بھی تسلیم ہے۔مفتی مدار اللہ مدار لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ زمان ومکان سے ماوریٰ ہے اور انسانوں یا مخلوقات کے ساتھ اس کی معیت علمی ہے ذاتی نہیں۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ازلی ہیں اور کوئی نیا اسم اس کے ساتھ

قائم نہیں ہوسکتا۔ حاضر کا لفظ اللہ کے اسماء میں سے نہیں ہے۔ اس لیے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر محل نظر ہے اور چونکہ حاضر اس کو کہتے ہیں جو مشاہدہ ومعائنہ میں آتا ہو۔ اور انسان اپنے حواس ظاہری سے اس کا ادراک کرے اور اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور قدیم ہے اور حدوث کے لوازمات سے پاک ہے اس لیے اللہ جل مجدہ، پر حاضر کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔" (ماہنامہ الحق مارچ ۱۹۹۰ ص ۴۹)

الیاس گھمن صاحب لکھتے ہیں:

"اللہ کی ذات زمان ومکان کی قیود سے منزہ ہے""درحقیقت کوئی مقام ایسا نہیں جسے اللہ کا مکان کہا جاسکے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو لا مکان ہے اور وہ زمان ومکان کی قیودات سے منزہ وبرتر ہے۔"

(المہند پر اعتراضات کا علمی جائزہ: ص55)

اسی طرح دیوبندی مولوی جناب نور الحسن بخاری لکھتے ہیں کہ:

"اور کبھی نہ بھولیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہر جگہ حاضر وناظر ہونا...... یہ سب صفت علم کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ ذات الٰہی تو جسم وتجسم سے پاک ہے۔" (توحید وشرک کی حقیقت ص ۲۰۳)

خالد محمود دیوبندی لکھتا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ کے لیے ہر جگہ موجود ہونے کی حقیقت اور کنہ کو ہم پا نہیں سکتے۔ اتنا جانتے ہیں کہ وہ اپنے علم محیط سے ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔"

(مطالعہ بریلویت ج ۵ ص ۲۶۵)

دیوبندی مفتی لکھتے ہیں:

''اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جسم و جسمانیت سے پوری طرح منزہ اور بالاتر ہیں، حاضر وناظر کا یہ مطلب نکالنا کہ جس طریقہ سے ہمارے کہیں موجود ہونے کے لیے جسم کا وجود ضروری ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے جسم وجثہ کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے یہ تشریح نامناسب ہے؛ بلکہ صحیح مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے علم وقدرت کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔'' (کتاب النوازل ج ۱ ص ۲۵۴)

شبیر احمد قاسمی دیوبندی لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر وناظر ہے'' اس میں کوئی شک نہیں؛ لیکن کس طرح حاضر وناظر ہے، وہ قرآن کریم کے الفاظ کے ذریعے واضح ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفات عالیہ بیان فرمائی ہیں: ''علیم، سمیع، بصیر، لطیف خبیر'' تو اللہ تبارک و تعالیٰ ''سمیع، بصیر، علیم، لطیف اور خبیر ہونے کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔'' (فتاویٰ قاسمیہ ج ۱ ص ۳۸۷)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ اللہ عزوجل جسم و جسمانیت سے پاک ہے اور رب عزوجل کو جو حاضر وناظر کہا جاتا ہے وہ علم وقدرت کے اعتبار سے ہے۔ اب جہاں تک ''وہابی مذہب'' نامی کتاب کا حوالہ ہے جس میں اللہ کو حاضر وناظر نہ ماننے کو گستاخی کہا گیا ہے تو اصل بات یہ ہے کہ غیر مقلدین

حضرات اللہ رب العزت کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی کر کے اللہ کو عرش پر مستوی مانتے ہیں جس سے جسم ماننا لازم آتا ہے اس لیے اس کو گستاخی کہا گیا ہے۔

۲۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا الزام

جناب نے اس جگہ [انوار شریعت ج ۲ ص ۵۵] سے نقل کیا کہ ''حضرت مسیح پہلی آمد میں ناکامیاب رہے'' پھر [مناظرہ جھنگ ص ۲۰۲ سے] ایک اقتباس نقل کر کے کہا ''مناظرہ جھنگ میں بریلوی مناظر اشرف علی سیالوی نے امیر عزیمت شہید کے سامنے بوکھلا کر اپنے مناظر کو گستاخ کہہ دیا'' پھر [آئینہ اہلِ سنّت ص ۳۹۴ کے] حوالے سے انوار شریعت کا دفاع نقل کیا، پھر لکھا کہ سیالوی صاحب نے ایک مسلمان کو کافر قرار دے دیا پھر مختلف حوالہ جات سے یہ تاثر دیا کہ کیونکہ بریلوی حضرات کے نزدیک کسی مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہے لہٰذا سیالوی صاحب کافر ہیں۔

(دست و گریباں ج ۱ ص ۱۸۰۔۱۸۱)

الجواب

اولاً عرض ہے کہ انوار شریعت کی عبارت میں ''مولانا نظام الدین ملتانی'' نے اپنا کوئی عقیدہ بیان نہیں کیا بلکہ مرزائیوں کے عقیدے کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں الزامی جواب دیا ہے۔ دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:

> ''اور الزامی سے مراد فریق مقابل کے نزدیک تسلیم شدہ مقامات سے مرکب ایسی دلیل ہے جس سے اس مذہب کا بطلان لازم آتا ہو۔ اگر چہ دلیل پیش کرنے والے کو خود وہ مقدمات تسلیم نہ ہوں اور دلیل الزامی سے مقصود محض فریق مقابل کو لاجواب کرنا ہوتا ہے۔'' (بیان الفوائد ص ۴۵)

خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

"الزامی جواب وہ ہوتا ہے جو فریق مخالف کے مسلمات کی رو سے لازم آتا ہو۔" (مطالعہ بریلویت ج ۲ ص ۲۸۳)

توجوبات مفتی نظام الدین صاحب نے کی ہے یہ ان کا اپنا عقیدہ نہیں بلکہ یہ سب کچھ مرزائی حضرات کے عقیدے سے لازم آتا ہے، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ناکام ہو گئے تھے، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعے سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائی کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے ہے۔"

(ازالہ ج ۵ ص ۱۳۸، اشد العذاب عکسی ص ۲۵ مطبع مجتبائی جدید دہلی)

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ مفتی نظام الدین صاحب کا اپنا عقیدہ نہیں بلکہ مرزائیوں کے عقیدے سے یہ سب لازم آتا ہے۔ اب جہاں تک سیالوی صاحب کے فتویٰ کا تعلق ہے تو وہ فتویٰ مشروط ہے۔ سیالوی صاحب فرماتے ہیں:

"اگر تحقیق سے یہ بات ہو جائے کہ نظام الدین صاحب نے یہ الفاظ کہے ہیں"۔ (مناظرہ جھنگ ص ۱۸۱)

یعنی فتویٰ اس صورت میں ہے جب یہ الفاظ نظام الدین صاحب نے خود کہے ہوں اور جب یہ ان کے اپنے نہیں بلکہ مرزائیوں کے عقیدے سے یہ سب کچھ لازم آتا ہے، لہٰذا ان پر کسی قسم کا کوئی فتویٰ نہیں۔ اس عبارت پر مزید تفصیلی گفتگو ہم اسی

کتاب کی دوسری جلد میں کریں گے یہاں صرف دیوبندی خانہ جنگی پر ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔خالد محمود صاحب،مولانا آل حسن موہانی کی الزامی قسم کی عبارات کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور مذکورہ عبارت حضرت مولانا آل حسنؒ کی نہیں ہے،انہوں نے اناجیل کے مسلمات سے ان باتوں کا لزوم ثابت کیا ہے۔

(کتاب الاستفسار ص ۶۰)

اس جگہ ڈاکٹر صاحب نے الزامی جواب کا دفاع کیا ہے،مگر دوسری جانب لکھتے ہیں:

''شریعت محمدی کا یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ کسی پیغمبر سے استہزاء کرنا (گو وہ الزامی طور پر ہو) کفر ہے۔'' (عقیدۃ الاعلام ص ۳۵۵)

گو اپنے ہی فتوے سے کافر ٹھہرے۔

29)آنحضرت اور رسالت مآب کہنے پر اعتراض

جناب نے اس جگہ کچھ حوالہ جات ایسے نقل کیے جن میں حضور ﷺ کے متعلق آنحضرت اور رسالت مآب جیسے الفاظ کا استعمال تھا،اس پر جناب نے مفتی اقتدار صاحب کی تنقید نقل کی کہ ایسے الفاظ عامیانہ اور وہابیہ کی گستاخانہ ایجاد ہیں (ملخصاً دست و گریباں جا ص ۱۸۴۔۱۸۵)

الجواب

اولاً ہمارے ناظرین اس بات کو محسوس کر چکے ہونگے کہ جناب کی علمی پٹاری میں سوائے اقتدار صاحب کے اور کچھ باقی نہیں،اس لیے بار بار ان کا حوالہ دیا جا رہا ہے، جبکہ دیوبندی اصول و قوانین سے ان کو ہمارے خلاف ہرگز پیش نہیں کیا جا سکتا۔

ثانیاً پھر جب یہ لفظ ہمارے اکابرین نے استعمال کیا ہے تو خود دیوبندی اصول سے اصاغرین کی تنقید کا کوئی اعتبار نہیں۔

ثالثاً مفتی عمیر قاسمی لکھتے ہیں:

> ثانیاً یہ کہ حضرت اوکاڑوی نے جو بغض صحابہ کہا ہے وہ غیر مقلدوں کے لیے ہے، کیونکہ وہ صحابہ کرام سے بغض وحسد رکھتے ہیں، اور مارے حسد کے ﷺ نہیں لکھتے، جیسا کہ رضا خانی حضرات خود واقف ہوں گے۔ تو غیر مقلدین کے معاملہ کو اہلسنت کے علماء حق کی جانب منسوب کرنا یہ آپ کے حسد کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے۔
>
> (فضل خداوندی ص ۱۶۵)

بس اقتدار صاحب بھی کیونکہ علمائے وہابیہ کا رد کر رہے ہیں اس لیے اس تنقید کا تعلق ان کے ساتھ ہے۔ اور اس کو علماء اہلِ سنّت کے خلاف پیش کرنا جناب کا حسد ہے۔

رابعاً اقتدار صاحب نے کہیں بھی ان الفاظ کو گستاخی نہیں بلکہ صرف عامیانہ قرار دیا، اور تنقیدات کی عبارت میں آنحضرت لکھ کر صرف ''ص'' کا نشان ڈالنے کو وہابیہ کی گستاخانہ ایجاد کہا نہ کہ ''آنحضرت'' کو انہوں نے گستاخی قرار دیا، اس لیے یہ حوالہ بھی جناب کے پیش کردہ معیار کے مطابق نہیں، اور ان کے دعویٰ سے ہرگز موافقت نہیں رکھتا۔ اس لیے ان کی یہ محنت بھی بیکار ٹھہری۔

۳۰) ابلیس کی آواز حضور کے مشابہ

جناب نے اس جگہ مفتی احمد یار خان نعیمی کی عبارت نقل کی ''البتہ شیطان اپنی آواز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ کرسکتا ہے جیسا کہ سورۃ النجم شیطان نے حضور کے ساتھ پڑھ

دی (مواعظ نعیمیہ ص ۱۴۳) اس پر جناب نے ابو کلیم فانی صاحب کا یہ بیان نقل کیا کہ "علماء سے سہو ہو جانا ممکن ہے" [آئینہ اہلِ سنّت ص ۵۵۴) پھر یوں تبصرہ کیا "ابو کلیم فانی کی رو سے مفتی احمد یار خان نعیمی گستاخی کے مرتکب ہوئے۔ (ملخصاً دست و گریباں ج1)

الجواب

اولاً تو جناب نے اس عنوان پر نمبر ۲۹ لکھا ہے جبکہ ۳۰ آنا چاہیے تھا، عبد القدوس قارن لکھتے ہیں:

"اثری صاحب صفحہ نمبر ۱۶۲ پر (۵) کا نمبر دے کر لکھتے ہیں اور پھر صفحہ نمبر ۱۶۶ پر بھی (۵) کا نمبر دے کر لکھتے ہیں۔ حالانکہ ان کو (۶) نمبر دینا چاہیے تھا مگر وہ حواس باختگی کے عالم سے نکلیں تو ان کو پتہ چلے کہ میں کیا لکھ رہا ہوں۔" (مجذوبانہ واویلا ص ۱۹۵)

اب اس اصول سے ہم بھی "معترض صاحب کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ وہ حواس باختگی کے عالم سے نکلیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ کیا گل کھلا رہے ہیں۔

ثانیاً شیطان کی آواز حضور کی آواز سے مشابہ ہو سکتی ہے، اس میں علماء کا اختلاف ہے، کچھ روایات کے پیش نظر علماء کرام کی ایک جماعت نے اس واقعہ کو درست مانا ہے، مگر یہ واقعہ ہرگز درست نہیں۔ امام بیہقی، مفسر بیضاوی، امام فخر الدین رازی اور علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہم جیسے مفسرین نے اس واقعہ کا رد کیا ہے، اس کو مردود اور باطل قرار دیا ہے۔ اور جن احباب نے یہ واقعہ نقل کیا ہے یہ انکا تسامح ہے، مگر کیونکہ اس مؤقف پر کچھ روایات موجود تھیں، اس لیے ان کو معذور سمجھا جائے گا

۔علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی اتباع میں بعض جید علماء نے بھی اس موضوع روایت کواس باطل تاویل کے سہارے اختیار کرلیا ہے جس کو ابھی ہم نے حافظ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔تاہم یہ علماء صحیح العقیدہ ہیں ان کی نیت فاسد نہیں ہے صرف روایت پرستی کے روگ کی وجہ سے انہوں نے اس روایت کواس باطل تاویل کے ساتھ اپنی تصانیف میں درج کردیا۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے"۔

(تبیان القرآن ج ۷ ص ۷۸۵)

لہٰذا واضح ہوا کہ جن احباب نے اس واقعہ کو درست کہا ان پر کسی قسم کا کوئی فتویٰ نہیں، یہ بس ان کا تسامح ہے،اور یہ واقع منگھڑت ہے۔اب اس واقعہ کے متعلق علمائے دیوبند کی خانہ جنگی بھی قابل دید ہے۔

اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے:

"ممکن ہے کہ شیطان اُن [انبیاء] کی آواز یا صورت کی نقل کر کے خلافِ شرع کام کا حکم کرے۔" (صراط مستقیم:۷۲)

ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

"غرض یہ ہے کہ یہ الفاظ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز ہرگز اپنی زبان مبارک سے نہیں پڑھے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس کا علم بلکہ

تصور بھی نہ تھا شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر پڑھ دیئے
جن کو کفار نے سن کر مشہور کر دیا جو فتنہ کا سبب بن گیا۔"
(معارف القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۳۱)

مہر محمد صاحب لکھتے ہیں:
اہلِ سنّت صحیح ترین تفسیر اس آیت کی یہی کرتے ہیں کہ تمنیٰ کا معنی
قرآن پڑھنا ہے۔ کیونکہ لفظ احکام آیات اس کا قرینہ ہے۔ تو
مطلب یہ ہے کہ جب بھی کوئی پیغمبر تلاوت آیات کرتا ہے شیطان
ان کے ہم آواز ہو کر اپنی بات ملاتا ہے۔ (ہم سنی کیوں ہیں ص ۳۰)
یہی صاحب مزید لکھتے ہیں:
"واقعہ یہ ہے کہ آپ تو قرآن سے توحید بیان کر رہے تھے مگر
اونگھنے کی کیفیت سے آواز میں نرمی تھی شیطان نے آپ جیسی آواز
اونچی بنا کر بتوں کی تعریف میں اشعار پڑھ دیئے۔"
(ایمانی دستاویز ص ۲۹۸)
اب اس پر دیوبندی فتاویٰ جات بھی ملاحظہ ہوں، انوار السوانح میں ہے:
"اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو صاحب وحی کی عظمت اور وحی الٰہی کی
حجیت مجروح و مشکوک ہو کر رہ جاتی ہے۔" (انوار السوانح ص ۱۴۸)
دیوبندی مولوی نجیب لکھتا ہے:
بریلوی جماعت کا کیسا ایمان شکن عقیدہ ہے کہ پیغمبر کی خوبصورت
آواز کے مشابہ ابلیس لعین کی آواز ہو سکتی ہے، اور وہ مردود اپنی

آواز نبی کی آواز سے مشابہ کر سکتا ہے۔

(بریلویوں سے شیطان کی محبت ص ۶۱)

۳۱) تخلیقات اور خالق کے الفاظ کا استعمال

اس جگہ معترض نے غیر اللہ کے لیے خالق اور تخلیقات کے الفاظ استعمال کرنے پر مفتی اقتدار احمد نعیمی کی تنقید نقل کی کہ ''ایسے الفاظ کا استعمال حرام ہے۔'' (ملخصاً دست و گریباں ج ا ص ۱۸۶۔۱۸۷)

الجواب

اولاً ہم بار ہا اس بات کی وضاحت کر چکے کہ اقتدار احمد صاحب کے تفردات ہیں، وہ ہرگز ہماری معتمد علیہ شخصیت نہیں، اس لیے ان کو ہرگز بریلوی بنا کر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ محمود عالم صفدر لکھتے ہیں:

> اس لیے کسی بھی شخص کی لغزش یا تفرد کو اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ نہیں قرار دیا جا سکتا اس لیے کسی بھی شخص کے قول کو دیکھا جائے گا کہ جماعت نے اسے کیا درجہ دیا ہے۔۔۔۔۔۔الغرض کسی آدمی کی ذاتی رائے جس کو جماعت نے قبول نہ کیا ہو اس کو جماعت کا عقیدہ دینا کسی دجال کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

(وحدت الوجود ص ۷)

اقتدار صاحب کے تفردات کو ہرگز قبول نہیں کیا گیا، اب ان کے تفردات کو اہل سنت و جماعت کے مسلک سے تعبیر کرنا کسی دجال کا ہی کام ہے۔

ثانیاً اس تنقید میں انہوں نے صرف لفظ ''حرام'' کا استعمال کیا ہے، جو جناب کے

دعویٰ سے مطابقت نہیں رکھتا، اس لیے معترض کو یہ حوالہ بھی مفید نہیں، اور جناب کی محنت بے کار ٹھہری۔

۳۲)شعائر اسلام کی توہین کا الزام

معترض نے علامہ الیاس عطار قادری کے اشعار پر اقتدار صاحب کی تنقید نقل کی کہ ''ان اشعار میں شعائر اسلام کی توہین ہے'' پھر فتویٰ نقل کیا کہ ''شعائر اسلام کی توہین کفر ہے'' اس کے علاوہ ایک واقعہ نقل کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حرمین شریفین میں علامہ الیاس عطار قادری کو جب گرفتار کیا جانے لگا تو آپ کو مجنون ظاہر کر کے چھڑایا گیا ۔(ملخصاً دست و گریباں ج اص ۱۸۸۔۱۹۲)

الجواب

اقتدار صاحب کی یہ رائے ان کی ذاتی رائے ہے، علامہ صاحب کے اشعار میں ہرگز کسی قسم کی کوئی توہین نہیں پائی جاتی، لہٰذا ان کی ذاتی رائے ہرگز ہمارے خلاف پیش نہیں کی جاسکتی۔

ثانیاً جہاں تک نقل کردہ واقعہ پر اعتراض ہے تو سر دست عرض ہے کہ اگر جناب اس قسم کی تدبیر کرنا قابل اعتراض ہے تو جناب اپنے امیر عزیمت کے متعلق کیا کہیں گے جو برقعہ پہن کر فرار ہوئے تھے؟ ان کی سوانح میں ہے:

> قصور کے ایک دیہات میں جلسہ ہونا تھا، پولیس نے ضلع قصور میں داخلہ پر پابندی لگا دی، مولانا حق نواز وعدہ کر چکے تھے کہ انشاء اللہ میں آؤں گا۔ اب پولیس نے اس دیہات کے ارد گرد محاصرہ کر لیا اور ناکہ مضبوط کر دیا۔ مولانا حق نواز کو اس بات کا علم ہو گیا،

کہ پولیس ان کے تعاقب میں ہے۔ مولانا نے ایک صاحب کے گھر سے برقعہ لیا، برقعہ پہن کر پولیس کے بیچوں بیچ نکل گئے، سیدھے اسی حالت میں مسجد پہنچے آپ نے تقریر کی۔

(تاریخ عزیمت ج ۱ ص ۲۱۳)

لہٰذا اگر تدبیر کرنا قابل اعتراض ہے تو ذرا اپنے حق نواز صاحب پر بھی تبرا کریں، وگرنہ ہم یہی کہیں گے کہ سرکار یہ لینے دینے کے باٹ مختلف کیوں؟

۳۳)صرف مدینہ کہنے پر اعتراض

جناب نے اس جگہ صرف مدینہ کہنے پر اقتدار صاحب کا فتویٰ نقل کیا کہ ایسا کہنا بے ادبی ہے۔(ملخصاً دست و گریبان ج ۱ ص ۱۹۲۔ ۱۹۴)

الجواب

اقتدار صاحب کی یہ تنقید بھی بے جا ہے کہ صرف مدینہ نہیں کہہ سکتے، اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے ''تین اہم فتوے ملاحظہ کریں۔

اب ہم دیوبندی حضرات کی بھی اس قسم کی خانہ جنگی پیش کیے دیتے ہیں۔

دیوبندی مولوی اللہ وسایا لکھتا ہے:

''نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر۔''

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۴۸)

مولوی خبیب لکھتے ہیں:

''نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر۔''

(عشق رسول اور علمائے حق ص ۳۹۲)

اب اس پر ایک عدد فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ حافظ محمد صابر صفدر لکھتے ہیں:

''مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا منافقین کا کام ہے۔ مسلمان یہ گستاخی اور بے ادبی نہ کریں۔''   (بے ادب بے نصیب ص ۱۰۰)

۳۴) ''ص'' لکھنا

جناب نے اس جگہ کچھ عبارات نقل کیں جس میں صرف ''ص'' کی علامت تھی، پھر جواباً بزعم خود ایسی عبارات نقل کیں جن سے تکفیر کا شبہ ہوتا ہے۔'' (ملخصا، دست وگریباں ج ۱ ص ۱۹۴ تا ۱۹۶)

الجواب

اولاً تو اس قسم کی عبارات خود دیوبندی حضرات کے نزدیک بھی کتابت کی اغلاط میں شمار ہوتی ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲ ص ۱۹۷۔۱۹۹، فضل خداوندی، سیدنا معاویہ اور طبقہ ہادیہ ص ۳۸، عبقات ص ۹۰۔۹۱)

ثانیاً جناب کی طرف سے پیش کردہ عبارات میں جس تکفیر کا ذکر ہے وہ تکفیر فقہی ہے اور اس کی وضاحت اسی کتاب میں موجود ہے۔

۳۵) نبی علیہ السلام کو بشر کہنا کیسا؟

جناب نے کچھ ایسی عبارات نقل کیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو تسلیم کیا گیا تھا، پھر کچھ ایسی عبارات نقل کیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہیں کہہ سکتے

الجواب

اولاً تو یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر مانتے ہیں، اور اظہار عقیدہ میں بشر کہنا ہرگز منع نہیں، ہاں صرف بشر بشر کہہ کر پکارنا ہرگز درست نہیں ابوایوب لکھتا

ہے:

ظاہر ہے بریلوی حضرات نبی اکرم کی بشریت کا میلاد مناتے ہیں

(۵۰۰ باادب سوالات صفحہ ۵۳)

اسی طرح مفتی مختار الدین لکھتا ہے:

''ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ بریلوی بھی نبی اکرم ﷺ کی بشریت کے قائل ہیں۔'' (راہ محبت ص ۳۴)

آگے لکھتے ہیں:

''اس طرح بعض بریلوی علما نبی اکرم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔۔۔تو ایسے الزامات لگانا ان کے ساتھ بہت زیادتی اور ظلم ہے۔ (ص ۴۰)

مولوی سرفراز کہتا ہے:

بلاشک اکثر بریلوی صاحبان جملہ حضرات انبیا کرام کو اور آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو جنس اور نوع کے لحاظ سے بشر آدمی اور انسان ہی تسلیم کرتے ہیں (اتمام البرھان حصہ سوئم ص ۲)

اسی طرح تین دیوبندی متفقہ طور پر اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قدیم بریلویت میں یہ مسئلہ اتفاقی ہے دیکھئے جاء الحق بہار شریعت فتاوی افریقہ وغیرہ ان سب میں لکھا ہے کہ نبی انسان ہوتے ہیں

(انصاف ص ۴۹)

ورنہ اہلسنت میں بریلوی اکابر ہرگز بشریت کے منکر نہیں تھے۔

(عبقات صفحہ ۶۱)

فردوس شاہ قصوری لکھتا ہے:

"البتہ مسئلہ اور درجہ کے عقیدہ میں بریلوی علماء کی کتابیں بھی گواہ ہیں کہ رسول اللہ بشر ہیں۔" (چراغ سنت ص ۲۹۴)

اعلیٰ حضرت سب انبیاء کرام کو جنس بشر ہی میں سے سمجھتے تھے۔

(پانچ مسائل ص ۴۶)

ان تمام عبارات میں دیوبندی حضرات نے اس بات کو تسلیم کیا ہے اہلِ سنّت و جماعت بریلوی حضرات حضور ﷺ کو بشر مانتے ہیں، اب جہاں تک بشر کہنے کا مسئلہ ہے تو جناب خالد محمود لکھتے ہیں:

"انبیاء کو اعتقاداً بشر ماننا اور اظہار عقیدہ میں انہیں بشر کہنا یہ ایک پیرایہ بیان ہے۔ دوسرے انہیں بشر کہہ کر بلانا یہ دوسرا پیرایہ ہے جب کسی کو بلانا ہو تو اس کو اس کی امتیازی شان سے بلایا جاتا ہے ذات کے درجے سے نہیں سو اگر کسی نے پیغمبر کو بشر کہہ کر یا آدمی کہہ کر بلایا تو انہیں اس طرح بشر کہنا واقعی بے ادبی کا ایک پیرایہ ہے۔" (مطالعہ بریلویت ج ۵ ص ۲۴۶)

گھمن صاحب نے یہاں نقل مارتے ہوئے عقل سے کام لیا اور بے ادبی والے الفاظ حذف کر دیے۔" (فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ ص ۳۳۹)

ادریس کاندھلوی صاحب کی سوانح میں ہے:

"بعض لوگ نور و بشر کے جھگڑے میں پڑے رہتے ہیں۔ یہ نازک مقام ہے کسی وقت بے ادبی سے بشر کہہ دیا تو پیغمبر کی تنقیص لازم آئے گی۔ جس سے ایمان سلب ہونے کا اندیشہ ہے۔" (تذکرۃ ادریس کاندھلوی ص ۱۶۳)

ایسے ہی دیوبندی ترجمان لکھتا ہے:

تو جبکہ انبیاء کو صرف بشر ہی سمجھتا ہے سمجھ لے کہ یہ ابلیس کی میراث ہے۔یعنی انبیاء مابہ الاشتراک بشریت پر نظر کرنا اوران کے مابہ الامتیاز سے انکار کرنا کفر ہے۔

(شہادۃ القرآن والخبر ص ۱۳۱)

ان حوالہ جات سے واضح ہو گیا صرف بشر کہہ کر پکارنا بے ادبی ہے اور یہ انکار بشریت کو مستلزم نہیں۔

پھر جناب نے تفسیر نعیمی کی عبارت پیش کرنے میں سخت خیانت سے کام لیا مکمل عبارت کچھ یوں ہے:

''اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صفات کو مان لینا ایمان نہیں کہ وہ بشر تھے، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ میں قیام فرمایا کھاتے پیتے تھے۔سیدنا عبد اللہ کے فرزند تھے۔آمنہ خاتون کے لخت جگر نور نظر تھے۔کیونکہ یہ تو ان کے ظاہری اوصاف ہیں اس کے کفار بھی قائل تھے بلکہ حضور پاک علیہ السلام کے چھپے ہوئے اوصاف کو ماننے کا نام ایمان ہے۔''

(تفسیر نعیمی ج اص ۱۰۰)

ناظرین اس مکمل عبارت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ مفتی صاحب مسئلہ بشریت کے متعلق تو کچھ عرض ہی نہیں کر رہے، بلکہ وہ تو اس بات کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صفات کو ماننا ایمان نہیں بلکہ چھپے ہوئے اوصاف کو تسلیم

کرنے کا نام ایمان ہے، مگر جناب نے خیانت کرتے ہوئے اسے مسئلہ بشریت پر فٹ کر دیا۔ اب گھر کی خانہ جنگی بھی ملاحظہ ہو۔ اخلاق حسین قاسمی لکھتے ہیں:

اس حقیقت پر تمام مسلم فرقے متفق ہیں کہ حضور اکرم ﷺ بظاہر بشر ہونے کے باوجود ایک منفرد اور بے مثال بشریت کے مالک تھے کمالات واوصاف باطنی وظاہری کے اعتبار سے نہ آپ جیسا بشر پہلے ہوا نہ قیامت تک ہو سکے گا۔

(محاسن موضح قرآن ص ۴۶۳)

قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

حضور ﷺ کی روح پاک اور امت کی ارواح کے درمیان اتحاد اور اشتراک نوعی قائم نہیں ہے دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے اگرچہ ظاہری شکل وصورت میں اور احکام جسمانی میں مماثل اور ایک جیسا کہا جائے اور یوں کہا جائے انما انا بشر مثلکم لیکن حضور اور ایمان والوں کے درمیان مساوات اور برابری کا عقیدہ قائم کرنا منجملہ اضغاث احلام اور خیالات واہیات سے ہے۔ جس طرح آفتاب اور اس کی شعاؤں میں مثلیت ذاتی نہیں، لاکھوں عکس بھی مثل آفتاب نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ صورت اور رنگ میں نور آفتاب اور اصلی آفتاب سے مشابہت ہے لیکن برابری کا خیال ایک باطل خیال ہے۔"

(آب حیات ص ۲۴۴)

جبکہ ابوایوب صاحب تھانوی صاحب سے نقل کرتے ہیں:

"حکیم الامت سے سوال ہوا کہ لباس بشریت کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ تو فرمایا یہ کفر ہے (دست و گریباں ج ۳ ص ۸۶)

۳۶) نبی علیہ السلام مجرموں کے حامی

ناظرین معترض نے علامہ حسن بریلوی کا شعر نقل کیا:

عجب کرم ہے کہ خود مجرموں کے حامی ہیں
گناہگاروں کی بخشش کرانے آئے ہیں

(سامان بخشش ص ۹۴) اس پر اقتدار صاحب کی تنقید نقل کی اور پھر کچھ فتاویٰ جات نقل کر کے آخر میں غلام مہر علی صاحب کی عبارت نقل کی "تو (معاذ اللہ) دیوبندیوں کے نزدیک حضور ﷺ قیامت کے دن چوروں کی حمایت کر کے چور بن جائیں گے۔ (العیاذ باللہ) (دیوبندی مذہب ص ۱۹۸) (دست و گریباں ج ۱ ص ۱۹۸-۱۹۹)

الجواب

ابوایوب (حقیقتاً سراپا عیوب) برائے نام قادری کے مبلغ علم کا یہ عالم ہے کہ انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ "سامان بخشش" نامی نعتیہ دیوان برادر اعلیٰ حضرت شہنشاہ سخن مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں بلکہ آپ کے شہزادے حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان علیہ الرحمۃ کا ہے۔

مفتی اعظم ہند کے شعر کا مطلب یہی ہے کہ قیامت کے دن آپ گناہگاروں کی شفاعت کریں گے، اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ آپ ﷺ جرم کے حامی ہیں، اس لیے تو علامہ صاحب نے "مجرموں کا حامی" کہا جس کی وضاحت اگلے جملے میں موجود

ہے کہ آپ ان کو بخشوائیں گے، یہ مصرعہ واضح کر رہا ہے کہ ''حمایت'' کا تعلق ''بخشوانے'' سے ہے جرم سے ہرگز نہیں۔ قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

یہ سن کے آپ شفیع گناہ گاراں ہیں
کیے ہیں میں نے اکٹھے گناہ کے انبار

(تبلیغی نصاب ص ۸۱۰)

اس شعر کو غور سے دیکھا جائے تو دیوبندی اصول سے اس کا یہ مطلب ہوگا کہ کیونکہ حضور ﷺ گناہگاروں کی شفاعت کریں گے اس لیے جناب نے گناہوں کے انبار لگانے شروع کر دیئے؟ اب ہم دیوبندی اصول و قوانین کے مطابق یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ عمل درست ہے؟ کیا شفاعت کے درپردہ گناہ کا راستہ صاف کرنے کی کوشش تو نہیں کی جارہی؟ خیر اس کی وضاحت تو خود دیوبندی حضرات کریں گے، ہم آگے چلتے ہیں۔

جناب نے غلام مہر علی صاحب کی عبارت پیش کرنے میں بھی حسب عادت سخت خیانت سے کام لیا، مکمل عبارت یوں ہے:

''جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے، تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۳، سطر ۸)

نوٹ: مولوی اسماعیل نے یہ عبارت انبیاء کرام کی شفاعت کا رد کرتے ہوئے لکھی ہے اور کون مسلمان نہیں جانتا کہ خود آنحضرت نے فرمایا شفاعتی لاھل الکبائر یعنی میری شفاعت بڑے بڑے گناہگاروں کے لیے ہوگی۔ تو معاذ اللہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور کریم ﷺ بھی قیامت کے دن چوروں کی حمایت کر کے چور بن

جائیں گے۔(دیوبندی مذہب ص ۱۹۸)

ناظرین! یہ پوری عبارت اپنے مفہوم میں واضح ہے، یہ صاف ظاہر کر رہی ہے کہ مصنف خود کوئی اپنا عقیدہ بیان نہیں کر رہے، بلکہ وہ تو دیوبندی عقیدہ پر نقد وارد کر رہے ہیں اور دیوبندی حضرات کے عین اسلام (یعنی تقویۃ الایمان نامی دیوبندی دھرم کی کتاب بمطابق رشید احمد گنگوہی) کے حوالے سے یہ بات کر رہے ہیں جس کے مطابق گناہ گاروں کی سفارش سے حضور ﷺ معاذ اللہ گناہ گار ہو جائیں گے، اور اس فتوے سے نانوتوی صاحب نے حضور کو گناہ گار کہا، اب اس پر کیا فتویٰ لگتا ہے اس کا فیصلہ ہم دیوبندی حضرات پر چھوڑتے ہیں۔

۳۷) راعی کہنے پر اعتراض

جناب نے اعلیٰ حضرت کی عبارت اور اس کی سچے راعی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں (سبحان السبوح ص ۱۱۱) پر فتویٰ نقل کیا۔ سوال: اگر کوئی شخص سرکار مدینہ کو امت کا چرواہا کہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ جواب:۔ یہ توہین آمیز لفظ ہے کہنے والا توبہ و تجدید ایمان کرے (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص ۲۰۴) پھر لکھا "دعوت اسلامی کے مکتبہ سے چھپنے والی کتاب ایمان کی پہچان کے حاشیہ میں بریلوی مولوی یوسف عطاری صاحب لکھتے ہیں کہ: نبی علیہ السلام کو بکریاں چرانے والا کہنا اگرچہ کفر ہے [ایمان کی پہچان] امیر دعوت اسلامی اور مبلغ دعوت اسلامی کے فتووں سے مجدد بریلویہ مولوی احمد رضا خان صاحب کافر ہیں، توبہ کرے تجدید ایمان کرے۔(دست و گریباں ج ۱ ص ۲۰۱)

الجواب

ناظرین! جناب ابوایوب نے جو امام اہلسنت کی عبارت پیش کی ہے، اس میں آپ نے لفظ راعی کا استعمال کیا ہے، لفظ راعی اور راعی الغنم میں فرق ہے، یہ لفظ محافظ ونگہبان کے معنی میں استعمال ہوتا ہے خود حدیث مبارکہ کے اندر بھی یہ لفظ موجود ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیة ...... ترجمہ: تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے۔ اور تم سب سے ان کی رعیت (اہل وعیال) کے بارے میں (آخرت میں) سوال کیا جائے گا۔" (تفہیم المسلم ج ۳ ص ۱۳۸)

عبدالرحیم چاریاری لکھتے ہیں:

"کسی مملکت کے سربراہ پر اپنے شہریوں کے دین و ایمان کی حفاظت لازم ہے، اور جو لوگ مسلمانوں کے دین و ایمان سے کھیلنا چاہیں، ان سے مواخذہ کرنا مسلمان۔ حکمران کو ارشاد نبوی کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیة ......ترجمہ...... تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا، کے مصداق اپنے شہریوں کی مکمل اصلاح کا پورا اختیار ہے (غامدیت کیا ہے ص ۷۷)

ایسے ہی جناب تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

اس میں مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ کے حدود و اختیار کیا ہوتے ہیں؟

اور راعی و رعیت کے تعلقات کی نوعیت کیا ہوتی ہے۔

(حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق ص ۱۶)

ایسے ہی شاہ معین الدین ندوی نقل کرتے ہیں:

''ہر راعی اپنی رعیت کا ذمہ دار ہے اس لیے جسے آپ امت کا راعی بناتے ہیں اس پر خوب غور کرلیجئے۔

(تاریخ اسلام ج ا حصہ دوئم ص ۳۲۶)

ان حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ لفظ راعی کا تعلق رعیت سے ہے جس کا معنی محافظ ونگہبان ہے، اس لیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں راعی کا معنی محافظ ونگہبان کے سوا کچھ نہیں۔

اب ہم ابوایوب صاحب کو ان کے گھر میں موجود گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آشنا کیے دیتے ہیں، دیوبندی ترجمان نے اعلیٰ حضرت کی یہی زیر بحث عبارت کے ساتھ دیگر کچھ عبارات کو نقل کر کے یوں تبصرہ کیا:

''اس تحریر سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ رضا خانیوں کے فتویٰ کی مثال اس چور کی ہے جو چوری کر کے چور چور کا شور مچاتا ہے جبکہ حقیقت ہے کہ یہ خود گستاخ ہیں۔۔۔۔احمد رضا خان کی ایسی شرکیہ اور گستاخانہ عبارات کا کوئی شمار نہیں (حیاء کا جنازہ ص ۲۳)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعی کہنا یہ گستاخی ہے، ایسے ہی گھمن صاحب لکھتے ہیں:

''راعی کا معنی چرواہا اور ہمارا چرواہا کہنے سے صرف چرواہا کہنا زیادہ سخت ہے۔'' (حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ ص ۷۵)

ایسے ہی دیوبندیوں نے چرواہا کہنے کو گستاخی قرار دیا (دو بھائی خمینی اور مودودی ص ۵۱)
مفتی مدار اللہ مدار لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان پڑھ اور چرواہے کے لفظ کا عام طور پر استعمال ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ بظاہر موہم تنقیص ہیں۔
(عصمت انبیاء ۶۲۔ ۶۳)

مصنف الشہاب الثاقب لکھتے ہیں:

جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگر چہ کہنے والے کی نیت حقارت کی نہ ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۲۰۰)

اب توجہ رکھیئے گا، خلیفہ تھانوی لکھتے ہیں:

''گرمی کا ہے موسم یہ کڑی دھوپ پڑ رہی ہے جانہ بکریاں چرانے میرے ذی وقار سو جا۔'' (باغ جنت ص ۳۶۸)

یہاں خلیفہ تھانوی نے واضح لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائیں اور گستاخ قرار پائے، اخلاق حسین قاسمی لکھتے ہیں:

''محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ایک عام حقیقت بیان فرما رہے ہیں کہ یہ تو خدا کا فضل و کرم ہے کہ وہ چرواہے کے سر پر نبوت کا تاج رکھ دیتا ہے۔ ورنہ کہاں نبوت کا منصب عظیم اور کہاں ایک راعی اور چرواہا
(شاہ اسماعیل اور ان کے ناقد ص ۱۷۵)

اور ابو ایوب صاحب لکھتے ہیں:

''اگر چہ عبارت پیر نصیر الدین گولڑوی کی ہے مگر تبسم نے اسے رد

کہیں بھی نہیں کیا پوری کتاب میں تو یہ اب تبسم کے گلے کی ہڈی ہے۔" (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۲۰)

سرفراز صاحب لکھتے ہیں:

کسی عالم کا کسی کے قول کو نقل کرنا اور اسکا کہیں بھی رد نہ کرنا اس سے استدلال و احتجاج کرنا حقیقۃً اس کی تصحیح ہے۔ تصحیح اور کس چیز کا نام ہے۔ (سماع الموتیٰ ص ۳۶۴)

مزید لکھتے ہیں:

جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں نقل کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔ (تفریح الخواطر ص ۲۹)

ایسے ہی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

"اس نے اپنے عقیدے کے مطابق بعض پیشن گوئیاں بعثت حضور انور سرخیل انبیاء سرِ دفتر پیغمبراں راعی بندگان خدا کمبل پوش حراء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت بیان کیں۔"

(حقانیت اسلام غیر مسلم اقوام کی نظر میں ص ۳۱، مکتبہ حکیم الامت کراچی)

لہٰذا دیوبندی حضرات کے فتوے سے اخلاق حسین قاسمی اور تھانوی صاحب دونوں کفر کی دلدل میں جا گرے۔

۳۸) شیطان کا علم حضور ﷺ سے زائد

معترض صاحب نے "خالص الاعتقاد" کے حوالے سے عبارت نقل کی کہ "ابلیس کا علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں [خالص الاعتقاد ص ۶۰) پھر ابو کلیم فانی صاحب کے

حوالے سے لکھا کہ ان پر یہ عبارت پیش کی گئی مگر انہوں نے جواب نہیں دیا اور گستاخی تسلیم کر لی، پھر اس کے بعد الیاس عطار صاحب کا فتویٰ نقل کیا کہ ''شیطان لعین کا علم نبی کریم ﷺ کے علم غیب سے زیادہ ماننا خالص کفر ہے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص ۲۲۳) (دست و گریباں ج ص ۱۹۹)

الجواب

اس جگہ ابو ایوب صاحب نے سخت خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس عبارت کو خالص الاعتقاد کی عبارت قرار دیا، جبکہ یہ خالص الاعتقاد کی عبارت نہیں، بلکہ یہ ''رماح القہار'' کی عبارت ہے جو سیدی عبدالرحمٰن کی تصنیف ہے، کوئی دیوبندی قیامت کی صبح تک اسے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ثابت نہیں کر سکتا۔ پھر جناب اس عبارت میں مفہوم مخالف لے رہے ہیں جو دیوبندی حضرات کے نزدیک درست نہیں۔

مجیب الرحمٰن لکھتے ہیں:

''مفہوم مخالف یہاں معتبر نہیں نہ ہی قطعیت کا فائدہ دیتا ہے اور نہ عقیدہ میں حجت بن سکتا ہے۔

(عقیدہ حیات النبی ﷺ اور صراط مستقیم ص ۱۵۴)

اس عبارت سے یہ بات واضح ہوئی کہ مفہوم مخالف معتبر نہیں، اور نہ یہ قطعیت کا فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی اس سے کسی کا کوئی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ ایسے ہی مولوی امین صاحب لکھتے ہیں:

یہ مفہوم مخالف ہے۔ جس کا احناف اعتبار نہیں کرتے۔

(التحقیق المتین ص ۵۷)

یہی صاحب مزید لکھتے ہیں:

یہ مفہوم مخالف ہے۔جس کا احناف حضرات بالکل اعتبار نہیں کرتے۔ (التحقیق المتین ص ۱۵۱)

لہٰذا جب مفہوم مخالف لینا ہی درست نہیں،تو جناب کی یہ محنت بے کار ٹھہری۔پھر اس عبارت میں سیدی عبد الرحمٰن اپنا کوئی عقیدہ بیان نہیں کر رہے بلکہ دیو بندی عقیدے کا رد کر رہے ہیں۔دیو بندی حضرات کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ سے شیطان کا علم زیادہ ہے تو اس کا رد کرتے ہوئے سیدی عبد الرحمٰن نے فرمایا کہ ابلیس کا علم ہرگز رسول اللہ ﷺ سے وسیع تر نہیں،لہٰذا وہ تو دیو بندی حضرات کے خبیث عقیدے کی نفی کر رہے ہیں،مکمل عبارت یوں ہے:

''ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا علم اوروں سے زائد ہے۔ابلیس لعین کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے وسیع تر نہیں جیسا کہ دیو بندیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ابلیس لعین کا علم معاذ اللہ حضور سید عالم ﷺ کے علم اقدس سے وسیع تر ہے۔''

(رماح القہار)

اس لیے یہاں وسیع تر میں ''تر'' کی قید احترازی نہیں بلکہ دیو بندی حضرات کے عقیدہ کے رد کے لیے ہے اس لیے مفہوم مخالف معتبر نہیں۔مزید تفصیل کے لیے ''تحقیقات از شریف الحق امجدی صاحب'' ملاحظہ کریں۔

اب ذرا دیو بندی حضرات کس طرح آپس میں دست وگریباں ہیں اس کا بھی حال ملاحظہ ہو۔خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں:

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم

محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل فاسدہ سے
ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک
الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے۔(براہین قاطعہ ص ۵۵)

مفتی عبدالحق لکھتے ہیں:

''رہی براہین قاطعہ کی بات تو وہ اپنی جگہ بجا اور درست ہے کہ
شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے۔

(فتاویٰ حقانیہ ج ۱ ص ۱۵۹)

اب اس پر گھسن صاحب کا فتویٰ ملاحظہ ہو، وہ لکھتے ہیں:

اس بات کا قائل ہونا کہ فلاں شخص کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے
زیادہ ہے۔۔۔کفر ہے۔ (صراط مستقیم کورس ص ۶۰)

اس فتویٰ سے خلیل احمد انبیٹھوی اور مفتی عبدالحق صاحب کافر ٹھہرے۔

۳۹)مسئلہ ذنب

جناب نے ذنب کے ترجمہ گناہ کرنے پر علماء اہل سنت کے اختلاف کو مذموم اختلاف
ظاہر کرنے کی کوشش کی۔(ملخصاً ج ۱ ص ۲۰۲، تا ۲۰۴)

الجواب

جواباً عرض ہے کہ خالد محمود لکھتے ہیں:

''کسی کلام میں متکلم کی مراد کیا ہے اس کے لیے متکلم کے دوسرے
بیانات کو بھی سامنے رکھا جاتا ہے جب کوئی صحیح العقیدہ شخص کہے کہ
موسم بہار نے سبزہ اگایا تو یہاں نسبت مجازی سمجھی جائے گی۔اور

جب یہ جملہ کوئی نیچری کہے تو اس میں نسبت حقیقی مراد لی جائے گی۔اوراس کی بات اس کے عقیدہ کی روشنی میں سمجھی جائے گی۔

(مناظرہ ناروے ص ۴، انٹرنیشنل ختم نبوت مؤمنٹ ناروے)

خالدسیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:

کسی کلام کا معنی ومقصود متعین کرتے ہوئے ضروری ہے کہ صاحب کلام کی فکراوراس کے خیالات کوبھی ملحوظ رکھا جائے۔اگر ایک شخص کا مومن اور موحد ہونا معلوم ہواوروہ کوئی ایسی بات کہے جس کی دو تشریحات کی جاسکتی ہوں،ایک عقیدہ توحید سے مطابقت رکھتی ہو،اور دوسری مشرکانہ فکر سے،تو ظاہر ہے کہ اس کلام کی تشریح میں پہلی صورت کوملحوظ رکھا جائے گااور یہی بات کسی مشرک کی زبان سے نکلے،تو اس کے کلام کومشرکانہ تصور کیا جائے گا۔ (کتاب الفتاویٰ ج ا ص ۳۱۴،زمزم پبلشرز)

جناب ابوایوب صاحب لکھتے ہیں:

ایک ہی بات مسلم کہے اور وہی کافر کہے،تو معنی ہرایک کے عقیدہ کے مطابق لیا جائے گا مثلاً انبت الربیع البقل مسلمان نے بھی کہا اور کافر نے بھی مسلمان کا مقصد تو یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے موسم بہار کے ذریعے فصل کو اگایا۔اس نے موسم کی طرف نسبت مجازاً کی ہے اور جب کافر کہے معنی یہ ہے کہ موسم بہار نے فصل کو اگایا۔اس نے یہ بات حقیقۃً کہی ہے کیونکہ اس کا خدا پر اعتقاد نہیں۔

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۲۵۴)

سرفراز صاحب لکھتے ہیں:

''خانصاحب نے یاایھا النبی کے معنی اے غیب بتانے والے نبی کیے ہیں ہم نے اس پر تنقید متین میں گرفت کی کہ اگر غیب سے بعض خبریں مراد ہیں تو بجا ہے لیکن کلی غیب مراد ہے جس میں تمام خبریں شامل ہوں تو یہ درست نہیں''۔ (اتمام البرھان ص ۱۸)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی کے کلام کے معنی کا تعین اس کا عقیدہ ہی کرتا ہے، عقیدہ بدلنے سے مطلب بدل جاتا ہے، ایسے ہی جب کسی اہل سنت کے عالم نے انبیاء کی طرف ذنب کی نسبت کی ہے تو اس سے مراد مجازی معنی ہوگا یعنی صورت ذنب، خلاف اولیٰ وغیرہ لیکن اگر یہ کام دیوبندی حضرات کریں تو حقیقی معنی مراد لیا جائے گا۔ کیونکہ یہ حضرات انبیاء سے گناہ کا صدور مانتے ہیں۔ جناب قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

''دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔''

(تصفیۃ العقائد ص ۲۲)

یہاں نانوتوی صاحب انبیاء سے دروغ صریح یعنی جھوٹ کا صدور مان رہے ہیں اور جو گناہ کبیرہ ہے۔ اس لیے جب دیوبندی حضرات ترجمہ میں گناہ کا لفظ لکھیں گے تو اس سے مراد معنی حقیقی ہوگا۔ مزید یہی نانوتوی صاحب فرماتے ہیں:

''بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے، اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔'' (تصفیۃ العقائد ص ۲۴)

لہذا اگر کسی سنی عالم دین نے دیوبندی ترجمہ پہ گرفت کی ہے تو اس گرفت کا تعلق صرف لفظی ترجمہ سے نہیں، بلکہ انہوں نے دیوبندی عقائد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ گرفت کی ہے۔لہذا لفظی ترجمہ سے انبیاء کو گناہ گار کہنا ہرگز لازم نہیں آتا۔

مفتی عمیر قاسمی لکھتے ہیں:

> ہم احد کے جو معنی مراد لیتے ہیں اس عتبار سے بالکل شرک نہیں، کیوں کہ ہم احد سے مراد لیتے ہیں ''آپ اپنی مثال آپ ہیں'' آپ یکتائے روزگار ہیں۔۔۔۔برخلاف رضاخانیوں کے کہ وہ ان معانی میں استعمال نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کی صفت میں شریک کرتے ہیں بلکہ خدا ہی سمجھتے ہیں''۔(فضل خداوندی ص ۱۶۲)

اسی اصول کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ دیوبندی حضرات ذنب کا ترجمہ گناہ'' حقیقی معنی میں کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک انبیاء دروغ صریح سے معصوم نہیں، شرک فی التسمیہ کا ارتکاب ان سے ہوا ہے، جبکہ اہلِ سنّت مجازی معنی مراد لیتے ہیں، اس لیے کوئی گستاخی نہیں۔

پھر مہر محمد میانوالوی لکھتے ہیں:

> البتہ اس آیت کا ترجمہ آپ بھی کرتے ہوں گے الفاظ قرآن کا انکار کفر ہے۔البتہ ظاہر کے مطابق ہم عقیدہ نہیں رکھتے بلکہ حسن ادب سے توجیہ کرتے ہیں۔ (ہم سنی کیوں ہیں ص ۲۴)

اس لیے صرف ترجمہ سے گناہ گار کہنا لازم نہیں آتا۔اس لیے جناب کو ''نجوم شہابیہ اور'' آؤ حق تلاش کریں'' کے حوالہ جات ہرگز مفید نہیں۔

صاحب النجوم الشہابیہ لکھتے ہیں:

وہابیوں دیوبندیوں نے قسم قسم کے نجس خبیث کفریات اپنی کتابوں میں لکھے چھاپے......آج آپ حضرات کو وہابیوں دیوبندیوں کے نئے نئے کفریات بتاتا ہوں کہ بددین وہابیوں نے قرآن پاک کے ترجمہ کے پردہ میں کیسے کیسے خبیث اخبث کفریات لکھے ہیں۔ (النجوم الشہابیہ ص7)

ایسے ہی لکھا ہے:

وہابیوں دیوبندیوں نے قرآن عظیم کے ترجموں کے پردے میں کس طرح مسلمانوں کو بے دین بنانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

(النجوم الشہابیہ ص8)

ایسے ہی لکھا:

اپنے کفریات کو ترجمہ کے پردہ میں چھپاتے ہو اور خدا کے کلام کی ہنسی کراتے ہو۔ (النجوم الشہابیہ ص10)

نیز:

اس داؤ بازی کے پردہ میں اسماعیل دہلوی برٹش کے ایجنٹ نمبر 2 کی داؤ بازی چھپانا چاہتے ہو کہ اس نے سید احمد ان پڑھ کے جاہل کند ذہن و غبی ہونے کو داؤ اور فریب کاری سے چھپایا۔ اور حضور سیدنا نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سید احمد کو لکھ دیا۔

(النجوم الشہابیہ ص10)

نیز:

دیوبندیو! جماعتیو! یہ خدا تعالیٰ کی توہین و تنقیص ہے یا نہیں۔ مگر شیخ دیوبند نے جہد المقل ص 77 میں دروازہ کھول دیا کہ کسی عیب کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کو متصف مانو تو وہ برا نہیں۔

(النجوم الشہابیہ ص 12)

ایسے ہی لکھا:

مسلمان سنی بھائیو! کیا اب بھی ان مرتدوں کو نہ پہچانو گے اور ثبوت کیا چاہیے۔ کیا مرتدوں کے سر پر سینگ ہوتے ہوں گے جب پہچانو گے اب تو یقین کامل ہو گیا کہ قرآنی ترجموں میں یہ کفریات، حفظ الایمان تھانوی و براہین قاطعہ گنگوہی و تذکرۃ الخلیل انبیٹھوی و جہد المقل دیوبندی و مختصر سیرت نبوی کاکوروی و تحذیر الناس و تصفیۃ العقائد نانوتوی کے کفریات کو ہلکا کرانے بلکہ انہیں درست بتانے کے لئے یہ ساری کوشش ہے ہے معاذ اللہ۔ (النجوم الشہابیہ ص 40)

نیز:

امام نانوتوی کی بھی دہن دوز کر دی جس نے تصفیۃ العقائد ص 25 اور ص 28 میں اللہ کے نبیوں، رسولوں سے جھوٹ کا صدور مانا اور لکھ دیا کہ نبیوں کو جھوٹ سے پاک معصوم ماننا غلطی ہے۔ (معاذ اللہ) نانوتوی کا یہ کفر صریح ہے بہر حال ان مترجمین نے دل کھول کر اپنے نام نہاد ترجموں میں کفریات بھر دیئے اور مسلمانوں سنیوں کو بہکانے اور گمراہ بد دین بنانے کا پورا سامان مہیا کر دیا۔ (النجوم الشہابیہ ص 44)

نیز:

ذرا گنگوہی جی کی سنیئے کہ انہوں نے حضور سید المرسلین کو شرک کا مرتکب لکھ دیا۔(النجوم الشہابیہ ص51)

نیز:

ان مترجمین کی مختلف جگہوں کی غلطیاں ظاہر فرمائیں۔(النجوم الشہابیہ ص65)

اور جہاں تک بات ہے "خلاف اولیٰ کے رد میں" نامی کتاب کی تو یہ کرنل انور مدنی جو ہمارے معتبر عالم نہیں، اور خود دیوبندی حضرات کو اقرار ہے کہ ان کا انکار کیا گیا ہے ۔(ہدیہ بریلویت ص ۲۵۳) لہٰذا یہ حوالہ بھی ہرگز سودمند نہیں۔

۴۰)مسلم لیگ اور قائداعظم

"قائداعظم کے حوالہ سے علماء اہلسنت کا اختلاف نقل کیا۔" (ملخصاً ج ا ص ۲۰۴ تا ۲۱۱)

یہاں تفصیل کا موقع نہیں فی الحال اتنا عرض ہے کہ محمد علی جناح کے متعلق یہ اختلاف معلومات کی بناء پر ہے، منظور سنبھلی لکھتا ہے:

> مختلف لوگوں کی معلومات اور اطلاعات کسی شخص کے بارے میں مختلف ہوسکتی ہیں، اُس کی وجہ سے راویوں کا مختلف ہوجانا قدرتی بات ہے، اور ایسا اختلاف باپ بیٹوں اور استادوں، شاگردوں میں بھی ہوسکتا ہے۔"

(شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق صفحہ ۲۷، ۲۸)

جناب کے بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ شخصیات کے متعلق معلومات میں اختلاف ہوسکتا ہے، یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔اب ہم دیوبندی حضرات کا بھی

اس مسئلہ میں اختلاف نقل کرتے ہیں۔دیوبندی ترجمان لکھتا ہے:

محمد مصطفیٰ کے ادنیٰ امتی۔احمد مجتبیٰ کے ایک غلام محمد علی جناح نے لا الہ الا اللہ کا نعرہ لگا کر محمد رسول اللہ کے حلقہ بگوشوں کی بقاء و حفاظت کے لیے جو مطالبہ پیش کیا۔

(ہفت روزہ تنظیم اہلِ سنّت مئی ۱۹۵۰،مرزا غلام احمد نمبر ص ۱۱،احتساب قادیانیت ج ۵۵ ص ۱۳)

ایسے ہی ایک اور صاحب لکھتے ہیں:

اول یہ کہ مسٹر محمد علی جناح ذاتی اور خاندانی طور پر آغا خانی ہیں۔ اس جماعت کے مذہبی اصول اور اسلام کے ضابطہ حیات میں بعد المشرقین ہے۔علاوہ ازیں مسٹر محمد علی جناح نے اپنی عمر کا اکثر حصہ یورپ میں گزارا،انگریزی تعلیم کا مروجہ قانون حاصل کیا۔ جس میں اسلام کا تصور تک نہیں۔اور ختم نبوت اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے۔بنابریں جناح کا سر ظفر اللہ (مرزائی) کو مسلمان قرار دینا اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک درست نہیں۔

(مسیلمہ کذاب سے دجال قادیان تک ص ۲۶۶)

حسین احمد مدنی کے مکتوبات میں ہے:

جینا خود کو رافضی کہتا ہے...... ہمارے نزدیک خوش قسمتی سے قائد اعظم سچے شیعہ تھے ...... اگر ایسے شخص کے لیے مولوی ابراہیم صاحب دعا کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس کے ذمہ دار ہیں،وہ خود جانتے ہیں کہ آیا شیعہ مسلمان ہیں کہ نہیں؟۔

(مکتوبات ج ۲ ص ۲۳۵۔۲۳۶)

شبیر احمد عثمانی کا بیان ہے:

''مولانا حسین احمد مدنی نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائداعظم کو'' کافراعظم'' لقب دیتے ہوئے حال میں جو فتویٰ دیا تھا۔'' (خطبہ صدارت ص ۴۸)

کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں:

مسٹر جناح ایک شیعہ عقیدے کے آدمی ہیں ...... ورنہ حقیقۃً مسلمانوں کے نزدیک ان کا اسلام معتبر نہیں۔

(کفایت المفتی ج ۹ ص ۴۰۱)

نیز لکھتے ہیں:

مسٹر محمد علی جناح مسلمان قوم میں شامل تو ہیں مگر فرقہ شیعہ میں سے ہونے پر پیش تہذیب کا پابند ہونے کے باوجود ان کو مسلمان کہنا اور سمجھنا ایک رسمی بات ہے۔

(تحقیقی کتابوں کا تاریخی مجموعہ [فاضل بریلوی کا حافظہ ص ۲۰۸])

ابوایوب صاحب لکھتے ہیں:

البتہ اب صرف اثناء عشریہ ہیں جو کلھم لاشک ولاریب کافر و مرتد ہیں۔ (دست و گریباں ج ۳ ص ۳۱۶)

اب ایک طرف تو محمد علی جناح کے عاشق رسول ہونے کے قصیدے پڑھے جارہے ہیں، جبکہ دوسری طرف کافر ہونے کا اعلان کیا جارہا ہے، اب اس الجھن کی جو سلجھن جناب ابوایوب صاحب پیش کریں گے، وہی ہماری طرف سے سمجھی جائے۔

پھر خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبند کے مشہور محدث قائد اعظم کی نماز جنازہ انہیں نے پڑھائی تھی۔''

(مطالعہ بریلویت ج ۱ص ۸۶)

(۴۱) تصور خدا اور امام اہل سنت

اس جگہ جناب نے فتاویٰ رضویہ کی عبارات ''وہابیہ کا خدا''، ''دیوبندی ایسے کو خدا کہتے ہیں جو وہابیہ کا خدا ہے'' اس پر حسن علی صاحب کی تنقید نقل کی۔

(دست و گریباں ج ۱ص ۲۲۴۔۲۲۸)

الجواب

یوسف رحمانی دیوبندی نے فوائد فریدیہ کی عبارت ''حقیقی خدا مشرک ہے'' پر سرخی قائم کی تھی کہ ''بریلویوں کا خدا مشرک ہے العیاذ باللہ۔'' (سیف رحمانی ص ۱۰۲)

جس پر حسن علی رضوی صاحب نے گرفت کی تھی، جناب اگر مکمل عبارت نقل کرتے تو بات صاف ہو جاتی، وہ لکھتے ہیں:

''دو خداؤں کا تصور پیش کر کے مصنف سیف شیطانی خود مشرک ہوا۔ کیونکہ بریلوی تو کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ ان کا خدا جدا ہے اور اہل دیوبند کا جدا ہے۔ اور پھر العیاذ باللہ کا کیا مطلب؟ جب (معاذ اللہ) مصنف سیف شیطانی کے نزدیک بریلویوں کا خدا ہی جدا تو پھر اس کے مشرک ہونے پہ اسے کیا غم بریلویوں کے خدا کو مشرک لکھتے وقت العیاذ باللہ لکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے یہ خود بھی بقول اس مشرک خدا کو ماننے والا ہے۔ مشرک خدا کو

مان کر ملاجی خود بھی رجسٹرڈ مشرک ثابت ہوئے۔

(برق آسمانی ص۱۵۶۔۱۵۷)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حسن علی رضوی صاحب کی تنقید کا تعلق بریلویوں کے خدا کو مشرک کہہ کر اسے ماننے پر ہے، اس لیے تو اس نے ''العیاذ باللہ'' لکھا، لہٰذا مشرک خدا کو مان کر خود مشرک ہوا۔ اس لیے حسن علی صاحب کی تنقید کا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ تعلق نہیں۔ اور جس طرح امام اہل سنت نے دیوبندی حضرات کے منگھڑت خدا کو بیان کیا ہے، یہ طریقہ خود دیوبندی حضرات سے بھی ثابت ہے۔ جس پر حوالہ جات ہم اسی باب کے اعتراض نمبر (۱) کے تحت نقل کر چکے ہیں۔

۴۲) توھین خدا اور اشرف سیالوی

ناظرین! یہاں جناب نے ازالۃ الریب کی ایک عبارت پر پیر نصیر الدین صاحب کی کتاب ''لطمۃ الغیب'' سے تنقید نقل کی۔ (دست وگریباں ج۱ص۲۲۸۔۲۲۹)

الجواب

ناظرین یہاں بھی حسب عادت جناب نے خیانت سے کام لیا، خود سیالوی صاحب نے آگے جا کر اپنی اس عبارت کی وضاحت کی ہے، ملاحظہ ہو: ازالۃ الریب ص۶۶ تا ۷۰) پھر آخر میں لکھتے ہیں کہ:

''آپ (مخالف) نے بندہ کے مقالہ میں سے صرف ایک عبارت سیاق وسباق سے کاٹ کر اور پورے مضمون ومفہوم اور بنیادی مطلب ومقصد کو قارئین سے پوشیدہ رکھ کر جس تحکم اور سینہ زوری اور ظلم وتعدی اور ناانصافی وبے اعتدالی کا مظاہرہ کیا اور

باری تعالیٰ کی حل مشکلات سے سبکدوشی کا عنوان قائم کر کے اس کو میرا عقیدہ قرار دیا اور کفر کا فتویٰ بھی جڑ دیا اس کے متعلق بندہ کی طرف سے آپ [مخالف] کو چیلنج ہے کہ آپ اس عنوان اور اس کے تحت مندرج ادھوری عبارت کو بندہ کا عقیدہ ثابت کر دیں تو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا اور آئندہ بھی کچھ لکھنے سے توبہ کر لوں گا اور اگر اس عبارت کا بندہ کا عقیدہ ہونا ثابت نہ ہو سکے بلکہ تمہیں تمہارے دعوے کی رو سے لازم آنے والے غلط اور فاسد نظریے کا بیان ہو تو پھر آپ مصنف بننے کی کوشش ترک فرمادیں۔" (ازالۃ الریب ص70)

لہٰذا جناب کی پیش کردہ عبارت "سیالوی صاحب" کی اپنی نہیں، بلکہ انہوں نے اپنے خصم کے دعویٰ پہ نقد وارد کیا ہے۔اور جہاں تک پیر نصیر الدین صاحب کی بات تو وہ اپنے تفردات کی وجہ سے جمہور اہلِ سنّت کے نزدیک حجت نہیں۔اس کی وضاحت ہم مقدمہ میں کر چکے ہیں۔

۴۳)ظالم حکومت سے تشبیہ

اس جگہ جناب نے "فیضان سنت" کی ایک عبارت پر "ابلیس کا رقص" نامی کتاب سے کچھ فتاویٰ جات نقل کیے۔(دست وگریباں ج ا ص ۲۳۳۔۲۳۶)

الجواب

ناظرین ابلیس کا رقص نامی کتاب جعلی ہے، یہ کتاب تاج الشریعہ کے نام سے چھاپی گئی، جبکہ آپ نے اپنی آڈیو میں اس کی واضح تردید کی ہے۔آپ فرماتے ہیں:

''مجھے اس کتاب کے مندرجات کا بھی علم نہیں ہے۔''

(آڈیو جواب)

اسی کتاب کے حوالے سے جناب نے اعتراض نمبر''۴۶'' اور ''۴۸'' کیے ہیں، جبکہ ہم واضح کر چکے کہ یہ کتاب جعلی ہے لہٰذا، اس کو ہمارے خلاف ہرگز پیش نہیں کیا جا سکتا۔

۴۴) اوراق غم کی عبارت اور علمائے اہلسنت

اس جگہ جناب نے اوراق غم کی عبارت ''وہ آدم جو سلطان مملکت رہتے تھے وہ آدم جو متوج بتاج عزت تھے آج شکار تیر مذلت ہیں'' [اوراق غم ص ۱۸۲] نقل کر کے [مناظرہ جھنگ] سے اس کا دفاع نقل کیا پھر ''آئینہ اہلسنت'' اور ''عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' سے عبارات نقل کر کے کہ یہ نتیجہ قائم کیا'' (۱) شکار تیر مذلت، والی عبارت گستاخانہ ہے (۲) کاتب نے غلطی سے گستاخانہ عبارت بنا دی (۳) اشرف سیالوی اس گستاخانہ عبارت کا دفاع کر کے گستاخ ثابت ہوئے (دست و گریباں ج ا ص ۲۳۶۔۲۳۷)

الجواب

اس سلسلہ میں پہلی بات یہی ہے کہ نہ تو ''آئینہ اہلِ سنّت'' کی کوئی عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ''شکار تیر مذلت'' والی عبارت گستاخانہ ہے اور نہ ہی اس قسم کی صراحت ''عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' میں موجود ہے۔ بلکہ دونوں کتب میں فقط کاتب کی غلطی کا ذکر ہے۔ پھر اصل لفظ ''مزلت'' ہے جو لغزش کے معنی میں آتا

ہے اور سیالوی صاحب نے مذلت کا نہیں بلکہ لغزش کا ہی دفاع کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

''اوراق غم میں لغزش کی وجہ سے اتارا جانا اور جنتی لباس کا چھن جانا اور دار تکلیف میں بھیجا جانا مراد ہے۔'' (مناظرہ جھنگ)

تو علامہ اشرف علی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ بھی لغزش ہی کا دفاع کررہے ہیں، قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں:

لفظ ''زلت'' بمعنی لغزش مستعمل ہوا ہے۔'' (علمی محاسبہ ص ۱۷) لہذا جناب کی ساری محنت بیکار ٹھہری۔ پھر مفتی عمیر قاسمی لکھتے ہیں:

اگر ایسا ہو بھی تب بھی یہ ہنگامی اور مناظرہ کے درمیان کی بات ہے لہذا یہ ہمارا عقیدہ نہیں۔ (فضل خداوندی ۱۵۹)

لہذا دیوبندی اصول سے کیونکہ یہ مناظرہ کی بات ہے لہذا عقیدہ ہرگز نہیں۔

اب خود دیوبندی حضرات ایک دوسرے پر فتوؤں کی بوچھاڑ کیسے کررہے ہیں، اس کی جھلک بھی ہم دکھائے دیتے ہیں، حسین علی لکھتے ہیں:

آدم کو جو تمہارا باپ تھا کیسی ذلت دی، (بلغۃ الحیر ان ص ۱۳۹)

ایسی عبارت پر گرجتے ہوئے دیوبندی مولوی لکھتے ہیں:

ایک جلیل القدر پیغمبر خلیفۃ اللہ ابو البشر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایسے الفاظ، نعوذ باللہ، استغفر اللہ یہ تو کھلم کھلا زبردست توہین ہے کہ نبی کا نام لے کر کہا جائے کہ وہ ذلیل ہوگیا۔

(تحفہ بریلویت ص ۶۴)

اب ہم کہتے ہیں کہ ہمت کریں اور اس کفر کے دلدل سے حسین علی کو نکال کر دکھائیں۔اور جہاں تک یہ کہنا کہ یہ کتاب معتبر نہیں یا حسین علی کی اپنی نہیں، تو اس قسم کی تمام تاویلات فاسدہ کا ازالہ ہم اپنی کتاب ''رد اعتراضات الخبث'' میں کر چکے ہیں وہیں ملاحظہ ہو۔

۴۵)مسئلہ حاضروناظر

معترض نے کچھ علمائے اہلسنت کی عبارات نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ وہ حضور ﷺ کو اللہ کی طرح حاضر وناظر مانتے ہیں،اور پھر اس پہ دیگر علماء کے فتاویٰ جات نقل کیے۔(دست وگریباں ج ا ص ۲۳۸_۲۳۹)

الجواب

جناب نے جو عبارات نقل کیں ان میں سے معلم تقریر کی عبارت میں حضور ﷺ کو جو حاضر ناظر کہا گیا تو اس سے مراد حضور علمی ہے،اور جو جناب نے تفسیر نعیمی کی عبارت نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کہ مفتی صاحب حضور ﷺ کو اللہ کی طرح حاضر وناظر مانتے ہیں،تو خود مفتی احمد یار خان صاحب اپنا عقیدہ واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضور ﷺ کی یہ صفت عطائی،حادث،مخلوق قبضہ الٰہی میں ہے
اور خدا کی صفت ذاتی،قدیم غیر مخلوق ہے۔(جاء الحق ص ۱۶۳)

یہاں خود مفتی صاحب نے وضاحت کردی کہ رب العزت کے حاضر وناظر ہونے اور حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے میں زمین آسمان کا فرق ہے،اور سرفراز صاحب لکھتے ہیں:

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی خود ایسی مفصل عبارات اور

تصریحات کی موجودگی میں ان کی کسی مبہم اور مجمل عبارت سے یہ ثابت کرنا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے لیے قیامت تک ہونے والے تمام امور کا علم ثابت کرتے ہیں، کتنا بڑا ظلم ہے۔

(اتمام البرہان ص ۴۵)

لہٰذا اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مفتی صاحب کی واضح تصریحات کہ ہوتے ہوئے کسی مجمل اور مبہم عبارت سے یہ ثابت کرنا کہ وہ حضور ﷺ کو اللہ کی طرح حاضروناظر مانتے ہیں، انتہائی ظلم ہے۔اس کے بعد جو جناب نے عبارت پیش کی، وہ مکمل کچھ یوں ہیں:

خطاب کا صیغہ اس لیے لایا گیا تا کہ بندہ اس وقت اپنے رب کو حاضروناظر جانے کہ گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں یا وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ ایاك نعبد نمازی نماز شروع کرتے وقت رب سے غائب تھا۔اور اب خدا کی صفتیں بیان کرنے کی برکت سے بارگاہ میں اس طرح حاضر ہوگیا کہ اس کو دیکھ رہا ہے اور اس سے کلام کر رہا ہے نیز اب تک خدا کی صفتوں کا ہی بیان تھا۔اور اب عرض و معروض ہے صفتوں کا بیان غائب کے صیغوں سے اچھا ہوتا ہے اور عرض و معروض حاضر کے صیغے سے۔(نوٹ ضروری) نماز میں کسی کو کلام کر کے خطاب کرنا جائز نہیں۔اگر کوئی ایسا کرے تو نماز جاتی رہے گی۔سوا، اللہ اور اللہ کے محبوب علیہ السلام کے۔اس طرح کہ یہاں کہتا ہے ایاک

نعبد اور التحیات میں کہتا ہے السلام علیك ایها النبی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی جس طرح اللہ کو حاضر و ناظر جانے اسی طرح محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور جس طرح رب کو راضی کرنے کی نیت کرے ایسے ہی محبوب علیہ السلام کو، اسی لیے صحابہ کرام نے عین حالت نماز میں حضور علیہ السلام کا ادب کیا۔

(تفسیر نعیمی ج ص ۷۹۔۸۰)

اس عبارت سے یہ بات آشکار ہوگئی کہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ حاضر و ناظر پر کوئی کلام نہیں فرما رہے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کی توجیہ پیش فرما رہے ہیں، اس کو مسئلہ حاضر و ناظر پر فٹ کرنا، یہ ابوایوب صاحب کی نالائق حرکت ہے۔اس کے بعد جناب نے مفتی امین صاحب کی ایک عبارت پیش کی، جس پر عرض ہے کہ مفتی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا عقیدہ واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے عطائے الہی حاضر و ناظر ماننا تو بے شک شرک ہے لیکن اللہ کی عطا سے حاضر و ناظر ماننا شرک نہیں۔

(حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۱)

مزید لکھتے ہیں:

ہر مسلمان کے لیے جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت ذاتی قدیم ہے غیر محدود ہے اور مخلوق کی ہر صفت عطائی ہے۔حادث ہے محدود ہے۔اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت عطائی نہیں ہوسکتی، اور مخلوق کی کوئی صفت ذاتی نہیں ہوسکتی۔(حاضر و ناظر رسول ص ۳)

لہٰذا مفتی امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے عقیدے کی وضاحت کردی، اب جہاں تک جناب کی پیش کردہ عبارت ہے تو یہ عبارت شیخ شہاب الدین سہروردی کی ہے۔شیخ کی تائید خود دیوبندی حضرات نے بھی کر رکھی ہے، سرفراز خانصاحب لکھتے ہیں:

''شیخ کامل شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ''۔

(عبارات اکابر ص ۸۴)

اسی طرح دیگر دیوبندی حضرات نے بھی آپ کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا اور بزرگان دین میں شمار کیا۔(دیوبند سے بریلی ص ۳۲۔۳۳، شاہ اسماعیل اور معاندین اہل بدعت ص ۶۴)

اور عقیدہ حاضر وناظر کے متعلق عبدالاحد قاسمی لکھتے ہیں:

بریلویوں نے جن عقائد خمسہ (علم غیب، حاضر و ناظر، نور و بشر، مختار کل، اور نداء لغیر اللہ) کو پنا شعار بنایا ہوا ہے اہلسنت کے نزدیک مذکورہ پانچوں عقیدے نہایت خطرناک اور کفریہ ہیں۔

(داستان فرار ص ۴۳)

لہٰذا جناب کے فتوے سے شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کافر ثابت ہوئے اور اب ایک کافر کو مسلمان جاننا کیسا ہے؟ تو اس کے متعلق مرتضی حسن لکھتے ہیں:

یہ مسئلہ بھی خوب سمجھ لینے کے قابل ہے کہ جو شخص یقینا کافر یا مرتد ہے اگر اس کو کوئی شخص مسلمان کہے تو یہ مسلمان کہنے والا خود کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔ (تفہیم ختم نبوت ص ۵۶)

لہٰذا ان کو مسلمان جان کر سرفراز صاحب اور دیگر دیوبندی حضرات اپنا ایمان برباد کر بیٹھے۔

۴۷)خلیفہ بلافصل کون؟

الجواب

ناظرین طاہر القادری صاحب ہرگز اہل سنت کی معتمد علیہ شخصیت نہیں، ان کے متعلق خود دیوبندی عبد الجبار سلفی لکھتے ہیں:

پاکستان میں دیوبند، بریلوی اور اہل حدیث تین بڑے مسالک ہیں اور اس وقت ان تینوں کو اپنی نظری تطہیر کرنے کی ضرورت ہے۔ دیوبند مسلک سے خارجی فتنے کا ظہور ہوا، جس کی بھرپور تردید ہوئی، علمی تعاقب ہوا اور خارجی فتنہ نے عبرت ناک پسپائی اختیار کی۔ جب ان کا اعتماد علماء دیوبند پہ نہ رہا تو لامحالہ انہیں دیوبندی کہلوانے کا حق بھی نہ رہا۔ اسی طرح بریلوی مسلک سے "تفضیلی پیدا ہو رہے ہیں، یعنی حضرت علیؓ کو حضرات شیخین پر فضیلت دینے والا گروہ ظاہر ہو چکا ہے۔ بظاہر اس تفضیلی" گروہ کے بانی ڈاکٹر طاہر القادری ہیں، جو ابتداءً مولانا کہلواتے تھے، پھر علامہ کہلوانے لگے۔ آج ڈاکٹر اور شیخ الاسلام کہلوا کر اپنے مضطرب من کو تسکین دینے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اہل تشیع کی مجلسوں میں بے تکلف خطاب کرتے رہے، ایمان ابو طالب پر شیعوں کی ہمنوائی کی، حضرات شیخین رضی اللہ عنہما یا دیگر صحابہ کرام پر تو لب کشائی نہیں، تاہم وسیع تر تعلقات کے پیش نظر تفضیلیت کا شکار ہو گئے۔ اس کے بعد تو ایک آندھی چل

پڑی ہے...... بریلوی مسلک میں جانبین سے کئی ایک کتب
شائع ہوچکی ہیں اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔ عبدالقادر گیلانی
اور ظہور احمد فیضی اسی قبیل کے لوگ ہیں۔

(دفاع حضرت حسین ص ۲۰۸۔۲۰۹)

یہاں عبدالجبار صاحب نے واضح اقرار کیا کہ:

۱۔ ڈاکٹر صاحب تفضیلی گروہ کے بانی ہیں

۲۔ عبدالقادر گیلانی اور ظہور احمد فیضی اسی قبیل کے لوگ ہیں

۳۔ انہوں نے مسلک اہلِ سنّت سے خروج کیا

۴۔ اوران کے خلاف کتب بھی لکھی جارہی ہیں

لہٰذا اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ جناب ڈاکٹر صاحب ہرگز اہلِ سنّت کے عالم دین نہیں، اور نہ ہی انہیں ہمارے خلاف پیش کیا جاسکتا ہے۔ اور تفضیلی حضرات اہلِ سنّت سے خارج ہیں، اس پر گفتگو ہم نے کتاب کی دوسری جلد میں کر دی ہے، وہیں دیکھ لی جائے۔

نوٹ: حوالہ نمبر ۴۸ میں ابلیس کا رقص نامی کتاب کا حوالہ جس کا جواب دیا جاچکا ہے۔

۴۹) نغمۃ الروح کے غیر معتبر ہونے پر اعتراض

جناب نے ''نغمۃ الروح'' کے متعلق مختلف قسم کی معلومات کو مذموم اختلاف سے تعبیر کیا۔ (ملخصاً، دست وگریباں ج۱ ص ۲۴۴)

الجواب

اولاً ہم پہلے خود جناب کا حوالہ عرض کر چکے ہیں کہ اس قسم کا اختلاف مذموم

نہیں، لہٰذا اگر کسی نے اس کو غیر معتبر کہا تو ان کی اپنی معلومات ہیں اور اگر کسی نے معتبر کہا ہے تو انہوں نے اپنی معلومات کے مطابق کہا ہے، اس لیے یہ اختلاف ہرگز مذموم نہیں۔ جہاں تک پیش کردہ اشعار کی بات ہے تو یہ اشعار اپنی جگہ درست ہیں۔

۵۰) غیر انبیاء کے لئے "علیہم السلام" لکھنا

""معترض صاحب نے "علمائے اہلسنت" کے ایسے حوالہ جات نقل کیے جن میں "غیر انبیاء" کے لیے "علیہ السلام" کا استعمال تھا، جواباً جناب نے اقتدار احمد نعیمی اور مفتی فیض احمد اویسی صاحب کی تنقید نقل کی۔" (دست وگریباں ج ۱ ص ۲۴۷۔۲۴۹)

معترض صاحب کی پٹاری میں اقتدار صاحب کے سوا کچھ نہیں، اس لیے بار بار انہی کا سہارا لے رہے ہیں جو ان کے کسی کام کا نہیں، جہاں تک مفتی فیض احمد اویسی صاحب کی تنقید کا تعلق ہے، تو انہوں نے بھی مطلقاً تردید نہیں فرمائی بلکہ وہاں نفی کی ہے جہاں بطور شعار ان کا استعمال کیا جاتا ہو، چنانچہ جناب کی پیش کردہ عبارت میں ہی موجود ہے:

"کیوں کہ شیعہ کا شعار ہے۔" (شہد سے میٹھا نام محمد ص ۱۸۲)

اسی مؤقف کی تائید کرتے ہوئے خالد محمود لکھتے ہیں:

"اور اگر کسی جگہ اس کا شعار اہل بدعت ہونا ثابت اور واقع نہ ہو تو بنا بریں کہ السلام علیہ اور علیہ السلام میں کوئی فرق نہیں، اسے صدیق اکبرؓ کے نام کے ساتھ لکھنا بھی جائز ہو۔" (عبقات ص ۹۱)

مزید لکھتے ہیں:

"اگر کسی طبقے یا علاقے میں ان بزرگان کرام کے ساتھ علیہ

السلام لکھنا اہل بدعت کا شعار ہو، پھر تو اس سے پرہیز لازم ہے
اور اگر یہ کسی گروہ کا شعار نہ رہا ہو، تو پھر اسے مذکورہ الصدر اصول
کی روشنی میں دوسرے بزرگوں کے نام کے ساتھ لکھنا بھی ممنوع
نہ سمجھا جائے۔" (عبقات ص ۹۱)

اب جہاں تک "علیہ السلام" لکھنے کا مسئلہ ہے تو بقول خالد محمود صاحب کاتب حضرات ایسے الفاظ لکھ دیتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

کاتب لوگ عام طور پر صاحب علم نہیں ہوتے اور جہاں کسی
بزرگ یا شخصیت کا نام آجائے وہیں اپنی طرف سے کچھ نہ کچھ
تعظیمی القابات لکھ دیتے ہیں۔ (عبقات ص ۹۰)

نیز لکھتے ہیں:

"کاتب حضرات کی یہ کارکردگی صرف ہفت روزہ "دعوت" کے
صفحات پر ہی نہیں، کتب احادیث کی نقل و کتابت میں بھی یہ لوگ
ایک رواج عام کے تاثر میں ان بزرگوں کے ناموں کے ساتھ
علیہ السلام لکھ جاتے ہیں۔" (عبقات ص ۹۱)

اب جناب گھر کے اندر برپا خانہ جنگی بھی ملاحظہ کریں۔ حکیم محمود عالم ظفر لکھتے ہیں:

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے امام بطور سابقہ اور علیہ السلام
بطور لاحقہ شیعہ ازم کا ایسا پروپیگنڈہ ہے جس سے بڑے بڑے
آئمہ اہلِ سنّت غیر شعوری طور پر متاثر نظر آتے ہیں۔

(سیدنا معاویہ شخصیت و کردار ص ۲۲۹)

جبکہ عبدالجبار سلفی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

ہم درجنوں ایسے حوالہ جات دکھا سکتے ہیں جن میں اکابرین امت نے غیر انبیاء کے اسماء پر علیہ السلام اور امام کی اصطلاحیں لکھی ہیں ـ" (دفاع حسین ص ۷۵)

اب یہ سب حضرات تو بقول حکیم محمود شیعہ ازم کا شکار ہیں، اور سلفی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"اور علیہ السلام کے لاحقے پر اعتراض کرنا بھی حکیم صاحب کا مجذوبانہ واویلا ہے۔ (دفاع حضرت حسین ص ۷۴)

سلفی صاحب یہ صرف حکیم صاحب کا ہی مجذوبانہ واویلا نہیں، آپ کے مفتی حمید اللہ بھی یہی راگ الاپتے ہوئے نظر آتے ہیں، چنانچہ وہ رقم طراز ہیں:

"ملائکہ وانبیاء علیہم السلام کے علاوہ دوسرے بزرگوں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ کا استعمال درست نہیں۔"

(ارشاد المفتیین ج۱ص۲۸۹)

۵۱)علامہ اقبال پر اختلاف کا اعتراض

"جناب نے ڈاکٹر صاحب کے متعلق مختلف آراء کو مذموم اختلاف قرار دیا۔"

(ملخصاً، دست و گریباں ج۱ص۲۴۹تا۲۵۳)

الجواب

جناب نے جو "تجانب اہلِ سنّت" اور "تبیان القرآن" سے تنقید نقل کی وہاں کہیں بھی ڈاکٹر اقبال کو کافر یا مرتد نہیں کہا، بلکہ ڈاکٹر صاحب کے کچھ غیر شرعی اشعار پر تنقید

موجود ہے، پھر یہ دونوں کتب اپنے مصنفین کی ذاتی آراء کا اظہار ہیں، ”تجانب اہلِ سنّت“ کے متعلق حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”تجانب اہلسنت کسی غیر معروف شخص کی تصنیف ہے جو ہمارے نزدیک قطعاً قابل اعتماد نہیں۔“

(البریلویہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص ۷۱)

علامہ حسن علی رضوی لکھتے ہیں:

تجانب اہلِ سنّت نہ تو اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے نہ اعلیٰ حضرت کے شہزادگان خلفاء وتلامذہ میں سے کسی نے اس کی تائید فرمائی نہ یہ کہ مرکز اہلِ سنّت بریلی شریف سے شائع ہوئی نہ پوری دنیائے اہلِ سنّت کا واکابر اہلِ سنّت کا اس کتاب سے متفق ہونا ضروری ہے۔ (برہان صداقت ص ۲۲۱)

علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

”علامہ اقبال اور قائداعظم کے خلاف فتوی دینے کے سلسلے میں تجانب اہل السنۃ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ مولوی محمد طیب کی انفرادی رائے تھی جسے علماء اہلِ سنّت کی جماعتی طور پر تائید حاصل نہیں ہوئی۔“ (البریلویہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص ۷۰)

عبدالمجید سعیدی صاحب کتاب ہذا کے متعلق لکھتے ہیں:

”ان حضرات کا مسئلہ ہذا میں یہ موقف محض ان کا ذاتی اور انفرادی تھا۔“ (مصباح سنت ج ۱ ص ۹۵)

اور محمود عالم صفدر لکھتے ہیں:

''الغرض کسی آدمی کی ذاتی رائے جس کو جماعت نے قبول نہ کیا ہو اس کو جماعت کا عقیدہ قرار دینا کسی دجال کا ہی کام ہوگا۔

(مسئلہ وحدۃ الوجود ص ۷)

لہٰذا ابوایوب صاحب خود ہی اپنا فیصلہ فرمالیں۔اب اقبال کے متعلق دیوبندی تضاد بھی ملاحظہ ہو:

نجم الدین اصلاحی لکھتے ہیں:

ہم ڈاکٹر صاحب کو ایک شاعر اور فلسفی سے زیادہ حیثیت دینے کو جرم سمجھتے ہیں کیونکہ ہم نے ان کے کلام کو بغور پڑھا ہے۔اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ مرحوم کے جہاں سینکڑوں اور ہزاروں اشعار مفید ہیں، وہیں ان کے کتنے اشعار ایسے ہیں جن سے کھلے بندوں اسلام اور اسلامی فلسفہ پر اس کی زد پڑتی ہے۔

(مکتوبات ج ۳ ص ۱۴۳)

مولوی یوسف لدھیانوی، اقبال کے شعر کے متعلق لکھتے ہیں:

جہاں تک اول الذکر رباعی اور اقبال کے شعر کا تعلق ہے یہ خالصتاً رافضی نقطہ نظر کے ترجمان ہیں۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۱۰ ص ۳۱۴)

جبکہ دوسری طرف مفتی محمد خبیب لکھتے ہیں:

لیکن اقبال ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ختم نبوت پر نہ صرف

اعتقاد تھا بلکہ رسول ﷺ کے ساتھ انتہا درجہ کا عشق تھا۔

(عشق رسول اور علمائے حق ص ۵۷۶)

سید سلمان ندوی لکھتے ہیں:

''وہ ہندوستان کی آبرو۔ مشرق کی عزت اور اسلام کا فخر تھا، آج دنیا اس ساری عزتوں سے محروم ہوگئی، ایسا عارف فلسفی، عاشق رسول شاعر، فلسفہ اسلام کا ترجمان اور کاروان ملت کا حدی خواں صدیوں کے بعد پیدا ہوا تھا۔'' (یادرفتگاں ص ۱۸۱)

؎ عاشق ہے یا مریض پوچھو تو میر سے

دیوبندیوں کے اسی عاشق رسول نے دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی کی شان میں یوں قصیدہ گوئی کی:

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ — زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبرز مقام محمد عربی است

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست — اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ص ۴۴۰)

دیوبندی حضرات ان اشعار کو بھی غور سے دیکھیں، جن میں حسین احمد صاحب کی مٹی پلید کی گئی ہے، باقی یہ کہنا کہ اقبال نے رجوع کر لیا تھا یہ بھی ڈرامہ بازی ہے، فریدالدین وحیدی لکھتے ہیں:

یہ بحث جاری تھی اور اللہ ہی جانے کہاں تک جاری رہتی مگر اچانک ان ارشادات کے فرمانے کے تین چار ماہ بعد ڈاکٹر موصوف کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کے بعد کچھ خوش فہم

حضرات نے یہ مشہور کر دیا کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی غلطی کا
اعتراف کرلیا تھا اور حضرت سے معافی مانگی تھی۔ دل چاہتا ہے کہ
خدا کرے یہ بات صحیح ہو اور ظاہراً اعلانیاً و بیاناً نہ سہی ڈاکٹر صاحب
نے دل ہی میں اعتراف کرلیا ہو اور حضرت سے نہ سہی اللہ تعالیٰ
سے معافی مانگ لی ہو تاکہ انما الاعمال بالنیات اللہ کے
دربار میں بری الذمہ ہو گئے ہوں اس لیے کہ تاریخی اور ظاہری
طور پر اعتراف قصور اور رجوع کا جو معاملہ پیش آیا وہ اتنا صاف
نہیں جسے معافی کہا جا سکے۔ (شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ص ۴۴۶)

لہٰذا رجوع کا قول طفل تسلی کے سوا کچھ نہیں۔

۵۴) نبی علیہ السلام کو ابولہب وغیرھم سے تشبیہ دینے کا الزام

معترض صاحب نے علامہ اشرف سیالوی صاحب کے حوالے سے لکھا: "مولوی اشرف سیالوی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "وہاں سب لوگوں نے اللہ رب العزت کے سوال الست بربک کے جواب میں بلی کہا تھا لیکن یہاں کوئی شداد، کوئی فرعون کوئی ھامان اور کوئی ابولہب بن گئے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ عالم ارواح و عالم اجساد کا معاملہ مختلف ہے۔ اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں ملائکہ وانبیاء کے نبی تھے لیکن یہاں نہ کوئی ملک نہ نبی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی کس کے تھے (ہدایۃ المتذ بب الحیر ان)" پھر "تحقیقات" سے ایک عبارت نقل کر کے، ان دونوں عبارات پر پروفیسر عرفان صاحب کی تنقید نقل کی۔" (دست و گریباں ج ۱ ص ۲۵۷۔۲۵۹)

الجواب

اولاً: تو دیوبندی مناظر کو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ اس نے جو سیالوی صاحب کے حوالے سے عبارت لکھی ہے، اور پھر اس پہ ہدایۃ المتنذ بذب الحیر ان'' کا حوالہ بھی دیا ہے، یہ اس کو ہرگز ثابت نہیں کرسکتے، نہ ہی ان کی نقل کردہ عبارت اشرف العلماء کی اپنی عبارت ہے اور نہ ہی یہ ہدایۃ المتنذ بذب الحیر ان میں میں موجود ہے۔

ثانیاً: یہ قلمی مسودے کی عبارت تھی جو مولوی شعیب کا مضمون تھا، جس پر پروفیسر عرفان صاحب نے تنقید کی، اس کی وضاحت کتاب کے آغاز میں بھی موجود ہے:

> راقم الحروف کے دوست احباب نے اصرار فرمایا کہ میں اس مضمون کا جائزہ لوں جو مولانا شعیب اور علامہ غلام نصیر الدین سیالوی صاحب کی تحقیقات پر مبنی ہے اور اس کا مناسب جواب لکھوں۔'' (نبوت مصطفی ہر آن ہر لحظہ ص ۱۹)

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ پروفیسر صاحب کسی کتاب میں چھپے ہوئے مضمون کا نہیں بلکہ قلمی مسودے'' کے حوالے سے نقد وارد کر رہے ہیں، اس کی وضاحت پروفیسر صاحب نے دوسرے حصے میں بھی کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

> ''راقم الحروف نے کتاب ''نبوت مصطفی ﷺ ہر آن ہر لحظہ'' ابتداء چالیس صفحات پر مشتمل ایک مضمون جو کہ مولانا شعیب اور علامہ غلام نصیر الدین سیالوی کی تحقیقات پر مبنی تھا، کے جواب میں لکھی تھی۔ بعض ازاں چند مزید صفحات ملے اور بالآخر تحقیقات موصول ہوئی، لہذا آخر میں اس کا اجمالی جواب تحریر کیا۔''
>
> (نبوت مصطفی ہر آن ہر لحظہ حصہ دوئم ص ۳۳)

بہر حال یہ بات واضح ہوگئی کہ پروفیسر عرفان بٹ صاحب، کی تنقید قلمی مسودے میں موجود عبارت پر ہے، جس کو بعد میں نکال دیا گیا تھا، اور جناب نے جو ''تحقیقات'' کی عبارت نقل کی اس میں اور ''قلمی مسودے'' میں موجود عبارت میں کوئی مماثلت نہیں، لہٰذا جناب کی یہ ساری محنت رائیگاں گئی۔

۵۵) شیخ عبد الحق دہلوی پر احمد رضا کا فتویٰ

جناب نے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی کی عبارت نقل کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ نے لکھا کہ ''حضرت امیر معاویہؓ کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں'' اس پر اعلیٰ حضرت کی تنقید نقل کی کہ ''بعض جاہل بول اٹھتے ہیں کہ امیر معاویہؓ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں یہ ان کی نادانی ہے۔ علماء محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں یہ بے سمجھ خدا جانے کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں [انگھوٹھے چومیئے ص ۵۲] اب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''یہاں مولوی احمد رضا خان نے حضرت شیخ عبد الحق دہلوی اور شیخ مجدد کو (۱) جاہل (۲) نادان (۳) بے سمجھا کہا ہے (دست و گریباں ج ا ص ۲۶۰۔۲۶۱)

الجواب

ناظرین سب سے پہلی بات تو اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ یہ عبارت شیخ عبد الحق کی اپنی نہیں، بلکہ مصنف ''سفر السعادة'' کی ہے، جس پر شیخ نے نقد وارد نہیں کیا، مگر اس کی تائید شیخ کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی ہوتی ہے، آپ لکھتے ہیں:

> محدثین فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی۔ (مدارج النبوت، مترجم ص ۶۳۳)

دوسری بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اس قول کے علماء محققین نے دو مطالب بیان کیے ہیں، اگر اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی کوئی حدیث سے ثابت ہی نہیں تو یہ قول درست نہیں، اگر عدم صحت سے صحت مصطلحہ عند المحدثین مراد ہے تو کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ احکام وفضائل میں تو حسن بلکہ ضعیف احادیث پر بھی عمل جائز ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی نے اس قول کا پہلا مطلب بیان کر کے جواب دیا ہے۔ جبکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ پر کسی قسم کا کوئی نقد وارد نہیں کیا، بلکہ ''دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کا رد کیا ہے جو اس سے عدم فضیلت مراد لیتے ہیں۔ اور اس قول کا دوسرا مطلب بیان کیا ہے، علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> اگر عدم صحت سے عدم ثبوت مراد لیا جائے تو یہ مردود ہے، اگر صحت سے محدثین کی اصطلاح مراد ہے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس کا دائرہ تنگ ہے۔ احادیث صحیحہ کی قلت کے باعث بیشتر احکام و فضائل احادیث حسن ہی سے ثابت ہوتے ہیں اور مسند احمد اور سنن کی حدیث درجہ حسن سے کم تر نہیں، اور فن حدیث میں طے ہو چکا ہے کہ فضائل کے باب میں ضعیف حدیث پر بھی عمل جائز ہے، حسن کی تو کیا بات ہے۔۔۔ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح سفر السعادۃ'' میں انصاف نہیں کیا، کیونکہ انہوں نے مصنف کے اس فقرہ پر تعقب نہیں کیا جیسا کہ اس کے دوسرے تعصبات پر تعقب کیا ہے۔ (الناہیہ ص ۳۹)

مولوی محمد نافع لکھتے ہیں:

''اگر عدم صحت روایت سے مراد یہ ہے کہ ان کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت نہیں تو یہ قول درست نہیں۔''

(سیرت حضرت امیر معاویہ ص ۶۶۳)

جہاں تک ''شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ پر دیوبندی فتاویٰ جات کی تفصیل ہے، تو اس کا مفصلاً تذکرہ اسی کتاب کی تیسری جلد میں آئے گا، فی الحال ہم صرف ایک حوالے کے تعلق سے کچھ بیان کیے دیتے ہیں۔ ہم پہلے باحوالہ عرض کر چکے کہ دیوبندی حضرات شیخ عبدالحق کو بدعت میں ملوث مانتے ہیں، اب بدعتی کا حکم بھی دیوبندی حضرات کے قلم سے بیان کیا جاتا ہے، اقبال رنگونی دیوبندی لکھتے ہیں:

''رسول اللہ کا ارشاد ہے۔۔۔''ترجمہ''بدعتی جہنمیوں کے کتے ہیں۔'' (بدعت اور اہل بدعت اسلام کی نظر میں ص ۱۱۲)

نیز لکھتے ہیں:

بدعت کو ایجاد کرنے کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہمارا دین گویا ابھی ناقص ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں ہر کمی بیشی کی گنجائش ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت کے بعد گویا نبوت کی ضرورت باقی ہے اور یہ ختم نبوت کا انکار نہیں تو اور کیا ہے۔

(بدعت اور اہل بدعت اسلام کی نظر میں ص ۷۲)

۵۶)بریلوی ملاؤں کا اتحاد اور رضوی فتوے

جناب نے اس جگہ کچھ ایسے حوالہ جات نقل کیے، جنکا خلاصہ یہ ہے کہ علماء اہلسنت نے دیگر مسالک کے ساتھ اتحاد کیا، اور جواباً ''فتاویٰ محدث اعظم'' سے فتویٰ نقل کیا کہ

''اس قسم کا میل جول جائز نہیں''اس کے بعد ملفوظات کی عبارات نقل کیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ بدمذہبوں کی صحبت اختیار کرنا درست نہیں، آخر میں ''الطاری الداری'' کے حوالہ جات دیئے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین کے ساتھ اتحاد درست نہیں، حرام ہے۔ (دست و گریباں ج اص ۲۶۱۔۲۶۶)

الجواب

اولاً: تو جناب کی دلیل ہی دعوے کے مطابق نہیں، اس میں صرف ناجائز اور حرام ہی کا ذکر ہے، کسی قسم کی تکفیر یا رافضیت کا فتویٰ موجود نہیں، لہٰذا جناب کو یہ حوالہ بھی مفید نہیں۔

ثانیاً: اگر اس قسم کا اختلاف مذموم ہے تو خود علمائے دیوبند اس اختلاف میں مبتلا ہیں، اللہ وسایا لکھتا ہے:

> ''چنانچہ اس صورتحال کو دیکھ کر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری بریلوی مکتبہ فکر کے راہنما مولانا ابوالحسنات قادریؒ کے ہاں بھیجا۔ دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث، شیعہ مکاتب فکر اکھٹے ہوئے اور قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی جسے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کہا جاتا ہے۔''
>
> (آئینہ قادیانیت ص ۱۲۸)

عبدالحق بشیر قارن لکھتے ہیں:

> ''البتہ سیاسی اعتبار سے ارباب دیوبند نے بعض مصالح کی بناء پر

مختلف اتحادوں میں شرکت ضرور اختیار کی ہے۔تحریک ختم نبوت،
تحریک مدح صحابہ،تحریک قیام پاکستان اور تحریک نظام مصطفی
وغیرہ تحریکیں اس پر شاہد ہیں۔''

(علمائے دیوبند کا عقیدہ حیات النبی اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی ص ۷۹)

ان تمام حوالہ جات سے دیوبندی حضرات کا مختلف مسالک سے اتحاد کرنا واضح ہوگیا،اب ان کے رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

''جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت
کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے
شک کافر ہے۔اس کی امامت اس سے میل جول محبت مؤدت
سب حرام ہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۰)

اب گنگوہی صاحب کے فتوے سے دیوبندی حضرات حرام کے مرتکب ٹھہرے اور حسین احمد لکھتے ہیں:

''حرام اسے کہتے ہیں جس سے شریعت صاف طور پر منع کرے۔
حرام وہ فعل ہے جس کے ارتکاب پر قہر الٰہی نازل ہوتا ہے

(حیات شیخ الاسلام ص ۴۹)

لہٰذا حسین احمد مدنی کی رو سے یہ تمام دیوبندی قہر الٰہی کے مستحق ٹھہرے۔اور خود جناب معترض بھی اسی فتوے کی زد میں ہیں،چنانچہ لکھتے ہیں:

راقم التحریر خود کئی بریلوی جید علماء سے مل چکا ہے،جو کہ مجھے سلام کا
جواب دیتے ہیں گلے ملتے ہیں کھانا کھلاتے ہیں۔میرے پاس

مہمان بن کر آتے ہیں۔ (پانچ سو باادب سوالات ص ۱۴)

لہذا جناب خود بھی اپنے اکابر کے فتوے سے ''قہرالہی'' کے حق دار ٹھہرے۔

۵۷)غیر اللہ کو قیوم زماں کہنا کفر

معترض نے یہاں کچھ حوالہ جات نقل کیے جن میں غیر اللہ کو قیوم زماں کہا اور پھر کچھ ایسے حوالہ جات نقل کیے جن سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ ایسا کہنا کفر ہے۔(دست وگریباں ص ۲۶۸۔۲۷۰)

الجواب

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ فقہی تکفیر ہے اس سے کفر لازم نہیں آتا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یونہی فقہائے کرام نے قیوم جہاں غیر خدا کو کہنے پر تکفیر فرمائی ہے

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۸۰)

یعنی قیوم جہاں کہنا یہ فقہاء کے نزدیک کفر ہے، مزید فرماتے ہیں:

''یہ کفر فقہی تھا، کلمات سفہی تھا۔۔۔۔۔پھر اگر چہ ہم براحتیاط تکفیر سے زبان روکیں گے۔ (الکوکبۃ الشھابیہ ۷۲)

اس عبارت بالا سے یہ بات واضح ہوئی کہ فقہی تکفیر، موجب کفر نہیں، یہی بات علماء دیوبند نے بھی تسلیم کی ہے۔ چنانچہ مفتی عبدالحق لکھتے ہیں:

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جب کسی عمل کا سنت نبوی ہونا ثابت ہوجائے کہ یہ کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے یا کرنے کو کہا ہے تو اس کا استخفاف اور توہین کرنا کفر ہے۔۔۔۔۔تو اگر چہ خلاف واقع ہے مگر موجب کفر نہیں۔ (فتاوی حقانیہ ج ۱ ص ۲۱۵)

اسی طرح ایک اور مفتی صاحب لکھتے ہیں:

بعض فقہاء نے استخفافاً کہے جانے والے کلمات کو بھی کفر میں شمار کیا ہے...... صورت مسؤلہ میں نماز جیسی عبادت کے لیے ایسے کلمات کہے گئے ہیں فقہاء نے نماز کے استخفاف پر کفر تک کا قول نقل کیا ہے...... نماز کے متعلق ایسے کلمات گناہ ہیں...... مذکورہ شخص کو چاہیے کہ توبہ کرے۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا ج ۱ ص ۱۱۳، ۱۱۴)

ان دونوں عبارات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ صرف تکفیر فقہی سے کفر لازم نہیں، اور ''قیوم زماں'' کہنا فقہاء کے نزدیک کفر ہے، اس سے قائل کی تکفیر ہرگز نہیں ہوتی۔

۵۸) اللہ کے سوا کسی کو خدا کہنا

قارئین! اس جگہ کچھ ''دیوان محمدی'' سے ایسے اشعار نقل کیے گئے جن میں غیر اللہ پر لفظ خدا بولا گیا، پھر اس کے مقابل ایسے حوالہ جات نقل کیے جن میں ایسا کہنے پر فتویٰ کفر موجود تھا۔'' (دست و گریباں ج ا ص ۲۶۸۔ ۲۷۰)

الجواب

عرض ہے کہ دیوان محمدی ''صوفی محمد یار فریدی'' صاحب کی تصنیف ہے، جو صاحب حال شخصیت تھے، ان کے اشعار غلبہ حال کی عکاسی کرتے ہیں، اور خود علمائے دیوبند کو تسلیم ہے کہ ایسی شخصیت پر نہ تو کوئی فتویٰ لگتا ہے، اور نہ ہی ان کی کہی باتوں کا تعلق عقائد سے ہوتا ہے، منیر احمد اختر لکھتے ہیں:

''دین میں فقہاء کی بات معتبر ہوتی ہے نہ کہ صوفیاء کی۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہم اس صوفی بزرگ کا احترام کر کے اس پر فتویٰ نہیں

لگائیں گے کہ شاید اس پر حال آیا ہو جو ایک خاص کیفیت ہوتی ہے جس میں ہوش وحواس نہیں رہتے۔''

(نورسنت کا کنزالایمان نمبر ص ۱۴۰)

نفیس الحسینی فرماتے ہیں:

اور سکر اس حالت کو کہتے ہیں جس میں آدمی عجیب وغریب قسم کی باتیں کرتا ہے اور اسے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور لوگ ان باتوں سے وحشت پکڑتے ہیں اور حالت سکر میں کہی ہوئی بات قابل اتباع نہیں ہوتی۔ (مجالس نفیس ص ۹۸)

لہٰذا دیوان محمدی کے اشعار پر نہ تو عقیدے کی بنیاد ہے اور نہ ہی مصنف پر کوئی فتویٰ لگے گا۔

۵۹)شیخ جیلانی سے بریلوی پیر کے افضل ہونے کا الزام

اس جگہ جناب نے مفتی غلام فرید ہزاروی کی عبارت نقل کی کہ ''یونہی حضور غوث پاک سے بھی کوئی ولی اگر جزوی طور پر افضل ہو جائے تو کیا قیامت ہے'' نقل کر کے علمائے کرام کی تنقیدات نقل کیں ''جس میں کسی ولی کو غوث اعظم سے چھ درجے فوق ماننے کا ذکر ہے۔'' (دست وگریباں ج ا ص ۲۷۰۔۲۷۱)

الجواب

اس جگہ محسوس ہو رہا ہے کہ زاغ کے شوربے نے کچھ زیادہ ہی اثر کر دیا ہے، اور جناب اندھی مخالفت کے نشے میں بغیر مطلب سمجھے عبارات نقل کیے جا رہے ہیں، اور بھلے مانس مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب کی جو عبارت آپ نے نقل کی اس میں ہرگز

یہ بات موجود نہیں کہ کوئی ولی غوث اعظم سے چھ درجے فوق ہے، بلکہ انہوں نے تو خود اس کی تردید کی ہے۔ چنانچہ آپ کی نقل کردہ عبارت میں یہ بات موجود ہے:

یہ کہنا غوث پاک سے چھ درجے فوق مقام عبدیت میں ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ آپ نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں فرمایا یہ بھی کسی خلیفہ کا خواب اور اس کی تعبیر کے ضمن میں بہرحال یہ جزوی فضیلت پر بھی محمول ہو سکتا ہے۔ (انوار رضا مبارک نمبر ص ۲۴۵)

یہ عبارت اپنے مفہوم میں واضح ہے، اس میں صاف طور پر موجود ہے کہ پیر صاحب کو ہرگز چھ درجے فوق نہیں کہا گیا، بلکہ یہ ایک خواب تھا جس کی تعبیر کسی جزوی فضیلت سے کی جاسکتی ہے، اس سے چھ درجے فوق ماننا لازم نہیں آتا۔ ایسے ہی ایک جگہ لکھتے ہیں:

''جہاں تک دعا کرانے کا تعلق ہے، یا صف میں کھڑا کرنے کا اور حضرت پیران سے چھ درجے فوق طے کرنے کا قصہ ہے تو ان کے جوابات ہم ''سل الحصام المقدی'' اور معروضات الحاذق اور توبہ کے مطالبے کے جواب میں دے چکے ہیں کہ ان تینوں باتوں میں سے اولاً آپ نے کسی بات کا دعویٰ نہیں فرمایا۔

(سیف الفرید ص ۸)

لہٰذا علمائے کرام کی تنقید کا مفتی غلام فرید صاحب کی عبارت سے کچھ تعلق نہیں۔

باب چہارم

قارئین ! اس سے قبل کہ ہم جناب کے اعتراضات کی طرف متوجہ ہوں، ہم چند باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ بعض اوقات معاصرانہ چپقلش میں سخت قسم کے الفاظ کا تبادلہ ہو جاتا ہے، مثلاً حضرت عمار نے حضرت معاویہ کے متعلق کہا کہ آپ معاذ اللہ فاسق تھے، اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ثاقب رسالپوری صاحب لکھتے ہیں:۔

"لیکن اول تو صحابہ کرام کے باہمی منازعات میں انہی کا ایک دوسرے کے بارے میں تبصرے کو محل استدلال بنانا ہی درست نہیں......" (حضرت امیر معاویہ اور تاریخی ص ۱۷۶)

یعنی نزاع باہمی میں صحابہ کرام کے تبصرے بھی حجت نہیں، اس لیے ابوایوب کا معاصرانہ چپقلش کو پیش کرنا درست نہیں۔ ایسے ہی دیوبندی کتاب میں ہے:

"سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر خطیب بغدادی اور امام غزالی پر امام بقائی نے حضرت حسین بن منصور حلاج پر چار سو علماء بغداد نے اور شیخ محی الدین ابن عربی پر ان کے زمانے کے علماء حتیٰ کہ علامہ علی قاری نے شرح شفاء میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں صاف صاف لکھا ہے کہ ان کا ضرر مسلمانوں کو تمام کافروں سے زیادہ ہے۔ اور ان کو نصاریٰ وغیرہ سے زائد نحس اور نجس بتایا پھر علامہ تفتازانی صاحب شرح عقائد وغیرہ پر بھی حکم فرما دیا گیا ہے۔ مولانا روم صاحب مثنوی شریف پر بھی حکم لگایا گیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو

علامہ عیاض صاحب شفا نے معتزلی قرار دیا۔اور بعض علماء نے بھی
ان کی پیروی میں ایسا ہی کہہ دیا۔''

(بریلویت کے باغ علماء ومشائخ ص ۷۹)

اب کیا اس معاصرانہ چپقلش کی بناء پر ان علماء کی تکفیر کی جائے گی؟ یا یہی کہا جائے گا کہ معاصرانہ چپقلش حجت نہیں۔قاضی طاہر علی ہاشمی لکھتے ہیں:

''ممکن ہے کہ یہ ''معاصرانہ چشمک'' کی کارفرمائی ہوتاہم دونوں
بزرگوں کا اہلِ سنّت کے ہاں ممتاز مقام ہیں۔''

(ناقدین حضرت معاویہ ص ۱۳۶)

دوسری بات جن حضرات کو اجماعی طور پر اہلِ سنّت یا اسلام سے ہی خارج قرار دیا گیا ہے ان کو بھی ہمارے خلاف پیش نہیں کیا جاسکتا، مفتی عمیر قاسمی لکھتے ہیں:۔

یہاں معتبر تو دور کی بات ہم انکو اہلِ سنّت و جماعت سے خارج سمجھتے ہیں لیکن جاننے کے بعد اس کو ہم پر تھونپنا یہ ایسے لوگوں کا کام ہے جو عقل بیچ کر دانہ چبانے والے ہیں۔ہمارے ذمے اس کا جواب بھی ضروری نہیں۔ (فضل خداوندی ص ۱۰۹)

یہاں پر بھی آپ نے چشم پوشی سے کام لیا جبکہ جو حوالہ آپ نے نقل کیا اسی میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ مماتی دیوبندی نہیں، رگڑا لگایا جارہا ہے مماتیوں کو لیکن آپ کے خاندان کے ہیں مماتی، اس لیے انہیں کی تقلید اور پیروی کرتے ہوئے واپس ان کو ہم پر تھونپ ڈالا یہ آپ کا تجاہل عارفانہ بڑا جاہلانہ ہے۔

(فضل خداوندی ص ۱۱۰)

''ہر ایک عقیدہ حیات النبی کا قائل ہے اور ہر ایک خضر حیات کا اور اس کے ہم پلہ مماتیوں کا رد کرتا ہے حتیٰ کہ اہلِ سنّت و جماعت سے خارج سمجھتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اہل بدعت میں شمار کرتا ہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ غیر مقلد تک کہتا ہے۔اس لیے رضا خانیوں کا مماتیوں کو ہم پر پیش کرنا ان کی اعلیٰ ترین جہالت ہے بلکہ اعلی درجہ کی حماقت ہے۔ (فضل خداوندی ص ۱۲۳)

۱)اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

سب سے پہلے جناب نے ''سفید و سیاہ'' سے کچھ ادھورے اقتباسات نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کہ کوشش کی اعلیٰ حضرت مکفر المسلمین اور جاہلوں کے پیشوا تھے۔

(دست و گریبان ج ا ص ۲۷۳)

ناظرین عرض ہے کہ جناب نے یہاں اپنے موروثی فن کا مظاہرہ کیا، اور خیانت سے کام لیتے ہوئے ادھورے جملے نقل کیے، حقیقت حال یہ ہے کہ سفید و سیاہ میں ''المیز ان'' امام احمد رضا نمبر سے پورا پیراگراف نقل کیا گیا ہے، جس کا عنوان ہے ''تہمتوں کے انبار''۔(سفید و سیاہ ص ۴۳)

یعنی یہ سب تہمتیں ہیں جن کو جناب نے جملہ خبریہ بنا کر پیش کیا، اور خیانت کا اعلی ثبوت دیا۔پھر معترض نے ''الحق المبین'' کے حوالے سے یہ اعتراض کیا کہ کسی صاحب نے اعلی حضرت کے فتویٰ پر تنقید کی۔(دست و گریباں ج ا ص ۲۷۴)

میں کہتا ہوں اس قسم کی تنقید ہر گز مذموم نہیں ہم پیچھے متعدد حوالہ جات سے یہ بات ثابت کر چکے کہ فروعی اختلاف ہر گز مذموم نہیں، اور اس ضمن میں کی گئی تنقید بھی

نقصاندہ نہیں، اگر یہ مذموم اختلاف ہے تو جناب گھر کا بھی حال دیکھیں، ہم صرف ایک ہی حوالہ نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ ایک شخص تھانہ بھون سے رائے پور آئے اور آپؒ کی مجلس میں حضرت تھانویؒ کی سخت گیری کا تذکرہ کرتے ہوئے، کچھ بے ادبی کے الفاظ کہنے لگے، اس پر آپؒ نے فرمایا کہ: حضرت تھانوی میرے بھی شیخ ہیں۔"

(مختصر حالات زندگی، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری ص ۸۷)

اب اگر یہ مذموم اختلاف ہے تو جناب اس پر بھی کوئی مضمون لکھیں، اگر نہیں لکھ سکتے تو اس قسم کے فضول اعتراضات سے باز رہیں۔

اس کے بعد جناب نے "سوانح صدر الشریعہ سے ایک ادھوری عبارت نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ "سبحان السبوح" کے ابتدائی چند ورقوں میں ہذیان ہے" یہاں بھی خیانت کے سارے ریکارڈ توڑنے کا معترض صاحب نے شرف حاصل کیا ہے، مکمل عبارت کچھ یوں ہے:

"اکیس برس بعد سبحان السبوح کے چند ورقوں کے جواب کا نام لیا اور (۱) پانچ برس پیشتر کی تاریخ ڈالدی حالانکہ در بھنگی تحریریں گواہ ہیں کہ یہ ناشدنی نا ہنجار طفل وکذب ابتک پیٹ میں بھی نہ تھا ۔ چند روز ہی کی ولادت ہے (۲) سبحان السبوح، کے صرف ابتدائی چند ورقوں پر ہذیان ہے وہ بھی محض اوندھے کہ خود سبحان السبوح ہی ان کے رد کو کافی ہے۔" (سوانح صدر الشریعہ ص ۸۶)

قارئین یہ ہے وہ پوری عبارت جس کو نقل کرنے میں ایک دفعہ پھر جناب نے خیانت کا مظاہرہ کیا۔اس عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہذیان مرتضی در بھنگی کے جواب کو کہا گیا ہے نہ کہ سبحان السبوح کے بارے میں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

اس کے بعد جناب نے معین الدین اجمیری صاحب کے حوالے سے تنقید نقل کی جس پر کچھ تفصیلی گفتگو حسب ذیل ہے۔

اولاً: تو جب مولانا معین الدین اجمیری نے یہ کتاب لکھی اس وقت وہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سخت مخالف تھے۔خالد محمود لکھتے ہیں:

> ''ہم نے مطالعہ بریلویت کی ساتویں جلد میں خیرآبادی سلسلہ کے نامور عالم مولانا معین الدین چشتی اجمیری کی دو کتابیں (۱) القول الاظہر (۲) تجلیات ، ہدیہ قارئین کر آئے ہیں۔جو انہوں نے مولانا احمد رضا خان کے رد میں لکھیں اور انہوں نے خانصاحب کو اس طرح بے نقاب کیا کہ شاید آج تک بریلویت کے کسی مخالف نے ان کی اتنی تواضع نہ کی ہوگی (مطالعہ بریلویت ج ۸ ص ۶۰)

ایسے ہی ایک اور صاحب یوں لکھتے ہیں:

> حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ کی درگاہ عالیہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین اور آپؒ کے ہم نام صاحب علم وفضل اور جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ کا اسم گرامی اعلیٰ حضرت بریلوی مولانا احمد رضا خان کے باغیوں اور اشد مخالفین میں ہوتا ہے۔(بریلویت کے باغی علماء ومشائخ ص ۹۰)

ان دونوں حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مولانا معین الدین بقول

دیوبندی حضرات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف تھے، اور یہ بھی دیوبندی حضرات کا اصول ہے کہ مخالف کی تنقید حجت نہیں ہوتی، عبدالقدوس قارن لکھتے ہیں:

جب علامہ ابن تیمیہ اس مسئلہ میں فریق ہیں تو ان کی بات پیش کرنا درست نہیں۔ (اظہار الغرور ص ۱۸۲)

ایسے ہی لکھتے ہیں:

یہ حوالہ بھی موصوف کے لیے کوئی فائدہ مند نہیں، اس لیے کہ علامہ آلوسی اس مسئلہ میں جمہور کے خلاف رائے رکھتے ہیں تو ان کی بات اس مسئلہ میں ان کے مخالفین پر کس طرح حجت ہو سکتی ہے۔

(اظہار الغرور ص ۱۶۱)

سرفراز خانصاحب لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں یہ فریق ہیں لہٰذا مجوزین کے نزدیک ان کی بات حجت نہیں۔" (سماع الموتی ص ۱۲۸)

اسی طرح ابوالحسنین ہزاروی لکھتے ہیں:

یہ کتاب امام اہلسنت وکیل صحابہ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین خلیفہ مجاز حضرت مدنی اور امیر تحریک خدام اہلسنت کے جواب میں لکھی گئی۔ ہمارے دشمنوں کی کتابوں سے ہم کو الزام۔ فیاللعجب۔ (حقیقی دستاویز ص ۴۴۰)

لہٰذا ان کو ہمارے خلاف ہرگز پیش نہیں کیا جا سکتا۔

ثانیاً: مولوی عبدالغنی صاحب لکھتے ہیں:

"اور ہمعصر مخالفین کی جرح قبول نہیں۔" (الجنۃ اھل السنۃ ص ۷۵)

اس اصول سے نہ صرف ''معین الدین اجمیری'' بلکہ باب نمبر چار اور پانچ میں موجود تمام حوالہ جات کا جواب ہوجاتا ہے کہ ہمعصر مخالف کی جرح قبول نہیں ہوتی۔ تفصیلی گفتگو مقدمہ میں ہوچکی ہے۔

(۲) علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

حضور غزالی زماں کے خلاف جناب نے ''پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں''، ''خلاف اولیٰ کے رد میں''، ''مواخذہ تبیان'' اور ''اقتدار احمد نعیمی'' کی تنقیدات نقل کیں۔(دست و گریباں ج۱)

الجواب

یہ تمامی حضرات جن کی کتب ''علامہ کاظمی'' کے خلاف پیش کی گئیں ہرگز معتبر نہیں، اور نہ ہی ان کی کی گئی تنقید کا کوئی اعتبار ہے۔ حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہمارے اکابرین میں سے ہوتا ہے ان کے مقابلے میں ایسی شخصیات کی تنقید کا کچھ اعتبار نہیں۔ پھر علامہ ابوداؤد کے حوالہ سے جو تنقید نقل کی گئی تو اس کے متعلق عرض ہے کہ اس مسئلہ میں طرفین کے درمیان تصفیہ ہوگیا۔ اور کرنل کا یہ کہنا کہ علامہ ابوداؤد نے کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کی تھی یہ بات درست نہیں۔ ایسے ہی اقتدار صاحب کی تنقید بھی معاصرانہ چپقلش کی وجہ سے حجت نہیں۔

(۳) علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ارشد القادری کے خلاف ''القول السدید'' کے شمارہ سے ایک عبارت نقل کر کے کہا کہ ''ارشد القادری صاحب کے مخلص ہونے کو کس طرح بیان کیا گیا ہے اور کس طرح ان پر آخری لائن میں طنز کیا گیا ہے اس پر غور کریں''۔(دست وگریباں ج ا ص ۲۹۹)

الجواب

جناب آپ کے اصول سے ہمعصر کی تنقید کا اعتبار نہیں ہوتا تو جناب کس منہ سے اس کو پیش فرمار ہے ہیں، ایسے ہی علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کے خلاف جو تنقید نقل کی، وہ بھی اس قبیل سے ہے اور حجت نہیں۔ پھر اس میں کہیں بھی علامہ صاحب پر کوئی خاص طنز نہیں، مگر امام بیہقی کے متعلق آپ کے حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں:

"قارئین کرام اس عبارت میں حضرت امام بیہقی نے زبردست خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔۔۔بیہقی، حاکم، ابو یعلی کا یہ جھوٹا دعویٰ ہے۔" (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۲۳)

یہی صاحب امام بخاری کے متعلق لکھتے ہیں:

امام بخاریؒ سے زبردست بھول واقع ہوئی ہے کہ عبداللہ ابن ابی کو چھوڑ کر اس آیت سے حضرت حسان مراد لے لیا ہے۔(انا للہ وانا الیہ راجعون) صحابہ کرام جو بھلائی واچھائی سے ذکر کرنا چاہیے یہی اہلسنت والجماعت کا اصول وضابطہ ہے اور ایسی باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے جن میں صحابہؓ کی توہین نکلتی ہو۔

(ھدایہ علماء کی عدالت میں ص ۹۸)

یہی صاحب لکھتے ہیں:

اس سند میں عن ابی اسحاق دراصل محمد بن اسحاق ہے جو کہ مشہور رولا ہے۔" (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۱۱۷)

(۵) علامہ اشرف سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ صاحب کے خلاف جناب نے ''پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں'' سے تنقید نقل کی۔
(دست و گریبان ج ا ص ۲۹۵۔۳۱۵)

اس کتاب کے متعلق پہلے ہی عرض کیا جا چکا ہے کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں، علامہ صاحب مسلک اہل سنت کی ایک مقتدر شخصیت ہیں، ان پر کسی غیر معتبر شخص کی تنقید قابل قبول نہیں۔ اس کے بعد جناب نے عبارت نقل کی:

''یہ وہی مولانا اشرف صاحب ہیں جو غوث اعظم کے گستاخ ہیں
۔'' (تحقیقات ص ۱۵)

محترم قارئین! ابو الحامد محمد احمد چشتی بصیر پوری نے ''حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ'' نامی کتاب لکھی، اس کتاب پر علامہ سیالوی صاحب نے اپنے تاثرات لکھے، مگر محمد احمد صاحب نے وہ تاثرات مکمل نہیں چھاپے بلکہ جو فقرے ان کے خلاف جاتے تھے، ان کو نکال دیا، جس سے بظاہر یہ تاثر گیا کہ کتاب میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق جو سخت قسم کے الفاظ ہیں، علامہ اشرف سیالوی صاحب نے ان کی بھی تائید کی ہے، اس لیے آپ کو اس الزام سے متہم کیا گیا۔ مگر آپ نے خود وہ تاثرات اپنی کتاب ''ہدایۃ المتذبذب الحیران'' میں شائع کیے، جن میں وضاحت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تنقیص پر مشتمل عبارات کا رد کیا تھا، علامہ صاحب فرماتے ہیں:

بعض جگہ الفاظ میں شدت آ گئی ہے اگرچہ جواب آں غزل کے طور پر ہی سہی، لیکن میں امید کرتا ہوں کہ ان میں خاطر خواہ تبدیلی لا کر نفس مضمون کی تحقیق پر ہی نظر رکھی جائیگی۔

(ہدایۃ المتذبذب الحیران ص ۳۱۵)

نیز لکھتے ہیں:

لہٰذا حد ادب میں رہنا لازم ہے اور مناسب تاویل و توجیہ اور موزوں ترین تخصیص اور تقیید ضروری ہے جس طرح صحابہ کرام کے بارے میں اہلسنت کا مؤقف ہے۔ {نکف من ذکر الصحابۃ الا بخیر} اور بالخصوص ایسا انداز جو کہ توہین و تحقیر پر مشتمل ہو وہ باری تعالیٰ کے ساتھ مبارزت کے مترادف ہے۔۔اس لیے قادری حضرات کو دیگر سلاسل کے مسلم اولیاء کے حق میں اور چشتی نقشبندی اور سہروردی حضرات کو شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حق میں ایسے انداز بیان سے پرہیز لازم اور اجتناب لازم ہے جو تنقیص و تفریق کا مشعر ہو۔ ورنہ سراسر خسران سے دوچار ہونا پڑے گا۔ (ہدایۃ المتذبذب الحیران ص ۳۲۷)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کتاب ''حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ'' میں موجود تنقیدی الفاظ سے علامہ صاحب کا کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد جہاں تک معاصرین کے سخت الفاظ کا تعلق ہے تو اس کے متعلق دیوبندی حضرات کا یہ قول ہی نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں:

''یہ بڑوں کی آپس میں معاصرانہ یا ناقدانہ باتیں ہیں ہمارے لیے سبھی حضرات قابل قدر ہیں اور معاذ اللہ تعالیٰ ہمارا مقصد ان حوالوں سے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی توہین و تنقیص نہیں۔''

(سماع الموتیٰ ص ۱۳۷، اظہار الغرور ص ۲۵۲، تسکین الاتقیاء ص ۱۲۵)

لہٰذا بڑوں کی ناقدانہ باتوں سے ان کی تنقیص لازم نہیں آتی۔ اس کے بعد جناب نے "علامہ حسن رضوی" اور "علامہ ابوداؤد محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ" کے خلاف بھی "پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں" نامی کتاب کو پیش کیا جو ہرگز حجت نہیں۔ اس کا مصنف انتہائی خطرناک قسم کے عقائد ونظریات کا حامی ہے۔ ذیل میں جناب کے چند نظریات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جناب لکھتے ہیں:

اگر ولایت چاہیے تو پھر شہنشاہ ولایت سے بھی پیار کریں۔ ان کے والد محترم سے بھی پیار کریں ان کے خلاف کفر کے فتوے دینا چھوڑ دیں۔ ورنہ ولایت نہیں ملے گی اور ساری زندگی ایک خالی ٹین کی طرح کھڑکتے ہوئے گزر جائے گی۔

(حضرت ابوطالب ص ۱۱)

"یہ کیسا عشق ہے؟ نہیں بلکہ یہ تو منافقت ہے" (ایضا)

"اور یہ ایذائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تو اور کیا ہے؟" (ایضا)

"حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیکر وہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے کے ساتھ ساتھ مولائے کائنات شہنشاہ ولایت مولی علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو بھی ایذا پہنچا کر دنیا اور آخرت برباد کر رہے ہیں۔"

(حضرت ابوطالب ص ۲۳۸)

ایسے ہی لکھتے ہیں:

"علی وصی و وارث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔" (حضرت ابوطالب ص ۳۰)

"جو یہ کہے کہ ۴۰ سال کی عمر میں نبوت ملی وہ گمراہ اور گستاخ ہے"۔ (صحرا کا ساکن ص ۱۵۴)

"آپ ﷺ سے ذنب گناہ، سہو، نسیان، سیئہ، خلاف اولیٰ، ترک افضل، خطا، وہم، کوتاہی جیسی من گھڑت تاویلیں جو کے بے ادب ذہن کی پیداوار ہیں۔ نسبت واضافت کرنا سنگین بے ادبی اور گستاخی ہے۔" (صحرا کا ساکن ص ۱۵۴)

حضرت علیؓ خلافت کے اصل حقدار ہیں (شہنشاہ ولایت ص ۳۱۰)

"شیخین زبردستی خلیفہ بن گئے"۔ (شہنشاہ ولایت ص ۲۹۹)

"حضرت معاویہ کو ہر نماز کے بعد بدعا دینا سنت صدیقہؓ ہے"

(شہنشاہ ولایت ص ۳۰۶)

"رسول اللہ ﷺ کے آباواجداد کے ایمان کے مسئلہ کو قطعی کی بجائے ظنی کہنا رسول کریم ﷺ کو ایذا پہنچانا ہے"

(حضرت آمنہ ص ۱۰۴)

ان نظریات کا حامل شخص ہرگز اہلِ سنّت کے اکابر یا معتمد علیہ حضرات میں شمار نہیں ہوسکتا، اور اسی قسم کی جرح ان پر مفتی عبدالمجید سعیدی نے "مواخذہ معرکۃ الذنب" میں اور دیگر حضرات نے مختلف مقامات پر کی ہے۔

باب پنجم

(۱) ڈاکٹر طاہر القادری

ڈاکٹر صاحب کا شمار کبھی بھی اکابرین اہل سنت میں نہیں ہوا، وہ شروع شروع میں اہلِ سنّت کے عالم دین کے طور پر نمودار ضرور ہوئے، مگر جلد ہی انہوں نے اس لبادہ کو اتار کر اپنے اصلی نظریات کا اظہار کرنا شروع کر دیا، جس پر علماء اہل سنت نے واضح

فتاویٰ جات دیئے کہ ڈاکٹر صاحب کا اہلِ سنّت سے کوئی تعلق نہیں۔ہم یہاں ان کے چند نظریات سے قارئین کو آگاہ کرتے ہیں جس سے واضح ہوجائے گا کہ ڈاکٹر صاحب کے نظریات اہلِ سنّت کے متصادم ہیں۔ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

''سلطنت میں صدیق اکبرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل یعنی براہ راست نائب ہوئے۔ولایت میں علی المرتضیٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل یعنی براہ راست خلیفہ ہوئے۔''

(السیف الجلی علی منکر ولایت علی ص ۸)

جبکہ ڈاکٹر صاحب کی یہ بات ہرگز درست نہیں،صدیق اکبر ولایت میں بھی اس امت کے امام ہیں۔داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''صوفیاء کرام نے ترک دنیا اور حرص ومنزلت کے چھوڑنے کو فقر پر اور ترک ریاست کی تمنا کو اس لیے پسند کیا کہ دین میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام مسلمانوں کے امام ہیں اور طریقت میں آپ تمام صوفیاء کے امام خاص۔'' (کشف المحجوب ص ۱۱۷،مترجم)

ایسے ہی ایک اور صوفی بزرگ لکھتے ہیں:

آدمیوں میں سب سے بزرگ،بعد وجود مبارک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے،حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ ہیں رضی اللہ عنہ۔بعد ان کے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ۔بعد ان کے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ۔بعد ان کے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(عقائد نظامیہ ص ۱۸)

لہٰذا ڈاکٹر صاحب کا یہ نظریہ اہلِ سنّت کے مطابق نہیں۔ڈاکٹر صاحب سنی شیعہ اختلاف کے متعلق لکھتے ہیں:

''ایمان میں چھ ارکان ہیں: ا۔ایمان باللہ ۲۔ایمان بالملائکہ ۳۔ایمان بالکتب ۴۔ایمان بالرسل ۵۔ایمان بالآخرہ ۶۔ایمان بالقدر

Theory کے ان چھ اصولوں پر شیعہ اور سنی مکتب فکر میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(مناظرہ ڈنمارک ص۱۹)

ایسے ہی ڈاکٹر صاحب نے سنی شیعہ اختلاف کو تاریخی اور فروعی قرار دیا۔(مناظرہ ڈنمارک ص۲۰)

ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا ہرگز درست نہیں، کیونکہ شیعہ حضرات کے عقائد ونظریات اس پر شاہد ہیں کہ مذکورہ بالا عقائد میں وہ ہم سے اکثر میں مختلف ہیں۔ڈاکٹر صاحب کے نظریات ان کے مماثل ہوں تو ہم اس کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتے مگر مسلک اہلِ سنّت اور اہل تشیع کا اختلاف ہرگز فروعی نہیں اصولی ہے۔شیعہ حضرات خداوند قدوس کے لیے ''بداء'' کے قائل ہیں، اصول کافی میں اس مسئلہ پر مکمل باب موجود ہے ، جبکہ ہم عقیدہ شنیعہ کو ہرگز درست نہیں سمجھتے، اسی طرح اہل تشیع حضرات ''تحریف قرآن'' کے قائل ہیں، مقبول احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن میں ہے:

> ''معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن میں ظاہر اعراب لگائے گئے ہیں تو شراب خور خلفاء کی خاطر ''یعصرون کو یعصرون سے بدل کر معنی کو زیروزبر کیا گیا۔''
> (ترجمہ مقبول احمد دہلوی ص۴۷۹)

اسی طرح ''ترجمہ فرمان علی'' میں ہے:

''اس آیت کو درمیان سے نکال لو اور ماقبل و مابعد کو ملا کر پڑھو تو کوئی خرابی نہیں ہوتی۔ بلکہ ربط اور بڑھ جاتا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت اس مقام کی نہیں بلکہ خواہمخواہ کسی خاص غرض سے داخل کر دی گئی ہے۔ (ترجمہ فرمان علی ص ۷۵۶)

اس کے انہی ترجمہ میں بھی کئی ایک مقامات پر واضح طور پر تحریف قرآن کا ہونا ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح ''اثناء عشریہ'' صحابہ کرام کے ایمان کو مشکوک قرار دیتے ہیں، اور اکثر کو ایمان سے تہی دامن سمجھتے ہیں، ''فروع کافی'' وغیرہ میں صاف موجود ہے کہ تین صحابہ کے سوا باقی سب معاذ اللہ مرتد ہو گئے تھے:

"كان الناس اهل ردة بعد النبي ﷺ واله الا ثلثه فقلت ومن ثلثه فقال المقداد بن الاسود و ابو ذر غفاری و سلمان الفارسی،، (فروع کافی کتاب الروضہ ج ۳ ص ۱۱۵)

اور اس روایت کے متعلق ابو معصب جوادی لکھتے ہیں:

''اگر اس روایت کو تسلیم کر ہی لیا جائے تو اس سے کوئی سقم پیدا نہیں ہوتا کیونکہ یہی مفہوم احادیث میں موجود ہے چنانچہ احادیث رسول سے یہ واضح طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت کی وفات کے بعد بہت سے اصحاب جادہ حق سے ہٹ گئے تھے''

(تحقیقی دستاویز ص ۶۱)

شیعہ حضرات کے مجتہد محمد حسین لکھتے ہیں:

''ہمارے اور ہمارے برادران اسلامی میں اس سلسلہ میں جو کچھ

نزاع ہے، وہ صرف اور صرف اصحاب ثلاثہؓ کے بارے میں ہے
۔اہل سنت انکو بعد از نبی تمام اصحاب بلکہ تمام امت سے افضل
جانتے ہیں اور ہم ان کو دولت ایمان و ایقان اور اخلاص سے تہی
دامن مانتے ہیں۔“ (تجلیات صداقت ص ۲۱۶)

اب ہم فیصلہ اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ کیا یہ اختلافات فروعی ہیں؟ جن کے نزدیک معیار ایمان ہی ایمان سے تہی دامن ہو، ان سے اختلاف تاریخی درجہ کا ہوتا ہے؟ یہ بات مسلم ہے ہمیں ”دین“ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے توسط سے ملا اگر ان کا اخلاص ہی مشکوک کر دیا جائے تو ”دین“ متین کا اپنی اصلی حالت میں رہنا کیسے قابل یقین ہوسکتا ہے؟ ہماری ان گزارشات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہمارا اختلاف فروعی نہیں، اصولی ہے۔ اور اس قسم کے نظریات کی بناء پر اور ایسے نظریات کو تسلیم کرنے والے تشیع حضرات کی تکفیر کی گئی ہے۔ جس پر مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، شاہ عبد العزیز اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہم کی کتب بطور شاہد پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس لیے ڈاکٹر صاحب کی یہ بات بھی اہلِ سنّت کے نظریات سے متصادم ہے۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ خود ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد تین چار صحابہ
کے سوا سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے...... ان سب کا کفر قطعی اور یقینی
ہے۔ (لفظ بدعت کا اطلاق ص ۱۰۹)

جن کا کفر یقینی ہو ان سے اختلاف کو فروعی تعبیر کرنا، اسے جہالت ہی کہا جاسکتا ہے، اور ایسے شخص کو شیخ الاسلام کہنے والے کو بھی دعوت فکر دی جاتی ہے۔

ایسے ہی جناب لکھتے ہیں:

''ہمارے نبی کی ختم نبوت پر کوئی اختلاف نہیں۔''

(مناظرہ ڈنمارک ص ۲۰)

یہ بات بھی جناب کے سطحی مطالعہ اور تجاہل کا بین ثبوت ہے، اگر جناب نے اہل تشیع کی کتب کا مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا کی ہوتی تو اس قسم کی غیر تحقیقی بات ہرگز نہیں کرتے۔ شیعہ حضرات کا عقیدہ امامت در پردہ ختم نبوت کا انکار ہے۔ ذیل میں شیعہ حضرات کے اپنے آئمہ کے متعلق نظریات درج کیے جاتے ہیں:

(۱) امام ماں کے پیٹ سے ہی اللہ کا ذاکر ہوتا ہے۔ (حق الیقین ص ۴۵)

(۲) انبیاء کیا ائمہ بھی معجزات پر قدرت رکھتے ہیں۔ (بحار الانوار ج ۲۹ ص ۲۷، حق الیقین)

(۳) امام کے لیے معصوم ہونا شرط ہے۔ (توضیح المسائل ص ۵)

(۴) اماموں کا درجہ انبیاء سے بھی زیادہ ہوتا ہے (عام عقیدہ ہے)

(۵) ائمہ پر وحی آتی ہے۔

ناظرین اس قسم کے عقائد کے حامل لوگوں کے بارے میں کہنا کہ وہ ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں بلکل درست نہیں، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس فقیر نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح سے سوال کیا کہ حضرت شیعوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جو اہل بیت سے محبت کے مدعی ہیں اور صحابہ کو برا کہتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نوع کے روحانی کلام کے ذریعہ القاء

فرمایا کہ ان کا مذہب باطل ہے اور ان کے مذہب باطل ہونا لفظ
''امام'' سے معلوم ہو جاتا ہے جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو
میں نے لفظ ''امام'' میں غور کیا معلوم ہوا کہ ''امام'' ان کی اصطلاح
میں وہ شخص ہے جس کی اطاعت فرض ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف
سے مقرر شدہ ہو۔ یہ لوگ امام کے حق میں ''وحی باطنی'' بھی تجویز
کرتے ہیں پس درحقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں اگرچہ زبان سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہا کرتے ہیں۔''

(تفہیمات الٰہیہ ج ۲ ص ۲۹۴)

تفہیمات کیونکہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک قابل استدلال ہے اسی لیے اسکا حوالہ
پیش کیا گیا ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں:

''امامیہ ہر چند کہ بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار
کرتے ہیں لیکن در پردہ وہ ائمہ کی نبوت کے قائل ہیں، کیونکہ ائمہ
کو انبیاء سے بہتر و بزرگ تر شمار کرتے ہیں جیسا کہ اسی باب میں
تفصیل سے گزرا، اور تحلیل و تحریم کا معاملہ ائمہ کے سپرد کرتے ہیں
جو کہ خاصہ نبوت بلکہ بالاتر نبوت ہے پس درحقیقت ختم نبوت کے
منکر ہیں۔'' (تحفہ اثناء عشریہ ص ۱۷۰)

ان دونوں حضرات کی وضاحت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اہل تشیع کے نظریہ
امامت درحقیقت انکار ختم نبوت کے مترادف ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب کا یہ بیان بھی

اہلِ سنّت کی مخالفت کے سوا کچھ نہیں۔

ڈاکٹر صاحب امام خمینی کے متعلق لکھتے ہیں:

امام خمینی تاریخ اسلام کے شجاع اور جری مردان حق میں سے ہیں جن کا جینا علی کا اور مرنا حسین کی طرح ہے۔ خمینی کی محبت کا تقاضہ ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے۔ (روزنامہ نوائے وقت، جون ۱۹۸۹)

اور ڈاکٹر صاحب کا دفاع کرتے ہوئے ایک صاحب لکھتے ہیں:

''دراصل ان سے منسوب الفاظ ان سے کسی پیش رو مقرر نے کہے تھے جن کو پروفیسر صاحب نے اپنے خطاب میں ذکر کردیا۔''

(اعتقادی خدمات ص ۷۳)

جبکہ یہ خمینی صاحب لکھتے ہیں:

یہ عقیدہ ہمارے مذہب کی ضروریات میں داخل ہے کہ ہمارے ائمہ کے مقام اور مرتبے کو نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ (الحکومۃ الاسلامیہ ص ۲۵)

اسی طرح خمینی صاحب نے اپنی کتاب ''کشف الاسرار'' میں بھی صحابہ کرام کے متعلق گستاخانہ الفاظ درج کیے ہیں اور اپنی اسی کتاب ''کشف الاسرار'' میں تحریف قرآن کا بھی قول کیا ہے، اس کے باوجود خمینی کی یوں تعریف کرنا ہرگز درست نہیں۔

اس کے علاوہ بھی ڈاکٹر صاحب کے کئی باطل نظریات ہیں، جن کا ذکر علماء نے اپنی کتب میں کیا ہے، ہم نے یہاں چند ایک خرافات کا تذکرہ کردیا ہے، بہرحال یہ بات ذہن میں رہے کہ ڈاکٹر صاحب ہرگز ہمارے معتمد علیہ نہیں، اور نہ ہی ان کو ہمارے خلاف پیش کیا جاسکتا ہے۔

۲)پیر کرم شاہ بھیروی

پیر کرم شاہ صاحب کو دیوبندی مولوی کامل الدین رتو کالوی نے خط لکھا، اور پیر صاحب سے ''تحذیرالناس'' نامی کتاب کے متعلق تاثرات مانگے، پیر صاحب اس خط کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

''آج سے تقریباً اکیس بائیس سال قبل موضع رتو کالا کے ایک مولوی کامل دین صاحب نے مجھے خط لکھا اور استفسار کیا کہ میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی کتاب ''تحذیرالناس'' کے بارے میں اپنی رائے سے انہیں آگاہ کروں۔''

(تحذیرالناس میری نظر میں ص ۴)

جواباً پیر صاحب نے اپنے تاثرات رقم فرمائے، اور جوابی خط ارسال کیا، جس کے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں:

''حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیرالناس کو متعدد بار غور وتامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف وسرور حاصل ہوا''

''جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لیے سرمۂ بصیرت کا کام دے سکتی ہے''

''مولانا خاتم النبیین کی صفت کی تخلیق فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ختم نبوت کے دو مفہوم ہیں ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل وخرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جسے خواص ہی خداداد نور

فراست سے کچھ سمجھ سکتے۔ عوام کے نزدیک تو ختم نبوۃ کا اتنا ہی
مفہوم ہے کہ حضور پرنور ﷺ آخری نبی ہیں۔ اور حضور کے
بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور بے شک یہ درست ہے اس میں کسی کو
کلام نہیں اور نہ کسی کو مجال شک ہے اور اس میں شک کرنے والا
دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہے جس طرح دوسری
ضروریات دین سے انکار کرنے والا"۔

پیر صاحب کا یہ خط بہت سی دیوبندی کتب میں موجود ہے۔ اس خط میں پیر صاحب نے یہ بات تسلیم کر لی کہ قاسم نانوتوی ختم نبوت کا منکر نہیں بلکہ اس کا قائل ہے اور منکر کو کافر سمجھتا ہے۔ پیر صاحب کے اس خط کی وجہ سے اہلِ سنّت میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ اور اس خط کے اکیس سال بعد "ایک کتاب بنام "تحذیر الناس میری نظر میں" تصنیف کی۔ پیر صاحب فرماتے ہیں:

"مجھے افسوس ہے کہ جب پہلی بار میں نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا
تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی جو مولانا
کی بعض عبارات پر مرتب ہوتے ہیں جن کا ذکر اب کیا جا رہا ہے
"۔ (تحذیر الناس میری نظر میں ص ۴۴)

اب وہ خطرناک نتائج کیا تھے، ان کے متعلق پیر صاحب لکھتے ہیں:

بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ تحذیر الناس میں
متعدد مقامات اور متعدد ایسی عبارات ہیں جنہیں پیش کر کے
دشمنان ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال سکتے ہیں۔
(تحذیر الناس میری نظر میں ص ۳۳)

ان احادیث قطعیہ کے مقابلے میں اپنی طرف سے ایک تفسیر کا
اضافہ ایک اچنبہ ہے۔اس پر بس نہیں بلکہ یہ تصریح کرنا کہ خاتم
النبیین کا مفہوم اگر ختم نبوت زمانی لیا جائے تو نہ آیت میں
استدراک درست ہوگا اور نہ آیت مقام مدح کے لیے موزوں
ہوگی ایک طرفہ تماشا ہے۔(تحذیر الناس میری نظر میں ص ۳۹)
''اس عبارت کے پڑھنے سے سب سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کے
اس مفہوم کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے جس پر آج تک امت خاتم
النبیین کا اجماع رہا۔'' (تحذیر الناس میری نظر میں ص ۳۴۔۳۵)

ناظرین! ان خطرناک نتائج کی طرف توجہ مبذول کروانے کے باوجود اور یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ ''تحذیر الناس'' میں اس ختم نبوت کے اس مفہوم کا انکار ہے جس پر امت کا اجماع ہے، جناب پیر صاحب یہ لکھ بیٹھے کہ:

''لیکن مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں
سمجھتا کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت کے منکر تھے۔''

(تحذیر الناس میری نظر میں ص ۵۸)

پیر صاحب کی یہ عبارت انتہائی درجہ کی خطرناک تھی، اور اس کی بنیاد پر ان کی تکفیر تک کی گئی، پیر صاحب نے جس اقتباس کی بناء پر یہ فیصلہ صادر فرمایا، شاید ان پر اس کی حقیقت واضح نہ ہو سکی یا نانوتوی کی محبت سے سرشار ہونے کے سبب تجاہل عارفانہ کا مظاہرہ کیا، حقیقت حال تو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے، ہم یہاں مذکورہ اقتباس کی حقیقت ہدیہ قارئین کرتے ہیں، نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

''سواگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی او کما قال، جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی۔کیونکہ یہ مضمون حد درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔جب تواتر عدد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعرہ تعداد رکعات متواتر نہیں، جیسا ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔''

(تحذیر الناس ص ۵۶)

اس اقتباس کو اکثر پرستان تحذیر الناس، نانوتوی صاحب کی صفائی میں پیش کرتے ہیں، مگر شومیٔ قسمت کہ یہ اقتباس خود متضاد ہے، اس سے قطعی کا عقیدہ قطعاً ثابت نہیں ہوسکتا، نانوتوی صاحب اس اقتباس میں فرماتے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت کا منکر اسی طرح کافر ہے جیسے فرض اور وتر کی رکعات کا منکر، اب یہ تو مسلمہ بات ہے کہ فرض کی رکعات تواتر سے ثابت ہے مگر وتر کی رکعات میں اختلاف ہے، اور اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا، اب اس وضاحت کی روشنی میں نانوتوی صاحب کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا منکر اسی طرح کافر ہے، جس طرح فرائض کی رکعات کا منکر، مگر کافر نہیں جیسے وتر کی رکعات کا منکر کافر نہیں ہے۔لہٰذا یہ عبارت متضاد ہے جو کسی دعوے کی دلیل ہرگز نہیں بن سکتی۔بہرحال پیر صاحب کی اس قابل

مذمت کارروائی کے بعد اہل سنت میں ایک تحریر کا چرچا ہوا جس میں سنی کی یہ تعریف کی گئی تھی کہ جو امام احمد رضا کے عقائد مانتا ہو، اس پر پیر صاحب نے دستخط کیے۔ اب کیوں کہ امام احمد رضا تو قاسم نانوتوی اور دیگر حضرات ''جنہوں نے گستاخانہ عبارات لکھیں ہیں'' کو کافر مانتے ہیں، اس لیے اس تحریر کو رجوع سے تعبیر کیا گیا، اس تحریر کے متعلق کوکب نورانی صاحب لکھتے ہیں:

''جسٹس پیر محمد کرم شاہ ازہری نے سنی کنونشن منعقدہ لاہور کے موقع پر اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں کی تائید کرتے ہوئے جو دستخط فرمائے وہ تحریر بھی کہیں شائع نہیں کی گئی۔''

(الخطیب، کتابی سلسلہ، ۲۵واں، صفحہ نمبر ۱۷)

کیونکہ یہ تحریر شائع نہیں کی گئی اس لیے معاملہ شک میں پڑ گیا، مگر عدم رجوع کے قائلین کے نزدیک پیر صاحب آخری دم تک اپنی تحریروں پر جمے رہے اور ان سے انحراف نہیں کیا، جبکہ رجوع کے قائلین اس تحریر اور چند دیگر شہادتوں کی بنیاد پر رجوع کے قائل ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس یہ ظاہری چیزیں ہیں اس لیے ان کی تکفیر نہیں ہوتی۔ تقی عثمانی لکھتے ہیں:

''بعض فرقے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا کفر بالکل واضح ہوتا ہے اور اس میں کوئی شبہ کی بات نہیں ہوتی، اب اگر کوئی اس صورت میں اختلاف کرے تو پھر وہ ملامت کا موجب ہے، لیکن جہاں وضاحت نہیں ہوتی اور دونوں طرف دلائل ہوتے ہیں تو اس صورت میں ایک مفتی کفر کا فتویٰ دیتا ہے اور دوسرا نہیں دیتا تو اب اس کو نہ چاہیے کہ اس پر ملامت کرے اور نہ اس کو چاہیے کہ اس

پر ملامت کرے۔ بلکہ دونوں اپنے اپنے مسلک پر رہیں اور لڑائی
جھگڑے سے پرہیز کریں۔" (انعام الباری ج۱ص۳۳۱)

لہٰذا جانبین میں سے کسی کو بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔اب آخر میں ہم یوسف لدھیانوی کا حوالہ پیش کرکے اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔ان سے سوال ہوا کہ انور شاہ کاشمیری نے عبید اللہ سندھی کو کافر کہا،تو جواباً حضرت لکھتے ہیں:

"دونوں نے ان معلومات کے بارے میں رائے قائم کی جو ان تک پہنچی تھیں، ہر شخص اپنے علم کے مطابق حکم لگانے کا مکلف ہے، بلکہ ایک ہی شخص کی رائے کسی بارے میں دو وقتوں میں مختلف ہوسکتی ہیں، پھر تعارض کیسا ہوا؟"

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج۲ ص ۶۰۲)

لہٰذا اگر کسی نے تکفیر کی ہے تو اس نے اپنی معلومات کی بناء پر کی ہے،اور یہ ہرگز "دست وگریباں" نہیں۔

(۳)غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

معترض صاحب نے اس جگہ بھی انہیں کتب کا سہارا لیا، جو کہ غیر معتبر ہیں،اور مصنفین کی ذاتی آراء پر مشتمل ہیں،ان کا مسلک اہلِ سنّت سے کوئی تعلق نہیں،حضور غزالی زماں مسلک اہلِ سنّت کی ایک عظیم اور مقتدر شخصیت ہیں۔اصل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ قرآن کرتے ہوئے ذنب کی نسبت حضور کی طرف قائم رکھتے ہوئے اس کا ترجمہ خلاف اولیٰ کیا،جس پر غیر معتبر حضرات نے لایعنی اعتراضات کیے،جن کی کوئی اہمیت نہیں۔اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے علامہ عبد المجید سعیدی کی کتاب "احمد البیان" کی طرف رجوع کریں۔معترض نے "التصدیقات" سے بھی ایک اقتباس نقل کیا۔اس

اقتباس میں بھی غیر معتبر حضرات کی تنقید کا تذکرہ ہے۔

(۴) ریاض احمد گوھر شاھی

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ایک مدعی نبوت کو بھی مسلک اہلِ سنّت کے ذمہ لگایا جارہا ہے جس پر واضح فتویٰ موجود ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہے، معترض صاحب حد درجہ تعصب میں گر چکے ہیں، اور مسلک اہلِ سنّت کی دشمنی میں اس قسم کی گری ہوئی حرکات سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ ان صاحب کا تعارف ہم خود دیوبندی حضرات کے نمائندگان سے کرائے دیتے ہیں، دیوبندی مفتی حمید اللہ جان لکھتے ہیں:

> ''انجمن سرفروشانِ اسلام کا بانی اور قائد ریاض احمد گوہر شاہی اپنے کفریہ عقائد کی وجہ سے کافر مرتد، ملحد اور زندیق ہے۔''
>
> (ارشاد المفتیین ج ۲ ص ۱۴۹)

یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں:

> ''ملت اسلامیہ اور ہندو پاک کے مسلمان ان انگریزی نبی کے انگریزی دین کا زہر ختم کرنے اور اس کے بدبودار لاشے کو دفن کرنے سے ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ اس کے گماشتوں نے پاکستان میں اس سے ملتا جلتا ایک اور فتنہ برپا کردیا جس کے بانی ریاض احمد گوہر شاہی نے یک لخت دین کی عمارت کو ڈھادینے کا اعلان کردیا۔'' (گمراہ کن عقائد و نظریات اور صراط مستقیم ص ۲۴۲)

ان حوالہ جات سے واضح ہوا کہ یہ ایک نئے گروہ کا بانی ہے اور انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اب ایسے شخص کو

لیکر ہم پر تنقید کرنا، ہر گز درست نہیں، مفتی عمیر قاسمی لکھتے ہیں:

''یہاں معتبر تو دور کی بات ہم انکو اہلِ سنّت و جماعت سے خارج سمجھتے ہیں لیکن جاننے کے بعد اس کو ہم پر تھونپنا یہ ایسے لوگوں کا کام ہے جو عقل بیچ کر دانہ چبانے والے ہیں۔ ہمارے ذمے اس کا جواب بھی ضروری نہیں۔'' (فضل خداوندی ص۱۰۹)

اب جناب بھی مفتی صاحب کے فتویٰ کے مطابق عقل سے محروم ہیں۔

(۵)علامہ پیر محمد چشتی

علامہ پیر محمد چشتی چترالوی صاحب کی جمہور اہلِ سنّت نے تکفیر نہیں کی، ان کے تفردات اپنی جگہ ہیں مگر تکفیر ہر گز نہیں کی گئی، اور اگر کسی نے تکفیر کی بھی ہو تو یہ اس کی ذاتی رائے ہے۔ مہر محمد میانوالوی لکھتے ہیں:

حضرت یونس کے متعلق بالا عبارت صریح جھوٹ ہے ہم ایسا اعتقاد نہیں رکھتے۔ اگر کسی غیر ذمہ دار مفسر نے لکھا ہو تو اس کا قصور ہے۔ مجموعی مسلک پر کوئی اعتراض نہیں۔ (ہم سنی کیوں ہیں ص ۲۵)

لہٰذا ان کی ذاتی رائے کو پورے مسلک کا مؤقف ہر گز نہیں کہا جا سکتا۔

(۶)پیر سیف الرحمٰن

پیر سیف الرحمٰن صاحب سے بھی کئی مسائل میں اختلاف کیا جا سکتا ہے مگر ان کی تکفیر ہر گز نہیں کی گئی، اور پیر صاحب نے ''حسام الحرمین'' کی تائید کر رکھی ہے، اس لیے نقل کردہ اقتباس کی تنقید ان پر فٹ نہیں ہوتی۔ الیاس گھمن صاحب لکھتے ہیں:

''پیر سیف الرحمٰن پیر ارچی نے مولوی احمد رضا کی حسام الحرمین

سے اتفاق کیا اور اس بناء پر بریلویت کا نام اپنے لیے پسند کر لیا۔"
(فرقہ سیفیہ کا تحقیقی جائزہ ص ۱۰)

ہاں جہاں تک پیر صاحب کے متعلق نقل کردہ اقتباس کا تعلق ہے، تو جن الفاظ کی بناء پر وہ تنقیدی کی گئی ہے، ان الفاظ کو نکال دیا گیا تھا، چنانچہ الیاس گھمن صاحب لکھتے ہیں:

"اب موجودہ ایڈیشن میں رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے الفاظ نکال دیئے گئے ہیں۔" (فرقہ سیفیہ کا تحقیقی جائزہ ص ۱۹)

ہاں اگر کسی نے بالفرض تکفیر کی بھی ہو تو وہ اس کا انفرادی مؤقف ہوگا، جمہور آپ کی تکفیر کے قائل نہیں۔

(۷) مفتی خان محمد قادری

مفتی صاحب کی تکفیر بھی ہرگز نہیں کی گئی، ان کے تفضیلی ہونے پر بحث تو کی جاسکتی ہے، مگر ان پر کفر کا فتویٰ نہیں۔ اور نہ جناب کے پیش کردہ اقتباسات میں کہیں ان کو کافر کہا گیا بلکہ ان کے سابقہ مؤقف پر تنبیہ ہے۔ جہاں تک "ضرب ختنین" کی بات ہے تو اس کتاب میں بھی مفتی محمد خان صاحب کی تکفیر نہیں۔

(۸) علامہ محمد اشرف سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ اشرف سیالوی صاحب مسلک اہلِ سنّت کی ایک عظیم شخصیت تھے، جس کا اقرار خود دیوبندی حضرات نے بھی کیا ہے، خود "معترض" صاحب لکھتے ہیں:

"مولوی اشرف سیالوی جن کو بریلویت میں مستند اور معتمد ہونے کا درجہ دیا جاتا ہے۔" (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۱۴۳)

الیاس گھمن لکھتا ہے:

''مولوی اشرف سیالوی جسے قائد بریلویت سمجھا جاتا ہے۔''

(کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۳۵)

سیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس سال سے پہلے نبی تسلیم نہیں کرتے، اور یہ مسئلہ ظنی ہے، اس کے انکار کی بناء پر کسی قسم کا کوئی فتویٰ آپ پر نہیں لگتا، اور نہ ہی آپ کی تضلیل و تفسیق ممکن ہے۔ جناب نذیر احمد سیالوی صاحب لکھتے ہیں:

عالم ارواح میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بالفعل نبی ہونا نصوص ظنیہ سے ثابت ہے۔ (نبوت مصطفیٰ ص ۶۰۵)

پیر محمد چشتی لکھتے ہیں:

''نہ صرف عالم مہد سے نبوت کا عقیدہ رکھنا اور اس کی تبلیغ کرنا محض ظنی ہے بلکہ اس حوالہ سے فریقین کی طرف سے اٹھائے جانے والے مسائل میں ایک بھی قطعی نہیں ہے۔''

(الرسائل والمسائل ص ۹۳)

پروفیسر عرفان قادری صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا کے پاس اگر فرصت کے اتنے لمحات تھے تو ایک ظنی مسئلہ پر طبع آزمائی کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کے خلاف کاسہ لیسیوں اور ریشہ دوانیوں میں مصروف فتنہ پرور لوگوں کا رد بلیغ کرتے۔'' (نبوت مصطفیٰ ہر آن ہر لحظہ ج ا ص)

اس لیے یہ مسئلہ محض ظنی ہے اس کی بنیاد پر تکفیر ہرگز ممکن نہیں۔ اب جہاں تک جناب کے پیش کردہ اقتباسات کا تعلق ہے تو پہلے حوالہ میں ''متشدد'' غیر معتبر حضرات کی طرف

اشارہ ہے جن کی مسلک حق میں کوئی حیثیت نہیں۔اس کے بعد دوسرا اقتباس جناب مفتی نذیر سیالوی کا ہے۔اس کی مکمل عبارت کچھ یوں ہے۔

''عبارت نمبر: ۴ میں بالخصوص شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ کرم فرمایا کہ وہ پہلی وحی سورۂ علق کی ابتدائی آیات نازل ہونے کے بعد بھی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب نبوت پر فائز ہونے اور آپ کی نبوت کا تحقق اور ثبوت ہوجانے پر ایمان نہیں رکھتے۔عبارت ملاحظہ فرمالیں!

عبارت نمبر: ۵ میں بھی شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو انعام مذکور سے نوازا ہے عبارت ملاحظہ فرمالیں۔بصد آداب توجہ کی اپیل ہے کہ سورۂ علق کی ابتدائی آیات کے نزول کے ساتھ حضور امام الانبیاء و المرسلین کا منصب نبوت پر فائز ہوجانا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا تحقق اور ثبوت اسلام میں قطعیات اور ضروریات دین سے ہے اور اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر ایمان نہ لانا اور آپ کی نبوت کے تحقق اور ثبوت کا پختہ عقیدہ نہ رکھنا اس کی سنگینی از روئے شریعت اہل علم پر مخفی نہیں۔۔۔تو عرض یہ ہے کہ خود اپنے اوپر جو ظلم عظیم کرنا تھا وہ تو کر ہی لیا لیکن تحقیقات کو پڑھ کر جو لوگ یہی عقیدہ اپنائیں گے اور نعمت ایمان سے محروم ہوں گے۔'' (نبوت مصطفی ص ۳۱۶۔۳۱۷)

اس عبارت سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہوگئی کہ نذیر سیالوی صاحب نے اشرف

سیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کسی عقیدہ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ جو انہوں نے شیخ محقق کی عبارت سے مفہوم سمجھا ہے اس پر گرفت کی ہے۔ پھر جناب کے پیش کردہ اقتباس میں بھی کہیں تکفیر کا تذکرہ نہیں، بلکہ خود معترض کو اس بات کا اقرار ہے کہ نذیر سیالوی صاحب نے علامہ اشرف سیالوی صاحب کی تکفیر کہیں نہیں کی۔ چنانچہ معترض صاحب اپنی دھن میں نذیر سیالوی صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

''آپ صاف اسے کافر کہنے کی جسارت کیوں نہیں کرتے۔''

(دست وگریباں ج ۲ ص ۷۵)

لہٰذا واضح ہوا کہ علامہ اشرف سیالوی صاحب کی تکفیر ثابت نہیں۔

(۹) پیر نصیر الدین نصیر

پیر صاحب ایک مضطرب قسم کی شخصیت تھے، نظریات میں ٹھہراؤ سے محروم تھے، اپنی ہی باتوں کی تردید کرنے کے عادی تھے، مطالعہ وسیع تھا مگر سرسری، انوار ساطعہ کی عبارات کو براہین قاطعہ کے حوالے سے نقل کیا، مناظرہ جھنگ کو سات گھنٹے کا مناظرہ کہا، اپنے بریلوی ہونے کی بھی تردید کی، جناب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق سخت قسم کے شبہات کے شکار تھے، ہم یہاں پیر صاحب کے شبہات کا تذکرہ کرنے کے ساتھ مختصر جواب بھی عرض کرتے ہیں، تاکہ کوئی غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ پیر صاحب لکھتے ہیں:

''بدعات کا سلسلہ اگرچہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور امارت میں شروع ہو گیا تھا۔'' (نام ونسب ص ۵۱۹)

ناظرین پیر صاحب کا صحابی رسول کو بدعتی کہنا بہت بڑی جسارت ہے، اگر صحابہ کرام کو بھی بدعت میں ملوث مان لیا جائے تو ان کے قول و عمل کی حجیت ختم ہو کے رہ جاتی ہے، پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "ما انا علیہ و اصحابی" کی کیا توجیہہ کی جائے گی؟ شمع رسالت کے پروانوں کو جو ہدایت کا ستارہ قرار دیا گیا، اس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اہل تشیع حضرات جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بدعات میں ملوث ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کیا یہ ان کے مؤقف کی تائید نہیں؟، پیر صاحب کی یہ عبارت عقیدہ اہلِ سنّت کے خلاف ہے، اگر پیر صاحب نے "نبراس" کا ہی مطالعہ کیا ہوتا تو اس قسم کی سنگین غلطی سے باز رہتے، صاحب نبراس لکھتے ہیں:

"بدعت ہر وہ چیز ہے جو صحابہ کرام کے عہد کے بعد بلا حجت شرعیہ دین میں نکالی جائے۔" (نبراس ص ۲۱)

لہٰذا پیر صاحب کا یہی قول عقیدہ اہلِ سنّت کے منافی ہے۔ ایسے ہی پیر صاحب لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ خلیفہ برحق تھے اور اس پر اجماع امت ہے۔ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جو رویہ اختیار کیا، وہ کسی بھی لحاظ سے پسندیدہ نہ تھا، ان کے اس رویے کو محض خطائے اجتہادی قرار دیکر ، موجب اجر و ثواب سمجھنا محل نظر ہے۔۔۔ ہمیں درجہ صحابیت کا لحاظ ہے اور ہم جناب امیر معاویہ کے بارے میں کوئی عناد نہیں رکھتے مگر اتنی بات ضرور ہے کہ ہم ان کے اس طرز عمل کو اجتہادی

کارنامہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔"   (نام ونسب ص ۵۳۳)

اس سلسلہ میں یہ بات یاد رہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ وجدل کی بنیاد خلافت نہیں بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے، جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، اور حضرت امیر معاویہ کی خطاء، خطائے اجتہادی تھی، اور یہی اہل سنت کا مؤقف ہے، اس مسئلہ پر تفصیلی تجزیہ تو ہم نے اپنی کتب "بے گناہ و بے خطا، اصحاب مصطفیٰ" اور "احادیث النبویہ فی الفضائل معاویہ رضی اللہ عنہ" میں کر دیا ہے، یہاں صرف اکابرین اہلِ سنّت کے اقوال نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

امام نوووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> "حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی فاضل عادل لوگوں میں سے اور نجات پانے والے صحابہ میں سے ہیں۔ رہی یہ بات کہ ان میں جنگیں ہوئیں، تو ان میں ہر گروہ کے پاس ایک دلیل تھی، جس کی بدولت وہ خود کو حق پہ سمجھتے تھے، یہ تمام حضرات عادل ہیں۔ اور وہ باہم جنگوں میں تاویل سے کام لیتے ہیں اور اس قسم کی کوئی چیز ان میں سے عدالت کو ساقط نہیں کرتی س لیے کہ وہ لوگ مرتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ پھر ان کا اختلاف ایسے مسائل میں ہوا جن میں اجتہاد کی گنجائش موجود تھی۔ جس طرح بعد میں آنے والے مجتہدین "خون کے مسائل" میں اختلاف کر لیتے ہیں اور اس سے کسی قسم کا نقص لازم نہیں آتا۔ (مسلم مع شرح نووی ص ۲۷۲)

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اور وہ کافر نہیں نہ فاسق ہیں نہ ہی انہیں ظالم ٹھہرایا جا سکتا ہے، کیونکہ ان کے پاس کوئی نہ کوئی وجہ ضرور تھی گو وہ باطل ہی کیوں نہ ہو، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ''اجتہاد'' میں خطا کی اور اس سے فسق لازم نہیں آتا چہ جائیکہ کفر۔''

(شرح مقاصد ج ۲ ص ۳۰۵)

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر اشکال وارد نہ کیا جائے کہ بعض صحابہ نے خلافت و امارت میں اختلاف کیا تھا میں کہتا ہوں کہ اختلاف خلافت بھی ظاہری طور پر دینی فروعی اختلاف کے ضمن میں آتا ہے جو ہر ایک کے اپنے اپنے اجتہاد سے پیدا ہوا، اس میں بھی کوئی دنیوی غرض نہ تھی جو خواہشات نفسانی کا حصہ لیے ہوئے ہو۔'' (مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۳۶۷)

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

''اہل سنت کی تمام کتابیں اس صراحت سے بھری پڑی ہیں کہ حضرت علی کے فریق مخالف کی غلطی اجتہادی تھی''

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ دوم ص ۵۴)

علامہ عبد العزیز بن احمد الپرھاروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ جن حضرات نے حضرت علی کے

خلاف خروج کیا انکا خروج امام برحق کے خلاف تھا مگر یہ بغاوت اجتہاد پر مبنی تھی جو معاف ہے۔

(الناھیۃ ص ۳۰، مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی)

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں گو ان میں بعض شورشوں اور فتنوں کی ابتلاء و آزمائش سے دوچار ہوئے مگر حسن ظن کی بناء پر کہا گیا ہے کہ فتنے اور شورشیں ان کی اجتہادی خطاء وتاویل سے تعبیر ہیں''۔

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۸۰)

طاہر القادری لکھتے ہیں:

''حضرت امیر معاویہ کا یہ فیصلہ اور اقدام جمیع ائمہ اہل سنت کے ہاں اجتہادی خطا پر محمول کیا جاتا ہے'' (شہادت امام حسین ص ۱۰۷)

لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی کہ اہل سنت کا موقف صرف خطائے اجتہادی کا ہے اور اگر کسی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لفظ ''باغی'' کا اطلاق کیا بھی ہے تو ان کے نزدیک بھی آپ کی بغاوت مبنی بر اجتہاد تھی اور اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حق پر نہ تھے، شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں اس حدیث میں حضرت معاویہ اور ان کی جماعت

پر باغی کا اطلاق صوری اور ظاہری طور پر ہے، جس طرح قرآن مجید میں حضرت آدم کے متعلق ہے: وعصی ادم ربہ فغوی (طہ:۱۲۱) اور آدم نے (بہ ظاہر) اپنے رب کی معصیت کی تو وہ (جنت سے) بے راہ ہو گئے۔

حقیقت میں حضرت آدم علیہ السلام کی بھی اجتہادی خطا تھی، معصیت نہ تھی اسی طرح حضرت معاویہ کی بھی اجتہادی خطا تھی بغاوت نہ تھی۔ (شرح صحیح مسلم ج ۷ ص ۹۰)

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

باغی وہ مسلمانوں کی جماعت ہے جو خلیفہ برحق کے مقابل آجائے، کسی غلط فہمی کی بنا پر نہ کہ نفسانی وجہ سے۔

(امیر معاویہ پر ایک نظر ص ۲۴)

نیز لکھتے ہیں:

پھر جب امام حسن ﷜ نے جناب امیر معاویہ ﷜ سے صلح کر لی۔ تب امیر معاویہ ﷜ امیر المومنین برحق ہوئے یہ ہی مذہب اہل سنت ہے۔ بہر حال جب بھی کسی صحابی کا ذکر ہو تو خیر سے ہو، ان کی عظمت و احترام کا خیال رہے۔ نیز اب چونکہ ہماری اردو اصطلاح میں لفظ باغی بے ادبی کا لفظ مانا جاتا ہے اس لیے اب

حضرت امیر معاویہ ﷛ یا ان کی جماعت یا کسی صحابی پر یہ لفظ نہ بولا جائے کیونکہ ہماری اصطلاح میں باغی غدار اور ملک وقوم کے دشمن کو کہا جاتا ہے۔ اصطلاح بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے۔

(امیر معاویہ پر ایک نظر ص ۲۵)

اس سلسلہ میں یہ بات بھی عرض ہے کہ کچھ حضرات کا نام لیکر اہل سنت کی عوام کے اذہان کو متوحش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اس کا ازالہ بھی پیش خدمت ہے۔

☆امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف

ایک روایت میں آیا ہے کہ امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا معاویہ ﷛ کے بارے میں کہا:

"ہماری مجلس کو ابوسفیان کے بیٹے کے ذکر سے خراب نہ کرو۔"

(الضعفاء للعقیلی: ۱۰۹/۳)

تبصرہ: اس کی سند میں احمد بن زکریا الحضرمی اور محمد بن اسحاق بن یزید البصری دونوں نامعلوم ہیں۔

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور تشیع

تشیع کے سلسلے میں عرض ہے کہ امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا اثنا عشری جعفری شیعہ یا رافضی ہونا قطعاً ثابت نہیں بلکہ ان کا تشیع بعض اہلِ سنت کا تشیع ہے جو سیدنا علی ﷛ کو سیدنا عثمان ﷛ سے

افضل سمجھتے تھے اور تمام صحابہ سے محبت کرتے تھے۔ اہل سنت کے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: کیا عبدالرزاق تشیع میں افراط کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے اس سلسلے میں اُن (عبدالرزاق) سے کوئی بات نہیں سُنی۔ الخ

(الضعفاء للعقیلی: ۱۱۰ / ۳، وسندہ صحیح)

امام عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں شیخین (سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کی فضیلت کا قائل ہوں کیونکہ (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنے آپ پر فضیلت دی۔ الخ

(الکامل لابن عدی: ۱۹۴۹ / ۵، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ: ۵۴۰ / ۶)

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"واللہ! ما انشرح صدری قط أن أفضّل علیاً علی أبی بکر وعمر، رحم اللہ أبابکر ورحم اللہ عمر، ورحم اللہ عثمان ورحم اللہ علیاً ومن لم یحبھم فما ھو بمؤمن فإن أوثق عملی حبی إیاھم رضوان اللہ علیھم ورحمت أجمعین"

اللہ کی قسم! میرے دل میں کبھی علی کو ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) پر فضیلت دینے پر اطمینان نہیں ہوا، اللہ ابوبکر پر رحم کرے، اللہ عمر پر رحم کرے، اللہ عثمان پر رحم کرے، اللہ علی پر رحم کرے اور جو ان سب سے محبت نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے۔ میرا سب سے مضبوط عمل یہ ہے کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں، اللہ ان سے

راضی ہو اور ان سب پر اللہ کی رحمت ہو۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر: ۱۳۰/ ۸۳، وسندہ صحیح، کتاب العلل و معرفۃ الرجال لعبداللہ بن احمد بن حنبل: ۶۵۲/ ۱ح ۱۲۴۶۵، وسندہ صحیح)

اس سنہری قول سے معلوم ہوا کہ امام عبدالرزاق شیعہ نہیں تھے بلکہ انھوں نے تشیع یسیر سے بھی رجوع کر لیا تھا کیونکہ اس قول میں وہ چاروں خلفائے راشدین کی ترتیب اور اُن سے محبت کے قائل ہیں۔ جو شخص اس سنہری قول کے باوجود امام عبدالرزاق کو شیعہ شیعہ کہنے کی رَٹ لگاتا ہے اس کا علاج کسی دماغی ہسپتال سے کرانا چاہئے۔

تنبیہ: تشیع یسیر سے بھی امام عبدالرزاق کا رجوع ثابت ہے۔ ابو مسلم البغدادی الحافظ (ابراہیم بن عبداللہ الکجی البصری) نے امام احمد سے نقل کیا کہ امام عبدالرزاق نے تشیع سے رجوع کر لیا تھا۔ دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۹۲/ ۸۳ وسندہ حسن)

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بیان کی اور فرمایا:

"وبنأخذ" اور ہم اسی کو لیتے ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق: ج ۳ ص ۲۹۴ ح ۵۵ ۴۳ دوسرا نسخہ: ۱۵۵۵)

انہوں نے ایک حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور کہا: "وبنأخذ" اور ہم اسی کو لیتے ہیں یعنی اسی کے قائل ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق: ۲۹۴/ ۳ح ۵ ۳۹۳، ۰۲۴۶)

بہر حال اس تفصیل کا مقصد یہی تھا کہ محدث عبدالرزاق نے تشیع سے رجوع کر لیا تھا۔

☆ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی جاتی ہے جس میں آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لفظ "باغی" کا اطلاق کیا ہے۔

تبصرہ: ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ اگر کسی نے باغی کا اطلاق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیا بھی ہے تو اس نے اس بغاوت کو مبنی بر اجتہاد تسلیم کیا ہے۔

چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

" يعنى وان صدر على بعضهم بعض ماهو فى الصورة شر فانه اما كان عن اجتهاد ولم يكن على وجه فساد من احرار و عناد بل كان رجوعهم عنه الى خير ميعاد بناء على حسن ظن بهم " (شرح الفقہ الاکبر ص ۲۰۹)

مزید لکھتے ہیں:

"از لم يكن ذلك عن نزاع فى حقيقة امارته ،بل كان عن خطا فى اجتهادهم " (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۹۲)

نیز فرماتے ہیں:

"۔قلت:الظاهر ان اختلاف الخلا فة ايضا من باب اختلاف فروع الدين الناشئ عن اجتهاد كل لا من الغرض الدنيوى الصادر عن الحظ النفسى ،فلا يقاس الملوك بالحدادين

(مرقاۃ ج ۱۱ ص ۱۶۳ ،مکتبہ العلمیہ بیروت لبنان)

☆امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب "العقیدۃ الطحاویۃ" میں لکھتے ہیں:

نحب اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا نفرط فى حب احد منهم ولا نتبرا من احد منهم و نبغض من يبغضهم وبغير الخير يذكرهم ولا نذكر هم الا بخير وحبهم دين وايمان و احسان وبغضهم كفر ونفاق وطغيان. (شرح العقیدہ الطحاویہ ص704ج2بیروت)

ترجمہ: ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں اوران میں سے نہ کسی ایک کی محبت میں افراط کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور جو ان سے بغض رکھتا ہے اور بغیر خیر کے ان کا ذکر کرتا ہے ہم اس سے بغض رکھتے ہیں اور ہم ان کا ذکر صرف بھلائی سے کرتے ہیں، ان سے محبت دین وایمان اور احسان ہے اور ان سے بغض کفر ونفاق ہے اور سرکشی ہے۔

☆علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

علامہ تفتازانی بھی خطائے اجتہادی کے قائل ہیں، ہم ان کی عبارت کے ترجمہ پر ہی اکتفاء کرتے ہیں، موصوف رقم طراز ہیں:

"اور مخالف باغی ہیں۔ انہیں باغی اس لئے کہا گیا کہ حضرت علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ہمارے ہی بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی۔ لیکن نہ وہ کافر ہیں نہ ہی فاسق وظالم۔ کیونکہ بغاوت کے جواز پر ان کے پاس دلیل تھی۔ اگر چہ وہ باطل ہی تھی ۔لہذا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ ان حضرات نے اجتہادی غلطی اور خطا کی"۔ (شرح مقاصد ج۲ ص ۳۰۵)

☆ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی خطائے اجتہادی ہی کے قائل ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

"اس اختلاف کی بنیاد یہ بات ہے جس کے بارے میں علماء یہ فرماتے ہیں کہ اختلاف کی بنیاد اجتہادی غلطی تھی"۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۳۲)

☆ صاحب ہدایہ اور علامہ ابن الہمام رضی اللہ عنہما کا موقف

صاحب ہدایہ کی بھی ایک عبارت اس مقام پر پیش کی جاتی ہے جس میں انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے لفظ جائر کا استعمال کیا۔

تبصرہ: جواباً عرض ہے کہ صاحب ہدایہ اس جگہ یہ بحث کر رہے ہیں کہ عادل حاکم کے خلاف بغاوت کرنے والا اگر کسی کو عہدہ پیش کرے تو کیا اسے قبول کرنا جائز ہوگا تو اس سلسلہ میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اس کا قبول کرنا درست ہوگا، اور اس سلسلہ

میں انہوں نے دلیل کے طور پر یہ بات پیش کی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام نے عہدے قبول کئے باجودیہ کے حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔

اب اس عبارت میں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے لفظ جائر کا استعمال کیا گیا ہے اس کے متعلق ''فتح القدیر'' میں ہے:

هذا تصريح بجور معاوية والمراد فی خروجه لا فی اقضيتة ثم الما يتم اذا ثبت انه ولی القضا قبل تسليم الحسن له واما بعد تسليمه فلا ويسمی ذالك العام عام المحاجة۔ (فتح القدیر ج ۵ ص ۴۶۱)

اس عبارت کا خلاصہ یہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے لفظ جور کا استعمال صرف اس وقت تک درست تھا جب آپ نے خروج کیا، حضرت حسن سے صلح کے بعد آپ کی خلافت صحیح ہوگئی۔ اسی لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بعض فقہاء نے حضرت معاویہ کے حق میں جو ''جور'' کا لفظ استعمال کر کے انہیں امام جائر کہا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مستحق خلافت نہ تھے نہ یہ کہ اس سے مراد وہ جور ہے جس کا مال فسق وضلالت ہے۔

(مکتوبات دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر ۵۴)

یعنی اس سے مراد صرف یہ ہے کہ آپ کی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں درست نہ تھی، اور اس خطا کو صاحب فتح القدیر نے بھی اجتہاد تسلیم کیا ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

"وما جری بین معاویة و علی من الحروب کان مبنیا
علی الاجتهاد لا منازعة فی الامامة"

(المسامرة بشرح المسایرہ ج۲ص ۱۳۲)

☆شاہ عبدالعزیز کا مؤقف

کچھ حضرات فتاویٰ عزیزی کا حوالہ بھی دیتے ہیں، جس کے متعلق عرض ہے کہ اس کے الحاقی ہونے میں کوئی شبہ نہیں، یہ مختصر مضمون ہے تفصیل کی اجازت نہیں، تفصیل کے خواہش مند حضرات مفتی نذیر احمد سیالوی صاحب کی کتاب ''مناقب الخلفاء راشدین '' ج ۲ ص ۱۷۷ تا ۱۸۶ '' اور قاضی مظہر حسین چکوالی کی کتاب ''دفاع معاویہ'' کی طرف رجوع کریں۔اور جہاں تک ''تحفہ اثنا عشریہ'' میں موجود ''فسق اعتقادی'' کے الفاظ کا سوال ہے تو اس کی وضاحت خود شاہ صاحب نے یوں کی:

در عرف اہل سنت خطائے اجتہادی نامند"

(تحفہ ص ۶۱۸)

پھر شاہ صاحب نے خود ''تحفہ اثنا عشریہ'' میں تحریف کا ذکر کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

و تعریضات درباب معاویہ ازیں فقیر واقعہ نہ شد اگر در
نسخہ از تحفہ اثنا عشریہ یافتہ شود الحاق کسے خواہد بود
کہ بنا پر فتنہ انگیزی وکید و مکد کہ بنائے ایشاں یعنی

گروہ رافضہ ازقدیم بدہمیں امور است این کار کردہ باشد
چنانچہ بسمع فقیدرسیدہ کہ الحاق شروع کردہ اند اللہ خید
حافظ وایں تعریضات در نسخ معتبدہ البتہ یافتہ نخواہد
شد (مکتوبات شاہ عبدالعزیز ص ۲۶۵_۲۶۶)

شاہ صاحب کے اس بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تحفہ میں حضرت امیر معاویہ ﷜ کے متعلق تحریف ہوئی ہے۔ بہرحال شاہ صاحب کا مؤقف بھی خطائے اجتہادی کا ہی ہے۔ لہٰذا واضح ہوا کہ اہلِ سنّت کا مؤقف اس مسئلہ میں ''خطائے اجتہادی'' کا ہے۔ اس کو خطائے منکر سے تعبیر کرنا اہلِ سنّت کے مسلک کے خلاف ہے۔ ہم نے یہاں ان باتوں کا تذکرہ اور اس کا رد اس لیے پیش کیا کہ کچھ لوگ پیر صاحب کے ان نظریات کو مسلک اہلِ سنّت کا لیبل لگا کر دنیا کے سامنے پیش کر رہے تھے، جبکہ مسلک حق اہلِ سنّت و جماعت کا اس قسم کے نظریات سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ ایسے ہی پیر صاحب نے مسئلہ تفضیل میں بھی اہلِ سنّت سے ہٹ کر راہ اختیار کی، لکھتے ہیں:۔

اصحابی کالنجوم کا ارشاد بھی بجا ہے
مگر سب سے بلند ستارہ علی کا ہے

(فیض نسبت ص ۵۷)

پیر صاحب کا یہ قول ہرگز درست نہیں، اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ افضل البشر بعد از انبیاء صدیق اکبر ہیں۔

لہٰذا ان عقائد کی روشنی میں پیر صاحب ہمارے مسلک کی معتمد علیہ شخصیت نہیں ٹھہرتے اور اس کا اقرار دیوبندی حضرات کو بھی ہے۔

اب جہاں تک جناب کے پیش کردہ اقتباسات کا تعلق ہے تو ان سے زیادہ سے زیادہ لزوم ثابت ہوتا ہے، ان دونوں حضرات نے پیر نصیر الدین کی تکفیر نہیں کی۔ لہٰذا پیر صاحب کے متعلق اہلِ سنّت کا مؤقف یہی ہے کہ وہ ایک مضطرب قسم کی شخصیت تھے، اور ان کے تفردات ہرگز حجت نہیں۔

(۱۰) علامہ ابوالخیر زبیر حیدرآبادی

علامہ صاحب کا قضیہ کچھ یوں ہے کہ علامہ صاحب نے ایک تقریر کرتے ہوئے حضور ﷺ کی جانب ذنب کی نسبت کرتے ہوئے اس سے خلاف اولیٰ مراد لیا اور ترجمہ گناہ کیا، اس پر علماء اہلِ سنت نے انہیں تنبیہ کرنے کے لیے مختلف کتب لکھیں، مگر کسی نے ان کی تکفیر نہیں کی۔ ان کے متعلق عبدالمجید سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

> ان حضرات نے یہ اقدام کر کے اگرچہ کئی بہت بڑی مذہب کش، علمی اور تحقیقی اغلاط کا ارتکاب کر کے بہت برا کیا ہے تاہم ترجمہ ہذا پر محض اس اعتراض کی بنیاد پر ان پر حکم کفر لگانا اور ان کی تکفیر و تضلیل یا تفسیق کرنا شرعاً درست نہیں، کیونکہ اس صورت میں تکفیر و تضلیل کی کوئی صحیح، شرعی، معیاری وجہ نہیں پائی جاتی۔
>
> (کنزالایمان پر اعتراضات کا آپریشن ص ۶۲)

۱۱) علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

شارح بخاری مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں سورۃ الفتح کی آیت میں ذنب کی نسبت حضور کی طرف قائم رکھی اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تغلیط کی، جس پر ان کے خلاف کتب لکھی گئیں، جس کی بدولت علامہ صاحب

نے اپنے مؤقف سے رجوع کرتے ہوئے اس ترجمہ کو عقائد اہل سنت کے مطابق قرار دیا۔مگر ان کتب میں بھی علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی تکفیر نہیں کی گئی،اور جناب نے جو اقتباس پیش کیا،اس میں یہ بات بھی موجود ہے کہ:

''مگر یہ بات یاد رہے کہ ہم مولانا سعیدی کی تکفیر نہیں کرتے ......''

(الذنب فی القرآن ص۲۶)

لہٰذا ان کے تفردات سے اختلاف تو ممکن ہے مگر ان کی تکفیر ہرگز ثابت نہیں۔

اس کے بعد جناب نے فہرست کو(۳۷) تک پہنچایا یہ بھی جناب کی غلط فہمی ہے،مولانا سعیدی نے ہرگز کسی کی تکفیر نہیں کی، بلکہ علامہ صاحب کا آخری موقف اپنے مخالفین کے بارے میں یہی رہا کہ ان کا نظریہ مرجوح ہے اور بس۔چنانچہ جس کتاب کے اقتباسات ہیں اس میں یہ بات موجود ہے:

''علامہ سعیدی نے شرح صحیح مسلم کی جلد ۶ کے مختلف صفحات میں اپنی تحریر میں اس کے بارے میں لکھا تھا ''یہ ترجمہ صحیح نہیں'' اب اسے صحیح مانتے ہوئے ''مرجوح'' قرار دیا ہے۔''

(الذنب فی القرآن ص۸۱۶)

لہٰذا علامہ صاحب نے صرف اس مؤقف کو مرجوح ہی قرار دیا، جہاں تک عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات ہے تو اس کے متعلق علامہ صاحب لکھتے ہیں:

''عطاء خراسانی نے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف گناہ کی نسبت کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے یا سخت ترین حرام کیا ہے۔

(تبیان القرآن ج۱۱ص۲۱۶)

اس عبارت میں واضح تکفیر نہیں، بلکہ احتمال ہے، اس لیے تکفیر کا استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا جناب کا فہرست کو ۳۷ تک پہنچانا بالکل درست نہیں۔

۳۸) مفتی عبد المجید خان سعیدی زید مجدہ

معترض نے مفتی صاحب کے متعلق غلام مہر علی خان صاحب کی تنقید نقل کی، ان ہی کی تنقید حوالہ نمبر ۳۹، ۴۰، ۴۱ اور ۴۳ میں بھی نقل کی، اس لیے ہم یہاں ان سب کا اصولی جواب دیئے دیتے ہیں۔ غلام مہر صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خلاف اولیٰ کی نسبت کرنا کفر و گستاخی ہے۔

(عصمۃ النبی المصطفیٰ ص32، تاریخی شکست فاش ص24)

جبکہ اس مسئلہ میں راجح یا مرجوح کی بحث تو ہوسکتی ہے، مگر اس کو کفر یا گستاخی قرار دینا محل نظر ہے اور ان کا تفرد اور ذاتی مؤقف ہے جو ہرگز حجت نہیں۔

مولوی محمد نافع لکھتے ہیں:

> علماء کے تفردات پر اعتماد نہیں کیا جاتا وہ متروک ہوتے ہیں۔
>
> (مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین ص ۱۶۳)

مہر محمد میانوالوی لکھتے ہیں:

> حضرت یونس کے متعلق بالا عبارت صریح جھوٹ ہے ہم ایسا اعتقاد نہیں رکھتے۔ اگر کسی غیر ذمہ دار مفسر نے لکھا ہو تو اس کا قصور ہے۔ مجموعی مسلک پر کوئی اعتراض نہیں۔ (ہم سنی کیوں ہیں ص ۲۵)

ناظرین! مہر صاحب کے اس بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی ذاتی رائے سے مجموعی مسلک پر اعتراض ہرگز قائم نہیں ہوسکتا۔

محمود عالم صفدر لکھتے ہیں:

ہر عالم کی بات کو جو کا توں قبول نہیں کیا جاتا (تسکین الاتقیاء ص ۱۱۹)

عبدالحق بشیر لکھتے ہیں:

''ہم بھی اسے حضرت نانوتوی کا تفرد قرار دیتے ہوئے اس سے اتفاق نہیں کرتے۔'' (عقیدہ حیات النبی ص ۹۲)

عبدالجبار سلفی لکھتے ہیں:

اہل علم جانتے ہیں بعض مسائل میں ان حضرات کے تفردات بھی ہیں۔ہم ان کے تفردات کے قول کو قبول نہیں کرتے۔

(تنبیہ الناس ۵۹)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تفردات قابل قبول نہیں۔لیکن یہ بات یاد رہے کہ غلام مہر علی صاحب کے نزدیک اس سے صرف لزوم کفر آتا ہے، التزام نہیں۔چنانچہ اپنے الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

میں نے تو حرام اور کفر ہی لکھا ہے جس میں مرتد قرار دینے کے لئے قائل کا التزام بھی ملحوظ ہوتا ہے۔(جوابات رضویہ ص 65)

اور خود دیوبندی حضرات نے لکھا ہے کہ لزوم کفر، کفر نہیں۔اس لئے یہ حوالہ جات بھی جناب کو مفید نہیں۔

۴۲)ماہر رضویات مولانا غلام مہر علی

ان کی بھی کسی نے تکفیر نہیں کی، یہ سب معاصرانہ چپقلش تھی، اور جہاں تک عبدالمجید

سعیدی صاحب کی پیش کردہ پیش گوئی ہے تو اولا تو انہوں نے یہ نہیں لکھا کہ پوری ہو چکی ہے بلکہ وہاں صرف یہ الفاظ ہیں کہ پوری ہو رہی ہے۔

چنانچہ عبدالمجید لکھتے ہیں:

غلام مہر آخر میں مرتد ہو جائے گا جو من وعن پوری ہو رہی ہے،

(مواخذہ معرکۃ الذنب ص20، کاظمی کتب خانہ)

اور یہ بات واضح ہوئی کہ انہوں نے بھی تکفیر نہیں کی۔ پھر اس پیش گوئی کے متعلق خود غلام مہر علی صاحب کی وضاحت موجود ہے، تفصیل کے شائق حضرات جوابات رضویہ صفحہ نمبر 70 تا 75 ملاحظہ کریں۔

اللہ کے کرم اور اس کی توفیق سے یہ کام آج مورخہ 6 اپریل 2019 کو مکمل ہوا، اصل میں مسودہ تو بہت عرصہ پہلے ہی تیار تھا، مگر مصروفیت کے باعث کچھ چیزوں کو ترتیب نہ دی جا سکی، خیر بہت سے مسائل سے گزرنے کے بعد اللہ رب العزت نے کرم فرمایا اور کتاب ہذا پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ اس بات کا تذکرہ بھی کرنا ضروری ہے کہ کتاب ہذا کی اولین کمپوزنگ جس میں ٹیکنکل فالٹ آ گیا تھا آج وہ بھی درست ہو گئی اور اسی میں دوسری جلد بھی کمپوز شدہ موجود ہے، اس لئے انشاء اللہ عنقریب اس کی دوسری جلد بھی ہمارے قارئین کے ہاتھوں میں ہو گی، اور تیسری جلد کا کام بھی مکمل ہے، مسودے کی تیاری جاری ہے، اللہ اس کام کو مکمل کرے، اور عامۃ الناس کے لئے نافع بنائے۔

آمین!